تاریخ احمدیت

جلد نمبر 25

1969ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ ناشر

خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے شعبہ تاریخِ احمدیت کی مرتب کردہ تاریخِ احمدیت کے سلسلہ کی جلد ۲۵ طبع ہو کر ہدیۂ قارئین ہے۔ اس جلد میں سال ۱۹۶۹ء کے دَوران کے واقعات و حالات مذکور ہیں۔

نے بڑی محنت اور عرق ریزی اور شوق اور توجہ کے ساتھ اس کی تیاری اور تکمیل کی۔ اس عمل میں ان کے ساتھی مختلف مراحل پر ان کے معین رہے۔ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء کار کو اس خدمت کی احسن جزا دے۔ ان کی کاوشوں سے ہمیں سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کے مزید ایک باب سے متعارف و واقف ہونے کا موقع میسر آیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ ارشاد ہر احمدی کے پیش نظر رہنا چاہئے کہ

''سلسلہ کی تاریخ سے واقفیت رکھنا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ احباب کو چاہئے کہ اس کا مطالعہ کریں اور اس کی اشاعت میں حصہ لیں''

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس ارشاد کی تعمیل کی توفیق و سعادت بخشے اور تاریخ کا مطالعہ خلافت سے وابستگی اور محبت و اطاعت میں برکت کا موجب بنائے اور پڑھنے والوں کے دل میں خدمتِ دین کی اُمنگ اور شوق میں مہمیز کا کام دے۔

پیش لفظ

احبابِ جماعت کی خدمت میں سال ۱۹۶۹ء کے حالات و واقعات پر مشتمل تاریخ احمدیت کی جلد نمبر ۲۵ پیش کی جارہی ہے۔ اس جلد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی گوناگوں مصروفیات، دورہ جات، ارشادات، ہدایات اور تحریکات کے علاوہ نہایت پرمعارف خطبات و خطابات کے ملخص اور اقتباسات شامل کئے گئے ہیں۔

اسی طرح جلسہ ہائے سالانہ ربوہ و قادیان، مجلس مشاورت، سالانہ اجتماعات کا روح پرور تذکرہ بھی محفوظ کیا گیا ہے۔ اس سال نسلِ انسانی کو تسخیر عالم کی ایک اہم مہم میں عظیم کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے چاند کی سرزمین پر اپنے قدم رکھ کر بنی نوع انسان کے لئے تسخیرِ کائنات کے لامتناہی درکھول دیئے۔ اس محیّر العقول واقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت درجہ عمیق حکمتوں سے پُر خطبہ ارشاد فرمایا، جس کا ایک اقتباس بھی قارئین کے ازدیادِ علم کے لئے شاملِ اشاعت ہے۔

نیز اس جلد میں صحابہ کرام کے دلگداز ایمان افروز واقعات، مخلصینِ سلسلہ کا ذکرِ خیر اور احمدی نوجوانوں کی مختلف شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں کامیابیوں کا ذکر وغیرہ محفوظ کیا گیا ہے۔

اس جلد میں ان اہم واقعات کے تذکرہ کے علاوہ حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری ایسے نابغہ روزگار وجود کے انتقال پُر ملال، پاکستان آرمی کے مایہ ناز جرنیل مکرم اختر حسین ملک صاحب اور انکی اہلیہ محترمہ کے سانحہ شہادت اور اٹلی کے پروفیسر ڈاکٹر اطالو کیوسی صاحب کے قبول اسلام کا ذکر بھی موجود ہے، جن کو اسپرانٹو زبان میں ترجمہ قرآن کریم کی عظیم سعادت حاصل ہوئی۔

اسی طرح بیرونی ممالک میں احمدیہ مشنوں کی مساعی کا ذکر کہ کس طرح احمدی مبلغین اکنافِ عالم میں دینِ حق کی سربلندی کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہمہ تن مصروف ہیں۔ نیز دورانِ سال شائع ہونے والی نئی مطبوعات کا ذکر بھی شامل مسودہ کیا گیا ہے۔

خصوصی خدمت کی توفیق پائی ہے۔ نیز دنیا بھر میں کئی احبابِ جماعت سے رابطے کئے گئے اور مفید معلومات، اہم واقعات اور نادر تصاویر حاصل کر کے شامل اشاعت کی گئی ہیں، اس سلسلہ میں بھی بعض احباب جماعت کا خصوصی تعاون حاصل رہا ہے۔ علاوہ برایں
اور مکرم عمیر علیم صاحب انچارج مخزن تصاویر لندن بھی بہت شکریہ کے مستحق ہیں کہ یہ سب احباب کرام اس جلد کے مواد کی تیاری کے سلسلہ میں کتب و رسائل، اخبارات و مجلّات اور تصاویر کی فراہمی کے لئے خصوصی تعاون فرماتے رہے ہیں۔

جزاھم اللّٰہ احسن الجزاء

تاریخ احمدیت جلد 25 (سال 1969ء)

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
صلح تا فتح ۱۳۴۸ہش/جنوری تا دسمبر ۱۹۶۹ء	
جلسہ سالانہ قادیان	1
وصال حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری	4
(حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے روح پرور پیغامات	28
پاکستان کے لئے خصوصی دعا کی تحریک	31
ایک مضمون ''پنجاب میں تحریک احمدیت''	32
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا جماعت سیرالیون کے نام روح پرور پیغام	35
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تعلیم الاسلام کالج میں تشریف آوری	36
ایک قرآنی دعا کے بکثرت پڑھنے کی تلقین	36
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سوشلزم سے متعلق ارشاد	38
ربوہ میں یوم مصلح موعود کی تقریب	40
ربوہ میں عیدالاضحیٰ کی تقریب	40
صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی سالانہ دینی اور انتظامی سرگرمیاں	41
تحریک جدید کی عالمی خدمات پر ایک نظر	45
صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا ایک معلومات افروز انٹرویو	48
پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو شاندار خراج تحسین	50
تعلیم القرآن کے نئے دور کا آغاز	51
مجلس مشاورت ۱۹۶۹ء	52
۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا انقلاب انگیز اختتامی خطاب	65
تعلیم القرآن کی مؤثر تحریک	67
حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا خطاب	68
اسلام کے اقتصادی نظام پر سلسلہ خطبات	69
اہل ربوہ کو نماز باجماعت کی خصوصی تلقین	70
انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کو زیادہ مستعد ہونے کی تحریک	71

عنوان	صفحہ
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تعلیم الاسلام کالج میں تشریف آوری	72
فضل عمر فاؤنڈیشن کی پہلی تقریب تقسیم انعامات	72
سیرت النبی ﷺ پر مشتمل نادر لٹریچر اور قیمتی مخطوطات کی شاندار نمائش	75
ربوہ کے احمدی نونہالوں کی طرف سے خدمت خلق کا شاندار نمونہ	79
صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا دورۂ ایران، ترکی و یوگوسلاویہ	81
مجاہدین وقف عارضی کے لئے سرٹیفکیٹ	86
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفر مری	87
مخالفین احمدیت کی طرف سے اشتعال انگیزی کی مہم	90
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سولہویں تربیتی کلاس سے افتتاحی خطاب	93
آل ورلڈ گورونانک کنونشن امرتسر میں احمدیہ وفد	94
پروفیسر ڈاکٹر اطالوکیوسی کا قبول اسلام اور اسپرانٹو ترجمہ قرآن کی اشاعت	95
تسخیر قلوب کے لئے اسوۂ رسولؐ پر عمل پیرا ہونے کی تحریک	99
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی نہایت قیمتی نصائح	99
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا پیغام اہلِ ثروت مخلصینِ سلسلہ کے نام	102
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفر کراچی	103
قبلۂ اوّل مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی پر جماعت احمدیہ کا سخت احتجاج	111
لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کا حادثۂ شہادت	113
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا چاند کی تسخیر پر تبصرہ	121
سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے کی بابرکت تحریک	123
مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی پر مسلم ممالک کی ایک اہم کانفرنس (مراکش)	124
۔ حضور انور کی طرف سے دعا کی تحریک	125
۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کا برقی پیغام	125
(حضرت) مرزا طاہر احمد صاحب کا ولولہ انگیز پیغام ماریشس کے خدام کے نام	129
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا مجاہدین احمدیت سے خطاب	132
تعلیم الاسلام کالج کے فزکس بلاک کے پہلے مرحلہ کی تکمیل	134
مجددیت سے متعلق ایک غلط تخیّل کی تردید	136
حضرت عثمان ڈان فوڈیوؒ کا ذکر خیر	139
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفر لاہور	140

عنوان	صفحہ
ٹی آئی کالج ربوہ میں طبیعیات کی نئی تجربہ گاہ کا شاندار افتتاح	147
مجلس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع	149
سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ	152
۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خطاب	152
مجلس اطفال الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع	153
۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خطاب	153
مجلس انصار اللہ کا سالانہ اجتماع	154
۔ افتتاحی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث	155
۔ اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث	156
مظفر پور کانفرنس میں احمدیہ وفد کی تقاریر	156
(حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے اعزاز میں الوداعی تقریب	157
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا مرکزی اجتماعات پر تبصرہ	160
حضرت بابا نانک کی پانصد سالہ تقریبِ برسی میں احمدیہ وفد کی شمولیت	161
جماعت احمدیہ کے شائع کردہ اردو تراجم قرآن وتفاسیر	162
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا ارشاد بابت اعتکاف	165
مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر ''لائٹ'' کی بیعتِ خلافت کی وضاحت	165
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اپنے خدام سے پُرمعارف گفتگو	168
ربوہ میں عیدالفطر کی بابرکت تقریب	168
پروفیسر عبدالسلام صاحب کا گرانقدر عطیہ	169
جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۶۹ء	169
جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۶۹ء	173
حوالہ جات (صفحہ 1 تا 186)	187
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابہ کرام کا انتقال	
حضرت سلطان بی بی صاحبہ	194
حضرت امام بی بی صاحبہ اہلیہ فضل دین صاحب آف قادیان	195
حضرت حشمت بی بی صاحبہ بنت حضرت چوہدری امام الدین صاحب	195
حضرت مرزا سلام اللہ صاحب آف قادیان حال چنیوٹ	196
حضرت بھائی شیر محمد صاحب قریشی (جہلمی) آف نیروبی	197
حضرت استانی سکینۃ النساء صاحبہ اہلیہ حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب	198
حضرت رحمت بی بی صاحبہ اہلیہ حضرت ماسٹر نور الٰہی صاحب جنجوعہ	202

عنوان	صفحہ
حضرت حافظ عبدالسمیع خان صاحب امروہی	202
حضرت چوہدری مہر خان صاحب آف کریام	208
حضرت مرزا حسام الدین صاحب لکھنوی	209
حضرت منشی عبدالحق صاحب خوشنویس	209
حضرت ملک نبی محمد صاحب میانی گھوگھیاٹ بھیرہ	211
حضرت صوفی محمد یعقوب صاحب قندھاری کمپونڈر نور ہسپتال قادیان	215
حضرت بابو عبدالحمید صاحب آڈٹ آفیسر ریلوے	218
حضرت پیرزادہ رشید احمد صاحب ارشد آف گولیکی	222
حضرت چوہدری علی محمد صاحب امیر حلقہ ریتی چھلہ قادیان	223
حضرت ملک امام الدین صاحب سمبڑیالوی	224
حضرت منشی عبدالسمیع صاحب کپورتھلوی	225
حضرت سردار بی بی صاحبہ اہلیہ حضرت قریشی محمد شفیع صاحب	226
حضرت میاں عمر دین صاحب	227
حضرت سیّد امجد علی شاہ صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ	227
حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب آف کھارا متّصل قادیان	230

۱۹۶۹ء میں وفات پانے والے مخلصین جماعت

عنوان	صفحہ
ڈاکٹر عبیداللہ صاحب بٹالوی ہومیو پیتھ لاہور	233
مولوی سیّد فضل کریم صاحب آف کلکتہ	233
چوہدری عبید اللہ صاحب منہاس سابق امیر بہوڑو چک نمبر ۱۸ ضلع شیخوپورہ	234
ڈاکٹر عنایت اللہ احمد صاحب سیالکوٹی	234
چوہدری عبدالرحمٰن صاحب آف کریام حال چک نمبر ۸۸ ج ب فیصل آباد	234
میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ ضلع راولپنڈی	234
حافظ شفیق احمد صاحب	240
الحاج احمد عُکاشی صاحب	240
راجہ محمود امجد خان صاحب جنجوعہ (سرگودھا)	241
شمس الدین خان صاحب امیر جماعت پشاور و ڈیرہ اسماعیل خان ڈویژن	241
حضرت امۃ الحمید بیگم صاحبہ	242
فاطمہ بیگم صاحبہ زوجہ حکیم یوسف علی خان صاحب	242
ملک امان خان صاحب آف بالاکوٹ	243
جناب عبدالقادر صاحب آف ڈیٹن، اوہایو، امریکہ	243

عنوان	صفحہ
بھائی محمد حسین صاحب کھوکھر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جنجہ (یوگنڈا)	244
کرنل ڈاکٹر محمد یوسف صاحب انچارج احمدیہ ڈسپنسری لیگوس	244
حضرت چوہدری محمد حسین صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ ملتان	245
ملک غلام ربانی صاحب آف ٹورانٹو کینیڈا	250
سید امیر الدین صاحب قاضی ریٹائرڈ ڈپٹی کلیکٹر دھاروار	251
شیخ محمد صدیق صاحب شملوی	251
چوہدری محمد حسین صاحب مہار منگولہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ	251
سیدہ ممتاز بیگم صاحبہ	252
حضرت مہر النساء صاحبہ اہلیہ حضرت سردار امام خان صاحب آف سیالکوٹ چھاؤنی	252
بویوغ مالک صاحب آف سنگاپور	252
چوہدری عبدالرحیم صاحب صدر حلقہ اسلامیہ پارک لاہور	252
وائی اے صافی آف نائیجیریا	255
حکیم محمد دین صاحب انصاری	255
چوہدری محمد الدین صاحب	255
رشیدہ حسین صاحبہ ایم۔اے	256

عنوان	صفحہ
بابو فہیم اللہ صاحب کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان	256
شیخ اکبر علی صاحب بٹالوی برادر نسبتی حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی	256
ملک خیر الدین صاحب درویش	257
چوہدری نواب دین صاحب آف تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور	257
سیّد محمد ہاشم صاحب بخاری مولوی فاضل او۔ٹی	258
مولوی فضل الدین صاحب آف ملیانوالہ سیالکوٹ	258
ایمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ قاضی محمد شریف صاحب لائلپور	259
ابواحمد مرزا جمال احمد صاحب	259
حاجی اونکو اسماعیل بن عبدالرحمٰن صاحب	260
کمال فولر صاحب سوئٹزرلینڈ	260
ڈاکٹر عبدالکریم صاحب امیر جماعت احمدیہ ملتان	261
الطاف حسین خان صاحب شاہجہانپوری	262
منشی غلام محمد صاحب پنشنر آف موضع ججکہ بھیرہ	262
میجر عزیز احمد صاحب ڈائریکٹر شاہنواز لیمیٹڈ کراچی	263
شیخ حبیب اللہ صاحب ایڈووکیٹ نابھ سٹیٹ حال حافظ آباد	263
چوہدری مختار احمد صاحب ایاز ایجوکیشن آفیسر تنزانیہ	263
یونس الوگوس (OLUGHOSE)	264
میاں محمد یوسف صاحب پشاوری ککے زئی ساکن کوٹلہ فیل بانہ پشاور	264

عنوان	صفحہ
مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی سابق مجاہد جرمنی	264
برکت علی خاں صاحب برمی	265
چوہدری محمد عالم صاحب صدر فتح پور ضلع گجرات	265
رقیہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد یوسف صاحب غوث گڑھی احمد نگر	266
بابا فضل احمد صاحب درویش ولد میر داد صاحب ساکن گھٹیالیاں	268
مرزا بشیر احمد صاحب درویش ولد مرزا بہادر بیگ موضع نسووالی سوہل خورد ضلع گجرات	269
مولوی محمد یٰسین صاحب محرر لنگر خانہ	270
بھائی شیر محمد صاحب آسٹریلیا والے	270
سردار سلطان احمد صاحب	270
حکیم محمد موہیل صاحب ولد محمد لقمان صاحب	272
ماسٹر رانا محمد بخش صاحب	272
چوہدری بقاء اللہ صاحب المعروف بگا صاحب	273
صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب بازید خیل ضلع پشاور	273
حوالہ جات (صفحہ 194 تا 273)	274
۱۹۶۹ء کے متفرق اہم واقعات	
خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں خوشی کی تقاریب	280
احمدیوں کی نمایاں کامیابیاں اور اعزازات	280

عنوان	صفحہ
مسجد خضر سلطانہ کی تعمیر	283
قادیان میں یوم جمہوریت	283
مسجد احمدیہ شیموگہ کا افتتاح	284
وقار عمل کی ایک دلچسپ رپورٹ	284
ربوہ کے ڈاکٹرز کے متعلق ایک خبر	285
۱۹۶۹ء کے احمدی حجاج	285
احمدیہ محلّہ قادیان میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی آمد	286
جامعہ احمدیہ کے سالانہ تقریری مقابلے	286
تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا ایک خصوصی اجلاس	287
سفیر سعودی عرب کو قرآن مجید انگریزی کا بیش قیمت تحفہ	287
صدر جمہوریہ ہند کا انتقال اور قادیان میں تعزیتی جلسہ	287
تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں ماہرین تعلیم کی آمد	288
کالی کٹ انڈیا میں تبلیغی نمائش	288
ایک درویشِ قادیان کی آل انڈیا ریڈیو جالندھر سے تقریر	290
ربوہ میں سیرت النبی ﷺ کا عظیم الشان جلسہ	290
تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں سے ڈپٹی کمشنر ضلع سیالکوٹ کا خطاب	291
ڈاکٹر حمید الدین صاحب کا فکر انگیز خطبہ اسناد	291
پنجاب میں جنت۔ احمدیہ محلّہ قادیان	292

عنوان	صفحہ
ربوہ میں یوم دفاع	294
پانچواں آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ	294
صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی سکھ نیشنل کالج قادیان میں ایک تقریر	295
امریکن چرچ کے وفد کی قادیان میں آمد	295
راٹھ (یو۔پی) میں احمدیہ صوبائی کانفرنس	297
لائبریری مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا افتتاح	299
مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام وقار عمل	299
مجلس ارشاد مرکزیہ کے اجلاسات	300
حضرت اماں جان کی خادمہ کے بچوں کا نکاح	301
قابل رشک قربانی کا مظاہرہ	302
بیرونی ممالک میں جماعتی مساعی	
آئس لینڈ	303
امریکہ	303
انڈونیشیا	307
انگلستان	308
برما	314
تنزانیہ	315
جاپان	317
جرمنی	319
سپین	325
سکنڈے نیویا	326
سنگاپور	327
سوئٹزرلینڈ	328
سیرالیون	332
غانا	340
فجی	344
کینیا	346
گیمبیا	348
گی آنا	351
لائبیریا	353
ماریشس	353
ملائیشیا	357
نائیجیریا	359
ہالینڈ	363
یوگنڈا	367
مبلغین احمدیت کی آمدورفت و روانگی	373
نئی مطبوعات	375
حوالہ جات صفحہ (280 تا 376)	377

صلح تا فتح ۱۳۴۸ہش/جنوری تا دسمبر ۱۹۶۹ء

جلسہ سالانہ قادیان

جماعت احمدیہ کا روحانی اجتماع جس کی بنیاد ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈالی تھی سابقہ روایات کے مطابق اپنے مخصوص روحانی ماحول میں قادیان دارالامان میں مورخہ ۶، ۷، ۸ جنوری ۱۹۶۹ء کو منعقد ہوا۔ ہندوستان کی جماعتوں میں سے جلسہ کی خاطر قادیان کا سفر کرنے والوں میں آندھرا پردیش، میسور سٹیٹ، جموں وکشمیر، پونچھ، کیرالہ، مدراس، بہار وغیرہ علاقوں کے کثیر احباب شامل تھے۔ دراصل یہ جلسہ ۱۹۶۸ء کا تھا جو کہ رمضان المبارک اور ربوہ کے جلسہ سالانہ کی وجہ سے ملتوی کیا گیا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جلسہ کے لئے پیغام بھیجا جو جلسہ کے پہلے روز میر داؤد احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ پیغام کا متن درج ذیل ہے۔

’’میرے نہایت ہی عزیز اور محترم بھائیو اور بہنو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری روح پگھل کر آستانہ رب رحمٰن پر آپ کے لیے بہہ رہی ہے اس دعا کے ساتھ کہ اس قادروتوانا کی رحمت کا سایہ ہمیشہ آپ پر رہے۔ ابدی عید کی لازوال خوشیاں اور مسرتیں آپ کے نصیب میں ہوں، ہر امتحان کے وقت آسمانی فرشتے قوت وسہارا بنیں۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہم نے اس حقیقت کو پایا کہ محمد ﷺ ہی سب جہانوں کا نور ہیں، ہر شے کا حسن آپ کے حسن کا ہی انعکاس ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا نور آپ ہی کے طفیل ہر شے تک پہنچا۔

اور آپؐ ہی ساری دنیا کے لیے رحمت ہیں جس نے اس عالم موجودات کو

زوال سے بچایا ہوا ہے۔آپؐ ہی کے طفیل اس عالم موجودات کی ہر شے نے رب رحمٰن کی قدرتوں کے جلوے دیکھے اور انسان نے اپنے محبوب خالق کا پیار پایا اور اس کی بے پایاں رحمت سے حصہ لیا۔

نیز آپ ﷺ ہی امن اور صلح اور سلامتی کے شہنشاہ ہیں۔آپ کی لائی ہوئی تعلیم، ہدایت اور شریعت ہی بھٹکی ہوئی انسانیت کو ہلاکت اور تباہی اور قہر الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ سے واپس لوٹا کر رب مہربان کی پیار بھری نظروں کے ٹھنڈے سایہ میں لاسکتی ہے۔

ہمارا اس حقیقت پر علی وجہ البصیرت قائم ہونا ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم بھی بنی نوع انسان کے لیے رحمت بنیں، کسی کو دکھ نہ پہنچائیں، ہر ایک کے ہمدرد اور خیر خواہ ہوں، مظلوم کی حمایت پر کمر بستہ رہیں، پیار اور محبت سے نیکی کی تعلیم دیتے رہیں اور محمد ﷺ کے حسن اور آپ کے احسان کے جلوے دنیا پر ظاہر کرتے رہیں، دنیا کو سکھ پہنچانے کے لئے ہر دکھ سہنے کو ہمہ وقت تیار رہیں۔اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔

درویشان قادیان! آپ مسیح محمدی کی پاک بستی میں محبت کی شمع روشن کیے بیٹھے ہیں، محبت کی یہ گرمی کم نہ ہونے پائے۔اکتا نہ جائیں، تھکیں نہ، مایوس نہ ہوں تاوقتیکہ انجام بخیر ہو۔اللہ آپ کا حافظ، اللہ آپ کا ناصر، اس کی رحمت، اس کی نصرت ہمیشہ شامل حال رہے۔

ملک ہند میں بسنے والے سب احمدی بھائیو! نوع انسان کی نجات اسلام میں ہے۔اسلام سراپا محبت ہے، اسلام محافظ عزت و ناموس انسانی ہے، اسلام پاسبان حقوق انسانی ہے، اسلام سلامتی کی راہیں اور امن، صلح اور آشتی کی دنیا ہے۔امن، صلح اور آشتی کے اس پیغام کو گھر گھر پہنچائیں۔ اللہ آپ کو ہمت دے، سب کو ہی پیار و محبت کے اس پیغام کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔

میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں۔آپ سے دعا کی درخواست ہے۔فقط۔

خاکسار

مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث[1]

افتتاحی اجلاس کی صدارت کے فرائض حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ادا کئے اور لوائے احمدیت لہرایا۔جلسہ سالانہ کے مقدس موقع پر درج ذیل تقاریر ہوئیں۔

۱۔افتتاحی خطاب (حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب) ۲۔خدا کی ہستی کا ثبوت (مولانا محمد حفیظ فاضل بقا پوری صاحب) ۳۔حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات بنی نوع انسان پر (مولانا شریف احمد امینی صاحب) ۴۔ملکی اتحاد و یکجہتی کے لئے جماعت احمدیہ کی مساعی (بشیر احمد فاضل صاحب) ۵۔جماعت احمدیہ غیروں کی نظر میں (مولوی عبدالحق فضل صاحب) ۶۔حضرت گورونانک جی کی نگاہ میں اسلام کا بلند مقام (گیانی عبداللطیف صاحب) ۷۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں (محمد کریم الدین شاہد صاحب) ۸۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کی بہتری کے لئے کیا کیا (مولانا شریف احمد فاضل صاحب) ۹۔جماعت احمدیہ کی عالمگیر وسعت اور استحکام (چوہدری مبارک علی فاضل صاحب) ۱۰۔مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام (حافظ قدرت اللہ صاحب فاضل) ۱۱۔لنڈن مشن کے حالات (بشیر احمد رفیق صاحب)

جلسہ کے دوران ۶، ۷، ۸ جنوری کو تین شبینہ اجلاس بھی مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوئے۔ان اجلاسات میں درج ذیل تقاریر ہوئیں۔

۱۔مرکزی تحریکات (ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے) ۲۔قبر مسیح کے متعلق نئے انکشافات (محمد عمر صاحب) ۳۔سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مولانا شریف احمد امینی صاحب) ۴۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تحریکات (مولانا محمد حفیظ بقاپوری صاحب) ۵۔ذکر حبیب (حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب) ۶۔جماعت احمدیہ میں مقام خلافت (صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب)[2]

زائرین قادیان کا پاکستانی قافلہ

زائرین قادیان کا پاکستانی قافلہ جو ۷۶ زائرین پر مشتمل تھا ۴ جنوری کو پرسوز دعاؤں کے ساتھ

پروفیسر نصیر احمد خان صاحب کی زیر قیادت روانہ ہوا۔اس قافلہ میں وہ مجاہدین احمدیت اور علم برداران توحید بھی تھے جنہیں بیرونی ممالک میں تثلیث و دہریت کے مراکز میں اللہ کا پیغام پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ان میں مولوی روشن دین صاحب، مولوی چوہدری عبدالخالق صاحب، مولوی قاضی نعیم الدین صاحب، مولوی رشید احمد سرور صاحب، مولوی منیر احمد عارف صاحب، نورالحق صاحب تنویر، مولوی بشیر احمد صاحب رفیق اور حافظ قدرت اللہ صاحب شامل تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جملہ افراد قافلہ کو شرف مصافحہ بخشا۔اس قافلہ نے گنڈا سنگھ بارڈر سے سرحد عبور کی اور فیروز پور سے بذریعہ ٹرین جالندھر اور امرتسر سے ہوتا ہوا ۵ جنوری کو صبح بخیر و عافیت قادیان پہنچ گیا۔ ریلوے اسٹیشن قادیان میں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور محلّہ احمدیہ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے استقبال کیا۔[3]

وصال حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

ولادت: ۱۸۷۷ء بیعت: ۱۸۹۲ء زیارت: ۱۸۹۶ء

وفات: ۸ جنوری ۱۹۶۹ء[4]

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری سلسلہ احمدیہ کے مستجاب الدعوات بزرگ، نامور عالم و فاضل، زبان اور بیان کے مسلّم الثبوت استاد اور بلند پایہ اور قادر الکلام شاعر تھے۔

تاریخ پیدائش

اردو کے مایہ ناز شاعر و ادیب، صحافی اور متعدد علمی و تحقیقی کتابوں کے مصنف مکرم محمد یامین صاحب (پیام شاہجہانپوری) تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری اور میرے والد محترم خان محمد امین خان صاحب مرحوم ہم مکتب تھے۔حضرت حافظ صاحب سینیئر تھے اور والد صاحب جونیئر۔حضرت حافظ صاحب کے والد محترم حضرت سید علی میاں صاحب والد مرحوم کے شفیق بزرگ تھے۔خود انہوں نے والد صاحب سے بیان کیا کہ ”میں نے مختار کا نام تاریخی رکھا ہے۔“ یعنی ابجد کے قاعدے کے مطابق اگر ان کے نام کے اعداد جمع کئے جائیں تو ان کے حاصل جمع سے حضرت حافظ صاحب کی پیدائش کا سنہ نکل آتا ہے۔”مختار احمد“ کے اعداد کا مجموعہ ۱۲۹۴ھ (۱۸۷۷ء) بنتا ہے۔ان کی وفات ۸ جنوری ۱۹۶۹ء مطابق ۱۸ شوال ۱۳۸۸ھ میں ہوئی اور ۹۲ سال کی عمر پائی۔[5]

حضرت حافظ صاحب یو پی (بھارت) کے مشہور مردم خیز خطّہ علمی شہر شاہجہان پور کے محلّہ ترین بہادر گنج میں حضرت حافظ سید علی میاں صاحب جیسے بزرگ عالم کے ہاں پیدا ہوئے۔حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب کے بھانجے جناب محمد ہاشم صاحب بخاری مجاہد افریقہ کے بیان کے مطابق آپ سات بھائی تھے اور دو بہنیں تھیں۔بڑی بہن جو ہاشم بخاری صاحب کی والدہ تھیں احمدی تھیں۔چھوٹی بہن غیر احمدیوں میں تھیں۔مگر وفات کے وقت وہ احمدیت قبول کر چکی تھیں۔تین بھائی بچپن ہی میں فوت ہوگئے تھے چار جوان ہوئے جن میں حضرت حافظ صاحب بڑے تھے۔دوسرے نمبر پر سید انوار احمد صاحب تھے جو روضہ شوگر فیکٹری میں سپرنٹنڈنٹ تھے۔تیسرے نمبر پر مولوی نور احمد صاحب فائز تھے (جو کہ غیر احمدی تھے)۔سب سے چھوٹے بھائی کا نام سید احمد تھا۔جو یکم اپریل ۱۹۶۶ء کو اکولہ ضلع برار میں فوت ہوگئے تھے۔[6]

حضرت حافظ صاحب نے ابتدائی تعلیم حافظ فضل احمد صاحب سے حاصل کی اور شعر و شاعری کی ابتداء بھی انہی کی شاگردی سے ہوئی تھی۔بعد میں آپ امیر مینائی کے حلقۂ ادب میں آ گئے۔علوم متداولہ آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت سید علی میاں صاحب سے حاصل کئے۔[7]

ابتدائی حالات

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب اپنے ابتدائی حالات کے بارے میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ:۔

''میرے مورث اعلیٰ نہایت عابد بزرگ تھے جنہیں نواب پٹھان شاہجہانپور میں لائے اور پھر ان کی خدمت میں بطور نذرانہ وہ مکان، باغات اور زمینیں دیں جو ہمارے خاندان کی جائیداد ہیں۔شاہجہانپور کے قریب ہماری زمینیں بعض دیہات میں بھی ہیں۔میرے والد بزرگوار حضرت حافظ سید علی صاحب نہایت عالم عابد زاہد تھے جن کی زندگی سچے مخلص مسلمان کی زندگی تھی۔ان کی نامی شخصیت کی وجہ سے بھی شاہجہانپور میں ہمارے خاندان کو بہت عظمت حاصل ہوئی۔نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو بھی آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔میں نے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب کو بیان کرتے سنا کہ یو۔پی کی طرف نظر کرو تو چوٹی کے علماء میں حضرت حافظ سید علی ہیں۔میں نے حافظہ کی خوبی میں عمر بھر حضرت والد صاحب جیسا کوئی ایک شخص بھی نہیں دیکھا۔ایک دفعہ ہماری املاک کے متعلق تمام رجسٹریاں اور سرکاری کاغذات کہیں گم ہوگئے ان کی ہو بہو نقل والد صاحب نے اپنی زبانی یادداشت کی بناء پر سطر بہ سطر لکھی۔جہاں کوئی لفظ کٹا ہوا تھا نقل میں بھی ویسے ہی کاٹا۔اس کے چند دن بعد جب وہ

کاغذات بازیاب ہوگئے تو نقول کو مطابق اصل پا کر ہم حیران رہ گئے۔ میرے والد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میرے بیعت کرنے کے بعد کی تھی۔ آپ مجھ سے حضرت اقدس کی کتابیں پڑھوا کر سنتے تھے۔ اس کے بعد کتاب میں مضمون کا سیاق وسباق خود دیکھ لیتے تھے پھر کبھی کسی حوالہ کی مجھے ضرورت ہوتی تو میں حضرت والد صاحب سے پوچھتا تھا آپ فرماتے فلاں کتاب کے نصف یا ربع کے دائیں یا بائیں حصہ کو دیکھو۔ میں کتاب کھول کر دیکھتا تو حوالہ وہیں مل جاتا۔ انہوں نے ازالہ اوہام کا کچھ حصہ اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی سے مباحثہ کا مضمون پڑھ کر بیعت کی تھی۔ یو۔ پی کے نامی علماء نے وفات مسیح کے موضوع پر مختلف مجالس میں آپ سے تبادلہ خیالات کیا۔ نہ صرف وہ دلائل جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وفات مسیحؑ کے متعلق دیئے سناتے، بلکہ آیات قرآن سے ایسے دلائل وفات مسیحؑ پر جو ہم نے پہلے کبھی نہ سنے ہوتے، بیان فرماتے۔ باوجود یہ کہ مفتی کفایت اللہ جیسے لوگوں کی مخالفت تھی مگر شہر کے عوام نے آپ کی کبھی مخالفت نہ کی تھی۔ وہ سب آپ کے سامنے مؤدب تھے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ ہمارے خاندان کا ہر فرد جنت میں جائے گا۔

میں نے دینی ماحول میں اپنے گھر میں علم دین سیکھا۔ صرف ایک ماہ میں روزانہ ایک پارہ قرآن کریم کا حفظ کیا۔ میرے حفظ قرآن کا طریق یہ تھا کہ پہلے ایک آیت کے معنوں پر غور کرتا دوسری دفعہ آسمان پر اس آیت کو لکھتا تیسری دفعہ اس کی تکرار کرتا بس وہ آیت ہمیشہ کے لئے مجھے یاد ہو جاتی۔ مجھے بچپن میں یہ شوق رہے ہیں کہ نت نئے پھولوں سے باغ کو سجانا، کتابوں کی دکان میں گھس جانا اور دینی کتابیں خریدنا، قدیم شعراء کے قلمی نسخے خریدنا۔ میں نے پھولوں کے گملوں پر اتنا روپیہ خرچ کیا کہ میرے والد صاحب فرماتے کہ اس رقم سے تو ایک باغ خریدا جا سکتا ہے۔“ 8

حضرت حافظ صاحب کے والد حضرت سید علی میاں صاحب ایک جید عالم دین شاہجہانپور میں سابقین اولین میں سے تھے۔ آپ ۱۲/اکتوبر ۱۹۳۰ء کو دار فانی سے دار البقاء کی طرف رحلت فرما گئے۔ 9

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری اپنے والد محترم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت مولانا حافظ سید علی میاں صاحب احمدی جو اپنے تبحر علم و وسعت نظر اور بالخصوص محیر العقول قوت حافظہ کے لحاظ سے ایک نمونہ قدرت الہٰی تھے۔ آپ حضرت اقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابی اور ان پرانے خدام میں سے تھے جن کو ۱۸۹۳ء سے پہلے شرف قبول حاصل ہوا جب کہ مخالفت کا طوفان پورے جوش پر تھا۔ 10

شاہجہانپور کے اولین احمدی احباب

یہاں یہ ذکر کیا جانا مناسب ہوگا کہ شاہجہانپور کے اوّلین احمدی تین بزرگ تھے جن کے نام رجسٹر بیعت اولیٰ میں ۳۴۷/اور ۳۴۷ تین سو سنتالیس نمبر کے تحت درج ذیل الفاظ میں موجود ہیں:۔

۳۴۷۔ ’’مولوی غلام امام عزیز الواعظین ابن شاہ محمد بن محمود شاہ ساکن جہان پوری حال منی پور‘‘

۳۴۷۔ ’’امام بخش ساکن شاہ جہان پور حال منی پور معرفت مولوی غلام امام صاحب۔

نبی بخش ولد مولا بخش ساکن شاہ جہان پور حال مقام ناگا پھل‘‘

رجسٹر میں ان کی تاریخ بیعت ۲۷ جون ۱۸۹۲ء درج ہے۔ اس کے بعد ۲۸ نومبر ۱۸۹۲ء تک نو مبائعین کے تاریخ وار نام ہیں مگر ان میں حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب کا نام نہیں جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کی بیعت اس کے بعد ۲۹ نومبر سے ۳۱ دسمبر ۱۸۹۲ء کے دوران ہوئی۔ جماعت شاہجہانپور کے قدیم فدائیوں اور مخلصوں میں حضرت شیخ مسیح اللہ صاحب شاہجہانپوری بالخصوص قابل ذکر ہیں جن کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضمیمہ انجام آتھم میں ۳۱۳/اصحاب کبار کی تاریخی فہرست میں صفحہ ۴۲ پر زیر نمبر ۷۵ رقم فرمایا ہے۔ آپ کا انتقال ۷۰ سال کی عمر میں ۶ نومبر ۱۹۰۶ء کو ہوا اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کئے گئے۔ قریباً سوا سال بعد حضرت حاجی فضل حسین صاحب شاہجہانپوری ۲۹ فروری ۱۹۰۸ء کو انتقال کر گئے۔ آپ بھی بہشتی مقبرہ کی مقدس خاک میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ آپ کا مزار حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے قدموں میں ہے یہ دونوں بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک میں ہی مستقل ہجرت کر کے قادیان دارالامان میں آگئے تھے اور ان خوش نصیبوں میں سے تھے جن کی نماز جنازہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے پڑھائی۔ [11]

ان کے علاوہ قدرت اللہ صاحب شاہجہانپوری [12]، قاسم علی صاحب معمار [13]، شیخ فرزند علی صاحب [14]، میاں مولا بخش صاحب [15] اور میاں علی جان صاحب سول سرجن [16] کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل تھا۔ مگر یہ سب بزرگ حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کے بعد حضرت امام الزمان کے دامن سے وابستہ ہوئے۔

قبول احمدیت

حضرت حافظ صاحب کو۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستگی کی سعادت نصیب ہوئی چنانچہ آپ قبول احمدیت کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’محمد خان صاحب کپورتھلہ کے ایک بھائی پھوپھی زاد رسالدار میجر بہادر عبدالکریم خان شاہجہانپور میں تھے۔محمد خان نے ان کو تبلیغ کی اور حضرت صاحب کا تذکرہ ان تک پہنچایا۔عبدالکریم خان کی نظر میں اس وقت کوئی عالم حافظ سید علی میاں کے برابر نہیں تھا۔انہوں نے نہایت حقارت کے ساتھ محمد خان صاحب کے قول کو رد کیا اور کہا کہ حافظ سید علی میاں صاحب سے مباحثہ ہو تو حقیقت کھل جائے۔محمد خان صاحب کو بہت تعجب ہوا کہ اچھا یہ اتنے بڑے عالم ہیں کہ جن پر آپ کو اتنا اطمینان و اعتماد ہے۔اچھا میں کچھ کتابیں دیتا ہوں۔آپ کسی کتاب کا ان سے رد لکھائیں۔حسب وعدہ کتابیں انہوں نے شاہجہانپور بھیجیں۔یہ۱۸۹۲ء کی بات ہے۔فتح اسلام،توضیح مرام،ازالہ اوہام اور ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے چند رسائل اور بھی تھے۔جیسے سچائی کا اظہار۔اور یہ کئی جلدیں تھیں۔بعض کی پیشانی پر محمد خان لکھا تھا اور بعض پر محمد روڑا۔ان کتابوں میں آئینہ کمالات اسلام بھی تھی لیکن اس وقت تک وہ شائع نہیں ہوئی تھی اور نہ مکمل تھی۔میں اس بیان سے کچھ عرصہ قبل بریلی میں اندرمن مرادآبادی کی کتابوں میں چند اعتراضات پڑھ چکا تھا۔ان میں سے یہ اعتراض مجھے بہت بے چین کرنے کا موجب ہوا کہ قرآن شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لفظ ضال موجود ہے۔میں نے اپنے اس زمانہ کی حالت کے مطابق بہت کوشش کی کہ مجھے اس کا صحیح حل معلوم ہو جائے۔کتابیں بھی بحث مباحثات کی جو اندرمن مرادآبادی اور مولوی محمد علی ساکن بچھراؤں ضلع مرادآباد کی تصانیف سے تھیں اسی غرض سے میں نے دیکھیں مگر کوئی تسلّی بخش بات مجھے معلوم نہ ہوئی۔جب محمد خان صاحب کی بھیجی ہوئی کتابیں عبدالکریم خان صاحب رسالدار میجر بہادر کے ہاں پہنچیں تو وہ اس وقت میرے مکان پر تھے اور میرا ایک پاؤں جو کسی عارضہ کی وجہ سے سن ہو گیا تھا،مَل رہے تھے۔خادم نے اطلاع دی تو انہوں نے کتابیں منگوائیں جو ایک بورے میں تھیں میں چونکہ ابتدائے عمر سے مذاہب مختلفہ کی کتابیں دیکھنے کی عادت رکھتا تھا۔اس لئے میں نے بہت شوق کے ساتھ وہ کتابیں اپنے قریب ایک سٹول پر رکھوائیں اور اپنے ہاتھ سے اس کی ستلی کاٹی اور بورا کھولا۔سب سے پہلے جن اوراق پر میرا ہاتھ

پڑا وہ آئینہ کمالات اسلام کے اجزاء تھے۔کتاب بالکل تازہ چھپی ہوئی تھی۔جس سے روشنائی کی بو آتی تھی اور ابھی خشک بھی نہیں ہونے پائی تھی۔اس کا کاغذ نہایت سفید اور روشنائی نہایت سیاہ چمکدار تھی۔

سب سے پہلے جو صفحہ میرے سامنے آیا اس پر موٹے قلم سے لکھا تھا وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (الضحیٰ:۸)اور یہ وہی چیز تھی جس کا میں دنوں سے متلاشی تھا۔ میں نے وہیں سے پڑھنا شروع کر دیا اور آخر تک پڑھ گیا اور مجھے وہ راحت،فرحت اور سرور حاصل ہوا جو الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتا۔ جو صاحب اس سے حصہ لینا چاہیں وہ اس موقعہ کو پڑھیں۔اس مضمون نے میرے دل میں یہ امر راسخ کر دیا کہ صاحب مضمون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق کے اس درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں جس کی نظیر موجودہ لوگوں میں نہیں مل سکتی۔صرف اس ایک بات نے مجھے آپ کے راستباز اور صادق مان لینے پر مجبور کر دیا۔میری راہ میں نہ تو حیات و ممات کا مسئلہ حارج ہوا اور نہ ان کے نزول کا۔ میں اسی وقت سے اپنے آپ کو آپ کے حلقہ بگوشوں میں شمار کرنے لگا اور پھر میں نے آئینہ کمالات اسلام کے وہ باقی اجزاء جن کا میں ذکر کر چکا ہوں از اوّل تا آخر پڑھے۔انہوں نے میرے خیالات کو بہت پختہ کر دیا۔ کیونکہ وہ ساری کی ساری کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور اوصاف سے پُر ہے۔اس رنگ میں کہ نہ اس سے پہلے میں نے یہ انداز کسی کی تصنیف میں پایا اور نہ ہی اس کے بعد۔“ [17]

جناب بابو نذیر احمد صاحب امرتسری مقیم لاہور کی روایت کے مطابق حضرت حافظ صاحب نے انہی ایام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ بتایا کہ مجھے علم ہوا کہ والد صاحب بھی بعد مطالعہ کتب وفات مسیحؑ کے قائل ہو چکے ہیں یہی ایک اختلافی مسئلہ اس زمانہ میں بہت بڑی روک تھا۔باقی مسائل ابھی پیدا نہ ہوئے تھے۔ مجھے از حد خوشی ہوئی جب کہ والد صاحب نے شاہجہانپور کے لوگوں کو یہ بتانا شروع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔انہی دنوں شاہجہانپور کے ایک معزز شخص نے حضرت والد صاحب کی دعوت کی۔مجلس میں آپ کا تبادلہ خیال وفات مسیح کے موضوع پر ایک اور نامی عالم سے ہوا۔دعوت میں جو لوگ شریک تھے ان میں سے تقریباً پچیس آدمیوں نے اظہار کیا کہ آج سے وفات مسیح کے ہم بھی قائل ہو گئے ہیں۔

اسی طرح ایک اور مجلس میں بھی حضرت والد صاحب کے بیان کردہ زبردست دلائل کی وجہ سے ایک درجن لوگ وفات مسیح کے قائل ہو گئے۔والد صاحب نے بعدہٗ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

دستِ مبارک پر بیعت کر لی۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا میں آپ کی چارپائی کے قریب بیٹھا تھا۔ مجھے کہنے لگے، مجھے کیا اور لوگوں پر قیاس کرتے ہو؟ میں اپنی موت سے مطمئن ہوں۔ آپ نے یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (الفجر:۲۸،۲۹) کے مطابق بخوشی اپنی جان خدا تعالیٰ کو سونپی۔

بیعت کر لینے کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام کی کتابوں کے پڑھنے میں مجھے بہت لذت آتی تھی۔ میں حضور کی کتابوں کو اسی لذت میں بار بار پڑھتا حتی کہ صفحات کے صفحات مجھے زبانی یاد ہو گئے۔ میرے سامنے کوئی شخص آپ کی عبارت میں سے ایک لفظ بھی آگے پیچھے کرے میں سمجھ جاتا ہوں کہ اس نے غلطی کی ہے۔ نہ صرف یہ کہ کتابوں کو میں نے خود بار بار پڑھا بلکہ دوسروں کو یہ کتابیں بکثرت پڑھ کر سنائیں اور شروع سے آخر تک میرے ذہن کی ساخت ایسی ہو چکی ہے کہ بجز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے خیالات کے اور کوئی خیال نہیں آتا۔ کوئی بات میرے ذہن میں ایسی آ ہی نہیں سکتی جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم نہ ہو۔ اب بھی باوجود پیرانہ سالی کے میری یادداشت کا یہ حال ہے کہ شاید اب مجھے کسی کتاب کا صفحہ یاد نہ رہا ہو مگر کتاب کا نام مجھے ضرور یاد آ جاتا ہے اور کتاب سامنے آتے ہی فوراً حوالہ دکھا دیتا ہوں۔ جو کوئی بھی کسی حوالہ کے لئے میرے پاس آتا ہے کبھی خالی ہاتھ نہیں جاتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فضل و کرم ہے کہ وہ مجھ سے اس پیرانہ سالی میں یہ کام لے رہا ہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ سلسلہ پر کوئی بھی اعتراض سنو اس کا جواب حضرت اقدس علیہ السلام کی کتابوں میں ضرور موجود ہوتا ہے۔ [18]

شادی

جناب پیام شاہجہانپوری اپنے والد محمد امین صاحب شاہجہانپوری کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ مختار احمد صاحب نے سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق شادی کی تھی جس خاتون سے ان کی شادی ہوئی تھی وہ محترم سید محمد میاں صاحب سلیم شاہجہانپوری کی بیوہ والدہ تھیں۔ حضرت حافظ صاحب کا نکاح ان کے بہت ہی عزیز دوست منشی سراج الدین صاحب کانپوری نے پڑھایا تھا۔ حافظ صاحب نے دعوتِ ولیمہ کا اہتمام بھی کیا تھا۔ حافظ صاحب تین تین چار چار آدمیوں کو بلا لیا کرتے تھے اور انہیں ولیمے کا کھانا کھلایا کرتے تھے۔ خود محمد امین صاحب شاہجہانپوری نے بھی ان کی دعوت ولیمہ میں شرکت کی تھی۔ [19]

زیارت حضرت مسیح موعودعلیہ السلام

۱۸۹۶ء کا آخر اور ۱۸۹۷ء کا آغاز حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب کی زندگی میں یادگار اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس دوران آپ نے پہلی بار قادیان کی زیارت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کے علاوہ جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں شرکت کی۔ آپ کے ایمان افروز تاثرات تاریخ احمدیت جلد دوم طبع اول کے صفحہ ۳۹۹، ۴۰۰ میں آپ ہی کے قلم سے دئے جا چکے ہیں۔ آپ کا بلند پایہ شعری کلام الحکم میں پہلی بار ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو شائع ہوا جو کہ حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں تھا۔ ۱۹۰۵ء میں آپ نے سیکرٹری تبلیغ جماعت شاہجہانپور کی طرف سے ''الحق'' کے نام سے تین تبلیغی ٹریکٹ شائع کئے بعد ازاں آپ نے ایک ٹریکٹ بھی شائع فرمایا۔[20]

۱۵ مئی ۱۹۰۷ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکہ آراء تصنیف ''حقیقۃ الوحی'' شائع فرمائی جس کے صفحہ ۱۴۸ پر منشی برہان الحق صاحب شاہجہانپوری کے خط کا تذکرہ فرمایا۔ یہ خط جو کئی سوالات پر مشتمل تھا حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حافظ صاحب ہی نے بھجوایا تھا۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ حضور نے منشی صاحب موصوف کا خط ملتے ہی ان کے ایک سوال کا جواب تو بذریعہ کارڈ دے دیا اور بقیہ استفسارات کے جوابات بعد میں حقیقۃ الوحی میں زیب قرطاس کرنے کا وعدہ فرمایا۔ سوال یہ تھا کہ قرآن مجید میں کوئی ترتیب نہیں ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے جواب کا غالباً خلاصہ یہ تھا کہ عوام ستاروں کو دیکھ کر بھی یہی خیال کرتے ہیں لیکن ہیئت دان بتاتے ہیں کہ ان میں ایسا حیرت انگیز نظام ہے کہ اگر کوئی ایک ستارہ بھی اپنی جگہ سے ہل جائے تو ساری کائنات تہ و بالا ہو جائے۔

خلافت اولیٰ میں خدمات

خلافت اولیٰ کے عہد مبارک میں حضرت حافظ صاحب کی پُر جوش علمی و تبلیغی خدمات کا دائرہ پہلے سے زیادہ وسیع ہو گیا اور جماعت شاہجہانپور کی ایک ممتاز شخصیت کی حیثیت سے آپ کا وجود تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز اور آپ کا گھر احمدی مخلصین بالخصوص مرکزی علماء اور بزرگوں کی قیامگاہ بن گیا۔

۱۹۱۰ء میں حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی ہدایت پر جلسہ مونگھیر میں شرکت فرمائی نیز شاہجہانپور کے ایک جلسہ عام سے بھی خطاب فرمایا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے سفر شاہجہانپور اور شاہجہانپور کی جماعت کا ذکر کرتے

ہوئے فرمایا کہ وہاں انجمن کا انتظام با قاعدہ نہ تھا۔ چنانچہ اب وہاں انتخاب کروا کرانجمن کے عہدیدار منتخب کرائے گئے ہیں اور حضرت سید مختار احمد صاحب انجمن کے سیکرٹری منتخب ہوئے ہیں ۔اس کے علاوہ شاہجہانپور میں دوسرے احمدی احباب کے اسماء بھی تحریر فرمائے جن میں مثلاً حافظ سید علی میاں صاحب کے بارے فرمایا کہ وہ بڑے صالح اور متقّی عالم ہیں ۔اس کے علاوہ منشی انوار احمد صاحب۔سید محمد تقی میاں صاحب۔سید محمد قاسم میاں صاحب۔شرافت اللہ خان صاحب۔مرزا ظہور علی بیگ صاحب۔ شیخ امام بخش صاحب۔ شیخ سخاوت علی صاحب۔ شیخ قدرت علی صاحب۔محمد علی خان صاحب۔اطیع اللہ خان صاحب۔ڈاکٹر اقبال علی خان صاحب غنی۔عبدالعزیز خان صاحب۔ اکبرعلی خان صاحب سوداگر کوئلہ۔قدرت خان صاحب معمار۔کرم علی خان صاحب قرق امین۔محمد ولی بیگ صاحب وغیرہ شامل ہیں۔

اسی ضمن میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ایک اخبار کے مضمون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں لکھا ہے کہ شاہجہانپور میں کوئی بڑا عالم پیدا نہیں ہوا حالانکہ اس مضمون نگار نے جس نگاہ سے عالم کو تلاش کیا اور نہ پایا اس کے لحاظ سے جو کچھ اس نے لکھا بالکل درست ہے۔مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جو بصارت ہم کو عطا کی ہے اس کے ذریعہ ہم نے چند منٹوں میں دو بڑے عالم دیکھے۔ جناب مولوی حافظ سید علی میاں صاحب اور ان کے فرزند ارجمند جناب مولوی مختار احمد صاحب۔[21]

سید محمد میاں صاحب شاہجہانپوری تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حضرت حافظ صاحب کے پاس نادر ونایاب کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ بھی تھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ کتب کے کئی کئی سیٹ شامل تھے۔حضرت صاحب کی کتابوں کے پہلے ایڈیشن کو کلکتہ سے مجلّد کرایا تھا اور بڑے اہتمام سے اور عقیدت سے شیشہ کی الماری میں سجا رکھا تھا۔ بقیہ سیٹ گردش میں رہتے تھے۔ان نادر ونایاب کتابوں میں عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید کے علاوہ رِگ وید، سام وید، اتھروید اور یجروید کے نسخے بھی موجود تھے۔ایک نسخہ قلمی قرآن کریم کا مشہور ایرانی خطّاط کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی موجود تھا۔ان کتابوں سے تبلیغی میدان میں بڑی مدد لیتے تھے۔اتنے بڑے ذخیرے کو ایسی ترتیب سے رکھا ہوا تھا کہ عین وقت پر اپنی مطلوبہ کتاب برآمد کر لینا ان کے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔''[22]

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپریل ۱۹۱۲ء میں ہندوستان کی اسلامی درس

گاہوں کے طریقۂ تعلیم اور نصاب تعلیم وغیرہ امور کو دیکھنے کی غرض سے ایک طویل سفر اختیار فرمایا جس کی تفصیل تاریخ احمدیت جلد چہارم میں گذر چکی ہے۔اس سفر کے دوران آپ اپنے رفقاء کے ساتھ شاہجہانپور بھی تشریف لے گئے اور حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب کے یہاں قیام فرمایا۔ چنانچہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے الحکم میں اس مشہور سفر کی روداد پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

’’۱۹/اپریل کو شام کے چار بجے کے قریب لکھنؤ ہوتے ہوئے پنجاب میل میں شاہجہانپور روانہ ہوئے۔لکھنؤ سٹیشن پر مرزا کبیر الدین احمد صاحب اور منشی نذیر الدین صاحب سپلائی ایجنٹ گاڑی کی روانگی تک ہمارے پاس رہے اور ۷ بجے کے قریب ہم لوگ شاہجہانپور پہنچے۔ ریلوے سٹیشن پر کل جماعت موجود تھی جو نہایت محبت اور خلوص سے ملی اور ہم سب کو حافظ مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری کے مکان پر ٹھہرایا گیا۔ان کی ہی تحریک پر حافظ روشن علی صاحب نے ایک مختصر سی تقریر اسی وقت قبل نماز عشاء فرمائی اور دوسرے روز صبح کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک دل کو ہلا دینے والی تقریر فرمائی۔۱۰ بجے کے قریب ۲۰/اپریل کو ہم رامپور روانہ ہوئے۔شاہجہانپور ہی میں مولوی سراج الدین صاحب خانپوری جو بریلی میں تجارت چرم کرتے ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب کی خبر سن کر آ پہنچے اور نہایت اخلاص اور درد آفرین لہجہ میں انہوں نے بعض نعتیں اور حضرت صاحب کی نظم پڑھی۔ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے بیس روپے اس تقریر کی اشاعت کے لئے دینے کا وعدہ کیا اور مجھے دے بھی دیئے۔ یہ تقریریں فی الحقیقت عجیب وغریب معارف کا مجموعہ ہیں اور اس قابل ہیں کہ کثرت سے ان کو شائع کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے احباب کو بھی توفیق دے تو اس کار خیر میں شریک ہو جائیں۔

شاہجہانپور کا ذکر نامکمل ہوگا اگر میں یہ بیان نہ کروں کہ شاہجہانپور کی جماعت نے اخلاص اور محبت سے ہماری مہمانداری کی اور ہر شخص ان میں سے اپنے صدق و وفا کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ حافظ مختار احمد صاحب کے والد ماجد ایک قابل قدر وجود ہیں جو علوم عربیہ کی پوری تحصیل کئے ہوئے ہیں۔ان کا حافظہ ایک بے نظیر حافظہ ہے جو کسی کتاب کو ایک مرتبہ پڑھ کر اس کے مضامین کو اور صفحوں کے صفحوں کو یاد رکھ سکتے ہیں۔عربی زبان میں تحریر کرنے پر قادر ہیں اور اس کے علاوہ آریوں اور دوسرے مذاہب کے اصولوں سے خوب واقف ہیں۔نہایت سادہ زندگی بسر کرتے اور زہد و ریاضت کا

ایک نمونہ ہیں۔ ایسے قابل قدر وجود خدا کی ایک نعمت ہوتے ہیں۔ ارادہ کیا ہے کہ ان ہزاروں صفحات میں سے جو انہوں نے قلمبند کئے ہیں بعض مستقل مضامین شائع کر سکوں۔ وباللہ التوفیق‘‘ [23]

خلافت ثانیہ میں خدمات

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا قادیان میں وصال ہوا۔ اُدھر یہ حادثہ ہوا اِدھر شاہجہانپور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت حافظ صاحب پر القاء فرمایا کہ حضرت خلیفہ اوّل اس دنیا میں موجود نہیں بلکہ اعلیٰ علّیین کی طرف رحلت فرما چکے ہیں۔ اس پر آپ نے نماز جمعہ پڑھانے کے بعد احباب جماعت کے سامنے کاغذ کے پرچوں کی گڈی رکھی اور تجویز پیش کی کہ ’’اس شخص کا نام لکھیں جس کو آپ کا دل ہر لحاظ سے اس منصب عالی کا اہل اور مستحق قرار دیتا ہو‘‘ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ سبھی نے ایک ہی نام لکھا اور وہ تھا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد۔ اس کے بعد آپ نے بابو محمد علی خان صاحب شاہجہانپوری کو کاغذ کے یہ پرچے دے کر قادیان بھیج دیا اس طرح بیرونی جماعتوں میں سب سے پہلے جماعت شاہجہانپور کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کا شرف نصیب ہوا۔ اس واقعہ کی پوری تفصیل حضرت حافظ صاحب ہی کے قلم سے تاریخ احمدیت جلد پنجم میں گذر چکی ہے۔ خلافت ثانیہ کے دوران ہر سال جلسہ سالانہ پر قادیان دارالامان کی برکات سے مستفید ہونا اور ایک عرصہ تک وہاں رہنا آپ کا معمول تھا۔ واپسی پر کتابوں کے بنڈل ساتھ ہوتے تھے جن کو آپ زیر تبلیغ اصحاب میں تقسیم کر دیتے۔

۱۹۲۲ء کی پہلی مجلس مشاورت میں بیرونی جماعتوں سے جو بزرگ نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہوئے ان میں آپ بھی تھے اور مشاورت ۱۹۲۲ء کی مطبوعہ رپورٹ کے آغاز میں آپ کا نام نمبر ۱۲ پر درج ہے۔ مشاورت ۱۹۲۹ء میں سب کمیٹی نظارت علیاء کے آپ بھی ممبر نامزد کئے گئے۔ [24] ۱۹۳۰ء کی مشاورت میں آپ سب کمیٹی بیت المال کے ممبر تھے۔ [25]

۱۹۲۵ء میں آپ بریلی کے مولوی عبدالغفور صاحب تک پیغام حق پہنچانے کے لئے کئی ماہ تک بریلی میں قیام فرما رہے۔ آپ ان دنوں اس درجہ تبلیغ میں منہمک تھے کہ شاہجہانپور تشریف نہ لا سکے یہاں تک کہ شاہجہانپور کی جماعت کے جلسہ سالانہ کا وقت قریب آ گیا اور آپ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۵ء کی شام کو واپس تشریف لائے تو دوسرے ہی روز واپسی کے لئے بریلی سے تقاضا شروع ہو گیا۔ جس پر آپ انتظام جلسہ کے متعلق ضروری ہدایات دے کر واپس بریلی چلے گئے اور ۷ ا ستمبر کو جلسہ میں شمولیت کے

لئے ۶ بجے صبح کی پہلی ٹرین میں دوبارہ بریلی سے شاہجہانپور پہنچے۔ یہ جلسہ آپ کی صدارت میں دوروز یعنی ۱۷، ۱۸ ستمبر کو نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ جلسہ سے حضرت حافظ صاحب نے ایک پُر جوش خطاب فرمایا چنانچہ عبدالجمیل شاہجہانپوری نے رپورٹ میں لکھا:۔

''دوسرے روز بعض اصحاب کے سوالات اور نیز ان مہمانوں کی تسلی وتسکین کے لئے جو زیر تبلیغ تھے اور بیرونجات سے بغرض شرکت جلسہ آئے تھے قیام گاہ پر استاذی المعظم حضرت حافظ صاحب کی تقریر شروع ہوئی جس کا سلسلہ طعام ونماز کے اوقات نکال کر صبح سے عصر تک جاری رہا۔اس تقریر نے علماء سوء کا وہ نقشہ آنکھوں کے سامنے کھینچ دیا۔جس سے عام تو کیا اکثر خاص اصحاب بھی واقف نہ تھے۔ابتداء سے لے کر آخر تک جن جن علماء نے جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت کی یا اب کر رہے ہیں۔ یہ تقریر ان سبھی کے کوائف پر حاوی تھی۔سامعین بہت ہی محظوظ ہوئے اور جو لوگ شب کو مخالفین کے جلسہ میں جا کر ان کے اعتراضات سن آئے تھے ان کے لئے تو یہ تریاق ثابت ہوئی اور وہ ساری سمّیت جو مخالفانہ تقریروں نے پیدا کی تھی اس تقریر کی رو سے مثل خس وخاشاک بہہ گئی اور اصحاب بیرونجات میں سے ایک صاحب جو مدت سے جویائے حق تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔فالحمد للہ علی ذالک''۔[26]

اگلے سال یہ جلسہ بارش کے سبب آپ کے وسیع مکان میں ہوا۔ چنانچہ محمد عقیل قریشی صاحب سیکرٹری جلسہ ہائے ہفتہ وار انجمن احمدیہ شاہجہانپور نے لکھا کہ سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ شاہجہانپور ۱۳،۱۴ ستمبر ۱۹۲۶ء کو منعقد ہوا۔ بارش کے سبب حافظ مختار احمد صاحب کے وسیع مکان واقع محلّہ ترین میں جلسہ کا انتظام کیا گیا۔اگرچہ بارش کی وجہ سے راستے خراب تھے اور ابر محیط ہو رہا تھا اور قریب ہی مخالفین نے بھی اکھاڑا جما رکھا تھا اور آنے والوں کو روکا بھی جاتا تھا۔تاہم سامعین آئے اور امید سے بڑھ کر آئے۔........پیلی بھیت، امروہہ ضلع مرادآباد قصبہ تلّہر، قصبہ کٹھرا، موضع کٹیا، موضع خانپور اور موضع بیضہ وغیرہ سے بھی برادران سلسلہ جلسہ کے لئے تشریف لائے تھے۔[27]

حضرت حافظ صاحب کا مکان (مکان کا پتہ: مکان نمبر۱۳/المعروف حافظ مختار میاں والا۔تار دین ٹکلی شاہجہانپور) دو کمروں، ایک ہال، ایک برآمدہ اور باورچی خانہ وغیرہ پر مشتمل تھا اور ہمیشہ جماعتی ضروریات کے لئے وقف رہا۔جناب مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر نے ۸ فروری ۱۹۵۸ء کو اپنے ایک تحریری بیان میں اطلاع دی کہ مکان میں مدت سے نمازیں ادا ہوتی آرہی ہیں اس لئے

پریذیڈنٹ صاحب نے جماعتی ضروریات کے لئے اسے کرایہ پر لے رکھا ہے۔ ۵ روپے ماہوار کرایہ کسٹوڈین کو ادا کیا جاتا ہے اس وقت خاکسار محمد عقیل قریشی اس مکان میں رہ رہا ہے۔ خاکسار کے پاس جو کاغذات ہیں وہ فسادات کے بعد کے ہیں.........حافظ صاحب نے یہ مکان بطور وقفِ زبانی جماعت احمدیہ کو دے رکھا تھا اور مکان مذکور عملی طور پر جماعتی ضروریات میں ہی استعمال ہوتا چلا آ رہا ہے۔ کسٹوڈین سے مقدمہ لڑا گیا لیکن آخری فیصلہ کسٹوڈین نے اپنے ہی حق میں کیا۔ یعنی اراضی افتادہ ومکان جماعت سے لے لیا گیا۔ اب یہ ملکیت کسٹوڈین کی ہے۔[28]

۱۹۲۵ء و ۱۹۲۶ء میں احمدیہ مسجد شاہجہانپور کے مقدمہ کی پیروی کے لئے قادیان سے حضرت مولوی فضل الدین صاحب وکیل اور کپورتھلہ سے حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر تشریف لے گئے اور خاص اس غرض کے لئے کچھ عرصہ شاہجہانپور مقیم رہے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے عدالت میں مدلّل بحث کی[29]۔ حضرت حافظ مختار احمد صاحب نے ان بزرگوں کی بے حد مدد فرمائی۔[30]

۱۹۳۳ء میں حضرت حافظ صاحب نے مقدمہ بہاولپور کے دوران مولانا غلام احمد صاحب بدوملہوی اور دیگر مبلغین سے گراں قدر تعاون فرمایا، راہنمائی کی اور اپنے قیمتی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ نیز مارچ ۱۹۳۴ء میں بہاولپور بھی تشریف لے گئے۔[31]

دوسرے شہروں کی طرح ۱۷ جون ۱۹۲۸ء کو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا جلسہ ہوا اور یہ جلسہ بھی حضرت حافظ صاحب کے پختہ احاطہ ہی میں ہوا اور حضرت حافظ صاحب کی تائید اور منشی نثار احمد صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل شاہجہانپور کی تحریک سے خان محمد محمود الحسن خان صاحب سب جج بہادر سیتاپور رئیس شاہجہانپور صدر جلسہ قرار پائے۔ جلسہ میں دیگر مسلم و غیر مسلم مقررین کے علاوہ حضرت حافظ صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدیم المثال احسانات کے موضوع پر خطاب فرمایا۔[32]

آخر ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کا آغاز ہوا تو آپ اس کے مالی جہاد میں شامل ہو گئے۔ آپ کا ذکر تحریک جدید کی پانچ ہزاری مجاہدین کی فہرست کے صفحہ ۱۰۴ پر درج ہے۔

۱۹۴۵ء میں بشیر احمد آرچرڈ صاحب پہلی بار تلاش حق میں قادیان تشریف لائے تو حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے آرچرڈ صاحب کو تبلیغ کرنے کے لئے حضرت حافظ صاحب کا انتخاب کیا جو ان دنوں قادیان میں مہمان خانہ کے ایک جدید کوارٹر میں قیام فرما تھے۔ آرچرڈ صاحب بھی مہمان خانہ میں ہی مقیم ہوئے اور ان کے ساتھ محمد ضیاء الحق صاحب (لاہور) ٹھہرے ہوئے تھے اور انگریزی میں

ترجمانی کے فرائض انہوں نے ہی سرانجام دیئے۔

جناب محمد ضیاء الحق صاحب ان ایام کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ صاحب کے کمرہ میں جگہ تنگ تھی اور آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ نماز صبح کے بعد اور پھر شام کو مستقل تشریف لانے والے بزرگوں میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت ڈاکٹر غلام غوث صاحب کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ شام کو عموماً حضرت مفتی صاحب آرچرڈ صاحب کو تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ جونہی حضرت مفتی صاحب حضرت حافظ صاحب والے کوارٹر کے بیرونی دروازے میں داخل ہوتے حضرت حافظ صاحب عقیدت اور احترام سے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔ غالباً وہ حضرت مفتی صاحب کے قدموں کی چاپ پہچانتے تھے اور یہ ایک عملی تلقین ہم ایسے نوجوانوں کے لئے تھی تا کہ ہم بزرگوں کا مقام پہچانیں اور ان کے احترام کو قائم رکھیں۔[33]

جناب عبدالرحمٰن صاحب ایم اے الٰہی پارک لاہور کا بیان ہے کہ انہیں حضرت حافظ صاحب نے مسٹر بشیر آرچرڈ صاحب سے ملاقات کا یہ واقعہ خود سنایا تھا کہ آرچرڈ صاحب نے حضرت حافظ صاحب سے متعدد بار اس تشویش کا اظہار کیا کہ اگر خدا تعالیٰ فی الواقع ہے اور وہ اپنے بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے تو پھر وہ مجھ سے ہمکلام کیوں نہیں ہوتا؟ میں بھی تو اس کا بندہ ہوں اور اس کا کلام سننے کا خواہشمند ہوں۔ جب میں نے اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لئے اپنا سب کچھ تیاگ (ترک کرنا، چھوڑنا) کر دین اسلام کو قبول کر لیا ہے تو پھر میری یہ خواہش کیوں پوری نہیں ہوتی۔

حضرت حافظ صاحب فرماتے تھے یہ ایک بڑا نازک مرحلہ تھا۔ اس مسئلہ کا دلائل سے حل کرنا اور اس کا ایک یورپین دماغ کے لئے موجب اطمینان ہونا بہت دشوار تھا۔ خصوصاً اس کا عملی ثبوت بہم پہنچانا کوئی اختیاری معاملہ نہ تھا۔ ایک روز حضرت حافظ صاحب اس وجہ سے کچھ فکرمند تھے کہ آرچرڈ صاحب آ گئے اور آپ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کیا خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ بولتا ہے؟ حافظ صاحب نے فرمایا۔ ہاں۔ بولتا ہے کہنے لگے مجھ سے تو نہیں بولتا۔ میں کس طرح سمجھوں کہ یہ بات درست ہے۔ اس موقع پر حافظ صاحب کو ایک پُر حکمت تجویز سوجھی۔ آپ نے فرمایا دیکھئے شاہِ انگلستان کو چٹھی لکھئے کہ میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں لہذا جلد از جلد تشریف لائیے اور مجھے اپنی ملاقات سے مشرف کیجئے۔ میں آپ سے ملنے کے لئے بہت بے تاب ہوں۔

یہ سن کر آرچرڈ صاحب گھبرا سے گئے اور کہنے لگے۔ نہیں نہیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے وہ تو ایک

بہت بڑا بادشاہ ہے اس کے آگے تو بڑے بڑے عالی مرتبہ راجے اور نواب بھی یہ بات کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے ۔ میری کیا مجال ہے ۔ اس کو بھلا میرے جیسے معمولی آدمی کی خواہش کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے یہ نہیں ہو سکتا وہ تو بادشاہ ہے ۔ اس کی مرضی ہے کسی کو ملاقات کا موقع دے یا نہ دے ۔ اس پر حافظ صاحب نے فرمایا ۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ جارج ششم سے چھوٹا ہے ۔ وہ تو سب بادشاہوں کا بادشاہ بلکہ تمام کائنات کا خالق اور مالک ہے اس کی بھی مرضی ہے کسی کو ملے یا نہ ملے یا جب چاہے ملے ۔ یہ سن کر آرچرڈ صاحب کی کچھ تشفی ہوگئی اور وہ خاموش ہو گئے ۔ پھر اگلے روز جب آئے خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے ۔ کیونکہ اسی روز سحری کے وقت ان کی آرزو پوری ہوگئی تھی ۔ 34

۱۹۴۷ء میں آپ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے اور لاہور میں جودھامل بلڈنگ کے ایک بالائی کمرہ میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا زور و شور سے آغاز کر دیا ۔ ازاں بعد آپ مستقل طور پر دارالہجرت ربوہ میں تشریف لے آئے اور پہلے سید عبد الباسط صاحب نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے کوارٹر میں اور پھر صدر انجمن احمدیہ کے ایک کوارٹر میں قیام فرما رہے اور حسب معمول دیوانہ وار اشاعت حق میں سرگرم عمل رہے اور قلمی جہاد کو بھی جاری رکھا ۔ اور تاریخ احمدیت کی پہلی چھ جلدوں پر لفظاً لفظاً نظر ثانی فرمائی اور حیات نور مؤلفہ شیخ عبد القادر صاحب فاضل کا مسوّدہ اوّل سے آخر تک سنا اور قیمتی راہنمائی فرمائی ۔

اپریل ۱۹۶۱ء کے رسالہ ''پیام مشرق'' لاہور میں ابو حماد صاحب رشید کا ایک مضمون ''قادیانی شاعری'' کے عنوان سے شائع ہوا جس میں جماعت احمدیہ کے بعض شعراء پر اعتراضات کئے گئے کہ انہوں نے اپنی نظموں میں غلط الفاظ اور غلط تراکیب استعمال کی ہیں اور سب سے بڑی غلطی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے قرار دی ۔ چنانچہ انہوں نے لکھا:

''اس میں بھی شک نہیں کہ مرزا صاحب کے کلام میں زبان و بیان کی بے شمار غلطیاں موجود ہیں اور ان غلطیوں میں ''کہ تا'' کی وہ غلطی تو شاہکار کا درجہ رکھتی ہے جسے مولانا ظفر علی خان نے حیات جاوید بخشی ہے ۔

اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
یہ ''کہ تا'' ہے شاہکار شاعران قادیاں'' 35

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری نے اپنے یا کسی دیگر شاعر احمدیت پر کئے جانے

والے اعتراضات پر تو حلم اور عفو کا نمونہ دکھلایا۔لیکن جب آپ کے محبوب اور پیارے مسیح موعود علیہ السلام کے شعر کو موردِ اعتراض بنایا گیا تو آپ برداشت نہ کر سکے اور بہت ہی قلیل عرصہ میں انتھک کوشش کے ساتھ اساتذہ سلف کے سینکڑوں اشعار آپ نے حضرت مسیح پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے شعر کی تائید میں تلاش کئے اور اعتراض کے جواب میں شائع کروائے۔ چنانچہ آپ اس بارہ میں خود فرماتے ہیں کہ:

''دوستوں کے جانے کے بعد میں دیوان حافظ اور دیگر شعراء کے دیوان لے کر بیٹھ گیا اور مؤذن نے فجر کی اذان دی تو کم وبیش ایک سو شعر ایسے تلاش کر لئے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے شعر کی تائید میں پیش کئے جاسکتے تھے۔''[36]

اور پھر اسی پر بس نہ کیا بلکہ کم وبیش تین صد اردو اور فارسی اشعار آپ نے اس شعر کی تائید میں شائع کروائے اور ایک لمبا مضمون رسالہ الفرقان ۶۲۔۱۹۶۱ء میں مختلف اقساط میں اس عنوان سے شائع کروایا۔''قادیانی شاعری''۔رسالہ''پیام مشرق''کے اعتراضوں کا جواب

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے المناک سانحہ وفات پر حضرت حافظ صاحب نے گریۂ بے اختیار کے زیر عنوان ایک درد انگیز نظم کہی جو رسالہ الفرقان ربوہ اپریل،مئی ۱۹۶۴ء۔قمر الانبیاء نمبر صفحہ ۶۲، ۶۳ پر شائع ہوئی۔مولانا شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ نے حیات بشیر کے صفحہ ۴۳۶ تا ۴۳۸ پر یہ نظم درج فرمائی اور اس سے قبل حسب ذیل نوٹ دیا کہ حضرت حافظ صاحب وہ خوش قسمت بزرگ ہیں جن کے بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد خود چل کر ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔اور حضرت حافظ صاحب بھی آپ کی آمد کی قدر وقیمت کو خوب سمجھتے تھے۔اور اس سے حظ بھی اٹھایا کرتے تھے۔حضرت میاں صاحب کے وصال کے بعد ایک مرتبہ آپ نے حضرت میاں صاحب کے ایک پرانے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''میں تو حضرت (میاں بشیر احمد صاحب) کی دلفریب مسکراہٹ کا دیوانہ تھا کوشش کر کے ایسی بات کرتا کہ آپ مسکرا دیں اور میں بے خود ہو جاؤں۔کیونکہ آپ کی مسکراہٹ میں مجھے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی مسکراہٹ کی جھلک نظر آتی تھی۔مجھے خوب یاد ہے۔ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب احمد یہ چوک قادیان میں چند خدام کے ساتھ کھڑے تھے۔یہ خادم بھی ذرا ہٹ کر کھڑا تھا۔میں نے محسوس کیا کہ حضرت نے دو تین بار گوشۂ چشم سے میری طرف دیکھا۔میں سمجھ گیا کہ کچھ

ارشاد فرمانا چاہتے ہیں۔میں قریب ہوگیا۔فرمایا ’’حافظ صاحب! آپ کی عمر کتنی ہوگی میں تو جب سے یاد پڑتا ہے آپ کو ایسا ہی دیکھتا چلا آیا ہوں‘‘ میں نے عرض کیا حضور! عمر کا اندازہ تو یوں فرمالیں کہ اس غلام نے اپنے آقا (مراد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کو اسی جگہ جہاں آپ کھڑے ہیں تین چار سال کی عمر میں کھیلتے دیکھا ہے کہ اتنے میں حضرت حکیم الامت حضرت مولانا نورالدین تشریف لائے۔آپ اکڑوں بیٹھنے کے خلاف تھے مگر فرط محبت سے بے ساختہ زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے اور بازوؤں میں حضرت محمود کو لے لیا اور فرمایا ’’میاں! آپ کام کاج تو کچھ کرتے نہیں۔سارا دن بس کھیلتے ہی رہتے ہیں۔‘‘ کس شوکت سے میرے امام نے جواب دیا۔’’جب ہم بڑے ہوں گے تو ہم بھی کام کریں گے۔‘‘ حضرت حکیم الامت تو جیسے یہ سن کر کہیں کھو گئے اور فرمایا:

’’خیال تو تمہارے پیو کا بھی یہی ہے اور نورالدین کا بھی واللہ اعلم بالصواب۔‘‘

اب ہم سوچ میں ڈوب گئے۔باقی تو کچھ پلے پڑ گیا مگر یہ ’’پیو‘‘ سمجھ میں نہ آیا۔آخر کسی دوست نے بتایا کہ پنجابی میں ’’پیو‘‘ باپ کو کہتے ہیں۔تب ہم تہہ کو پہنچے۔حضرت قمرالانبیاء نے یہ سنا تو تبسم فرمایا اور ہم سیر ہو گئے۔‘‘ [37]

وفات اور تدفین

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری کی پوری زندگی تبلیغ دین کے مسلسل جہاد میں گزری۔آپ بلاشبہ تبلیغ وتربیت کے میدان میں بے نفس خدمت کرنے والے بزرگ تھے۔آپ کو نظام الوصیت سے وابستہ ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔آپ کا وصیت نمبر ۱۴۸۰۲ تھا۔آپ ۸ جنوری ۱۹۶۹ء کو رحلت فرما کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔وفات کے بعد سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز ربوہ کو معلوم ہوا کہ آپ کے ذمہ بقایا حصہ آمد دوسو روپے (۲۰۰) ہے جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنی جیب خاص سے دوسو روپے ادا فرما دیئے۔[38]

ازاں بعد اگلے روز حضور ہی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہل ربوہ کے علاوہ لاہور، سرگودھا اور بعض دیگر مقامات کے مخلصین جماعت شریک ہوئے۔حضور نے نماز جنازہ کو کندھا دیا اور تابوت کو قبر میں اتارنے میں علماء سلسلہ کے علاوہ حضور نے بھی حصہ لیا اور آپ بہشتی مقبرہ میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے مخصوص قطعہ میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔[39]

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کا خطبہ جمعہ میں ذکر خیر

اس المناک قومی سانحہ پر امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۱۰ جنوری ۱۹۶۹ء کو ایک مفصّل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضرت حافظ صاحب کو ''جماعت کا ایک سردار'' قرار دیتے ہوئے بتایا:

''آپ ایک بے نفس خدمت کرنے والے بزرگ تھے جنہوں نے بیماری کی حالت میں بھی بظاہر ایک مختصر سی دنیا میں جو ان کے ایک کمرے پر مشتمل تھی تبلیغ اور تربیت کا ایک وسیع میدان پیدا کر دیا تھا۔ آخر وقت تک آپ کا ذہن بالکل صاف اور حافظہ پوری طرح کام کرنے والا رہا اور آپ اس قدر تبلیغ کرنے والے اور اس رنگ میں تربیت کرنے والے بزرگ تھے کہ ہماری جماعت میں کم ہی اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔..........حضرت حافظ مختار احمد صاحب کی وفات پر میں نے بہت دعا کی کہ اے میرے ربّ! غلبہ اسلام کی جو مہم تو نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جاری کی ہے اس کی سرحدوں میں وسعت پیدا ہو رہی ہے۔ ہمارے کام بڑھ رہے ہیں اور ہماری ضرورتیں زیادہ ہو رہی ہیں۔ ہمیں حضرت حافظ صاحب جیسے ایک نہیں، سینکڑوں نہیں ہزاروں فدائی اور اسلام کے جانثار چاہئیں۔ تو اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے کہ جہاں جہاں اور جس قدر اسلام کی ضرورت تقاضا کرے تیرے فضل سے اسلام کو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی ملتے رہیں۔''

ازاں بعد حضور نے جماعت احمدیہ کے تمام مربّیوں کو قرآنی آیات کی روشنی میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ اس طرف متوجہ فرمایا:

''اللہ کی نگاہ میں صحیح مربی بننے کے لئے دو بنیادی چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک نورِ فراست اور دوسرا گداز دل۔......اپنا دل خدا کے حضور ہر وقت گداز رکھو۔ تمہاری روح اس کے خوف سے، اس کی عظمت اور جلال کی خشیت سے پانی ہو کر اور پگھل کر اس کے حضور جھک جائے اور اپنی تمام عاجزی کے ساتھ انتہائی انکساری کے ساتھ تم اپنے بھائیوں کے سامنے ان کی ہمدردی اور غمخواری میں جھکے رہو۔ تمہارا نفس

بیچ میں سے غائب ہو جائے یا تم ہمیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے خادم نظر آؤ یا تم اسے اپنے خادم نظر آؤ۔'' 40

عالی مقام اور شمائل واخلاق

صاحبزادہ (حضرت) مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے آپ کے وصال پر تحریر فرمایا:۔

''حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو آپ کا شوق تبلیغ تھا تبلیغ آپ کا اوڑھنا بچھونا اور کھانا پینا ہو چکی تھی اور واقعۃً نہ کہ محاورۃً آپ تبلیغ سے قوت پاتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھے حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی تو ایک دوست سے پہلے روز کے ایک واقعہ کے متعلق استفسار فرما رہے تھے۔ چنانچہ میرے حاضر ہونے پر مجھے بھی اس گفتگو میں شامل فرما لیا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک روز پہلے یہی دوست جن سے حضرت حافظ صاحب کی گفتگو ہو رہی تھی ایک ہمارے ضلع جھنگ کے بڑے زمیندار کو حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں ملاقات کے لئے لائے تھے۔ جب پہنچے تو حضرت حافظ صاحب انتہائی ضعف کے نتیجہ میں لب ہلانے میں بھی دقّت محسوس کرتے تھے۔ لیکن جب معلوم ہوا کہ ان کو لانے کا مقصد تبلیغ ہے تو رفتہ رفتہ کوشش کر کے بعض مسائل پر کچھ کہنا شروع کیا۔ جوں جوں وقت گذرتا گیا حضرت حافظ صاحب کی توانائی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ خدا کے فضل سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور مختلف کتابیں نکلوا کر اصل حوالہ جات بھی دکھانا شروع کئے اور تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے تک ان سے ہر مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی۔ اس گفتگو کے بعد جب وہ دوست باہر تشریف لے جا رہے تھے تو دروازہ میں (اس نے) اونچی آواز میں کہا کہ ''بلا بدھی ہوئی اے'' جسے حضرت حافظ صاحب نے بھی سن لیا۔ چنانچہ میرے پہنچنے پر حضرت حافظ صاحب اسی بارہ میں استفسار فرما رہے تھے کہ اس نے مجھے ''بلا'' کیوں کہا۔ میں نے تو ایسی بات نہیں کی۔ نیز فرمایا کہ ''بدھی'' کا مطلب مجھے سمجھ نہیں آیا۔ چنانچہ اس پر خاکسار نے عرض

کیا کہ اس سے بہتر الفاظ میں پنجابی زبان میں وہ آپ کو خراج تحسین پیش نہیں کر سکتا تھا۔صرف بلا کہنے پر بھی اس نے اکتفا نہیں کی۔ بلکہ ''بلا بدھی'' کہہ کر بلاغت کی انتہا کر دی کہ یہ کوئی انسان نہیں بلکہ بلا باندھی ہوئی ہے جس کے ساتھ مقابلہ نہیں ہوسکتا۔

اس قسم کے بے شمار واقعات دوستوں کے علم میں ہوں گے کہ حضرت حافظ صاحب نے نہایت نقاہت وضعف کی حالت میں کسی تبلیغی موضوع پر گفتگو شروع فرمائی۔ رفتہ رفتہ اس موضوع کی لذّت سے توانائی حاصل کرتے ہوئے ایسے صحت مند نظر آنے لگے گویا کبھی بیمار ہی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح کو غریقِ رحمت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے قدموں میں جگہ دے۔''[41]

☆پروفیسر ڈاکٹر ناصر احمد پرویز پروازی صاحب سابق پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ رقمطراز ہیں:۔

''خلافت کے ساتھ انتہا کی وابستگی تھی۔ پچھلی عید الفطر پر میں حاضر ہوا تو وہاں ایک صاحب بیٹھے تھے۔ میں گیا تو وہ صاحب اٹھے اور حضرت حافظ صاحب سے اپنے پنجابی کے انداز میں کہا ''میں ذرا حضرت صاحب سے مل آؤں!'' اپنی دانست میں ان صاحب نے حافظ صاحب سے اجازتِ رخصت چاہی۔ لیکن انداز کچھ ایسا تھا کہ فقرہ میں استفہامی رنگ پیدا ہو گیا۔ آپ نے سمجھا کہ وہ صاحب یہ پوچھ رہے ہیں ''کیا میں حضرت صاحب سے مل آؤں؟'' حضرت حافظ صاحب کے چہرہ پر اتنا غصہ اور انقباض میں نے پہلی اور آخری بار دیکھا۔ آپ نے بڑے غصہ سے ان کا ہاتھ جھٹک دیا اور حاضرین کی طرف کچھ اس طرح دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں کہ دیکھو اس شخص کو کیا ہو گیا ہے؟ خلافت کے مقامِ بلند کے لئے اتنی غیرت! اب تک مری آنکھوں کے سامنے وہ نقشہ ہے اس وقت مجھے احساس ہوا کہ خلیفۂ وقت کا مقام کتنا اعلیٰ وارفع مقام ہے اور زبان کی ذراسی لغزش سے سوئے ادب کی صورت نکلتی ہے۔ ان صاحب کے چلے جانے کے بعد بھی بہت دیر تک حضرت حافظ صاحب خاموش رہے۔ اس شخص کی اس نادانستہ لغزش نے انہیں بڑا دکھ پہنچایا۔ یہ واقعہ حضرت حافظ صاحب کی خلافت سے وابستگی اور خلافت کے مقامِ ارجمند کے ادراک پر دلالت کرتا ہے۔''[42]

☆مکرم ضیاء الحق صاحب (لاہور) حضرت سید مختار احمد صاحب کے بارے میں بعض واقعات

بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

’’ایک دفعہ ایک واقف زندگی مبلغ ملک سے باہر تبلیغ کے لئے جا رہے تھے۔ دارالواقفین میں ایک عصرانہ کا اہتمام تھا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت حافظ صاحب بھی شریک تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت حافظ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح سے کافی فاصلہ پر ایک کونہ میں نگاہیں جھکائے بیٹھے تھے۔ دورانِ گفتگو حضرت خلیفۃ المسیح نے آپ سے ایک مرتبہ کسی بات پر استفسار بھی فرمایا جس کا جواب حضرت حافظ صاحب نے اسی طرح نگاہیں جھکائے بے حد احترام سے عرض کر دیا۔ اسی شام جب حضرت حافظ صاحب کی مجلس میں مجھ ایسے چند نوجوان بیٹھے تھے تو خاکسار نے حضرت حافظ صاحب سے یہ سوال کر دیا کہ آپ کو یہ رعایت حاصل ہے کہ جب چاہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں اور جس قدر قریب چاہیں بیٹھ سکتے ہیں مگر آپ اس قدر دور بیٹھے تھے۔ پہلے تو حضرت خاموش رہے اور پھر آنکھوں میں آنسو بھر کر بولے میں اس جمال کی برداشت کی طاقت کہاں سے لاؤں اور سچ تو یہ ہے کہ میں نے تو جی بھر کر کبھی حضور کو دیکھا ہی نہیں۔

جودھامل بلڈنگ لاہور میں قیام کے دوران ایک مرتبہ اپنی کچھ رقم میں نے حضرت حافظ صاحب کے پاس امانت رکھ دی۔ آپ نے نوٹ لے کر گنے اور فرمایا کہ اس امانت میں انہی نوٹوں کی قید تو نہیں۔ میں بات سمجھ نہ سکا اور وضاحت کے لئے عرض کیا تو فرمایا کہ واپسی کے وقت اگر یہ نوٹ تبدیل ہو چکے ہوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔ میں خاموش ہو گیا۔ سوچ رہا تھا کہ یہ تقویٰ کی کس قدر باریک راہ ہے۔ مجھے توقف میں دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کو انہی نوٹوں کی واپسی پر اصرار ہو تو میں اس طریق پر اسے رکھ لوں گا۔ میں نے عرض کیا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ کوئی سے بھی نوٹ ہوں۔ حضرت حافظ صاحب نے اس معمولی سی امانت کی تحریر لکھ کر میرے ہاتھ میں دے دی۔ میں نے لینے سے انکار کیا تو آپ نے فرمایا نہیں یہ ضروری ہے زندگی کا کیا اعتبار۔ گویا حضرت حافظ صاحب معمولی معاملات میں بھی بڑے محتاط تھے۔‘‘[43]

☆چوہدری عبدالواحد صاحب سابق نائب ناظر اصلاح وارشاد تحریر فرماتے ہیں:۔

’’۶۵-۶-۲۹ کی بات ہے۔ حضرت حافظ صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت بانی سلسلہ کی مجلس میں ایک شخص جس کا نام صوفی علی محمد یا محمد علی تھا، نے اجازت چاہی کہ انہیں بھی تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضور اقدس نے اجازت فرمائی۔ انہوں نے حضرت بانی سلسلہ کی ایک کتاب

کے اقتباس پڑھ کر وحدت الوجود پر بڑی برجستہ اور مؤثر تقریر کی۔ ہم کہتے تھے کہ حضور تو وحدت الوجود کے قائل نہیں ہیں (پھر) یہ کیا بات ہے؟ تقریر ختم ہوئی تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس مسئلہ کا رد تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ہی فرمادیا ہے یہ کہہ کر سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت پڑھی۔ حضور کا اتنا فرمانا تھا کہ صوفی علی محمد چیخ مار کر حضور اقدس کے قدموں میں گر پڑے اور پکارنے لگے میں مارا گیا۔ میں برباد ہوگیا۔ حضور نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر تسلی دی اور فرمایا کہ جو پہلے گذر چکا اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

حضرت حافظ صاحب نے فرمایا کہ جب حضرت بانی سلسلہ نے سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت پڑھی تو ہمارے ہاتھ پلے کچھ نہ پڑا۔ صوفی علی محمد صاحب صوفی تھے۔ وہ اس امر کو فوراً سمجھ گئے۔ مگر میں کچھ نہ سمجھ سکا۔ پیر منظور محمد صاحب نے میری طرف دیکھا اور میری حالت کو سمجھ گئے۔ انہوں نے کہا کہ حضور اقدس نے یہ آیت پڑھ کر مسئلہ وحدت الوجود کا رڈ فرمایا ہے کہ ربّ، عالمین سے جدا ہے۔" [44]

☆ مجاہد افریقہ سید محمد ہاشم صاحب بخاری کا بیان ہے:۔

"حافظ صاحب نے قبول احمدیت کے بعد سے اپنی زندگی تبلیغ احمدیت کے لئے وقف کر دی۔ ۱۸۹۵ء سے لے کر اپنی وفات سے ایک دن پہلے تک یہ سلسلہ تبلیغ جاری رہا۔ تبلیغ ان کی روح کی غذا تھی اور اسی میں ان کی راحت تھی۔ کیسے ہی بیمار ہوں، تھکے ہوئے ہوں مگر جس وقت تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو جاتا تو آواز میں شوکت اور رعب پیدا ہو جاتا اور پھر آواز بلند سے بلند تر ہوتی چلی جاتی۔ وقت اپنی پرواز سے اڑا چلا جاتا اور یہ نحیف و نزار اللہ کا بندہ عشق مسیح پاک میں مدہوش دنیا و مافیہا سے بےخبر ہو جاتا۔ حوالہ جات اور کتابوں کی بھرمار ہو جاتی۔ کتابیں طالبین حق کے ہاتھوں میں تھما دی جاتیں اور حوالے خود پڑھنا شروع کر دیتا اور جب تک بات ذہن نشین نہ کرا لیتا بس نہ کرتا۔ اس میں چھوٹے بڑے پڑھے لکھے اور اَن پڑھ کی تمیز اور قید نہ تھی۔

آپ لوگوں سے مل کر بے حد خوش ہوتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے چند ملنے والوں کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ آرام کر رہے ہیں جس پر سخت برہمی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ میرے آرام سے ان لوگوں کا مجھے ملنا زیادہ ضروری تھا۔ مرحوم محبت کا ایک بحر بیکراں تھے۔ بہت دعا گو انسان تھے۔ لوگ بھی یہ جانتے تھے کہ ضرور ہمیں دعاؤں سے نوازیں گے۔ اس لئے اپنی تکالیف بےحجابانہ لکھ دیتے اور قبولیت دعا کے زندہ نشان دیکھتے۔ ایک دن مجھے فرمانے لگے کہ میرا بھی عجیب معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ میری حاجات کا خیال رکھتا ہے اور نصرت فرماتا ہے پھر فرمایا کہ آج میرا دل کڑھی کھانے کو چاہتا

ہے۔ میں بازار سے جا کر دہی لایا تو مجھے بلایا۔ جب میں حاضر ہوا تو ایک ڈھکے ہوئے برتن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ دیکھو کیا ہے میں نے دیکھ کر عرض کیا کہ کڑھی ہے۔ فرمایا۔ ابھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ہاں سے آئی ہے۔

ایک دفعہ ایک طالب علم جو تعلیم الاسلام کالج کے غیر احمدی طلبہ کے امام الصلوۃ تھے، ملنے آئے۔ آپ نے ان کو تبلیغ کی اور فرمایا کہ مجھے آپ کے ماتھے پر احمدی لکھا نظر آتا ہے۔ چنانچہ وہ صاحب مرحوم کی تحریک پر الشرکۃ الاسلامیہ پہنچے۔ قریباً۔/۱۵۰ کی کتب خرید کر مطالعہ شروع کر دیا اور دوبارہ جب وہ حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کتب کا مطالعہ کر چکے تھے۔ انہوں نے نہایت دیانتداری سے اپنے مقتدی طلباء کو کہہ دیا کہ اب میں تمہاری امامت کے قابل نہیں رہا۔ تم اپنا امام مقرر کر لو میں تو بیعت کر کے سلسلہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ یہ صاحب آج کل ہری پور ضلع ہزارہ میں انجینئر ہیں اور لال خاں ان کا نام ہے۔ (آپ ان دنوں کینیڈا میں نیشنل امیر کے طور پر خدمت سلسلہ کی توفیق پا رہے ہیں۔)

حضرت حافظ صاحب ایک بہت بڑا کتب خانہ رکھتے جس میں ہزار ہا کتب مذہب و ادب سے متعلق جمع تھیں۔ میں نے کبھی اپنی عمر میں مرحوم کو اکیلی چارپائی پر بستر بچھا کر استراحت کرتے نہیں دیکھا۔ ہر وقت ان کی چارپائی کا بیشتر حصہ متلاشیان حق کی خدمت کے لئے کتابوں سے بھرا رہتا اور وہ ہر حاجت مند کو اس کی ضرورت کا مواد نکال کر دکھاتے اور جب کوئی سعید روح ان کی وساطت سے یا از خود بھی بیعت کر کے انہیں اپنی بیعت کا حال سناتی تو وجد میں آجاتے اور بے حد مسرت اور شادمانی محسوس کرتے۔'' [45]

تالیفات

اظہار الحق نمبر ۱، احقاق الحق نمبر ۲، الحق نمبر ۳، ٹریکٹ منجانب جماعت احمدیہ شاہجہانپور [46]

اظہار الحق پر تینوں پمفلٹ مولوی غلام محی الدین خان صاحب امام جامع مسجد شاہجہانپور کے بیانات سے متعلق ہیں جو انہوں نے پہلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عدم تکفیر کے بارے میں دیئے۔ الحق نمبر ۳۔ ۲۳ جولائی ۱۹۰۵ء کو اسلامی پریس شاہجہانپور سے شائع ہوا۔

اثنا عشرہ۔ (مکرم خواجہ عبدالقیوم صاحب بی اے ربوہ کا بیان ہے ''حضرت حافظ صاحب کا غیر از جماعت علماء سے بھاگلپور میں مناظرہ بھی ہوا اور ازاں بعد آپ نے ایک رسالہ ''اثنا عشرہ'' تالیف

فرمایا۔‘‘)[47]

’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ کی تشریح

’’قادیانی شاعری۔رسالہ’’پیام مشرق‘‘ کے اعتراضوں کا جواب‘‘۔ایک قابل قدر ادبی تحقیق مطبوعہ رسالہ الفرقان ۶۲۔۱۹۶۱ء

خطبہ تقسیم اسناد تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔۱۹/اپریل ۱۹۶۴ء۔[48]

مطبوعہ منظوم کلام

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری نہایت پُر گو شاعر تھے۔آپ کا کلام اکثر و بیشتر غیر مطبوعہ ہے تاہم سلسلہ احمدیہ کے جرائد ورسائل اور کتب میں ایک حصہ شائع ہو کر آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ ہو چکا ہے۔ذیل میں نمونۃً بعض مطبوعہ منظومات کے حوالے درج ہیں۔

۱۔ اخبار الحکم (قادیان) ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء صفحہ ۱۔۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء صفحہ ۵ ۲۴/اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰

۲۔ اخبار الفضل (قادیان) ۲۲/اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۴، ۳۱/اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۴، ۱۰ستمبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۴، ۲۴ستمبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۴، ۴/اکتوبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۲، ۶ دسمبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۳، اخبار فاروق ۲۱ جنوری ۱۹۳۷ء صفحہ ۱

۳۔ مسک العارف صفحہ ۶۴۔۶۲ مؤلفہ حضرت محمد احسن امروہی صاحب۔مطبع ضیاء الاسلام قادیان۔تاریخ اشاعت ۴ مارچ ۱۸۹۸ء

۴۔ محامد المسیح صفحہ ۲۱ تا ۳۱، از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

۵۔ اسلام کی دوسری کتاب صفحہ ۴۶۔مولفہ چوہدری محمد شریف مجاہد بلاد اسلامیہ۔الناشر: احمدیہ کتابستان ربوہ۔سن اشاعت ۱۵ جون ۱۹۵۶ء

۶۔ رسالہ الفرقان ربوہ فروری ۱۹۶۱ء صفحہ ۹، ۱۰۔مارچ ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۲، ۱۳۔اپریل، مئی ۱۹۶۴ء قمر الانبیاء نمبر صفحہ ۶۲، ۶۳

۷۔ مجلّہ الجامعہ ربوہ اپریل، مئی، جون ۱۹۶۴ء صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۵

۸۔ رسالہ خالد ربوہ دسمبر ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۱، ۱۲۔فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۷، ۳۸

۹۔ ’’حیات حضرت مختار‘‘ صفحہ ۲۲۵ تا ۳۳۴۔ مؤلفہ ابو العارف سلیم شاہجہانپوری۔ اشاعت ۱۹۹۷ء۔منظومات (نعت، قصیدے، مخمس اور تضمین)

(حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے روح پرور پیغامات

اسی سال (حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے نوجوانانِ احمدیت کو متعدد پیغامات سے نوازا۔ یہ پیغامات رسالہ خالد ۱۹۶۹ء میں بالترتیب جنوری، مئی، جون اور جولائی کے شماروں میں شائع ہوئے۔ (حضرت) صاحبزادہ صاحب نے اپنے روح پرور اور ولولہ انگیز پیغامات سے خدامِ احمدیت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، ان میں زندگی کی زبردست روح پیدا کر دی اور علم و عمل کے لئے وسیع راہیں کھول دیں۔

ان پیغامات میں ادب کی لطیف چاشنی بھی تھی اور علم و معرفت کے قیمتی نکات بھی۔ بطور نمونہ ان پیغامات کے تین اقتباسات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ ’’اب رمضانِ مبارک کی مصروفیات بھی گذر گئیں۔ اب عمل کی دوڑ کا مزید انتظار نہ فرمائیے۔ رمضان مبارک کی مصروفیات بھی دراصل ہمارے کام کا ایک حصہ تھیں بلکہ فی ذاتہٖ وہ مقصود تھیں جس کے حصول کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ وہ مہینہ ہے جو اسلام کا خلاصہ ہے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی جس شدّت اور کثرت کے ساتھ اس مہینہ میں ہوتی ہے کسی اور مہینہ میں اس کا تصور ممکن نہیں۔ پس اس پہلو سے ہمارا یہ سال نیک شگون لے کر آیا ہے کہ سال کے آغاز ہی میں ہمیں وہ مہینہ میسّر آیا جو ہمیں مقصود کے قریب لے گیا۔ بغیر ہماری کوشش اور جدوجہد کے، بغیر کسی منصوبہ کے، بغیر کسی تنظیمی کاوش کے وہ زیر تربیت نوجوان جنہیں ہم سال بھر حیّ علی الصلوۃ۔ حیّ علی الفلاح کے بلاوے دیا کرتے تھے اور کوئی خاص کامیابی حاصل نہ کر سکتے تھے، خود بخود اس مقدس مہینے کے عظیم اور وسیع دباؤ کے تحت اپنے خلوت خانوں سے نکل کر مسجد کی جماعتی زندگی کی طرف چلے آئے۔

یہی نہیں بلکہ اس مہینہ میں ہمیں اپنی اپنی بساط کے مطابق دعاؤں کی بھی

توفیق ملی اور یقیناً اور دعاؤں کے ساتھ عہدیدارانِ مجالس نے اپنے لئے اور اپنے شریکِ کار خدام بھائیوں کے لئے پہلے سے بہت بہتر کام کی توفیق اپنے رب سے مانگی ہوگی اور خدام احمدیت کے نظام میں جڑے ہوئے کارکن خدام یقیناً ایک دوسرے کوبھی اپنی دعاؤں سے تقویت دیتے رہے ہوں گے۔

پس کتنا ہی مبارک ہے یہ سال جس کا آغاز رمضان مبارک کی عظیم برکتوں کی طاقت لئے ہوئے ہے اور سال بھر کے لئے ایک زادِراہ ہمارے ہاتھ میں دے رہا ہے۔'' [49]

۲۔ ''غالب کا ایک شعر ہے جس میں ظاہری سوال کوئی نہیں مگر شعر زبانِ حال سے ایک مجسم سوال بنا ہوا ہے اور وہ شعر یہ ہے:

ہوا مخالف و شب تار و بحر طوفاں خیز
گسستہ لنگر کشتی و ناخدا خفت است [50]

یعنی ہوا تند و تیز، رات تاریک اور موج طوفانی ہے۔ کشتی کا لنگر ٹوٹا پڑا ہے اور ناخدا سویا ہوا!...... اس شعر پر غور کرتے ہوئے میں نے سوچا کہ زمانے کے حالات بھی بعض دفعہ بعینہٖ اس شعر کے مصداق بن جاتے ہیں۔ نجات کی کشتی کے لنگر ٹوٹ جاتے ہیں اور ناخدا سو جاتا ہے۔ ایسی ہی ایک ہولناک، پُرآشوب اور تاریک رات دنیا پر آج سے ۱۰۰ برس پہلے طاری تھی جس کا محیط سب دنیا کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھا اور اہلِ دنیا کی مثال غالب کی اس کشتی کی طرح ہوگئی تھی جس کا ناخدا سویا ہوا ہو...... اب جبکہ ایک آسمانی منادی کرنے والے نے اپنی پُرشوکت آواز میں بہت سے سونے والوں کو یہ کہہ کر خواب غفلت سے بیدار کر دیا ہے کہ:

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

اب جبکہ ناخداؤں کے طائفہ میں اکّا دکّا یہاں اور وہاں خواب غفلت کا طلسم ٹوٹ رہا ہے اور ٹوٹے ہوئے لنگر کو از سرِ نو تعمیر کیا جا چکا ہے۔ اب جبکہ ایک نئے جوش، نئے عزم اور ایک نئے ولولے کے ساتھ دنیا کی کشتی کو ہلاکت سے بچانے کی

جدوجہد کا آغاز ہو چکا ہے۔اگر ان نو بیدار ناخداؤں میں سے بعض کو پھر نیند آ جائے تو؟......

مانا کہ یہ اٹھ کر سو جانیوالے غافل، بیداری کی اس عظیم الشان اور عالمگیر لہر کی راہ میں حائل نہ ہوسکیں گے جس کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تموج خیز ندائے آسمانی سے ہوا، مانا کہ جو ناخدا اٹھنے لگے ہیں اٹھتے رہیں گے اور ناخداؤں کا طائفہ اپنی جمعیت اور قوت میں بڑھتا ہی رہے گا لیکن خود ان کا کیا بنے گا؟ اور ان کی غفلت نجات کی آخری فتح کی گھڑی کو کس حد تک پیچھے پھینک دے گی؟

جب میں ان مجالس یا خدام کو دیکھتا ہوں جو اسی قسم کی ایک خوابیدہ یا نیم خوابیدہ زندگی بسر کر رہے ہیں تو اسی قسم کے کئی سوال میرے دل و دماغ کو رنجوں اور فکروں کا ایک طلسم پیچ و تاب بنا دیتے ہیں۔

میں اپنے ان عزیزوں بھائیوں سے جو اپنے اپنے دائرے میں خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں، بمنّت عرض کرتا ہوں کہ اس نوبت کو ذرا اور تیزی سے بجائیں اور آسمان کے نیچے ایک ایسا شور اور غلغلہ بپا کر دیں کہ سونے والوں کے کان پھٹنے لگیں اور نیند کے چکّر اس ارتعاش کی شدت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جائیں۔ پھر ایسا ہو کہ کسی ناخدا کے لئے ممکن نہ رہے کہ ماحول کی ہلاکت سے بے پرواہ ہو کر مجرمانہ نیند کے مزے لوٹ سکے۔“ 51

۳۔”امتِ موسوی کو اگر اپنے آقا کی پیروی میں زیادہ سے زیادہ کوہِ طور کی رفعتوں تک بلندی عطا ہوسکتی تھی اور اپنے رب کی صرف وہی شان ان پر ظاہر ہوسکتی تھی جو موسیٰ علیہ السلام پر ظاہر ہوئی مگر امتِ محمدیہ کے لئے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ماوراء الطّور کی رفعتیں لکھی گئی ہیں جنہیں قرآن کریم **فوزاً عظیماً** کے الفاظ سے یاد کرتا اور کبھی فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (النساء:۷۰) کی خوشخبری دے کر بیان فرماتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام امتِ محمدیہ اور گذشتہ تمام امتوں کے درجات کے اس فرق کو اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

......جب ہمارے آقا و مولیٰ حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کے دیدار کی تمنا کی تو سات آسمانوں کے ابواب آپ پر کھول دیئے گئے اوران بلندیوں پر آپ نے قدم رکھا جہاں کسی مخلوق کا تصور بھی قبل ازیں نہ پہنچا تھا اور پھر ایک مرتبہ ہی نہیں دومرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کی طرف سے وہ رؤیت نصیب ہوئی اور وہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مصفی پر نازل ہوئی کہ جس کے بیان کی زبانِ انسانی اور جس کی نوعیتِ ادراک کی فکرِ انسانی متحمل نہیں ہوسکتی اتنا سمجھ سکتے ہیں کہ:

فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی (النجم:۱۱،۱۲)

میرے خدام بھائیو! اس آخری مقام سے قبل بھی بڑی رفیع الشان منازل ہیں جن تک پہنچنے کے لئے مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ کا باب آج بھی اسی طرح وا ہے جس طرح اس سے پہلے وا تھا۔آج بھی یہ صلائے عام جاری ہے کہ:

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی‘‘ 52

پاکستان کے لئے خصوصی دعا کی تحریک

۸ جنوری ۱۹۶۹ء کو پاکستان کی آٹھ سیاسی جماعتوں نے صدر ایوب کی حکومت کے خلاف متحدہ محاذ قائم کر کے ۱۷ جنوری سے ملک کے دونوں حصوں میں ایجی ٹیشن شروع کر دی اور دیکھتے ہی دیکھتے ملک ہلڑ بازی، لوٹ مار اور آتشزنی کی لپیٹ میں آ گیا۔ ڈھاکہ اور راولپنڈی میں طلباء اور پولیس کا تصادم ہوا۔ کراچی کے علاقہ لیاقت آباد میں مشتعل مظاہرین نے کراچی روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے ڈپو کو آگ لگادی اور خونریز تصادم بھی ہوا۔ لاہور میں پُرتشدد ہنگامے ہوئے۔ پشاور میں فوج طلب کر لی گئی اور لائلپور (فیصل آباد) میں فسادات ہوئے۔

اس آتشیں ماحول کو دیکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۳۱ جنوری ۱۹۶۹ء کو پاکستان کی سالمیّت کے لئے دعا کی خصوصی تحریک فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو ہر فتنہ اور شر سے محفوظ رکھے نیز فرمایا:

''میرا ذاتی تاثر ہے کہ اس کی براہ راست ذمہ داری کسی بھی سیاسی پارٹی پر نہیں ڈالی جا سکتی بلکہ ایک خطرناک منصوبہ ہمارے ملک کو تباہ کرنے کیلئے کسی اور جگہ بنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حد تک تو سیاسی پارٹیوں پر ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو اپنے اندر کیوں گھسنے دیتے ہیں جن کا ان کے ساتھ براہ راست تعلق نہیں اور اس طرح ان شرپسند ایجنٹس کو موقعہ مل جاتا ہے کہ لوٹ مار اور توڑ پھوڑ کے کام کریں لیکن میرے نزدیک براہ راست کسی سیاسی پارٹی پر یہ ذمہ داری نہیں ڈالی جا سکتی کیونکہ میرے نزدیک وہ اس کے ذمہ وار نہیں ہیں اور نہ اسے پسند کر سکتے ہیں کہ ملک کو اس طرح تباہ کر دیا جائے لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہمیں ایک مذہبی اور روحانی جماعت ہونے کے لحاظ سے اس سے کوئی براہِ راست تعلق نہیں گو ایک شہری کی حیثیت سے ہمارا ہر فرد اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ہم پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرض عائد کیا ہے کہ ہم اس کی محبت میں فنا ہو کر اس کی مخلوق کی خدمت میں لگے رہیں اور ہمارے نزدیک خدا کی مخلوق کی جو بہترین خدمت کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم ان کے لئے ہر وقت دعاؤں میں لگے رہیں۔ .... میرے نزدیک جو منصوبہ کسی شرپسند دماغ نے بنایا ہے اس کا اصل مقصد مسلمان اور اسلام کو ضعف پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمان کو اس شیطانی منصوبہ کے شر سے محفوظ رکھے اور آسمان سے فرشتوں کو نازل کرے جو ہماری اس قوم کی حفاظت کریں اور ایسے حالات پیدا نہ ہونے دیں جن حالات کے نتیجہ میں اُمت مسلمہ میں ضعف پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔'' [53]

ایک مضمون ''پنجاب میں تحریک احمدیت''

رسالہ ''اسلامک کلچر'' حیدرآباد دکن جنوری ۱۹۶۹ء میں ایک مضمون شائع ہوا جو ڈاکٹر بختاور سنگھ سانی ایم اے پی ایچ ڈی نے لکھا۔ آپ ''ریویزن آف ڈسٹرکٹ گزیٹیر'' پنجاب کے ایڈیٹر بھی رہے تھے۔ آپ کے اس مضمون کے بعض حصوں کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

''احیائے اسلام میں تحریک احمدیت کا مطالعہ جس کا آغاز ۱۸۸۰ء میں پنجاب سے ہوا بہت

دلچسپ ہے۔ایک حیثیت سے یہ تحریک ہندوؤں کی آریہ سماج کے خلاف ایک دفاعی تحریک تھی جس کا مقصد ہندوؤں کی پست اقوام کو دوسرے مذاہب اختیار کرنے میں روک بننا تھا۔دوسری حیثیت سے یہ تحریک عیسائی مشنریوں کے خلاف ایک ایسا بند تھا جو پنجاب میں اپنی مساعی کے دائرہ کو پھیلا رہے تھے۔لیکن مزید سوچا جائے تو تحریک احمدیت بہت وسیع اور جامع ہے۔

تحریک احمدیت کا مرکز قادیان (ضلع گورداسپور) تھا جہاں سے اس کا احیاء ہوا اور رفتہ رفتہ انڈیا کے دوسرے علاقوں اور غیر ممالک تک پھیل گئی۔لیکن تقسیم ہند کے بعد تحریک کا ہیڈکوارٹر پاکستان منتقل ہو گیا اور قادیان علاقائی مرکز کی حیثیت سے کام کرنے لگا۔

تحریک کے بانی مرزا غلام احمد صاحب تھے۔آپ بمقام قادیان ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۸۰ء میں آپ نے اپنی پہلی شاندار کتاب براہین احمدیہ کا پہلا حصہ شائع کیا۔اس کتاب میں انہوں نے اپنے آپ کو روحانی مصلح قرار دیا۔......۱۸۸۸ء میں آپ نے ایک اشتہار شائع کیا اور کہا کہ خدا نے مجھے بیعت لینے کا حکم فرمایا ہے۔۱۸۹۱ء میں اعلان فرمایا کہ میں ہی وہ مہدی اور مسیح ہوں جس کا ذکر قرآن اور بائبل میں آیا ہے۔اپنے دعویٰ کی تصدیق میں انہوں نے تین کتابیں فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام تصنیف فرمائیں۔اس کے بعد آپ مسلمانوں، عیسائیوں اور آریہ سماج کی بحث وتکرار کا موضوع اور ہدف ملامت بن گئے۔مخالفوں کی شدید مخالفت کے باوجود آپ اپنے کام اور عمل میں اور بھی مضبوط اور راسخ ہو گئے۔آپ کی تحریک نے دن بدن ترقی کرنا شروع کی اور مئی ۱۹۰۸ء میں آپ کی وفات تک یہ تحریک غیر ممالک میں بھی پھیل گئی۔

مرزا غلام احمد صاحب کے عروج کا ایک دلچسپ پہلو آپ کی پیشگوئیوں کا ظہور اور صداقت ہے۔مثلاً آپ نے ۱۸۹۷ء میں اعلان فرمایا کہ میں نے خواب میں فرشتوں کو اس زمین میں سیاہ پودے لگاتے دیکھا ہے اور فرشتوں سے استفسار پر معلوم ہوا کہ یہ طاعون کے پودے ہیں۔آپ نے تحدی سے اعلان فرمایا کہ پنجاب میں وسیع پیمانے پر طاعون پھیلے گا چنانچہ ہوا بھی یہی اور آپ کی پیشگوئی بعینہٖ ظہور پذیر ہوئی۔

مرزا غلام احمد صاحب کی آخری وصیت کے مطابق جماعت کا انتظام وانصرام ایک کمیٹی کے سپرد ہوا جس کا نام صدرانجمن احمدیہ رکھا گیا جو جماعت کے ایک منتخب لیڈر کی زیرنگرانی کام کرے گی جس کا نام خلیفۃ المسیح رکھا گیا۔

مرزا صاحب کی وفات پر حکیم نورالدین صاحب کو جو آپ کے فرمانبردار اور سچے ساتھی تھے جماعت کا پہلا خلیفہ چنا گیا۔ باوجود یہ کہ بانی جماعت کی شخصیت کا خلاء موجود تھا...... پھر بھی آپ کی قیادت میں جماعت نے کافی ترقی کی۔ ......۱۹۱۴ء میں پہلے خلیفہ کی وفات پر مرزا بشیر الدین محمود احمد جو مرزا غلام احمد صاحب کے بیٹے تھے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے۔......

احمدیہ تحریک کے دوسرے خلیفہ کے بقول احمدیت اور اسلام ایک ہی چیز کے دو رُخ ہیں اور احمدیت کا مطلب حقیقی اسلام ہی ہے جس کا حکم خدا نے اس زمانہ کے موعود مسیح کے ذریعہ اس دنیا کو دیا۔ جماعت کا قرآن پر پختہ یقین ہے۔ جماعت کا اعتقاد ہے کہ قرآن میں لامحدود الہامی خزانے ہیں جن سے دنیا کو مالا مال کرنا جماعت کا نصب العین ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب نے فرمایا کہ اگرچہ اسلام آج روبہ تنزل ہے لیکن اس کا احیاء اس زمانہ کے 'نذیر' کے ذریعہ سے ہوگا۔ مسیح موعود اس زمانہ کی برائیوں کو اپنے ٹھوس دلائل سے ختم کرے گا۔ آپ نے مسلمانوں کی کثیر تعداد کو اپنے حلقہ میں داخل کرلیا۔......

انہوں نے سوامی دیانند اور اس کے آریہ سماج کو مہلک قرار دیا اور اس کی شہرت کی قبا کو تار تار کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ نے کہا کہ ویدوں نے بت پرستی اور اوہام پرستی کی تعلیم دی ہے جو اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ آپ نے ہندومت کے بہت سے عقائد کو قرآن کی رو سے باطل ثابت کیا اور کہا کہ میں پوچھتا ہوں کہ دنیا کے کونسے حصہ میں چاروں ویدوں نے ایک عقیدہ کی تعلیم دی ہے۔ ہندوؤں کی پوری آبادی اپنے الگ الگ بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے عقیدہ تناسخ کی بھی تردید کی اور فرمایا کہ اس طرح خدا کی پیدا کرنے کی قدرت کی نفی ہوتی ہے۔ یہ عقیدہ کسی شخص کی قانونی اور غیر قانونی پیدائش کے فرق کو مٹا کر خاندانی زندگی کے آبگینہ کی تقدیس کو ٹھیس پہنچاتا ہے کیونکہ اس عقیدہ کے مطابق یہ عین ممکن ہے کہ کسی شخص کے ہاں اس کی اپنی ہی ماں، بیٹی یا بہن دوبارہ پیدا ہو کر آجائے۔ مرزا صاحب نے نیوگ کے عقیدہ کی بھی تردید کی اور کہا کہ یہ عورت کی عصمت پر حملہ ہے۔...... ہندوستان میں مرزا غلام احمد صاحب اپنے عہد میں وہ شخص واحد ہیں جنہوں نے عیسائیت کی علی الاعلان بھرپور مخالفت کی۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ مشنریوں کے ہاتھوں اسلام کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ تبدیلی اسلام ایک غیر معروف چیز تھی لیکن اب ہزاروں مسلمان عیسائیت قبول کر چکے ہیں۔......

عیسائیت اور حضرت عیسیٰ سے منسوب ہر غلط عقیدہ کی احمدیت نے تردید کی۔ عیسائی مشنریوں اور جس عیسائی تہذیب کی وہ نمائندگی کرتے تھے احمدیہ عقائد نے انہیں باطل قرار دیا۔ مرزا صاحب نے اپنے ماننے والوں کو کہا کہ اسلام کی فتح اور کامیابی کا دن بہت جلد طلوع کرے گا۔ اور اب اسلام کو پہلی سی شان و شوکت مسیح موعود کے ذریعہ حاصل ہوگی۔

جماعت احمدیہ کے بانی نے گرونانک سے بہت عزت اور محبت کا اظہار کیا اور ایک نئی دریافت پیش کی کہ گرونانک فی الحقیقت سچے مسلمان تھے اور وہ ہندوؤں کو اسلامی تعلیمات سکھانے کے لیے بھیجے گئے تھے۔'' 54

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا جماعت سیرالیون کے نام روح پرور پیغام

اسی سال جماعت احمدیہ سیرالیون کی بیسویں سالانہ کانفرنس نہایت کامیابی کے ساتھ ۷، ۸ اور ۹ فروری ۱۹۶۹ء کو احمدیہ سیکنڈری سکول بو میں منعقد ہوئی۔ حاضری گذشتہ سالوں سے کہیں زیادہ تھی۔ افتتاحی اجلاس میں ایک ہزار سے زائد افراد موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اسی موقع پر درج ذیل مبارک الفاظ میں پیغام ارسال فرمایا:

''احباب کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ یہ اجتماع آپ کے لئے بابرکت ثابت کرے اور آپ کو یہ دن دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ جماعت ہائے احمدیہ سیرالیون کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ عظیم الشان مقاصد اور فتوحات عظیم الشان قربانیاں چاہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اسلام کی فتح اور غلبہ کے جو وعدے فرمائے ہیں ان کے مطابق اسلام کی فتح اور غلبہ کے دن قریب ہیں۔ اس لئے اس راہ میں ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت حاصل کرنے کے لئے کثرت سے دعائیں کرو کہ اس کی مدد اور تائید کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ خلافت اور نظام سلسلہ کا احترام اپنے اور اپنے بچوں کے دلوں میں ہمیشہ قائم رکھو اور متحد اور متفق ہو کر اسلام کی فتح کے دن کو

قریب تر لانے کے لئے ہر آن کوشاں رہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔آپ کے اخلاص میں برکت دے اور آپ کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کا بلا تمیز مذہب وملّت خادم بنایا ہے۔سب سے ہمدردی اور غمخواری سے پیش آئیں اور فتنہ و فساد سے بچیں۔حکومت وقت سے پورا تعاون کریں اور ملک کی ترقی کے لئے ہر آن کوشاں رہیں۔‘‘

حضور کا یہ خصوصی پیغام کانفرنس میں مولوی محمد صدیق صاحب شاہد امیر جماعت ہائے احمدیہ سیرالیون نے پڑھ کر سنایا جسے حاضرین نے خاص درجہ ذوق وشوق سے سنا۔اس موقع پر اس اہم پیغام کی کاپیاں بھی سامعین میں تقسیم کی گئیں۔[55]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تعلیم الاسلام کالج میں تشریف آوری

۱۱فروری کو ساڑھے پانچ بجے شام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مسجد تعلیم الاسلام کالج کی جگہ معین کرنے کی غرض سے کالج میں تشریف لائے۔حضور نے مسجد کی جگہ معین کرنے کے لئے کئی مقامات کا معاینہ فرمایا۔اور بالآخر ایک مقام کی تخصیص فرمائی۔حضور نے اس سلسلہ میں متعلقہ ممبران سٹاف کو زریں ہدایات سے بھی نوازا۔ بعد ازاں حضور نے ہوسٹل کا معاینہ فرمایا اور کارکنان کو ہدایات سے نوازا۔اس کے بعد حضور ہوسٹل کامن روم میں تشریف لائے جہاں حضور نے طلباء کے ساتھ ٹیبل ٹینس کھیلا۔آخر میں حضور نے طلباء وممبران کالج سٹاف کو شرف مصافحہ بخشا۔نماز مغرب سے قبل حضور واپس تشریف لے گئے۔[56]

ایک قرآنی دعا کے بکثرت پڑھنے کی تلقین

خدائی اور آسمانی جماعتوں کی ترقی اور کامیابی کا راز دعاؤں میں مضمر ہوتا ہے۔خلفاء احمدیت نے اسی حقیقت کے پیشِ نظر اسلام کے خلاف تمام ظاہری اور باطنی منصوبوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیشہ احباب جماعت کو دعا ہی کے مؤثر ہتھیار کی طرف توجہ دلائی ہے۔اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے وسط مارچ ۱۹۶۸ء میں یہ تحریک فرمائی کہ دوست کثرت سے سبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم کا ورد کریں۔اس کے بعد جون میں بکثرت استغفار پڑھنے اور بعد

ازاں یہ دعا کثرت سے پڑھنے کا ارشاد فرمایا: رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا۔

۱۴ فروری ۱۹۶۹ء کے خطبہ جمعہ میں ان دعاؤں میں درج ذیل قرآنی دعا کو بھی شامل کر کے ہدایت فرمائی کہ دوست اسے بھی بکثرت پڑھیں۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ
(البقرۃ:251)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم پر قوت برداشت نازل کر اور (میدان جنگ میں) ہمارے قدم جمائے رکھ اور (ان) کافروں کے خلاف ہماری مدد کر۔

حضور نے اس پر معارف قرآنی دعا کی تفسیر بیان کرنے کے بعد فرمایا:

''میں چاہتا ہوں کہ آپ دن میں کم از کم ۳۳ بار یہ دعا کر لیا کریں۔ اس پر زیادہ وقت نہیں لگے گا اور یہ کام زیادہ قربانی نہیں چاہتا لیکن اگر آپ ان معانی کو ذہن میں رکھ کر یہ دعا کریں تو یہ بات بڑی برکتوں کا موجب ہوگی۔

اس وقت ایک بڑی وسیع اور گہری سازش اسلام کے خلاف ہو رہی ہے جو دراصل پہلے عیسائیت کے خلاف تھی جو بہت حد تک کامیاب ہوگئی۔ اب اس نے اپنا رُخ اسلام کی طرف پھیرا ہے اور اس سازش کی تفاصیل جب سامنے آتی ہیں تو انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور انسان کو اپنی کمزوری اور بے بسی کا شدت سے احساس ہونے لگتا ہے اور انسان کا ذہن پریشان ہو جاتا ہے کہ اتنی بڑی بین الاقوامی سازش کا اسلام ہمارے ذریعہ سے (کیونکہ خدا نے ہمیں اس کام کے لئے منتخب کیا ہے) کس طرح مقابلہ کرے گا۔ تب اللہ تعالیٰ ہمت بڑھانے کے لئے اور عزم کو پیدا کرنے کیلئے اور اپنے وعدوں پر پختہ یقین پیدا کرنے کیلئے ان دعاؤں کی طرف توجہ دلا دیتا ہے اور میرا یہ فرض ہے کہ جماعت کو کہوں کہ یہ دعائیں کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان دعاؤں کے نتیجہ ہی میں اگر وہ خلوص نیت سے کی جائیں اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے کی جائیں۔ ہمیں ان ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق عطا کرے گا جو اس نے ہم پر ڈالی ہیں۔ ہمیں ہر معنی میں، ہر حالت میں، ہر

وقت میں صبر کی توفیق عطا کرے گا ثبات قدم دے گا اور ایسے افعال کی توفیق دے گا کہ جس کے نتیجہ میں اس کی مدد انسان کو مل جاتی ہے۔ اگر یہ دعائیں نہ ہوتیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا سہارا نہ ہوتا اگر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر یقین نہ ہوتا تو انسان ایک لحظہ کے لئے سوچ نہ سکتا کہ اسلام کے خلاف اتنی عظیم سازش ناکام ہو کر رہ جائے گی۔

مجھے ایک اور سازش کی تفاصیل کا ابھی چند دن ہوئے علم ہوا اور جب میں نے پڑھا میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ پھر جب میں نے قرآن کریم کو دیکھا تو ہر وہ بات جس کا ذکر سازش میں کیا گیا ہے اس کا ردّ میں نے قرآن کریم میں پا لیا اور اس سے دل کو تسلی ہو گئی کہ اس علاّم الغیوب نے اس سے قبل کہ اسلام کے خلاف اس پُرانی سازش کی تفصیل کا اظہار ہو ہمارے دل کی تسلی کے لئے اس سازش کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کر کے ان کی ناکامی کے متعلق بشارت یا وعدہ دیا ہوا ہے۔'' [57]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سوشلزم سے متعلق ارشاد

۲۰ فروری ۱۹۶۹ء کو بعد نماز مغرب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مسجد مبارک میں رونق افروز ہوئے اور مختلف امور کا تذکرہ کرنے کے بعد اسلام اور سوشلزم کے بارہ میں ارشاد فرمایا:۔

''مذہب کی طرف ایک رَو پیدا ہو رہی ہے۔ غالباً وہ کمیونزم کے ردعمل کے طور پر ہے۔ ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ کئی سال سے روس نے یہ کہنا شروع کیا ہے کہ اسلام اور سوشلزم ایک ہی ہیں اور وہ مصر اور دوسرے عرب ممالک کے علماء سے مضامین لکھوا کر روس سے شائع کراتا اور انہیں دنیا میں پھیلاتا ہے۔ سرمایہ داری میں ذرائع آمد بھی افراد کے پاس ہوتے ہیں یعنی وہ جس طرح چاہیں کمائیں اور خرچ کے ذرائع بھی ان کے پاس ہوتے ہیں۔ انہیں آزادی حاصل ہے کہ وہ جس طرح چاہیں خرچ کریں۔

کمیونزم نے ذرائع آمد کو محدود کر دیا ہے۔ اس نے افراد کو آمد کے ذرائع میں آزادی نہیں دی بلکہ حکومت جو چاہے کسی کو دے۔ اس کے مقابل پر اس نے خرچ پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ کوئی فرد جہاں چاہے خرچ کرے۔ چاہے وہ شراب پی لے،

چاہے کوئی اور کام کرے۔ اسلام نے آمد اور خرچ دونوں پر پابندیاں لگائی ہیں۔لیکن ان میں بڑی وسعت ہے۔ اگر کسی کا دماغ اچھا ہے تو وہ تجارت میں جتنا چاہے کمالے۔ وہ ایک کروڑ روپیہ بھی کمالے تو اس پر کوئی پابندی نہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ حلال ذرائع سے کمائے لیکن جب خرچ کا وقت آتا ہے تو اسلام نے بعض پابندیاں لگائی ہیں۔ مثلاً اس نے کہا ہے فضول خرچ نہ کرو، سادہ زندگی گزارو اور عیش کی تو اس نے ساری چیزیں ہی ختم کر دی ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ تمہارا مال تمہارا نہیں اس میں دوسروں کا بھی حصہ ہے۔ لہٰذا اس میں سے دوسروں کا حصہ نکالو اور حکومت سے کہا ہے کہ تم ان سے دوسروں کا حصہ لو۔ اس طرح اسلام کمیونزم کے بھی خلاف ہو گیا کیونکہ اسلام نے آمد کے سلسلہ میں کسی فرد پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ وہ جتنا چاہے کمائے۔ پھر اسلام سرمایہ داری کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس نے افراد پر خرچ کے بارہ میں بہت سی پابندیاں لگا دی ہیں۔

جو شخص خالص سرمایہ دار ہے وہ تو ایک لاکھ روپیہ کے ہوتے ہوئے بھی کمی محسوس کرتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ فلاں تصویر پانچ لاکھ روپیہ میں ملتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ خرید لوں لیکن روپیہ پاس نہیں اس لئے اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا۔ لیکن اسلام ایسے اخراجات کی اجازت نہیں دیتا اور نہ صرف اجازت نہیں دیتا بلکہ ایک مسلمان سے دوسروں کے لئے کچھ لے بھی لیتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اس کا تمہیں ثواب ملے گا یعنی خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم دوسروں کا حق دو میں تمہیں ثواب دوں گا۔ اب دیکھو اللہ تعالیٰ کی یہ کتنی رحمت ہے کہ وہ ایک طرف کہتا ہے اس مال میں جو تمہارے پاس ہے دوسروں کا بھی حق ہے تم ان کا حق دو اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اگر تم دوسروں کا حق دو گے تو ہم ثواب دیں گے۔

جو لوگ یہ شور مچاتے ہیں کہ اسلام اور سوشلزم ایک ہی ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اسلام اسلام ہی ہے۔ یہ نہیں کہ اسلام کسی خاص شکل اور قسم کے کمیونزم کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اسلام کسی قسم کے سوشلزم کی بھی اجازت نہیں دیتا۔

اگر سوشلسٹوں کے نزدیک اسلام اور سوشلزم میں کوئی فرق نہیں تو وہ مسلمان

کیوں نہیں ہو جاتے ۔ مسلمان ہونے میں انہیں کون سی روک ہے ۔ اسلامی زندگی میں صرف پیسہ کو حاوی سمجھا جائے اسے نہ عقل مانتی ہے اور نہ یہ مذہب کا حصہ ہے ۔ اگر حکومت سب کچھ چھین لے اور کہے کہ ہم تمہیں اتنا دیں گے کہ تمہیں بھوکا مرنے نہیں دیں گے تمہیں ننگا نہیں رہنے دیں گے تو جہاں تک ظاہری اور جسمانی ضروریات کا سوال ہے وہ کم سے کم تو پوری ہو گئیں لیکن دائرہ استعداد میں کمال تک پہنچنے کا انتظام تو نہ ہوا ۔ پھر اگر انہوں نے جذبات کا گلا گھونٹ دیا اور ثواب سے محروم کر کے انسان کو ابدی نعمتوں سے محروم کر دیا تو کیا فائدہ؟'' [58]

ربوہ میں یوم مصلح موعود کی تقریب

۲۰ فروری کو یوم مصلح موعود کے موقعہ پر لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام مسجد مبارک میں جلسہ ہوا ۔ جس میں اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے ۔ صدارت کے فرائض (حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے ادا کئے ۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل، محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری، مولانا دوست محمد شاہد صاحب اور (حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں ۔ [59]

ربوہ میں عیدالاضحیٰ کی تقریب

ربوہ میں ۲۷ فروری کو عیدالاضحیٰ کی تقریب اسلامی شعار کے مطابق پورے اہتمام سے منائی گئی ۔ احباب نے مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اقتداء میں نماز عید ادا کی ۔ نماز عید پڑھانے کے بعد حضور نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کے خاندان کی عظیم الشان قربانی اور پھر آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی اعلیٰ ترین قربانیوں اور ان کی کماحقہ اتباع کی اہمیت پر نہایت ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا اور دعا کرائی ۔

دعا کے بعد حضور نے اس خیال سے کہ احباب نے قربانیاں دینی ہیں مسجد میں مصافحہ کے لئے قیام فرمانا مناسب خیال نہ فرمایا ۔ تاہم احباب کی خواہش کے پیش نظر ان کی یہ درخواست منظور فرمائی کہ حضور اگلے روز نماز جمعہ کے بعد احباب کو شرف مصافحہ عطا فرمائیں ۔ چنانچہ اگلے روز نماز جمعہ کے بعد حضور نے مسجد مبارک میں موجود تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا ۔ [60]

صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی سالانہ دینی اور انتظامی سرگرمیاں

سال ۶۹۔۱۹۶۸ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی تاریخ میں ایک نمایاں اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس سال اس مرکزی ادارہ کی دینی، انتظامی اور جماعتی سرگرمیوں میں نمایاں ترقی اور اضافہ ہوا۔ اس کی تفصیل حضرت صوفی غلام محمد صاحب ناظر بیت المال (خرچ) ربوہ کی ایک مطبوعہ یادداشت (۶ مارچ ۱۹۶۹ء) سے درج ذیل کی جاتی ہے:۔

''جماعت کا قدم روز افزوں ترقی پذیر ہے اور خلافت راشدہ کے زیر سایہ اور اس کی برکت سے دن بدن مضبوط تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ سالِ رواں میں جہاں امراء، صدر صاحبان اور دیگر عہدہ داران بڑے اخلاص کے ساتھ سلسلہ کی خدمت بجالانے میں مصروف رہے اور جماعت کی صحیح تربیت کرتے ہوئے اس میں بیداری اور مستعدی پیدا کرتے رہے وہاں احباب جماعت نے بھی اخلاص کا اعلیٰ نمونہ دکھایا اور مرکز کی ہر آواز پر بشاشتِ قلب کے ساتھ لبیک کہا ہے اور اس طرح احمدیت کے قیام کے عظیم مقصد کو پورا کرنے کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی رہنمائی ذاتی توجہ اور دعاؤں کے طفیل مرکز جو جماعتی امور سرانجام دیتا رہا ہے اس کا ایک مختصر سا خاکہ پیشِ خدمت ہے:۔

نظارت اصلاح وارشاد

مربیان کی وساطت سے مفوضہ فرائض سرانجام دیتی رہی اور امراء وصدر صاحبان کے تعاون سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور دیگر ضروری تربیتی واصلاحی پمفلٹ وکتب احباب کے ہاتھوں میں پہنچاتی رہی۔ دورانِ سال شہادت القرآن، برکات الدعاء اور اسلام میں اختلافات کا آغاز کے علاوہ ۲۹ دیگر پمفلٹ اور کتب شائع کروائی گئیں۔ جن کی مجموعی تعداد ۹۵،۴۰۰ ہے۔ اس نظارت کے زیر انتظام مختلف جماعتوں میں ۲۰۸ لائبریریاں قائم ہیں جنہیں نصف قیمت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔ ان میں سے ۸ لائبریریوں کا اجراء امسال کیا گیا۔ شعبہ رشتہ ناطہ اپنے فرائض کما حقہ ادا کرتا رہا۔ اس نظارت کے زیرنگرانی روزنامہ الفضل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے خطبات اور سلسلہ کی تحریکات احباب جماعت تک پہنچاتا رہا ہے۔

مربیان اور معلمین کے ذریعہ تحریک وقف عارضی، تعلیم القرآن اور وقف جدید کی کامیابی کے لئے جدوجہد کی جاتی رہی۔

اصلاح وارشاد مقامی

اس نظارت کا حلقہ چھ اضلاع پر مشتمل ہے۔ مربی اور معلم اصحاب مکرم ناظر صاحب کی ہدایت کے مطابق اپنے مفوضہ فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ناظر صاحب نے خود بھی صدرانجمن احمدیہ کی مہیا کردہ سواری پر متعدد مقامات کا دورہ کیا اور جمعہ کے خطبات اور تقاریر کے ذریعہ جماعتوں کو مستفیض کرتے رہے۔ اس نظارت کے توسط سے ۴۹۷۵ پمفلٹ اور دیگر لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

نظارت تعلیم

جس طرح روحانی علوم کا تشنہ روحوں تک پہنچانا ہمارے فرائض میں سے ہے ویسے ہی آئندہ نسل کی تعلیم وتربیت کی اہم ذمہ داری بھی جماعت پر عائد ہوتی ہے۔ اس ذمہ داری کو نظارت تعلیم ادا کرتی ہے۔ چنانچہ صدرانجمن احمدیہ ایک کثیر صرفہ سے مرکزی تعلیمی ادارہ جات چلا رہی ہے۔ جن میں مروجہ تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم کا بہترین انتظام ہے۔ ارشاد باری كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کا صحیح نظارہ ہمارے تعلیمی ادارہ جات میں ملتا ہے۔ جہاں مختلف علاقوں کے طلباء مرکز میں دینی ماحول میں علم کے زیور سے آراستہ ہوتے ہیں۔ وہاں ان کی جسمانی نشوونما کے لئے بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ٹورنامنٹس میں نمایاں پوزیشن ہمارے طلباء نے حاصل کی۔ لائبریریوں میں بیس ہزار سے زائد کتب طلباء اور سٹاف کے افادہ کے لئے مہیا کی گئی ہیں۔ مستحق طلباء کو فیس کی مراعات اور بعض کو کتب بھی دی جاتی رہی ہیں۔ نیز بہت سے وظائف جاری کئے گئے۔ چنانچہ اس نظارت کے تحت ۳۸ ہزار روپے کے کل وظائف دیئے گئے۔ تعلیمی ادارہ جات نے اپنے فنڈز سے جو وظائف دیئے وہ اس کے علاوہ ہیں۔

تعلیم الاسلام کالج میں ایم اے عربی کی کلاسز کئی سالوں سے جاری ہیں اس سال بھی نتیجہ سو فیصد رہا۔

ایم ایس سی فزکس کی کلاس انشاءاللہ تعالیٰ جلد جاری ہونے والی ہے۔ اس کے لئے جدید آلات مہیا کرنے کے لئے اقدامات کئے جاچکے ہیں اور امید ہے کہ مستقبل قریب میں جب جملہ انتظامات مکمل ہوجائیں گے تو کلاسیں جاری ہوجائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارا نظم وضبط کا معیار نہایت اعلیٰ ہے۔ الحمدللہ کہ ہمارے بچے باہر کی مسموم ہوا سے محفوظ رہے اور صحیح اسلامی ماحول میں

تحصیل علم کی سعادت پاتے رہے اور یہی ہمارے تعلیمی ادارہ جات کا طرہ امتیاز ہے۔ تعلیم الاسلام کالج، جامعہ نصرت اور دیگر تعلیمی ادارہ جات کے نتائج اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اعلیٰ رہے۔

جامعہ احمدیہ تحریک جدید کے زیر انتظام ہے۔ البتہ اس کا نصف خرچ صدر انجمن احمدیہ برداشت کرتی ہے۔ سال رواں میں ایک منظور شدہ طبیہ کالج کا اجراء بھی کیا گیا ہے اور اس کا نصف خرچ بھی صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ ہوگا۔

ضیافت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا لنگر خانہ دورانِ سال خدا کے فضل سے حضور کے مہمانوں کی خدمت میں مصروف رہا۔ چنانچہ آخر تبلیغ (فروری) تک ۱۴۳،۶۷،۱ ارکس نے کھانا کھایا۔

خزانہ

چندہ کی وصولی اور امانت کا انتظام اس صیغہ کے ذمہ ہے۔ چنانچہ روزمرہ کے آمد و خرچ کی اطلاع متعلقہ دفاتر کو مہیا کی جاتی رہی۔ بیرون سے وصول شدہ رقوم کی رسیدات کا بھجوانا، ترسیل رقوم بذریعہ منی آرڈر، بیمہ یا بنک اور بلوں کی ادائیگی کے فرائض احسن طریق پر سرانجام دیتا رہا۔ امانت کے رقعہ جات ۶۲۸،۷۱ پاس کئے گئے اور ۱۷۶ جدید حساب کھولے گئے۔

محاسب

اس صیغہ کے ذمہ صدر انجمن احمدیہ کی کل آمد و خرچ کا مکمل حساب روزانہ رکھنا ہے۔

بہشتی مقبرہ

سالِ رواں میں ۲۲۴ نئی وصایا ہو چکی ہیں۔ جن سے حصہ آمد میں ۰۸۴،۱۸ اروپے سالانہ اور حصہ جائداد میں ۹۶۲،۴۹ اروپیہ صدر انجمن احمدیہ کو قابل ادا ہوگا۔ اس سال فیصلہ ہوا کہ موصیوں کی تدفین کے اخراجات ان کے ورثاء سے نہ وصول کئے جائیں بلکہ صدر انجمن ادا کرے۔ اس غرض کے لئے ایک نئی مد ''تدفین'' قائم کی گئی ہے۔

نظارت صنعت وتجارت

بے روزگاری دور کرنے کی اہمیت واضح کرنے کے لئے اخبارات میں اعلانات کرائے گئے۔

اسی طرح جماعت کے افراد کو ایک سوال نامہ تیار کر کے بھجوایا گیا۔

نظارت علیاء

مقامی جماعتوں کے انتخابات کروانے اور منظوریاں دینے کے علاوہ جملہ نظارتوں وصیغہ جات کی عمومی نگرانی کا کام اس نظارت کے فرائض میں سے ہے۔ جو کما حقہ ادا کئے گئے۔ امراء ضلع اور مرکزی ادارہ جات سے رپورٹ لے کر صدرانجمن احمدیہ کی سالانہ رپورٹ مرتب کر کے طبع کروائی گئی۔

بیت المال (آمد)

جماعت ہائے احمدیہ کے بجٹوں کی تشخیص اور زیادہ سے زیادہ وصولی پر نظارت کوشاں رہی۔ چندہ کی وصولی کی نگرانی اور کھاتہ جات کی تکمیل کی گئی۔ احباب جماعت نے خدا کے فضل سے نمایاں تعاون کیا اور سال گذشتہ کی نسبت امسال بھی حسبِ سابق اضافہ ہوا ہے۔

بیت المال (خرچ)

اس نظارت کے ذمہ صدرانجمن احمدیہ کے اخراجات سے متعلق ہر قسم کا کام اور قرضہ جات کی وصولی ہے۔ صدرانجمن احمدیہ کے سالانہ بجٹ کی تیاری بھی اس نظارت کے سپرد ہے۔ چنانچہ جملہ صیغہ جات سے کوائف حاصل کر کے بجٹ مرتب کیا گیا۔ امداد مقامی وضلع وار نظام کا کام بھی یہ نظارت سرانجام دیتی رہی۔

جائیداد

اس صیغہ کے ذمہ صدرانجمن احمدیہ کی جائیداد کا حصول، فروختگی ونگرانی کا کام ہے۔ موصی صاحبان کی جائیداد کی تعیین اور حصہ جائیداد کی وصولی کا کام بھی اس صیغہ کے سپرد ہے۔ سال کے دوران ان تمام فرائض کو سرانجام دیا۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لنگر خانہ دارالصدر۔ دارالضیافت میں سوئی گیس لگوانے کا انتظام کیا گیا۔ صدرانجمن احمدیہ کے کوارٹروں میں بھی سوئی گیس مہیا کی جارہی ہے۔ اس ضمن میں ۷۵ ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ ناظم صاحب جائیداد جو صدرانجمن احمدیہ کے مشیر قانونی بھی ہیں عدالتی اور قضائی مقدمات کی پیروی کرتے رہے۔'' 61

تحریک جدید کی عالمی خدمات پر ایک نظر

۷۰۔۱۹۶۹ء میں تحریک جدید کا مرکزی ادارہ محدود وسائل اور ذرائع کے باوجود دنیا بھر میں پوری بے جگری اور جان فروشی کے ساتھ اسلام کی اشاعت میں سرگرم عمل تھا۔اس کا مختصر سا جائزہ چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب (سابق وکیل المال ثانی ووکیل التعلیم) کے قلم سے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

شعبہ تبشیر

اس شعبہ کے تحت زیادہ سے زیادہ مبلغ باہر بھجوانے کی کوشش جاری ہے۔ نئے سکول کھولے جارہے ہیں۔ مساجد تعمیر کی جارہی ہیں۔ زائرین وطلباء کو مرکز کی زیارت اور حصول تعلیم کے لئے ترغیب دی جاتی ہے۔بعض مقامات پر مشنری ٹریننگ کالج قائم کئے گئے ہیں جو مقامی مبلغین اور معلمین تیار کررہے ہیں۔ڈسپنسریوں کے ذریعہ بھی خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دیا جارہا ہے۔ بیرونی ممالک میں مختلف زبانوں میں اخبارات ورسائل کی اشاعت کے علاوہ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر اور احمدیہ لٹریچر کثرت سے شائع کیا جارہا ہے۔غرض یہ کہ مختلف طریقوں سے تربیت واصلاح، تعلیم،تبلیغ اور خدمت خلق کا کام باحسن طریق جاری ہے۔ چنانچہ:

ا۔اس وقت مندرجہ ذیل ممالک میں احمدیہ جماعتیں قائم ہوچکی ہیں:۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ،کینیڈا،ٹرینیڈاڈ،سورینام،گی آنا،انگلینڈ،ہالینڈ،سوئٹزرلینڈ، جرمنی، سکنڈے نیویا، سپین، دمشق، لبنان، فلسطین، شام، عدن، مصر،کویت، مسقط، بحرین، دبئی، نائیجیریا، غانا،سیرالیون،آئیوری کوسٹ، گیمبیا، لائبیریا،ٹوگولینڈ،سمالی لینڈ، کینیا، یوگنڈا،تنزانیہ،جنوبی افریقہ، ماریشس،سیلون، برما، ہانگ کانگ، سنگاپور، ملائشیا،انڈونیشیا،فلپائن اور جزائر فجی۔

۲۔سالِ رواں میں ماریشس میں ایک اور غانا میں دو نئے سیکنڈری سکول جاری کئے جاچکے ہیں۔ نائیجیریا میں ایک سیکنڈری سکول کھولنے کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔تنزانیہ میں ایک اور یوگنڈا میں بھی ایک پرائمری سکول کھولا جاچکا ہے۔اس طرح بیرونی ممالک میں ہمارے سکولوں کی مجموعی تعداد ۷۶ ہوگئی ہے۔

۳۔ دوران سال چھ نئی مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔اس طرح بیرونی ممالک میں احمدیہ مساجد کی مجموعی تعداد ۳۵۱ ہوگئی ہے۔

۴۔غانا میں ایک مشنری ٹریننگ کالج قائم ہے۔اسی طرح آئیوری کوسٹ اور یوگنڈا میں معلمین کلاسز جاری ہیں۔سال رواں میں کینیا میں بھی ایک معلمین کلاس جاری کی گئی ہے۔

نائیجیریا میں عرصہ سے دو ڈسپنسریاں کامیابی کے ساتھ خدمت خلق میں مصروف ہیں۔اب وہاں احمدیہ ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا جا چکا ہے اور امید ہے کہ عنقریب اس کی عمارت مکمل ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔گیمبیا میں بھی گذشتہ سال ایک ڈسپنسری کھولی جا چکی ہے۔اسی طرح غانا میں ایک ڈسپنسری قائم کرنے کے انتظامات تقریباً مکمل ہو چکے ہیں۔اس طرح بیرون پاکستان میں ہمارے ۵ میڈیکل مشنز ہو جائیں گے۔

۶۔آفتاب اسلام کی ضیاء پاشی کے لئے بیرونی مشنز کے زیرنگرانی انگریزی، ڈچ، جرمن، ڈینش، فرانسیسی، سواحیلی، برمی، اردو اور عربی میں انیس اخبارات ورسائل شائع ہو رہے ہیں۔

۷۔دورہ مشرق بعید

مکرم جناب وکیل التبشیر صاحبزادہ مرزا مبارک احمد نے دوران سال ملایا، سنگاپور، انڈونیشیا اور جاپان کا نہایت ہی مفید اور کامیاب دورہ فرمایا۔انڈونیشیا کے سالانہ جلسہ میں شرکت فرمائی اور جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی خطاب فرمایا۔ملکی ٹیلی ویژن نے جلسہ اور بیعت کے نظارے دکھائے۔جاپان میں نیا مشن جاری کرنے کے لئے جائزہ لینا مقصود تھا۔چنانچہ محترم وکیل التبشیر نے تفصیلی جائزہ لے کر اور ضروری معلومات حاصل کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں رپورٹ پیش کر دی اور حضور جلسہ سالانہ کے موقع پر اعلان فرما چکے ہیں کہ عنقریب یہ مشن کام شروع کر دے گا۔تحریک جدید نے اس غرض کے لئے مجوزہ بجٹ میں بیس ہزار روپیہ کی گنجائش رکھ لی ہے۔

۸۔تصنیف واشاعت لٹریچر

اس شعبہ کے تحت گزشتہ کئی سال سے مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم وتفاسیر اور دیگر لٹریچر کثرت سے شائع ہو رہا ہے۔چنانچہ سال رواں میں:

(i) خلاصہ تفسیر القرآن انگریزی کی طباعت شروع ہو چکی ہے۔دس پاروں کا فرنچ ترجمہ مع تفسیری نوٹس ودیباچہ جلد ہی پریس میں دیا جا رہا ہے۔ڈچ ترجمہ کے دوسرے ایڈیشن کی طباعت کا انتظام بھی کیا جا رہا ہے۔اسی طرح انڈونیشین زبان میں پہلے دس پارے مع تفسیر تیار ہیں۔

(ii)مندرجہ ذیل کتب شائع کی گئیں:۔

خطبہ الہامیہ(عربی) ۳۰۰۔ پیغام صلح(انگریزی) ۳۰۰۔ تلخیص دعوۃ الامیر (انگریزی) ۱۰،۰۰۰۔ اسلام کا اقتصادی نظام(عربی) ۳۰۰۰۔ نظام نو(ترکی) ۳۰۰۰۔ میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں(سپینش) ۲۰۰۰۔ میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں(اٹالین) ۵۰۰۰۔امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ(ترکی)۵۰۰۰

(iii)مندرجہ ذیل تراجم تیار کروائے گئے:۔

اسلامی اصول کی فلاسفی (سواحیلی)۔مسیح ہندوستان میں (عربی)۔ایک عیسائی کے تین سوال اوران کے جوابات(انگریزی)۔دعوۃ الامیر(ترکی)۔لائف آف محمدﷺ (جرمن)۔لائف آف محمدﷺ(ترکی)۔Where Did Jesus Die?(سواحیلی)۔اسلامی اصول کی فلاسفی (ترکی)اور دعوۃ الامیر(عربی)کے تراجم زیر تیاری ہیں۔

شعبہ تعلیم

(i)اس شعبہ کے تحت تحریک جدید سلسلہ کی ضروریات کا بنیادی ادارہ جامعہ احمدیہ چلا رہی ہے۔ جس میں میٹرک، بی اے اورایم اے پاس طلباء دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہرسال طلباء کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے۔اس وقت ۱۶۷طالب علم تعلیم حاصل کررہے ہیں اور انشاءاللہ آئندہ سال دس طالب علم اپنی تعلیم مکمل کر کے فارغ ہوجائیں گے۔امسال۲۴طلباء جامعہ میں داخل ہوئے ہیں۔یہ تعداد گو پہلے سے زیادہ ہے لیکن سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیشِ نظر چنداں خوشکن نہیں۔چندہ دہندگان کی تعداد کوملحوظ رکھا جائے تو ہرسال کم ازکم ۷۵طلباء داخل ہونے چاہئیں۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بعثت کی غرض یہ ہے کہ اسلام کوکل ادیان پر غالب کیا جائے اورتوحید کے پرچم کوساری دنیا میں لہرایا جائے۔اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے بچوں کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے لئے بھجوائیں۔

(ii)طبیہ کالج

سالِ رواں میں حکومت کا منظور شدہ طبیہ کالج بھی اس شعبہ کے تحت جاری کیا گیا ہے۔جس میں مستند اطباءاورڈاکٹرز کی خدمات سے طلباء فائدہ اٹھارہے ہیں۔[62]

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا ایک معلومات افروز انٹرویو

ہفت روزہ اخبار ''لاہور'' کی ۲۴ مارچ ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کا ایک معلومات افروز اور ولولہ انگیز انٹرویو شائع ہوا۔ اس انٹرویو میں آپ نے جماعت احمدیہ کی اس عالمگیر اور مثالی جدوجہد پر تفصیلی روشنی ڈالی جو مجاہدین احمدیت اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کررہے تھے۔ آپ نے بتایا کہ تحریک جدید کا آغاز ۱۹۳۵ء میں ایک مختصر سے کمرہ میں ہوا۔ اس کا پہلا بجٹ ستائیس ہزار روپیہ تھا اور اب ترپن لاکھ ہے۔ تحریک جدید کے زیرانتظام اس وقت نو کالج، چار سیرالیون میں، تین غانا میں، ایک یوگنڈا میں اور ایک ماریشس میں۔ دو درجن سے زائد ہائی سکول سات زبانوں میں تحریک جدید تراجم قرآن کریم شائع کرا چکی ہے۔ کوئی چار صد کے لگ بھگ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ آزاد مملکت گیمبیا کے گورنر جنرل احمدی ہیں اور بڑے مخلص اور پابند صوم وصلوٰۃ ہیں۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا کسی بیرونی ملک میں آپ کا کوئی مبلغ بیعت لے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ حق یا وظیفہ صرف امام جماعت احمدیہ کا ہے یا اس کا جسے بطورِ خاص یہ عزت تفویض کر دی جائے۔ معمول یہ ہے کہ جب کوئی شخص پوری تحقیق کے بعد اسلام قبول کر کے جماعت میں داخل ہونے کی خواہش کرتا ہے تو اس سے بیعت فارم پُر کرا کے مرکز میں بھجوا دیا جاتا ہے اور یہاں سے منظوری چلی جاتی ہے۔

کیا گیمبیا کے علاوہ بھی کچھ ملکوں کی وزارتوں یا اعلیٰ سروسز میں آپ کے لوگ ہیں؟ اس کے جواب میں صاحبزادہ صاحب نے بتایا کیوں نہیں؟ مثلاً گھانا اور سیرالیون کی وزارتی کونسلوں میں اور اعلی سروسز میں تو ہر جگہ جماعت کا باوقار حصہ ہے اس لئے کہ بیرونی ملکوں میں ہمارے ملک جیسا گھٹیا قسم کا فرقہ وارانہ تعصب نہیں ہے۔ ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے بتایا کہ عراق، لبنان، شام، مصر اور شرقِ اردن میں جماعت احمدیہ کے دینی مراکز موجود ہیں جن کا اصل کام ہی ہے:

اول۔ اسلام دشمن طاقتوں کا مقابلہ

دوئم۔ مسلمان را مسلمان باز کردن کی مہم۔ دلوں اور روحوں سے فرنگی تہذیب کا رنگ وروغن دھونا۔

آپ نے ایک سوال کے جواب میں جماعت احمدیہ کے کبابیر مشن کے متعلق بتایا:

''ماشاءاللہ بے حد کامیاب ہے۔ خودکفیل ہے۔ وہاں بہت بڑی جماعت ہے۔ جبل الکرمل نامی

پہاڑی کی مالک، جہاں جماعت کا اپنا ایک ہائی اسٹینڈرڈ سکول ہے۔ رہا حال تو جو دوسرے مسلمانوں کا ہے ان جبر و تشدد کے ایام میں وہی ان کا ہے۔ وہ بھی بری طرح اسرائیلیوں کے غیض وغضب کا مورد ہیں۔ انہیں طرح طرح سے زِچ کیا جاتا ہے۔ ان کا معاشی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ بنیادی حقوق کے مطالبہ پر طرح طرح کی سزائیں دی جاتی ہیں۔ کبھی کبھار کوئی مصری یا شامی اخبار ان کی داستان درد چھاپ دیتا ہے تو ان کے دکھوں اور مصیبتوں کا علم ہو جاتا ہے اور پھر یہ علم ہوتے ہی اس بات کا قلق اور کرب شدید ہو جاتا ہے کہ ہمارے ہاتھ اتنے بندھے ہوئے ہیں کہ ہم اپنے تمام بھائیوں کے لئے ......سوائے دعا کے کچھ نہیں کر سکتے۔‘‘

سب سے آخر پر آپ سے استفسار کیا گیا کہ کیا ان جاں سپار (مبلغین) کی جماعت کے لئے جو اپنے آبائی وطن اور اعزہ واقارب سے ہزاروں کوس دور میدانِ جہاد میں اپنے پیارے رب کو پیارے ہو گئے کیا جماعت کی طرف سے ان کی کوئی یادگار قائم کی گئی ہے؟

ضرور۔ یہ ذکر تو بجائے خود ایمان افروز ہے۔ اسلام کے ان جانثاروں کے نام تو بلاشبہ تاریخ اعلائے کلمۃ الحق کے روشن ابواب ہیں۔ حافظ جمال احمد صاحب، مولوی نذیر احمد علی صاحب، مولوی محمد دین صاحب، مولوی غلام حسین ایاز صاحب اور مرزا منور احمد صاحب۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خصوصی قربت سے نوازے۔ ان کے مرقد آج بھی اپنے جانشینوں کو دینِ محمدی پر اپنا سب کچھ نچھاور کر دینے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ مولوی نذیر احمد صاحب سارے مغربی افریقہ کے پہلے رئیس التبلیغ تھے۔ غانا اور سیرالیون کے بھی مبلغ انچارج رہے۔ ۱۹۲۹ء سے ۱۹۵۵ء تک تبلیغ ہی آپ کا اوڑھنا اور بچھونا رہی۔ ۱۹۵۵ء میں ابد تک کے لئے وہیں کے ہو رہے۔ اسی طرح حافظ جمال احمد صاحب ۱۹۲۸ء سے ۱۹۴۹ء تک ماریشس میں رسول اللہ کے دین کا پرچم بلند کئے رہے اور وہیں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ میں ان لوگوں کی خدمات کے ذکر کا کس طرح حق ادا کروں؟ ان کا ایثار، نفس کشی اور سرفروشی تو ہم سب کے لئے قندیل راہ ہے۔ رہیں ان کی مادی یادگاریں تو ان سے حاصل؟ ان کے اسماء گرامی تو تاریخ کے ماتھے پر جلی حروف میں کندہ ہیں بعینہٖ جس طرح ہمارے دلوں پر نقش ہیں۔ مرورِ زمانہ سے ڈھے جانے اور تباہ و برباد ہو جانے والی اینٹوں گارے اور پتھروں کی یادگاریں قلب و روح پر کندہ نقوش کا بھلا کیا مقابلہ کر سکتی ہیں؟‘‘ 63

پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو شاندار خراج تحسین

جیسا کہ ۱۹۶۸ء کے حالات میں ذکر آچکا ہے پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو ایٹمی تحقیقات کے سلسلہ میں آپ کے گرانقدر کارناموں اور عظیم الشان خدمات کے اعتراف کے طور پر تیس ہزار ڈالر برائے ''امن ایوارڈ'' کا مستحق قرار دیا گیا۔ آپ نے اسی وقت اس رقم کو پاکستان کے نظری طبیعیات دانوں کی تحقیق و تدقیق کے لئے وقف کرنے کا اعلان کر دیا۔ آپ کے اس جذبۂ ایثار اور حب الوطنی کی دنیا بھر میں بہت تعریف کی گئی۔ اس سال پریس میں یہ خبر شائع ہوئی کہ پروفیسر صاحب موصوف نے اس غرض کے پیش نظر ایک ٹرسٹ بھی قائم فرما دیا ہے۔ جس پر پاکستان کے مشہور روزنامہ امروز (لاہور) نے اپنی ۲۶ مارچ ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں لائق تقلید مثال کے زیر عنوان ایک اداریہ سپرد قلم کیا۔ جس میں آپ کو نہایت شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ چنانچہ لکھا:۔

لائق تقلید مثال

''نظری طبیعیات کے بین الاقوامی مرکز (ٹریسٹ) کے ڈائریکٹر پروفیسر عبد السلام نے پاکستانی طبیعیات دانوں کے لئے ایک ٹرسٹ قائم کیا ہے جس کی آمدنی ترقی پذیر ممالک بالخصوص پاکستان کے نظری طبیعات دانوں کو ٹریسٹ میں تحقیق سے متعلق سہولتیں مہیا کرنے پر صرف ہوگی۔ ٹرسٹ کے لئے ابتدائی سرمایہ کے طور پر پروفیسر موصوف نے تیس ہزار ڈالر کی وہ رقم مختص کی ہے جو ۱۹۶۸ء میں انہیں ''ایٹم برائے امن'' کے انعام میں ملی تھی۔ اس کے ٹرسٹیوں میں عالمی شہرت کے سائنس دان شامل ہیں............اس ٹرسٹ کے بانی اور داعی پروفیسر عبد السلام طبیعیات میں اپنی نظری مہارت کے اعتبار سے نہ صرف دنیا کے چند گنے چنے سائنسدانوں میں شمار ہوتے ہیں بلکہ اپنی تحقیق اور سائنسی نظریات میں قابل قدر اضافوں کے سلسلے میں بے حد قدر و تکریم کی نگاہ سے بھی دیکھے جاتے ہیں۔ غرض پروفیسر صاحب نے جہاں سائنس کے فروغ اور ترویج اور توسیع کے باب میں قابل قدر کردار ادا کر کے سائنسی حلقوں میں ایک منفرد اور بلند مقام حاصل کر لیا ہے، وہاں وہ پاکستان کی سرفرازی کا بھی موجب ہوئے ہیں۔ وہ طبیعیات میں اپنے ذاتی جوہر کے بلیغ اظہار پر ہی اکتفا کرتے جب بھی ان کی تحریم و تکریم میں کمی نہ آتی۔ لیکن انہوں نے ایثار پیشگی کے باب میں بھی ایک روشن مثال قائم کی ہے۔ وہ رقم جو انہیں انعام میں ملی۔ انہوں نے اپنی آسودگی پر صرف کرنے کی بجائے ترقی پذیر ملکوں

کے ذہین اور طباع طبیعیات دانوں کو اپنی صلاحیتوں کے نکھارنے میں مدد دینے کی غرض سے وقف کر دی۔...... دیکھا جائے تو اجتماعیت کا یہی شعور اور اس کا مؤثر اظہار ہی زندگی کے مختلف شعبوں کو سنوارنے اور انہیں نئی وسعتوں اور عظمتوں سے ہم کنار کرنے کا وسیلہ بنتا ہے۔ پروفیسر عبدالسلام خود سائنس کے فاضل ہیں۔ ان کا ایثار اور رہنمائی نظری طبیعیات کی ترقی میں یقیناً قوتِ محرکہ ثابت ہوگی ہی اس سے بھی بڑھ کر انہوں نے جو مثال قائم کی وہ ہمارے یہاں کے اہل ثروت کو دعوت فکر عمل بھی دے گی۔ ہم سائنسی علوم وفنون میں ابھی کتنے پیچھے ہیں اور ہمیں اپنی پس ماندگی کو ختم کرنے کے لئے کیا کچھ کرنا ہے اس کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں۔ دیکھنا چاہیے کہ پروفیسر عبدالسلام کی تقلید میں کون میدان عمل میں اترتا ہے اور کیا مثبت نتائج مرتب ہو پاتے ہیں۔‘‘[64]

تعلیم القرآن کے نئے دور کا آغاز

فروری ۱۹۶۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جماعت کو قرآن کریم کی طرف خاص اور بھرپور توجہ دینے کی تحریک فرمائی جس کے بڑے خوشکن نتائج نکلے تھے۔ حضور نے ۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء کو اعلان فرمایا کہ تحریک تعلیم القرآن کا پہلا دور ختم ہوگیا اور اب ہمیں ایک نیا دور شروع کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں جماعت میں ایک مستقل نظام بھی تجویز فرمایا جس کی تفصیل حضور کی زبانِ مبارک سے درج ذیل کی جاتی ہے۔

> ’’میری تجویز یہ ہے کہ اصلاح وارشاد میں ایک ایڈیشنل ناظر مقرر ہو جو تعلیم قرآنی اور جو اس کے دیگر لوازم ہیں ان کا انچارج ہو۔ مثلاً وقف عارضی کی جو تحریک ہے اس کا بڑا مقصد بھی یہ تھا اور ہے کہ دوست رضا کارانہ طور پر اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جائیں اور وہاں قرآن کریم سیکھنے سکھانے کی کلاسز کو منظّم کریں اور منظّم طریق پر وہاں کی جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کا جوأ بشاشت سے اپنی گردن پر رکھیں اور دنیا کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔ وقف عارضی کا نظام بھی اسی ناظر اصلاح وارشاد کے سپرد ہونا چاہئے اور بہت سی تفاصیل ہیں ان کو تو انشاء اللہ مشاورت میں مشورہ کے ساتھ طے کر لیا جائے گا اور ایک نگران کمیٹی ہوگی جو مشتمل ہو ناظر اصلاح وارشاد، ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد اور ایک تیسرے

ہمارے ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد ہیں ان پر، نیز انصار اللہ کے صدر اور خدام الاحمدیہ کے صدر پر۔ یہ پانچ عہدیدار ایک کمیٹی کی حیثیت سے اس بات کی نگرانی کریں کہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کی محبت پیدا کی جائے۔ اس کے حقائق اور اس کے معارف سیکھنے کے سامان پیدا کئے جائیں......تا وہ مقصد جلد تر پورا ہو جس مقصد کے حصول کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو قائم کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام اقوام عالم کو قرآن کریم کے نور سے منور کیا جائے۔‘‘[65]

مجلس مشاورت ۱۹۶۹ء

اس سال مجلس مشاورت کا انعقاد ایوان محمود میں ۲۸، ۲۹ اور ۳۰ مارچ کو ہوا۔ مختلف جماعتوں کے ۵۰۵ نمائندگان نے شرکت فرمائی۔ مجلس مشاورت سے تین روز قبل ۲۵ مارچ کو پاکستان میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ اس لئے اخبار الفضل میں اس کی کوئی رپورٹ شائع نہیں کی گئی تھی۔ لیکن اس کی باقاعدہ رپورٹ اب شائع ہو چکی ہے۔

ایجنڈا کے مطابق اس مشاورت میں جماعت احمدیہ کوئٹہ، جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان، جماعت احمدیہ کراچی، نظارت بہشتی مقبرہ اور جماعت احمدیہ خوشاب ضلع سرگودھا اور نائب ناظر صاحب اصلاح وارشاد شعبہ تربیت کی تجاویز زیرِ غور آئیں۔ نائب ناظر صاحب اصلاح وارشاد کی یہ تجویز تھی کہ

’’سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تحریک تعلیم قرآن مجید کے مطابق ہر احمدی فرد کا کم از کم ناظرہ قرآن مجید پڑھنا ضروری ہے۔ پھر بعد ازاں ترجمہ وتفسیر کا پڑھنا بھی اس تحریک کا حصہ ہے۔ مجلس شوریٰ اس تحریک کے سو فیصد کامیاب بنانے کے لئے تجاویز کرے۔‘‘

مشاورت میں مندرجہ ذیل اداروں کے بجٹ آمد وخرچ پیش کئے گئے:۔

۱۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان (تخمینہ خرچ۔ ۳۴،۴۶،۲۷۰ روپے)
۲۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان (تخمینہ خرچ۔ ۵۲،۶۷،۴۲۵ روپے)
۳۔ مجلس وقف جدید انجمن احمدیہ پاکستان (تخمینہ خرچ۔ ۲،۵۸،۰۰۰ روپے)[66]

خدمت خلق کی اثر انگیز تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مجلس مشاورت کے اپنے افتتاحی خطاب میں احباب جماعت کو

خدمت خلق کی نہایت اثر انگیز تحریک کی۔چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

’’جہاں تک یہ ضرورتیں پوری کرنے کا سوال ہے اگر ہماری جماعت (دیہاتی جماعتوں سے اس کا زیادہ تعلق ہے) کے زمیندار یہ دیکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آمدنیوں کے اضافہ کے بڑے سامان کر دیئے ہیں اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ ان لوگوں کی غلہ کی ضرورتیں پوری کر دیں جو غربت کی وجہ سے سال کی گندم یا چاول (اگر چاول کھانے والا علاقہ ہے) نہیں خرید سکتے اور ایسے آدمی گاؤں میں زیادہ نہیں ہوتے۔کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اکثر حصہ گندم کا یا کچھ حصہ گندم کا خود خرید لیتے ہیں صرف چار پانچ افراد ایسے ہوں گے جو اس قابل نہیں ہوں گے کہ گندم کا کچھ حصہ بھی نہ خرید سکیں۔اگر انسان خدا کی رضا کی راہ کو سمجھے اور اس بات پر خدا کا شکر کرے کہ اس نے اس کی زمین کی پیداوار میں اضافہ کیا ہے تو کوئی بوجھ محسوس کئے بغیر گاؤں کی جماعت اپنے نادار افراد کی غلہ کی ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔اگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے رزق میں فراخی پیدا کی ہے اور جہاں دس بیس من دانے ہوتے تھے وہاں ۲۵۔۳۰ من دانے ہونے لگ گئے ہیں اور جہاں ۲۰۔۲۵ من دانے ہوتے تھے وہاں ۵۰۔۶۰ من دانے ہونے لگ گئے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے رب کے شکر گزار بندے ہوتے ہوئے اپنے بھائیوں کا خیال رکھیں۔شہروں میں بھی غور کرنے کے بعد ایسے کام کئے جا سکتے ہیں کہ کوئی احمدی بھوکا نہ رہے۔احمدی مَیں اس لئے نہیں کہتا کہ جو احمدی نہیں ان کی تکلیف کا مجھے یا آپ کو احساس نہیں بلکہ میں احمدی صرف اس لئے کہتا ہوں کہ دوسرے دوست اپنی تکلیف دور کرنے کے لئے ہماری طرف رجوع کرنا پسند نہیں کرتے لیکن اگر ان میں سے کوئی اپنی تکلیف دور کرنے کے لئے ہماری طرف رجوع کرے تو ہم اس کی تکلیف بھی دور کریں گے آخر تو وہ ہمارے بھائی ہیں۔نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے تو ہمیں بہت پیارے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ **کآخر کنند دعوی حب پیمبرم**۔نبی کریم ﷺ کی محبت کا جو بھی دعویٰ کرتا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کا خیال رکھیں بلکہ یہ تو ایک ایسا معاملہ ہے جس کا صرف

مسلمان سے ہی تعلق نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان سے اس کا تعلق ہے جہاں تک ہمارا اختیار ہے اگر کوئی ہمارے ذریعہ اپنی ضرورت پوری کرنا چاہتا ہے تو ہم اپنی طاقت کے مطابق اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے تیار ہیں جو چیز ہماری طاقت میں نہیں اس کی وجہ سے ہم پر کوئی الزام نہیں آ سکتا۔

ایک غیر از جماعت ہونہار طالب علم

جب لاہور میں ہمارا کالج تھا اس زمانہ میں ایک دفعہ ایک بیچارہ اور غریب طالب علم یونیورسٹی کے امتحان میں اول آیا لیکن اس کی غربت کا یہ حال تھا کہ وہ اپنی پڑھائی جاری نہیں رکھ سکتا تھا۔ کسی اخبار نے اعلان کیا کہ اس طرح فلاں لڑکا جو یونیورسٹی کے امتحان میں اول آیا ہے بڑے غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہے اس لئے وہ اپنی پڑھائی جاری نہیں رکھ سکتا۔ میں نے اسی اخبار کے ذریعہ (یا براہ راست اس وقت پوری تفصیل مجھے یاد نہیں) اس کو لکھا کہ تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہاری وہ تمام ضرورتیں پوری کر دیں گے جو تعلیم کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ تمہیں فیس دینے کی ضرورت نہیں۔ کتابیں ہم خرید کر دیں گے۔ اگر کبھی بیمار ہوئے تو علاج بھی ہم کروائیں گے۔ان کے علاوہ دوسری ضروریات بھی پوری کرنے کی کوشش کریں گے۔ جب ہماری طرف سے خدمت کا اظہار کیا گیا تو بعض اور لوگ بھی اس کی مدد کے لئے تیار ہو گئے انہوں نے یہ خیال کیا کہ احمدیوں کے ذریعہ اسے امداد نہیں ملنی چاہئے۔لیکن ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں تھی کہ اسے کس کے ذریعہ امداد ملتی ہے۔ ہم تو صرف یہ چاہتے تھے کہ اس کو مدد مل جائے۔ چنانچہ اس کی پڑھائی کا بڑا اچھا انتظام ہو گیا اور وہ انتظام ہماری وجہ سے ہی ہوا اور ہمیں اس سے بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بچہ کو بڑا سعید بنایا تھا اس نے مجھے خط لکھا کہ آپ نے مجھ سے میری تعلیمی ضروریات پورا کرنے کا وعدہ کیا اور پیش کش کی کہ ہم تمہارا سارا خرچ برداشت کرتے ہیں اس کے نتیجے میں بعض اور لوگوں نے جو آپ کو پسند نہیں کرتے میری امداد کا ارادہ کر لیا ہے۔ مرا تو دل چاہتا ہے کہ ان کی امداد قبول نہ کروں اور آپ کے پاس ہی آ جاؤں لیکن چونکہ میرے والد اس بات پر راضی نہیں اس لئے میں مجبور ہوں

بہر حال میں آپ کا بڑا ممنون ہوں کہ آپ نے میرے اخراجات پورے کرنے کی پیش کش کی۔‘‘[67]

اس مشاورت میں درج ذیل دو اداروں کی طرف سے حضرت امام ہمام کی خدمت اقدس میں خصوصی رپورٹیں پیش کی گئیں۔

۱۔ رپورٹ وکالت تبشیر (تحریک جدید)

۲۔ رپورٹ فضل عمر فاؤنڈیشن

رپورٹ وکالت تبشیر

وکالت تبشیر برصغیر پاک و ہند کے علاوہ دنیا کے دیگر تمام ملکوں میں اسلامی مشن قائم کرنے اور ان سے متعلقہ جملہ امور کی نگرانی کی ذمہ وار ہے۔ بیرونی ممالک میں مشنوں کے اجراء کے علاوہ سکولوں کا جاری کرنا، ڈسپنسریوں کا کھولنا، مناسب لٹریچر تیار کروانا اور اخبارات ورسائل کی اشاعت بھی وکالت تبشیر ہی کی ذمہ واری ہے۔ اس وقت ۲۶ مشنوں میں ۶۰ مرکزی مبلغین کام کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ ۶۸ مقامی مبلغین بھی مرکزی مبلغین کے دوش بدوش خدمت اسلام میں مصروف ہیں۔

افریقہ کے پسماندہ علاقوں میں تعلیم کے لئے باقاعدہ سکولوں کے اجراء کا سہرا احمدیہ جماعت کے ہی سر ہے۔ اس وقت نو سیکنڈری سکول (چار سیرالیون میں، تین غانا میں، ایک کمپالہ میں اور ایک ماریشس میں) کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ ۸۰ پرائمری سکول ہیں۔ ایک مشنری ٹریننگ سنٹر ہے جو تین سال قبل غانا میں کھولا گیا تھا۔ اس سکول سے فارغ التحصیل نوجوانوں کو تبلیغ اسلام کی ذمہ داریاں سپرد کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔ اس بات کا ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سکول میں مغربی افریقہ کے مختلف ممالک کے طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ روحانی امور کی طرف توجہ کے ساتھ ساتھ ہمارے مشن جسمانی بہبود کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں ٹھوس کام شروع کیا جا چکا ہے۔ نائیجیریا میں دو ڈسپنسریاں کھولی جا چکی ہیں۔ ایک ہسپتال کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ امید ہے کہ دو چار ماہ تک عمارت مکمل ہو جائے گی۔ گیمبیا میں بھی ایک ڈسپنسری کھولی جا چکی ہے۔ غانا میں ڈسپنسری کھولنے کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کی تقرری ہو چکی ہے۔ ان تمام ڈسپنسریوں میں پاکستانی ڈاکٹر کام کرتے ہیں۔ نرسنگ کا عملہ مقامی لوگ ہیں۔

یورپ میں انگلستان، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، ڈنمارک اور سپین میں ہمارے مشن موجود ہیں۔ ان مشنوں کے ذریعہ سے باقاعدہ تبلیغ اسلام کا کام جاری ہے۔ہمارے مبلغین کو انفرادی ملاقاتوں اور تقاریر کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ بھی ان ممالک میں تبلیغ کا موقع ملتا رہتا ہے اور اس طرح لاکھوں افراد تک اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ حال ہی میں انگلستان کے بیس اخبارات نے پورے صفحہ پر احمدیت کے متعلق مضامین شائع کئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تصاویر شائع کی ہیں۔

انگلستان میں گذشتہ سال خاص طور پر تبلیغ کی طرف توجہ دی گئی۔اس غرض کے لئے سارے انگلستان میں چار مرتبہ یوم تبلیغ منایا گیا۔ان موقعوں پر جماعت کے احباب نے بڑے بڑے کتبے اٹھا کر مختلف شہروں میں گھوم پھر کر تبلیغ کی۔ ہزاروں افراد کو لٹریچر دیا۔ چنانچہ مختلف اخبارات نے یوم تبلیغ کا ذکر کیا۔انگلستان کے مشہور اخبار ٹائمز نے بھی پہلے یوم التبلیغ کی خبر نشر کی۔اس کا ایک فوری نتیجہ یہ نکلا کہ ایک انگریز نے بیعت کی۔

مکرم عبدالسلام صاحب میڈسن جو کہ ڈینش احمدی ہیں انہوں نے اس سال عرب ممالک کا دورہ کیا اور وہاں احمدی جماعتوں سے رابطہ قائم کیا۔ان کا یہ دورہ عرب جماعتوں کے لئے بہت مفید رہا۔

گذشتہ سال وکیل اعلیٰ نے سنگا پور، ملیشیا، انڈونیشیا اور جاپان کا دورہ کیا۔ ان ممالک میں جماعت کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔ یہ دورہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب ثابت ہوا۔انڈونیشیا میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ احمدیت کو متعارف کرانے کا موقع ملا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ہماری جماعت کو انڈونیشیا میں ٹیلی ویژن پر آنے کا موقع ملا اور اس طرح لاکھوں افراد تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچا۔ جماعتوں میں متعدد مقامات پر تربیتی تقاریر کی گئیں اور انڈونیشیا کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کا موقع ملا۔متعدد افراد نے اس دورہ کے دوران بیعت کی۔الحمدللہ

انڈونیشیا میں مزید مبلغین بھجوانے میں بعض رکاوٹیں تھیں اس دورہ کے دوران انڈونیشیا میں متعلقہ افسران سے مل کر اس معاملہ پر بات چیت کی گئی جو خدا کے فضل سے نتیجہ خیز ثابت ہوئی۔ چنانچہ اب وہاں مزید مبلغین بھجوانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

اس دورہ میں جاپان میں نئے تبلیغی مشن کھولنے کا جائزہ لیا گیا۔ اب جلد ہی وہاں پر مشن کھولا جا رہا ہے۔اور ایک مبلغ کے بھجوانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ دو روز ہوئے جاپان ایمبیسی کی طرف سے

ویزا کی منظوری کی اطلاع ملی ہے۔گذشتہ سال خدا کے فضل سے ہزاروں **بیعتیں** بیرونی ممالک میں ہوئیں۔

لٹریچر

سال رواں میں بیرونی مشنوں کو تقسیم کے لئے بھاری تعداد میں کتب ارسال کی گئیں۔ یہ کتابیں لائبریریوں میں رکھنے کے علاوہ سرکردہ احباب اور طالبان حق کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔ یہ کتب جماعتی تعارف اور اسلامی تعلیم کو وسیع سے وسیع تر حلقہ میں پھیلانے کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ لٹریچر کی اشاعت کے ضمن میں جو کام ہوا ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔تفسیر القرآن انگریزی کا خلاصہ طبع ہونا شروع ہوگیا ہے۔ یہ جلد تقریباً ۱۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہوگی اور تفسیر انگریزی کی تلخیص ہے جو کہ تقریباً ۳۰۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۔فرنچ ترجمہ قرآن پر نظر ثانی ہوچکی ہے۔تفسیری نوٹس کا ترجمہ ساڑھے سات پارے تک ہو چکا ہےاوراس کی نظر ثانی کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔

۳۔ڈچ ترجمہ قرآن کے دوسرے ایڈیشن کی طباعت کا انتظام کیا جارہا ہے۔ چنانچہ مسودہ بلاک سازی کے لئے دیا جاچکا ہے۔

۴۔انڈونیشین زبان میں پہلے دس (۱۰) پارے مع ترجمہ وتفسیر تیار ہیں اورنظر ثانی کے بعد پریس میں دیئے جائیں گے۔

اس سال کے دوران مندرجہ ذیل کتب شائع کی گئیں۔

کتب حضرت مسیح موعودعلیہ السلام

۱۔خطبہ الہامیہ (عربی) ۳۰۰۰ ۲۔مسیح ہندوستان میں (عربی) ۳۰۰۰ (زیر طبع) ۳۔ پیغام صلح (انگریزی) ۳۰۰۰

کتب حضرت مصلح موعود

۱۔تلخیص دعوۃ الامیر (انگریزی) ۱۰،۰۰۰ ۲۔اسلام کا اقتصادی نظام (عربی) ۳۰۰۰

۳۔نظام نو (ترکی زبان) ۳۰۰۰ ۴۔میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں (سپینش) ۲۰۰۰

۵۔میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں (اٹالین) ۵۰۰۰ (زیر طبع)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا لیکچر امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ ترکی زبان میں ۵۰۰۰ کی تعداد

میں شائع کروایا جا رہا ہے۔اور پریس میں زیر طبع ہے۔

مندرجہ ذیل تراجم تیار کروائے۔

۱۔اسلامی اصول کی فلاسفی (سواحیلی) ۲۔مسیح ہندوستان میں (عربی) ۳۔ایک عیسائی کے تین سوال اوران کے جوابات (انگریزی) ۴۔اسلامی اصول کی فلاسفی (ترکی) ۵۔دعوۃ الامیر (ترکی) ۶۔لائف آف محمدﷺ (جرمن) ۷۔لائف آف محمدﷺ (ترکی) ۸۔دعوۃ الامیر (عربی) ۹۔Where Did Jesus Die? (سواحیلی)

رپورٹ کارگزاری فضل عمر فاؤنڈیشن

فضل عمر فاؤنڈیشن کی تحریک کا آغاز جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کے مبارک اجتماع پر ہوا۔ ۱۹۶۶ء کے وسط تک بنیادی نوعیت کے کام، دفتری نظم ونسق، رجسٹریشن، انکم ٹیکس کی رعایت کے حصول کا کام اور تحریک کو کامیاب بنانے کے موثر اور پرزور حقائق پر مشتمل مضامین حضرت فضل عمر المصلح الموعود کی شخصیت اور آپ کے کارہائے نمایاں کو اجاگر کرنے کے لئے سلسلہ کے اخبارات میں شائع کروائے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشادات اور پیغامات کو جن میں فضل عمر فاؤنڈیشن کی غرض و غایت کا تذکرہ تھا اکناف عالم میں پھیلے ہوئے احباب جماعت تک پہنچایا گیا اور حضور کی اس اپیل کی وسیع اشاعت کی گئی کہ دوست بشاشت قلب کے ساتھ محض رضائے الٰہی کی خاطر اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں۔

مقاصد فضل عمر فاؤنڈیشن کے متعلق کارروائی

(ا) فاؤنڈیشن نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ حضرت فضل عمر کے جملہ خطبات اور تقاریر اور ملفوظات کو جمع کیا جائے اور ان کو شائع کیا جائے۔ پروگرام کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا کہ سب سے پہلے عیدین کے خطبات شائع کئے جائیں۔الشرکۃ الاسلامیہ کے ساتھ گزشتہ سال ضروری معاہدہ بھی فروختگی کے متعلق کر لیا گیا اور کتابت کا کام شروع کروا دیا گیا۔خطبات عیدین کے مسودہ کا حجم اندازاً آٹھ سو صفحات ہے۔ چنانچہ عید الفطر کے خطبات کی کتابت ہو چکی ہے جو تین سو ستر صفحات پر مشتمل ہے۔ پروگرام کے مطابق انتظام یہ تھا کہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۸ء کے موقع پر خطبات کی یہ جلد شائع کر دی جائے گی۔اس بارہ میں مختلف پریسوں سے بات چیت کی گئی لیکن موجودہ ملکی حالات اور بعض دوسری وجوہ

کی بناء پر کوئی پریس چھاپنے کے لئے تیار نہ ہوا۔اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے فضل عمر فاؤنڈیشن کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے یہ فیصلہ کیا کہ حالات کے سازگار ہونے تک انتظار کیا جائے اور کتابت شدہ کاپیوں کو محفوظ کر لیا جائے۔ چنانچہ یہ کاپیاں محفوظ کر لی گئی ہیں۔ جونہی حالات روبہ اصلاح ہوئے اور پریس طباعت کے لئے تیار ہوگئے انشاء اللہ تعالیٰ خطبات کی یہ جلد شائع کروالی جائے گی۔عید الاضحیٰ کے خطبات اور خطبات نکاح کا مسودہ بھی کتابت کے لئے بہت حد تک تیار ہو چکا ہے۔ان خطبات کی طباعت اور کتابت سے پہلے ضروری خیال کیا گیا ہے کہ خطبات میں جو امور حدیث، قرآن کریم اور دیگر تاریخی کتب سے بیان ہوئے ہیں ان کے حوالہ جات درج کر دیئے جائیں تا مطالعہ اور تحقیق کے شائقین کے لئے زیادہ افادیت کی صورت پیدا ہو جائے۔ یہ کام مکرم مرزا غلام احمد صاحب ایم اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی نگرانی میں ہو رہا ہے۔

(۲) دوسرا کام جو فاؤنڈیشن نے شروع کر رکھا ہے وہ حضرت فضل عمر کی سوانح حیات مرتب کرنے کا ہے۔مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کے سپرد اس کی تالیف کا کام کیا گیا۔گذشتہ سے پیوستہ سال جون ۱۹۶۷ء میں جامعہ احمدیہ سے ان کی خدمات فضل عمر فاؤنڈیشن میں منتقل ہوئیں۔ایک سال تک وہ ہمہ وقت اس کام میں مصروف رہے۔جون ۱۹۶۸ء میں مکرم ملک صاحب جامعہ احمدیہ میں واپس چلے گئے۔ جناب پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ نے از راہ مہربانی اس بات کا انتظام کر دیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت تالیف کے کام میں دے سکیں۔اس وقت تک کتاب کا ۱/۳ حصہ مکمل طور پر لکھا جا چکا ہے اور مسودہ صاف بھی ہو گیا ہے۔اس مسودہ کو از اول تا آخر دسمبر و جنوری کے ابتدائی ہفتوں میں مخدوم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب صدر فاؤنڈیشن وممبر ایڈیٹوریل بورڈ برائے تالیف سوانح حیات نے ملاحظہ فرمایا۔آپ نے ضروری اصلاحات اور مؤلف کے ساتھ مل کر بعض امور کی وضاحت اور درستی فرمائی۔

محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ممبر ایڈیٹوریل بورڈ کی خدمت میں بھی یہ حصہ بغرض نظر ثانی بھجوایا گیا ہے۔اسی طرح مخدومہ محترمہ سیدہ ام متین صاحبہ کی خدمت میں بھی نظر ثانی کے لئے مسودہ کا یہ حصہ بھجوایا گیا۔

اس صاف شدہ حصہ کے علاوہ مزید کام بھی دوران سال میں سوانح حیات کی تالیف کا ہوا ہے اور منظور شدہ مقررہ عناوین پر سوا تین سو فل سکیپ صفحات کا مضمون لکھا جا چکا ہے۔مئی ۶۹ء تک محترم ملک

سیف الرحمٰن صاحب اس حصہ کو ہر طرح مکمل اور صاف کروا کے نظر ثانی اور مزید چھان بین کے لئے انشاءاللہ فاؤنڈیشن کے دفتر میں بھجوا دیں گے۔

(۳) تیسرا اہم کام جو فضل عمر فاؤنڈیشن کی زیر نگرانی انجام دیا جا رہا ہے وہ تحقیقی اور علمی دینی مضامین پر مشتمل عمدہ رسائل و کتب کی تصنیف ہے۔ اس غرض کے لئے فاؤنڈیشن نے ضروری شرائط و قواعد کے ساتھ ایک اعلامیہ شائع کر رکھا ہے۔ جس میں حضرت فضل عمر کی اس خواہش کی تکمیل کا انتظام ہے جو علمی تصانیف کے بارہ میں تھی۔ پہلے سال کے اعلامیہ کے شائع ہونے پر ۳۷ مقالے موصول ہوئے جن کی فہرست گزشتہ سال آپ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی۔ ان مقالوں کا حسب قواعد جائزہ لیا گیا ان میں سے اکیس مقالوں کے متعلق منصفین کی رائے تھی کہ یہ انعامی مقابلہ میں رکھے جانے کے قابل نہیں ہیں چنانچہ اس ابتدائی جائزہ کے مطابق یہ مقالے انعامی مقابلہ سے خارج قرار دیئے گئے۔ باقی سولہ مقالوں کے ابتدائی جائزہ میں ۱۶ منصفین نے یہ رائے دی کہ یہ مضامین عمدہ ہیں اور مقابلہ میں رکھے جانے کے قابل ہیں۔ ان مقالوں میں سے ہر ایک مقالہ کے لئے پہلے منصفین کے علاوہ دو دو اور منصف مقرر کئے گئے اس طرح ان تمام مقالہ جات کے تفصیلی جائزہ کی غرض سے ۴۸ منصف مقرر ہوئے جن سے استحقاقی نمبروں کی تعیین کروانے کے علاوہ یہ رائے طلب کی گئی کہ مقالہ جات کا معیار ان کی افادیت جماعت کی نمائندہ تصنیف ہونے کے لحاظ سے اور زبان مواد اور تحقیق کے لحاظ سے کیسا ہے۔ ہر ایک پہلو کو مدنظر رکھ کر منصفین حضرات نے استحقاقی نمبر معین کئے اور تفصیلی آراء بھی پیش کیں۔ ان سولہ مضامین کا نتیجہ مرتب کیا گیا۔ ادارہ فضل عمر فاؤنڈیشن نے انعام کے استحقاق کے متعلق سفارش کرنے کے لئے ایک کمیٹی محترم قاضی محمد اسلم صاحب کی صدارت میں مقرر کی۔ اس کمیٹی نے محمد عطاء اللہ صاحب اور سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن کی موجودگی میں مورخہ ۲۳ فروری کو لاہور میں محترم قاضی صاحب کے مکان پر ان مقالوں، ان کے منصفین کی آراء اور نتائج پر مشتمل کاغذات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ مقالہ جات کی تقسیم اعلامیہ میں مقرر شدہ شقوں کے لحاظ سے معین کی۔ یعنی یہ کہ کوئی مقالہ انعامات کی کون سی شق میں آتا ہے۔ اس تقسیم میں مقررہ پانچ شقوں میں سے چار شقوں میں مقالہ جات تقسیم ہوئے۔ ایک شق کے لئے کوئی مقالہ نہ پایا گیا۔ اس لئے کمیٹی نے مندرجہ ذیل شقوں میں ہر شق کے مقابل درج شدہ مقالوں کو انعام کے مستحق قرار دینے کی سفارش کی۔

(۱) انعامی شق نمبر۱ میں مکرم شیخ عبدالقادر صاحب محقق لاہور کا مقالہ ’’اسماء الانبیاء فی القرآن‘‘

(۲) انعامی شق نمبر۲ میں مکرم محمد اسحاق صاحب خلیل کا مقالہ بعنوان ’’مسلم سلاطین ہند کے متعلق جبری اشاعت اسلام کی روایات کا تنقیدی جائزہ‘‘

(۳) انعامی شق نمبر۳ میں مکرم قریشی محمد اسداللہ صاحب کاشمیری مربی سلسلہ احمدیہ کا مقالہ بعنوان ’’عیسائیوں اور مسلمانوں کی کشمکش کی تاریخ‘‘

(۴) انعامی شق نمبر ۵ میں مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ربوہ کا مقالہ بعنوان ’’سمندر اور اس کے عجائبات‘‘

کمیٹی کی یہ سفارش فضل عمر فاؤنڈیشن کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں پیش ہوئی۔ بورڈ نے اس سفارش کو منظور کرتے ہوئے مندرجہ بالا چار اصحاب کو ان کے مقالوں پر ایک ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا فیصلہ کیا ہے اور تقسیم انعام کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں درخواست کی ہے۔حضور نے اپنے دست مبارک سے ان چاروں دوستوں کو ان کی اعلیٰ علمی تصانیف پر انعام دینا منظور فرمایا ہے۔

۱۹۶۸ء کے لئے بھی اعلامیہ کی اشاعت کی گئی تھی۔ پروگرام یہ ہے کہ ہر سال پانچ انعامات اعلیٰ تصنیفات پر دئے جائیں۔۱۹۶۸ء کے اعلامیہ پر دو درجن کے قریب احباب نے مقالے بھجوانے کی اطلاع دی تھی۔لیکن بعض نے اپنے اس ارادے کو اگلے سال پر ملتوی کر دیا ہے۔۱۹۶۹ء کا اعلامیہ بھی شروع سال میں شائع ہو چکا ہے۔ جماعت کے اہل قلم،سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ اور پروفیسر صاحبان،علماء سلسلہ اور مبلغین کرام کو بالخصوص اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۸ء کے اجتماع پر اس طرف توجہ دلائی اور فرمایا تھا کہ یہ مقابلہ ہر سال ہونا چاہیے۔ ۱۹۶۸ء کے جو مقالے موصول ہوئے ہیں ان کے جائزہ کی کارروائی شروع کی جارہی ہے۔ میں اس موقع پر ان تمام منصفین کرام کا فاؤنڈیشن کی طرف سے شکر گزار ہوں جنہوں نے باوجود گوناگوں مصروفیات کے فاؤنڈیشن کے اس پروگرام میں دلی محبت سے تعاون فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

چہارم۔ مقاصد کے سلسلہ میں طویل المیعاد منصوبہ میں لائبریری کو خاص طور ترجیح دی گئی۔ حضرت فضل عمر کی یہ شدید خواہش تھی اور آپ نے لائبریری کی اہمیت،ضرورت اور افادیت پر ایک زبردست تقریر ۱۹۵۳ء کی شوریٰ میں فرمائی تھی اور جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ ایک مکمل لائبریری کا ہونا

تبلیغی جماعت کے لئے ازبس ضروری ہے۔لائبریری کے لئے گزشتہ سال ابتدائی ضروری کام انجام دیئے گئے تھے زمین حاصل کی گئی۔ضروریات لائبریری کے لئے جائزہ لیا گیا اوراس کے لئے رقبہ کا فیصلہ کیا گیا۔سال زیر رپورٹ میں تمام ضروری معلومات، ہدایات اور Site Plan کی کاپیاں آرکیٹیکٹوں یعنی مکرم میاں عبدالغنی صاحب رشدی،مکرم میاں حمید اختر صاحب،مکرم خالد ورک صاحب،مکرم شیخ مامون احمد صاحب اورمکرم محمود حسین صاحب کوبھجوائی گئیں۔ان سب بھائیوں نے نہایت محبت اور اخلاص کے ساتھ اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے فاؤنڈیشن کی بہت بڑی امداد کی اور ضروری نقشے تیار کر کے بھجوائے۔فضل عمر فاؤنڈیشن کی انتظامیہ کمیٹی مشتمل بر صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب،مکرم سید داؤد احمد صاحب،مکرم شیخ مبارک احمد صاحب اور خاکسار نے لاہور میں اجلاس کیا اوران نقشوں پر غور کیا۔تین آرکیٹیکٹ بھی اس میں شامل ہوئے۔ہر ایک نقشہ کے متعلق غور کرنے کے بعد اوربعض مزید امور کی روشنی میں ان نقشوں کے متعلق رپورٹ تیار کر کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں پیش کی گئی۔بورڈ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان تمام نقشوں اور دیگر معین شدہ امور کو مدنظر رکھ کر مکرم میاں عبدالغنی صاحب رشدی اور مکرم محمود حسین صاحب لائبریری کی عمارت کے نئے نقشے پوری تفصیلات کے ساتھ تیار کریں۔ہر دو آرکیٹیکٹ کی طرف سے نقشے مل چکے ہیں اب جلد ہی انتخاب کر کے تعمیر کی ضروری کارروائی شروع کی جائے گی۔انشاء اللہ تعالیٰ۔بورڈ آف ڈائریکٹرز نے ۱۹۶۹ء کے بجٹ میں لائبریری کی عمارت کے لئے ایک لاکھ روپیہ منظور فرمایا ہے۔جوں جوں منافع کی رقم وصول ہوتی جائے گی اس میں سے لائبریری کی عمارت تعمیر کروائی جائے گی۔اس وقت تعمیر کے خرچ کا اندازہ اڑھائی لاکھ روپیہ ہے۔اللہ تعالیٰ بہتر رنگ میں اس کام کے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

بعض دیگر امور

ا۔گزشتہ سال سے فضل عمر فاؤنڈیشن نے اپنے بجٹ اور آڈٹ کے لحاظ سے جنوری سے دسمبر تک کے لئے سال کی تعیین کی ہے چنانچہ اس کے مطابق گزشتہ سے پیوستہ سال کے اکاؤنٹس حسب قواعد چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے آڈٹ کروا کر ۱۹۶۸ء میں پہلی سہ ماہی میں ضروری کاغذات مع بیلنس شیٹ حکومت کے سینٹرل بورڈ آف ریونیو کو بھجوادیئے گئے۔سال ۱۹۶۸ء کے حسابات آڈٹ ہو رہے ہیں۔امید ہے دو ایک ماہ تک حسابات کی ضروری تفصیل اور بیلنس شیٹ تیار ہو کر حکومت کو بھجوائے

جاسکیں گے۔

۲۔اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ وعدوں اور وصولی کے لحاظ سے فاؤنڈیشن کا سال جون کے آخر تک رہے گا۔

۳۔فاؤنڈیشن کے نظم ونسق اور ضروری امور کی انجام دہی کے لئے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے تین اجلاس ۱۹۶۸ء میں اور سال رواں میں ایک اجلاس شوریٰ سے قبل منعقد ہوا اور بعض امور پر مزید غور اور مشورہ کے لئے فاؤنڈیشن کی انتظامیہ کمیٹی کے بھی تین اجلاس عرصہ زیر رپورٹ میں منعقد ہوئے۔ ان اجلاسوں میں فاؤنڈیشن کا سالانہ بجٹ، لائبریری کی عمارت، انوسٹمنٹ اور مقاصد فاؤنڈیشن کے سلسلہ میں غور کیا گیا اور بورڈ کے ڈائریکٹر صاحبان کے مخلصانہ تعاون سے ضروری فیصلے ہوئے۔

۴۔ ۱۹۶۹ء کے لئے فاؤنڈیشن کے نظم ونسق اور سائر وغیرہ کے خراجات کے لئے -/۲۵،۹۵۰ روپے کا بجٹ منظور کیا گیا اور مقاصد کے لئے جن میں لائبریری کی عمارت، انعامات علمی مقابلہ جات اور سوانح حیات حضرت فضل عمر اور خطبات کی تدوین شامل ہیں -/۱۵،۱۱۵،۱ روپے کا بجٹ منظور کیا گیا۔

۵۔ مقامی جماعتوں میں سیکرٹریان فضل عمر فاؤنڈیشن کے تقرر کے سلسلہ میں انتخابات کی رپورٹیں ۸۳ کی تعداد میں موصول ہوئیں۔ان انتخابات کی منظوری ریکارڈ کر کے مقامی جماعتوں کو اس کی اطلاع بھجوائی گئی اور الفضل میں ان تقرریوں کو شائع کیا گیا۔اس وقت تک ان تقرریوں کی کل تعداد ۱۴۸ ہو چکی ہے۔

۶۔فضل عمر فاؤنڈیشن کی تحریک میں وعدہ کرنے والے احباب کو ادائیگی کے لئے یاددہانی کی غرض سے اور وصولی کی مہم کو زیادہ کامیاب بنانے کے لئے سلسلہ کے اخبارات ورسائل میں امسال مختلف پیرایوں میں ۱۸۵ نوٹ لکھے گئے اور شائع کرائے گئے۔ان میں سے متعدد یادداشتیں حضور کے ارشادات پر مشتمل تھیں۔اور محترم صدر صاحب فضل عمر فاؤنڈیشن کے مکتوبات بھی تھے۔اس وقت تک شائع شدہ مضامین اور نوٹوں کی تعداد چھ صد سے بڑھ چکی ہے۔

امسال دوستوں کو اپنے وعدوں کے پورا کرنے کے لئے تحریص اور ترغیب کی غرض سے ایسے اصحاب کے اسماء گرامی دعا کی تحریک کے لئے الفضل میں شائع کرانے کا اہتمام کیا گیا ہے جنہوں نے اپنے وعدہ کی سوفیصدی ادائیگی کر دی ہے یا وعدہ سے بڑھ کر ادائیگی کی ہے۔

۷۔خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی خواتین نے فاؤنڈیشن کے وعدہ جات کی ادائیگی میں

بہت اخلاص سے کام لیا ہے۔ متعدد خواتین نے اپنے زیورات اس غرض کے لئے پیش کئے ہیں۔ بعض خواتین نے اپنا نام ظاہر کرنا بھی پسند نہیں کیا۔ اس موقع پر ایک نومسلمہ خاتون کا جو بیرون پاکستان سے تشریف لائیں ذکر کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں تین انگوٹھیاں پیش کیں۔ ایک انگوٹھی فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے اور دو انگوٹھیاں دوسرے دو اداروں کے لئے۔

حضور نے ایک انگوٹھی ادارہ فاؤنڈیشن کو بھجوا دی اگرچہ اس انگوٹھی کی قیمت چالیس پچاس روپے تھی۔ لیکن اس پر لفظ ''اللہ'' نہایت خوبصورت طور پر کندہ تھا۔ مختلف زرگروں سے دریافت کیا گیا سب چالیس پچاس روپے قیمت بتاتے رہے۔ حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا حضور نے فرمایا چند دن اور انتظار کریں۔ ماہ ڈیڑھ ماہ کے بعد حضور نے فرمایا۔ آکشن کر دیں اور بتا دیں کہ ایک نومسلمہ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے یہ انگوٹھی بھجوائی ہے چنانچہ اس کے بعد جب اسے آکشن کیا گیا تو ایک دوست نے -/101 روپے میں اس انگوٹھی کو خرید کر قیمت فاؤنڈیشن کو ادا کر دی۔ اپنے وعدوں کی ادائیگی میں خواتین نے بہت مستعدی دکھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور اپنی برکتوں سے نوازے۔ آمین

منظور شدہ قواعد وضوابط کے مطابق محترم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ و بلوچستان ۳۱ دسمبر ۱۹۶۸ء کو فضل عمر فاؤنڈیشن کی ڈائریکٹر شپ سے ریٹائر ہو گئے۔ محترم شیخ صاحب موصوف نے مرکز سلسلہ سے دور رہائش ہونے کے باوجود تین سال تک نہایت اخلاص کے ساتھ فاؤنڈیشن کے کاموں میں امداد فرمائی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ محترم شیخ صاحب کے ریٹائر ہونے پر محترم مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبائی مغربی پاکستان کو یکم جنوری ۱۹۶۹ء سے تین سال کے لئے فاؤنڈیشن کا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا ہے۔ گذشتہ سال بھی ایک نئے ڈائریکٹر کا تقرر ہوا تھا۔ یعنی مکرم چوہدری احمد جان صاحب کی ریٹائرمنٹ پر مکرم چوہدری محمد انور حسین صاحب ایڈووکیٹ شیخوپورہ ان کی جگہ یکم جنوری ۱۹۶۸ء سے تین سال کے لئے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔

خاکسار محمد عطاء اللہ حسب قواعد وضوابط ۳۱ دسمبر ۱۹۶۸ء کو ڈائریکٹر شپ سے ریٹائر ہو گیا۔ فاؤنڈیشن نے یکم جنوری ۱۹۶۹ء سے تین سال کے لئے ڈائریکٹر مقرر فرما کر مزید خدمت کی سعادت کا موقع عطا فرمایا۔ فالحمد للہ۔ 68

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا انقلاب انگیز اختتامی خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مجلس مشاورت سے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا:۔

’’میں نے ایک خطبہ میں بتایا تھا کہ ہم وہ جماعت ہیں جو ظلم کے تسلسل کو کاٹ دیتی ہے۔ جب ہم پر ظلم ہوتا ہے اور ہم جواب میں ظلم نہیں کرتے۔ ایک بند ہے جہاں ظلم ٹکراتا ہے اور پسپا ہو جاتا ہے۔ آگے نہیں ہم جانے دیتے اور ہم نے کیا سمجھنا اور کیا سوچنا اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ جماعت نے نہایت وفا کا نمونہ اپنے رب سے دکھایا بڑے مشکل حالات میں۔ ہماری زندگی اس بات میں ہے کہ ہم خود کو زندہ نہ سمجھیں، ہماری بقا اور حیات کا راز اس بات میں مضمر ہے کہ ہم نہ زندہ ہیں نہ باقی ہیں جب تک اللہ تعالیٰ جو حیّ و قیوم ہے اپنی حیات سے ہمیں سہارا نہ دے اپنی قیّومیت سے ہمیں سہارا نہ دے۔ کچھ تھوڑے وقتی طور پر آج کل صبح و شام خدا کے فضل ہمیں نظر آتے ہیں کچھ مستقل فضل اور نعمتیں ہیں جو ہمیں حاصل ہیں وہ بھی ہماری سامنے آنی چاہئیں اور جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ فرمایا قرآن کریم میں کہ میں نے اپنی نعمتیں پانی کی طرح تمہارے لئے بہا دی ہیں تو اسی لئے کہا کہ میرے شکر گذار بندے بنو۔ ان نعمتوں کا احساس ہونا چاہیے اور اس احساس کو زندہ اور بیدار رہنا چاہیے۔

میں نے پچھلے ۲۰ سال کا جائزہ لیا۔ مختلف ادوار سے ہم گذرے ہیں ان بیس سالوں میں یعنی ۵۰ء سے لے کر ۶۹ء تک قریباً ۲۰ سال میں بحیثیت جماعت اللہ تعالیٰ نے ایثار اور قربانی کے جذبات پر اپنی نعمتوں کی بارش کس رنگ اور کس طور پر کی ہے تو میں بھی حیران ہوا اور آپ بھی حیران ہوں گے کہ ہمارے ایثار اور قربانی میں معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل نے ترقی دی اور اسے بڑھایا۔ بعض چیزیں تو روحانی اور مذہبی دنیا میں ایسی ہیں جن کو مادی پیمانوں سے ناپا نہیں جا سکتا نہ تولا جا سکتا ہے۔ لیکن بعض مادی پیمانے بھی ہیں جن سے غیر مادی روحانی اور اخلاقی تبدیلیوں کا تنزل کی طرف ہوں یا ترقی کی طرف ہوں اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے پیمانوں

سے جب میں نے اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں اور نعمتوں کو جانچا جو ہماری ایثار اور قربانی اور تقویٰ دیکھ کر اس نے کیا تو میں نے یہ دیکھا کہ ۵۰ء کو اگر سو تصور کیا جائے جو ہے یہ ۴۷ء کے پارٹیشن اور وہ بھی ایک دور تھا قیامت کا جس میں سے ہم گذرے تھے بڑا زلزلہ اور دھکا تھا جو جماعت کو پہنچا تھا۔غرض ۵۰ء کو اگر سو سمجھا جائے تو ۶۰ء میں ہمارے ایثار اور قربانی کی برکات میں اتنی زیادتی ہو چکی تھی کہ وہ کم و بیش ۱۴۰۔۱۵۰ کے درمیان بن گئے یعنی پچاس فیصدی اضافہ اللہ کے فضل نے ہمارے ایثار میں کیا تھا اور اگر ۵۰ء کا ۶۹ء سے مقابلہ کیا جائے تو سو کے مقابلہ میں ۳۴۸ کا فرق ہے یعنی ۳۵۰ زیادہ۔ان نعمتوں کے نتیجہ میں ترقی اور بڑھوتی اور نشو ونما اور حسن کا نکھرنا کوئی نام آپ دے دیں وہ ایثار کے،قربانی کے اور محبت کے جذبات میں ہمیں نظر آتا ہے۔کتنا بڑا فضل ہے بیس سال میں ۱۰۰ سے قریباً ساڑھے تین سو تک پہنچا دیا۔

اس جائزہ سے ایک یہ بھی پتہ لگتا ہے جیسا کہ آپ میں سے جو Statistics اور حساب سے تعلق رکھتے ہیں فوراً ان کا ذہن اس طرف منتقل ہوا ہوگا کہ جس رفتار سے ہماری ترقی ۶۰ء اور ۶۹ء کے درمیان ہوئی کیونکہ ۵۰ء سے ۶۰ء تک ہم ۱۱۰ سے ۱۴۵ تک سمجھو پہنچے تھے۔اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا فضل اور احسان ہمیں نظر آتا ہے۔

میں نے بتایا ہے کہ یہ مادی پیمانہ ہے لیکن جب ایثار کے مادی مظاہرے ہمیں نظر آتے ہیں تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان کے پیچھے جو روح ہے اس میں بھی ایک جوانی اور قوت اور حسن اور احسان پیدا ہوا ہے قریباً اسی نسبت کے ساتھ۔ باقی یہ صحیح ہے کہ تقویٰ اور تزکیہ کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں اور اس نے ہمیں یہ کہا ہے کہ نہ اپنے کو نہ اپنوں کو متقی اور پرہیز گار سمجھو نہ اس کا اعلان کرو۔اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون متقی ہے اور کون اپنے انجام تک متقی رہے گا۔دنیا میں ابتلا بھی آتے ہیں۔

پس ایک تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں اور نعمتوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا بے حد، بے انتہاء شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس کے فضل کے بغیر ایک سانس لینا بھی مشکل ہے۔کتنا فضل تھا کہ جس نے ہمیں سانس لینے کی اجازت دی اور ہمیں سو سے بڑھا کر ۳۵۰ تک پہنچا دیا اور شکر کے ان جذبات کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اَور بھی زیادہ

خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کریں۔ہم اَور بھی زیادہ قرآن کریم سے محبت اور پیار کریں۔ہم اَور بھی زیادہ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجیں کہ آپ ہی کے طفیل سب کچھ ہم نے پایا ہے اپنے گھر سے تو کچھ نہ لائے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اس محبت کے شعلوں کو زیادہ سے زیادہ بھڑکاتے رہنے کی کوشش کرتے رہیں۔اللہ تعالیٰ کا شکر جو اطاعت کے رنگ میں ہے جو خدا کہے گا ہم مانیں گے یہی شکر ہے۔کتنا بڑا احسان اس نے کیا ہے شکر تو ادا ہی نہیں ہوسکتا۔ایک کوشش ہے شکر کے ادا کرنے کی اور اس کی اصولی بھی شکل بنتی ہے اطاعت کی کہ جو خدا کہے گا ہم مانیں گے۔خدا یہ کہتا ہے کہ فساد نہیں کرنا بدامنی نہیں پیدا کرنی۔کسی کو ستانا نہیں۔حکومت کے لئے اس قسم کے حالات نہیں پیدا کرنے کہ وہ پریشان ہو جائے۔پریشانی کے حالات نہیں پیدا کرنے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ کو بار بار جماعت کے سامنے رکھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ایک بلند معیار پر قائم ہے۔قانون کی پابندی اور معروف میں حکومت وقت کی اطاعت اور ملک میں (اس ملک میں نہیں بلکہ جہاں جہاں بھی احمدی ہیں تمام ممالک میں) احمدی یہ کوشش کرتے ہیں کہ فتنہ وفساد نہ پیدا ہو۔امن کا ماحول رہے اور اگر کسی وجہ سے پیدا ہو جائے تو احمدیوں کا حصہ اس فتنے میں کوئی نہیں ہوتا۔احمدیوں کا حصہ اس ظلم میں کوئی نہیں ہوتا''۔[69]

تعلیم القرآن کی مؤثر تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۴/اپریل ۱۹۶۹ء کے خطبہ جمعہ میں مجالس موصیان، انصاراللہ اور لجنات اماءاللہ کو خصوصی ہدایت فرمائی کہ وہ پوری جماعت میں قرآن کریم کی تعلیم کو ترویج دیں اور اس سلسلہ میں پورے اخلاص، جوش اور ہمت سے اپنی ذمہ داریاں ادا کریں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ہم پوری طاقت کے ساتھ اور انتہائی کوشش کے ساتھ تعلیم القرآن کے اس دوسرے دور میں داخل ہوں۔یہ سلسلہ جاری رہے گا کیونکہ نئے بچے، نئے افراد، نئی جماعتیں اور نئی قومیں اسلام میں داخل ہوں گی اور اسلام ساری دنیا میں غالب آئے گا۔تو ساری دنیا کا معلم بننے کی تربیت آپ ہی کو

حاصل کرنی چاہیے۔ خدا جانے آپ میں سے کس کو یہ توفیق ملے کہ وہ ساری دنیا میں تعلیم القرآن کی کلاسیں کھولنے کا کام کرے۔[70]

۲۰ جون ۱۹۶۹ء کو حضور نے فرمایا کہ احباب ڈیڑھ سال کے عرصہ میں زیادہ سے زیادہ محنت اور توجہ سے قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی کوشش کریں اور جو قرآن کریم ناظرہ پڑھ چکے ہیں وہ ترجمہ سیکھ لیں۔[71]

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا خطاب

جامعہ نصرت ربوہ کا جلسہ تقسیم اسنادوانعامات مورخہ ۴ مئی ۱۹۶۹ء کو لجنہ ہال میں منعقد ہوا۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے صدارت کے فرائض سرانجام دیے۔[72] تقسیم انعامات کے بعد حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے طالبات سے ایک روح پرور خطاب فرمایا جس کا متن درج ذیل ہے:۔

’’خدا حافظ وناصر ہو۔ جہاں جاؤ جہاں رہو نیک نمونہ بن کر رہو۔ کبھی آپ اکیلی غیر ماحول میں بھی ہوں گی مگر ایک نیک صداقت شعار، روحانیت اور ایمان سے معمور فرد کی شخصیت بھی اپنی ذات میں ایک ماحول بن سکتی ہے۔ انسان جہاں اور جس ماحول میں جاتا ہے اس پہ اس ماحول کا اثر ضرور ہوتا ہے لیکن جو شخصیتیں اپنے اندر آہنی عزم رکھتی ہیں وہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہوتی ہیں وہ ماحول کے سانچہ میں نہیں ڈھلتیں بلکہ ماحول کو اپنے سانچہ میں ڈھال لیتی ہیں اور اسے اپنے لئے سازگار بنا لیتی ہیں۔ تم بھی جہاں رہو اپنی جاذب شخصیت کے ذریعہ اپنا ماحول خود پیدا کرو۔ میری نصیحت یہی ہے کہ کسی غلط ماحول سے کبھی متاثر نہ ہونا بلکہ ماحول کو اپنے زیرِ اثر لاؤ۔

اپنے کردار اور عمل میں مطابقت پیدا کریں۔ آپ اپنے الفاظ واقوال سے ہی تبلیغ نہ کریں بلکہ اپنے عمل سے بھی تبلیغ کریں۔ آپ نے صرف غیر از جماعت لوگوں کو ہی اپنے نمونہ سے کھینچنا نہیں ہے بلکہ اپنی کمزور احمدی بہنوں کی کمزوری کو بھی اخلاق سے، پیار سے، اپنے دل موہ لینے والے پاکیزہ عمل سے دور کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہنا ہے۔ کسی کے پاس کسی کی برائی یا شکایت کبھی نہ کریں۔ خود ہی محبت سے موقع مناسب دیکھ کر ان کی غلطی کی طرف ان کو بہت اپنائیت سے متوجہ کریں۔ یہ بھی ہم سب کا فرض ہے یعنی اپنوں اور اپنے گھروں کی اصلاح۔

جو خزانہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بخشا ہے اس کی حفاظت کریں، کبھی ضائع نہ ہونے دیں آپ کے روحانی الدّار میں داخل ہونے والی بنیں تا کہ ابلیس کے زہریلے طاعونی کیڑے آپ پر کبھی اثر انداز نہ ہوں۔

جب جماعتیں بڑھتی ہیں تو ان میں کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں، نئے لوگوں، کم تربیت یافتہ افراد کی وجہ سے اکثر۔ آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اپنے آپ کو ان کمزوریوں سے بچائے رکھیں۔ ایسا نیک نمونہ احمدیت حقیقی اسلام کا بنیں کہ آپ کے ہمسایوں کے، آپ کے ملنے والوں کے دل پکار اٹھیں کہ احمدیت سچی ہے کیونکہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اپنے دلوں کو پاک رکھیں۔ زبانوں کو قابو میں رکھیں۔ اپنی بیش قیمت عفت و عصمت کی محافظ رہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور اپنی امان میں رکھے۔

آپ نے اس کالج میں تعلیم پائی ہے جس کا نام جامعہ نصرت حضرت اماں جان کے نام پر رکھا گیا ہے۔ آپ ان کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رشتہ سے روحانی بیٹیاں ہیں۔ وہ مقدس و محترم ماں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا

اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَأَیْتَ خَدِیْجَتِی

آپ نے اس نام کی لاج رکھنی ہے ربوہ کی تربیت کی لاج رکھنی ہے۔ باہر والی احمدی بہنوں کے مقابلہ میں آپ نے زیادہ اچھا نمونہ دکھانا ہے۔ اس کو کبھی نہ بھولیں۔ یہ بارِ امانت ہے آپ کو ہمیشہ اس کا امین بن کر رہنا ہوگا۔

خدا تعالیٰ آپ کو نیک بنائے۔ نیک نصیب رہیں۔ نیک مبارک جوڑے ملیں اور نیک اولاد، نیک نسلوں کی مائیں بنیں۔ اپنے والدین کے لئے قرۃ العین اور ہمیشہ ذکرِ خیر اور ان کے بعد ان کے درجات کی بلندی کا موجب بنیں۔ آمین۔ اللّٰھمّ آمین۔“ [73]

اسلام کے اقتصادی نظام پر سلسلہ خطبات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اسلام کے اقتصادی نظام کے اصول اور فلسفہ پر ۹ مئی ۱۹۶۹ء کو خطبات کا ایک پر معارف اور معلومات افروز سلسلہ شروع فرمایا جو ۳ر اکتوبر ۱۹۶۹ء تک جاری رہا۔ ان خطبات میں حضور نے واضح حقائق اور ٹھوس دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ دنیا کا کوئی اقتصادی

نظام اسلام کے نظام اقتصاد کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسلام ہی ہے جس نے تمام انسانوں اور اقوامِ عالم کے حقوق کی مکمّل اور پرزور حفاظت کی ہے۔

یہ خطبات نظارت اصلاح وارشاد ربوہ نے نہایت دیدہ زیب سرورق اور عمدہ کتابت اور آفسٹ طباعت کے ساتھ شائع کرادیئے تھے۔

اہل ربوہ کونماز باجماعت کی خصوصی تلقین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو اطلاع ملی کہ ربوہ کے ایک محلّہ کے دکاندار نماز باجماعت میں سست ہوگئے ہیں۔اس پر حضور نے انہیں بلاکر نصیحت فرمائی جس کا فوری اثر ہوا اور رپورٹیں آنے لگیں کہ نماز کے وقت فوراً دکانیں بند ہوجاتی ہیں اور دکاندار نماز کے لئے چلے جاتے ہیں۔ خدا کے فضل سے جماعت کا بڑا حصہ ہمیشہ ہی روح اخلاص کے مثالی نمونے پیش کرتا آرہا تھا لیکن بشری کمزوریوں کی وجہ سے ضرورت تھی کہ اس امر کی طرف بار بار یاددہانی کرائی جائے اور بتایا جائے کہ ایک زندہ جماعت کی حیثیت سے اس سستی کو برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر حضور نے ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء کے خطبہ جمعہ میں اہل ربوہ کو خصوصاً اور دیگر تمام بیرونی جماعتوں کو عموماً ہدایت فرمائی کہ اگر انہیں نماز باجماعت ادا کرنے میں ذرا بھی سستی نظر آئے تو چوکس اور بیدار ہوکر اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔اس تعلق میں صدر عمومی ربوہ کا یہ فرض قرار دیا کہ وہ ہر دو ہفتہ کے بعد صدر صاحبان کے مشورہ سے رپورٹ دیا کریں کہ کہاں سستی اور کہاں چستی ہے۔اور یہ اطلاع بہرحال ملنی چاہیے کہ ربوہ کے مکین دینی کاموں میں کس رفتار کے ساتھ ترقی کررہے ہیں کہ اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ڈالی ہے۔ نیز ہدایت فرمائی کہ اس رپورٹ کے علاوہ نظارت امورِ عامہ اور نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے بھی الگ الگ رپورٹیں آنی چاہیں۔ نظارت امورِ عامہ کی طرف سے یہ رپورٹ آنی چاہیے کہ اس مہینہ کتنے لوگ ربوہ میں رہائش پذیر ہوئے ہیں جن کا تعلق جماعت احمدیہ سے نہیں۔ ایسے لوگ اگر پہلے سے یہاں رہائش پذیر ہیں تو ان کا کوئی کام ایسا تو نہیں جو ہماری روحانی واخلاقی فضا کو خراب کرنے والا ہو۔ یہ رپورٹ مستقل حیثیت میں آنی چاہیے اور آپس میں مشورہ کرکے نہیں آنی چاہیے تاکہ میں کسی نتیجہ پر پہنچ سکوں۔ نظارت اصلاح وارشاد کے سپرد چونکہ جماعتی تربیت کا کام ہے اس لئے ان کی طرف سے یہ رپورٹ آنی چاہیے کہ اہل ربوہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ تفسیر اور دوسرا اسلامی لٹریچر پڑھنے اور خطبات سننے کی طرف متوجّہ ہیں۔[74]

انصاراللہ اور خدام الاحمدیہ کو زیادہ مستعد ہونے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اسی خطبہ جمعہ (۱۶مئی ۱۹۶۹ء) میں انصاراللہ اور خدام الاحمدیہ کی خدمات پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا:

''ہر دو مجالس کا ایک حصہ بڑا ہی اچھا کام کر رہا ہے اور قابلِ رشک ہے۔ اگر خدام الاحمدیہ ہیں تو وہ انصار اللہ کے لئے قابل رشک ہیں اور انصار اللہ ہیں تو جماعت کے لئے قابل رشک ہیں۔ خدا کے لئے فدا ہونے والی اور اپنے نفسوں اور اموال کو فدا کرنے والی زندگیاں ہیں جو وہ گزار رہے ہیں لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جو دنیا کے غلط اصول کے مطابق تینتیس فیصد کام کر کے کامیاب ہونے کی امید رکھتے ہیں......۔ اللہ تعالیٰ نے جو قانون قرآن کریم میں وضع کیا ہے وہ یہ ہے کہ پاس ہونے کے لئے کم از کم پچپن فیصد نمبروں کی ضرورت ہے استثنائی صورت اس کے علاوہ ہے۔...... اگر ہم انسانی اقدار کو قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں خدمت کی روح کو زندہ کرنا پڑے گا۔ اور اس خدمت کی زندہ روح کو لیکر کام کے میدان میں سرگرم عمل رہنا خدام الاحمدیہ کا ضروری پروگرام ہے۔ خدام الاحمدیہ اس نقطہ کو سمجھتے ہوئے اس کام میں لگ جائیں کیونکہ خدمت اسلام واحمدیت تقاضا کرتی ہے خدمت انسان کا۔ جو شخص انسان کی خدمت نہیں کرتا وہ احمدیت کی خدمت نہیں کرتا۔......

پس خدام الاحمدیہ روحِ خدمت کے ماتحت اپنے پروگراموں پر عمل کریں اور انصاراللہ روحِ تربیت کو زندہ رکھتے ہوئے اپنے پروگرام پر عمل کریں۔

روحِ تربیت بھی روحِ خدمت ہی ہے صرف اس کی شکل بدلی ہوئی ہے۔ اس لئے ہر دو تنظیمیں اس طرح بنی نوع انسان کی خدمت میں لگ جائیں اور لگی رہیں کہ اپنے نفسوں کا بھی خیال رکھیں، اپنے رشتہ داروں اور عزیز و اقارب کا بھی خیال رکھیں، پھر یہ دائرہ وسیع ہوتا چلا جائے یہاں تک کہ وہ تمام بنی نوع انسان کو اپنے اندر

سمیٹ لے اور خدا کے نام پر اسلام کی اشاعت میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بنی نوع انسان کے دل میں پیدا کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کو ہر وقت تیار رہیں۔‘‘[75]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تعلیم الاسلام کالج میں تشریف آوری

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی سائنسی تعلیم کا معیار بلند کرنے کا منصوبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ذاتی توجہ، دلچسپی اور راہنمائی کی بدولت تکمیل کے مراحل کامیابی سے طے کر رہا تھا۔ اس سلسلہ میں پنجاب یونیورسٹی کی مقرر کردہ ایک خاص کمیٹی نے آلاتِ فزکس کی ایک فہرست تیار کی تھی اور الحاق سے قبل ان کی فراہمی کو ضروری قرار دیا تھا جس پر ۱۹۶۸ء میں امریکہ، انگلستان، مغربی جرمنی اور یوگوسلاویہ سے سامان درآمد کرنے کا انتظام کیا گیا۔ سامان کی پہلی کھیپ اس سال ۱۱ مئی ۱۹۶۹ء کو ربوہ میں پہنچی۔ ان آلات کی درآمد کے لئے صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے مئی ۱۹۶۹ء تک پچاس ہزار روپیہ کی منظوری دی تھی۔

شعبہ فزکس کے تمام کارکنان نے سامان کی چیکنگ اور ترتیب دن رات ایک کر کے مکمل کی اور بڑے قرینہ سے شعبہ کی بڑی لیبارٹری میں ان کو نصب کر دیا۔ جس کے بعد شعبہ فزکس کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں انہیں ملاحظہ فرمانے کی درخواست کی گئی جسے حضور نے ازراہِ شفقت شرفِ قبولیت بخشا اور ۷ مئی ۱۹۶۹ء کو ساڑھے پانچ بجے شام شعبہ فزکس کی لیبارٹریز کا معاینہ کرنے کی غرض سے وہاں تشریف لے گئے۔ قائمقام پرنسپل پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب کی زیر سرکردگی کالج کے صدر دروازہ پر حضور کا استقبال کیا۔ ازاں بعد قائمقام پرنسپل صاحب اور صدر شعبہ فزکس کی معیت میں نو درآمد شدہ آلاتِ فزکس اور دیگر تنصیبات کا معاینہ فرمایا نیز ان کی کارکردگی کا عملی مظاہرہ بھی دیکھا۔ ان نئے آلات میں اسلوسکوپ، الیکٹرک اوسی لیٹرز، الیکٹروسکوپ، ریڈیوایکٹو سورسز، ریٹ میٹر، الیکٹرانکس اور پریسیین (Precision) انسٹرومنٹس جیسا بیش قیمت سامان بھی شامل تھا۔ معاینہ اور کارکردگی کا عملی مظاہرہ دیکھنے کا یہ سلسلہ قریباً پون گھنٹہ تک جاری رہا۔[76]

فضل عمر فاؤنڈیشن کی پہلی تقریب تقسیم انعامات

۲۵ مئی ۱۹۶۹ء کو فضل عمر فاؤنڈیشن کی تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس میں حضرت خلیفۃ

المسیح الثالث نے بھی شمولیت فرمائی۔تلاوت اور نظم کے بعد مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن نے مقابلہٴ تصانیف برائے ہش ۱۳۴۶/۱۹۶۷ء کے کوائف پر مشتمل رپورٹ سنائی۔رپورٹ کے آغاز میں آپ نے بتایا کہ صوفی عبد القدیر صاحب نیاز بی۔اے نے وہ تمام متبرک خطوط حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں پیش کردیئے ہیں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صوفی صاحب کے والد ماجد حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری کو اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمائے تھے۔ادارہ نے ان مبارک خطوط کو ایک نہایت مضبوط اور خوبصورت البم میں محفوظ کر دیا ہے۔اس ذکر کے معاً بعد کرنل محمد عطاء اللہ صاحب نائب صدر فضل عمر فاؤنڈیشن نے حضور کی خدمت میں یہ البم پیش کیا۔حضور نے احباب کو بھی اس کی زیارت کرائی اور ہدایت فرمائی کہ یہ البم فی الحال خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں محفوظ کر دیا جائے۔جب فضل عمر فاؤنڈیشن کی لائبریری میں اس قسم کے نوادرات کے لئے مناسب انتظام کیا جائے تو اسے وہاں رکھ دیا جائے۔(اس ہدایت کی تعمیل میں یہ متبرک البم خلافت لائبریری ربوہ میں محفوظ کر دیا گیا۔)

ازاں بعد شیخ مبارک احمد صاحب نے رپورٹ جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ مقابلہ تصانیف برائے ہش ۱۳۴۶ء میں کل سینتیس مقالے موصول ہوئے جن میں سے صرف سولہ مقالے ابتدائی جائزہ کے بعد منصفین کی رو سے لئے جانے قرار پائے۔ان سولہ مقالوں کے متعلق تین منصفین کے تفصیلی جائزہ کی روشنی میں بورڈ آف ڈائریکٹرز نے حسب ذیل چار اصحاب کو انعام کا مستحق قرار دیا:

اول۔شیخ عبدالقادر صاحب محقق عیسائیت (اسماء الانبیاء فی القرآن)

دوم۔قریشی محمد اسد اللہ صاحب مربی سلسلہ(عیسائیوں اور مسلمانوں کی کشمکش کی تاریخ)

سوم۔حافظ محمد اسحٰق صاحب خلیل مقیم سوئٹزرلینڈ(مسلمان سلاطین ہند کے متعلق جبری اشاعتِ اسلام کی روایات کا تنقیدی مطالعہ)

چہارم۔پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ربوہ(سمندر اور اس کے عجائبات)

رپورٹ کے اختتام پر شیخ صاحب نے حضور کی خدمت میں ان اصحاب کو اپنے دستِ مبارک سے انعامات کی رقوم عطا فرمانے کی درخواست کی۔چنانچہ حضور نے ان خوش قسمت اہلِ قلم اور مقالہ نگاروں کو اپنے دستِ مبارک سے ایک ایک ہزار روپے کے نقد انعامات عطا فرمائے اور پھر ایک بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔حضور نے فرمایا کہ آج کے دن اللہ تعالیٰ کی حمد سے ہمارے دل معمور

ہیں۔قریباً تین سال قبل ایک پُرخلوص تخیّل دماغ میں پیدا ہوا۔اس تخیل کو جماعت نے اللہ تعالیٰ کی تحریک سے اپنایا اور یہ فیصلہ ہوا کہ اس روحانی درخت کی بلوغت پر تین سال کا عرصہ خرچ ہوگا۔وہ تین سال گذر رہے ہیں اور درخت پھل دینے کے قابل ہوگیا ہے۔خیال تھا کہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے جماعت پچیس لاکھ روپیہ جمع کرے۔اس وقت اٹھائیس لاکھ ترپن ہزار روپیہ کی رقم جمع ہو چکی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ مزید کئی لاکھ روپیہ بھی اس عرصہ کے اندر اور جمع ہو جائے گا۔درخت، جیسا کہ درختوں کو جاننے والے جانتے ہیں پھل دینے پر آتا ہے تو شروع میں تھوڑی تعداد میں پھل اسے لگتے ہیں اسی طرح اس درخت کو چار پھل تو آج لگے ہیں اور آپ نے ان کی خوشبو کو تھوڑا سا سونگھا ہے یعنی چار مقالے فضل عمر فاؤنڈیشن کی سکیم اور ہدایت کے مطابق لکھے جا چکے ہیں جن کے متعلق امید کی جاتی ہے کہ وہ بنی نوع انسان کو اسلامی نقطہ نگاہ سے فائدہ پہنچانے والے ہوں گے۔اس وقت تک دو میدانوں میں ہمارا غیر سے مقابلہ ہے۔ایک علمی میدان ہے اور ایک تائیدات سماوی کا میدان ہے۔ تائیدات سماوی کے لئے کچھ اور قسم کے مجاہدات کرنے پڑتے ہیں اور اس مادی دنیا میں مادی وسائل سے کام لے کر علمی میدانوں میں جو کام کیا جاتا ہے اس کے لئے ایک اور قسم کا مجاہدہ درکار ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں،تقریروں اور ملفوظات میں علم کے اس قدر وسیع سمندر ہیں کہ اگر ہم ان سمندروں کے حسن اور افادیت کو سمجھیں اور انہیں مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے دیکھیں اور اس طرح پر دنیا کے سامنے علمی تحقیق پیش کریں تو ساری دنیا مل کر بھی جماعت احمدیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی لیکن اس کام کی طرف جماعت کو ایک عرصہ سے اتنی توجہ نہیں ہو رہی تھی جتنی توجہ ہونی چاہیے تھی۔ فضل عمر فاؤنڈیشن نے جماعت کو توجہ دلائی ہے۔کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے ورنہ چار مقالے تو کیا چار سو مقالے بھی میں سمجھتا ہوں ہماری علمی ضروریات کے لئے کافی نہیں ہیں یعنی اس ضرورت کے لئے کافی نہیں ہیں کہ ہم دنیا پر یہ ثابت کریں کہ جو علوم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رکھے ہیں ان علوم کا ساری دنیا بھی مل کر مقابلہ نہیں کر سکتی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب،تحریروں اور ملفوظات میں قرآن کریم کی تفسیر ہی ہے۔

حضور نے یہ انقلابی نقطہ بیان فرمانے کے بعد خاصی تفصیل سے علمی تحقیق کے اسلامی معیار اور اصولوں پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ بالخصوص مغربی دنیا میں تحقیق کے بہت سے غلط اصول راہ پا چکے ہیں۔ جو صحیح اقدار پیش کی گئی ہیں انہیں اپنانے اور ان سے استفادہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ان سے بھی

ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے لیکن ہمیں اسلام کی پیش کردہ اعلیٰ وارفع روحانی اقدار پر اپنی تحقیق کی بنیاد رکھنی چاہیے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب وتحریرات میں علمی تحقیق اور تفسیر قرآن کے جو اصول بیان فرمائے ہیں ہمیں ان کو مدنظر رکھ کر اپنی علمی تحقیق کو آگے بڑھانا ہے۔خطاب کے آخر میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آج کی گفتگو کو اس فقرہ سے شروع کیا تھا کہ ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہیں کہ ایک اور درخت ہماری محبت اور خلوص نے اللہ تعالیٰ کی اس دنیا کی جنتوں میں لگانے کی کوشش کی ہے۔ درخت کی زندگی پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں حوادث آتے ہیں۔ بعض حوادث کا انسان کو علم ہوتا ہے اور بعض کا اسے علم بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان حوادث میں سے فضل عمر فاؤنڈیشن کے درخت کو بڑی حفاظت سے نکال لیا اور اب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا ہے اور وقت آگیا ہے کہ وہ پھل دینے لگے۔ بالفاظِ دیگر فضل عمر فاؤنڈیشن کا ایک دور جو زیادہ تر عطایا جمع کرنے کا تھا ختم ہو چکا ہے اور ایک دور شروع ہوا ہے جس میں اس درخت کی اس رنگ میں حفاظت اور اس کی نشوونما کے لئے کوشش اور جدوجہد کرنی ہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ اور لذیذ سے لذیذ تر پھل دینے لگے اور زیادہ سے زیادہ انسان اس کے پھلوں کی لذت سے حصہ پانے لگیں۔[77]

سیرت النبی ﷺ پر مشتمل نادر لٹریچر اور قیمتی مخطوطات کی شاندار نمائش

اس سال جماعت احمدیہ کراچی نے ۲۹ مئی سے ۱۵ جون ۱۹۶۹ء تک آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ اور سیرت مقدسہ سے متعلق نہایت بیش قیمت کتب اور قلمی مسودات کی نمائش کا وسیع پیمانے پر انتظام کیا جس میں قریباً پانچ سو نادر کتب، قلمی مسودات، نقشے اور چارٹس زیارت کے لئے پیش کئے گئے۔ نمائش کا افتتاح مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے جسٹس قدیرالدین احمد صاحب نے فرمایا اور اپنے افتتاحی ایڈریس میں ایسی عظیم الشان نمائش کا اہتمام کرنے پر منتظمین کی کوششوں کو سراہا اور انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ پریس، ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے افتتاحی تقریب کی کارگذاری کو نشر اور ٹیلی وائز کرنے کی غرض سے ریکارڈ کیا۔ یہ نمائش کراچی کے تمام حلقوں میں بیحد مقبول ہوئی اور عوام وخواص نے بھاری تعداد میں اس کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور گہری دلچسپی اور عقیدت کا اظہار کیا۔[78]

مولوی محمد اجمل صاحب شاہد ایم اے مربی سلسلہ احمدیہ کراچی کے قلم سے اس شاندار علمی نمائش کی تفصیلات درج ذیل کی جاتی ہیں:۔

''امسال ربیع الاول کے مہینہ میں جو ہمارے پیارے آقا ﷺ کا ماہ میلاد ہے سیرت کونسل کراچی کے زیر اہتمام بیس روزہ نمائش کتب سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کی گئی۔ یہ نمائش پاکستان میں اپنی نوعیت کی منفرد نمائش تھی جو لوگوں میں سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا شغف پیدا کرنے اور ان کو حضور کی حیات مطہرہ اور سیرتِ مبارکہ سے روشناس کرانے کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوئی۔ جائے نمائش ریڈیو پاکستان کراچی کے نزدیک احمدیہ دارالمطالعہ تھی جسے ایک خوبصورت اور دلآویز محراب سے مزین کیا گیا تھا۔ جس کے اوپر سنہری حروف میں کلمہ طیبہ منقش تھا اور اندرونی حصہ روشنیوں سے نُوْرٌ عَلٰی نُوْر کا منظر پیش کر رہا تھا۔

نمائش کا افتتاح ۲۹ مئی کو چھ بجے شام ایک سادہ اور پُر وقار تقریب کے ذریعہ عمل میں آیا۔ مہمان خصوصی جسٹس قدیر الدین احمد سینئر جج ہائیکورٹ کراچی تھے۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم چوہدری احمد مختار صاحب چیئرمین سیرت کونسل نے افتتاحی خطاب فرمایا جس میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائش کو گزشتہ سال کی نمائش تراجم قرآن کریم کا لازمی جزو قرار دیا۔ کیونکہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے صاحبِ قرآن کریم کی زندگی کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ اس ضمن میں آپ نے اس منفرد نمائش کی اہمیت اور اس کی خصوصیات کو بیان فرمایا۔ (مکمل متن الفضل یکم جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ پر شائع ہوا) اس کے بعد مکرم جسٹس قدیر الدین صاحب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدیم المثال مقام کا ذکر فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بعض واقعات بیان فرمائے۔ اس مختصر تقریب کے بعد مہمان خصوصی نے نمائش کا افتتاح فرمایا اور سب سے پہلے آپ نے دیگر معزز مہمانوں کے ساتھ نمائش کو ملاحظہ فرمایا۔ آپ نمائش میں دنیا کی مختلف اور اہم زبانوں میں پانچ صد سے زائد ذخیرہ کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔

اس کے بعد گیارہ بجے رات تک زائرین کا تانتا بندھا رہا۔ نمائش اور افتتاحی تقریب کو ٹیلی ویژن کے ذریعہ شب و روز کے پروگرام میں پیش کیا گیا۔ جسے اہالیانِ کراچی نے دیکھا۔ ریڈیو سے نمائش کے متعلق خاکسار کا انٹرویو بھی نشر کیا گیا۔ اخبارات میں نمائش کی خبریں اور فوٹو شائع ہوئے۔ اس طرح نمائش کو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی اور سینکڑوں افراد روزانہ اس نمائش کو دیکھنے کے لئے آتے رہے۔

نمائش میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پانچصد سے زائد کتب موجود تھیں۔ زائرین کی

سہولت کے لئے نمائش کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا تا کہ دیکھنے میں آسانی ہو۔

ا۔کتب علماء سلف

اس حصہ میں تیرہویں صدی تک کے علماء کی کتابیں رکھی گئی تھیں۔ان میں سے بیشتر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ان میں سے بعض کے تراجم اردو زبان میں ہو چکے ہیں۔

۲۔کتب علماء مستشرقین وغیر مسلم اصحاب

اس حصہ میں مستشرقین و غیر مسلم اصحاب کی کتب تھیں جن میں سے بعض معاندانہ اور اکثر حقیقت پسندانہ انداز میں لکھی گئی ہیں۔

۳۔کتب علماء عصر حاضر

یہ ذخیرہ بڑی کثرت سے تھا۔اردو زبان میں ہی تقریباً چار صد کتب موجود ہیں۔اس کے علاوہ انگریزی،عربی اور فارسی زبانوں کی کتب ہیں۔

۴۔اکنافِ عالم کی زبانوں میں سیرت النبی ﷺ کی کتب

اس حصہ میں فرنچ، ڈینش ، انگریزی ، ڈچ، سواحیلی ، لوؤ، اکان، انڈونیشین ،چینی ، ہندی اور گورمکھی وغیرہ کی کتب تھیں۔ پاکستان کی علاقائی زبانوں مثلاً سندھی، پنجابی، پشتو اور بنگالی میں بھی کتب رکھی گئی تھیں۔

۵۔نمائش کا پانچواں حصہ

معلوماتی چارٹس،غزوات النبی ﷺ کے متعلق نقشوں،غلافِ کعبہ کا ٹکڑا اور دیگر قرآنی آیات پر مشتمل تھا۔اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غیر مسلم حضرات کے اقوال بھی دیئے گئے تھے۔

غرض نمائش کی ترتیب ایسے انداز میں کی گئی تھی کہ زائرین کی انتہائی دلچسپی اور ازدیادِ علم وایمان کا باعث ہوئی۔ چنانچہ تقریباً ایک ہزار افراد نے اپنے تاثرات قلمبند فرمائے۔جن میں سے چند کی آراء درجِ ذیل ہیں:۔

مکرم ظفر حسین صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل ریڈیو پاکستان نے تحریر فرمایا:۔

’’مسلمانوں کا یہ جذبہ بیحد قابل قدر ہے کہ وہ اپنے مذہبی لٹریچر کی اہمیت کا خیال رکھتے ہیں اور اسے بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں۔ موجودہ نمائش جو جناب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لکھی ہوئی کتابوں پر مشتمل ہے ایسے ہی جذبہ کا اظہار ہے۔ مجھے اتنا عمدہ ذخیرہ دیکھنے کا پہلی بار اتفاق ہوا اور میں بانیان نمائش کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔‘‘

ڈاکٹر بشارت علی صاحب ہیڈ آف سوشیالوجی ڈیپارٹمنٹ کراچی یونیورسٹی نے تحریر فرمایا:۔

’’مجھے نمائش دیکھنے کا موقع ملا۔ مجھے بے حد مسرت ہوئی کہ سیرت پاک کی اشاعت کے سلسلہ میں یہ اقدام حکمیاتی بھی ہے اور نفسی عوامل کا حامل بھی۔ آپ نے دورِ جدید کے مقتضیات کا لحاظ کرتے ہوئے دعوتِ ممارست (مشق، تجربہ) اور تحریص دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت اور رحمت ارزائی فرمائے۔ یہ سلسلہ پیہم جاری رہے۔ کیونکہ ذہنی تسلسل کی ضرورت ہے۔‘‘

الحاج ڈاکٹر قاری میر اسد علی صاحب نے تحریر فرمایا:۔

’’ماشاء اللہ سیرت النبی ﷺ کی کتابوں کی نمائش بڑے اچھے پیمانے پر کی گئی ہے۔ مختلف زبانوں میں سیرت پیش کر کے عمدہ طریقے پر ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ سارے عالم کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ منتظمین نمائش کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور سیرتِ رسول ﷺ کو متعارف کرنے کی کوشش کو ترقی دے۔‘‘

مکرم اسلم بیگ صاحب نے اپنے تاثر میں بڑی دلچسپ اور معنی خیز بات تحریر فرمائی:۔

’’یہ نمائش اپنی نوعیت کی انتہائی مکمل اور تجمل نمائش ہے۔ حیرت ہے کہ ختم نبوت کے سلسلہ میں مدعی بننے والے تو ایسی نمائش منعقد نہ کر سکے اور وہ جن پر الزام ہے کہ ختم نبوت کے قائل نہیں انہوں نے یہ گراں بہا کام کر دکھایا۔‘‘ [79]

اس نمائش کے آخری روز ۱۵ جون ۱۹۶۹ء کو نمائش گاہ کے سامنے ایک بین الاقوامی سیرت کانفرس منعقد کی گئی جس میں دنیا کی بارہ زبانوں میں پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا گیا۔ فاضل مقررین کے نام یہ ہیں:۔

عبدالجبار صاحب آف سکاٹ لینڈ، جناب جی۔ ایم پٹیل (گجراتی)، موسیو بی مونیٹر کونسل جنرل فرانس (فرانسیسی)، احمد بخش صاحب (سندھی)، حافظ مولوی عبدالغفور صاحب سابق مجاہد

جاپان (جاپانی)، ڈاکٹر بشارت علی صاحب سوشیالوجی ڈیپارٹمنٹ کراچی یونیورسٹی (جرمن)، احسان زمرانی صاحب اور جناب فکری صاحب (ترکی)، ڈاکٹر محمد علی وانگ صاحب (چینی)، مسٹر احمد المنصور (سینیگالی)، عبیدالرحمٰن بھیاں صاحب (بنگالی)، عبدالہادی صاحب فلسطینی (عربی)۔

ان تقاریر کے درمیان مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی کراچی نے مقامِ قاب قوسین کے موضوع پر اردو زبان میں تقریر کی۔ آخری خطاب مولانا قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اصلاح وارشاد کا تھا۔ آپ نے اپنی پون گھنٹہ کی جامع تقریر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ اور سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور خاص طور پر توحید خالص کے قیام کے لئے حضور علیہ السلام کی بے مثال قربانیوں کا تذکرہ فرمایا اور دیگر انبیاء پر آپ کی بلند شان اور فضیلت کو واضح کیا۔ آخر میں چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت کراچی نے مقررین اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

اہل کراچی نے اس منفرد اور شاندار جلسہ میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ حاضرین کی نشست کا انتظام کرسیوں پر تھا جو بالکل ناکافی ثابت ہوئیں اور سینکڑوں افراد نے کھڑے ہو کر جلسہ کی کارروائی سنی۔ جلسہ کا اعلان ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ کیا گیا اور اس کی خبریں پریس نے شائع کیں اور مولانا قاضی محمد نذیر صاحب کی تقریر ریڈیو سے پیش کی گئی۔ 80

ربوہ کے احمدی نونہالوں کی طرف سے خدمت خلق کا شاندار نمونہ

۷ جون ۱۹۶۹ء کو ایک حادثہ کے باعث فیصل آباد، چنیوٹ اور سرگودھا سے آنے والی گاڑیاں لالیاں اور ربوہ میں روک لی گئیں۔ شدید گرمی میں پیاس اور بھوک کے باعث ہزاروں مسافر جن میں بہت سے بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں بڑی تکلیف دہ صورتحال سے دوچار ہو گئے۔ اس موقع پر ربوہ کے احمدی بچوں اور نوجوانوں نے خدمت خلق کا مثالی نمونہ دکھاتے ہوئے ایک ہزار سے زائد مسافروں کے لئے ٹھنڈے پانی اور کھانے کا نہایت وسیع پیمانہ پر انتظام کیا۔ یہ انتظام فوری طور پر ایسے شاندار طریق پر کیا گیا کہ مسافر دنگ رہ گئے اور انہوں نے نوجوانانِ احمدیت کے جذبہ خدمت خلق کی بہت تعریف کی اور اہلِ ربوہ کو دعائیں دیتے ہوئے اعتراف کیا کہ اہلِ ربوہ نے تو ہمارے لئے گھر کا ماحول پیدا کر دیا ہے۔ یہ اہم واقعہ احمدی بچوں اور جوانوں کے مثالی کارنامہ کی حیثیت سے بڑا یادگار ہے۔

ملک محمد اعظم صاحب (اُس وقت ناظم اطفال ربوہ) رقمطراز ہیں کہ:۔

''یہ مثال کہیں نظر نہیں آتی کہ بچوں کو انعام کے طور پر پیسے دیئے جائیں تو بچے نہ لیں۔ بچوں کو پیسوں سے بڑی الفت ہوتی ہے لیکن اس روز خدمتِ خلق کا ایسا جذبہ تھا کہ مسافر خوش ہو کر بچوں کو انعام دیتے لیکن بچے پیسے لینے سے انکار کر دیتے کہ ہم پیسوں کی خاطر یہ کام نہیں کر رہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہیں حالانکہ بچوں کو روکا ہوا یا سمجھایا ہوا نہیں تھا کیونکہ یہ تو خیال بھی نہیں تھا کہ کوئی انہیں پیسے بھی دے گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسافروں کی ہر نوع کی ضرورت پوری کی گئی۔ ایک دوست کراچی سے آئے اور لائل پور جانا چاہتے تھے میرے پاس آئے کہ بیوی بیمار ہوگئی ہے لائل پور پہنچنے کا ذریعہ بتائیں میں نے فوری طور پر چار بچوں کو ان کا سامان اٹھوایا کہ انہیں بس پر سوار کرا دیا جائے۔ بچوں نے آکر بتایا کہ وہ اسٹیشن سے لے کر اڈا تک ہمیں دعائیں دیتے گئے۔ اس روز عجیب سماں تھا اور عجیب ہی کیفیت۔ کوئی روٹیاں اٹھائے آ رہا ہے تو کسی کے ہاتھ میں سالن کی بالٹی۔ کہیں سے برف آ رہی ہے۔ بچے بالٹیاں اٹھائے گشت کر رہے ہیں۔ کہیں معصوم بچوں کو دودھ پلایا جا رہا ہے۔ کہیں انہیں ہاتھ سے ہلانے والے پنکھے دئے جا رہے ہیں۔

صبح ساڑھے دس بجے سے لے کر دوپہر ۲ بجے تک مسلسل یہ کام جاری رہا۔ جب گاڑیوں سے اندازاً چھ ہزار مسافروں میں کھانا اور پانی تقسیم ہو چکا تو دو بچوں کے دو گروپ بنا دیئے گئے تاکہ کچھ آرام بھی ہو سکے لیکن مسیح محمدی کی جماعت کے نونہالوں کی روحِ خدمت بار بار انہیں خدمت کے لئے ابھارتی تھی۔ وہ بار بار میرے پاس آکر کہتے کہ ہماری باری کب آئے گی۔ ہمیں بھی دوبارہ کام کرنے کا موقع دیں۔ جب گاڑیاں روانہ ہوئیں تو مسافر متبسّم چہروں کے ساتھ ہاتھوں کو ہلا ہلا کر ہمیں مبارک باد دیتے اور شکریہ ادا کرتے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ حقیقی بھائی، بھائیوں سے جدا ہو رہے ہیں۔ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں کا عملی نظارہ نظر آ رہا تھا۔''[81]

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت اقدس میں جب احمدی نونہالوں کی اس کارنامۂ خدمت کی اطلاع پہنچی تو حضور نے رپورٹ پر فرمایا:

''جزاکم اللہ۔ الحمدللہ سب بچوں کو اللہ تعالیٰ بہترین جزا دے''۔[82]

پریس میں ذکر

ربوہ کے احمدی نوجوانوں اور بچوں کی اس بے لوث خدمت خلق کو نہ صرف مسافروں نے سراہا بلکہ پاکستان پریس نے اسے ایک قابل تقلید مثال سمجھتے ہوئے اس کی مختصر رپورٹیں شائع کیں۔ چنانچہ روزنامہ نوائے وقت لاہور نے اپنی ۱۷ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۵ کی اشاعت میں لکھا:۔

''خدمت خلق کا شاندار مظاہرہ

ربوہ (نامہ نگار) گذشتہ روز ربوہ اور چنیوٹ کے درمیان ایک ریل گاڑی کا انجن پٹڑی سے اتر گیا جس سے ریلوے لائن بھی متاثر ہوئی۔ بہت سی گاڑیوں کو مجبوراً ربوہ کے سٹیشن پر رکنا پڑا۔ دوپہر کی شدید گرمی میں ربوہ کے چھوٹے چھوٹے بچوں اور نوجوانوں نے ایک تنظیم کے ساتھ سب مسافروں کو ٹھنڈا پانی اور کھانا گاڑیوں میں مہیا کیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ خدمتِ خلق کا یہ شاندار نمونہ پیش کرنے والے بچے اور نوجوان خود بھوکے اور پیاسے تھے اور انہوں نے اس خدمت کا کوئی معاوضہ نہیں لیا اور نہ قبول کیا۔ ایک اندازہ کے مطابق کل چھ ہزار لوگوں کو ٹھنڈا پانی اور کھانا مہیا کیا گیا۔''

روزنامہ مشرق لاہور (۲۸ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۲) نے خبر دی کہ:

''طلباء نے مسافروں کو کھانا اور پانی فراہم کیا۔

ربوہ ۲۷ جون (نامہ نگار) ربوہ کے سکولوں اور کالجوں کے بچوں (سکولوں اور کالجوں کے بچوں نے نہیں مجلس اطفال الاحمدیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ نے۔ ناقل) نے پچھلے دنوں قابل تقلید کارنامہ سر انجام دیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ گذشتہ دنوں ایک مال گاڑی چنیوٹ اور ربوہ کے درمیان پٹڑی سے اتر گئی۔ اس کی وجہ سے ریلوے ٹریفک کئی گھنٹے معطل رہی۔ اس عرصہ میں متعدد گاڑیاں (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر آکر رکی رہیں۔ ربوہ کے طلباء نے اس پوری مدت میں ہزاروں مسافروں کو کھانا کھلایا اور ٹھنڈے پانی سے ان کی تواضع کی۔ ان کی اس خدمتِ خلق سے ہزاروں مسافروں کی سفری مشکلات دور ہوئیں۔ اس کے لئے وہ تمام طلباء کے ممنون ہوئے۔''

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا دورۂ ایران، ترکی و یوگوسلاویہ

اس سال کے وسط میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر و وکیل اعلیٰ نے ایران، ترکی اور یوگوسلاویہ کا ایک کامیاب تبلیغی دورہ فرمایا۔ روانگی سے قبل ان ممالک کے بعض دوستوں سے

رابطہ پیدا کر لیا گیا تا ان کے ذریعہ ان علاقوں کے حالات بہتر طور پر معلوم ہو سکیں اور اشاعت دین اور مسلمانوں کی بہبود اور ترقی کے مفید طریق پر پروگرام بنانے میں مدد مل سکے۔ چنانچہ ان تمام اصحاب نے جنہیں خطوط لکھے گئے تھے صاحبزادہ صاحب کے دینی مشن کو کامیاب بنانے میں بھر پور مدد کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۱۵ جون ۱۹۶۹ء کو مسجد مبارک میں دورہ کی کامیابی کے لئے پُرسوز اجتماعی دعا کرائی جس میں ربوہ کے ہزاروں مخلصین نے شرکت کی اور صاحبزادہ صاحب کو دلی دعاؤں کے ساتھ الوداع کیا۔

آپ اگلے روز ۱۶ جون صبح پانچ بجے ربوہ سے روانہ ہوئے اور ان تینوں ممالک کا ایک ماہ تک دورہ مکمل کرنے کے بعد ۱۵ جولائی ۱۹۶۹ء کو بخیریت ربوہ پہنچ گئے۔ امیر مقامی مولانا ابوالعطاء صاحب کی سرکردگی میں اہل ربوہ نے آپ کا پر جوش استقبال کیا۔ آپ نے اس تبلیغی دورہ میں اسلام کی توسیع اور اشاعت کے امکانات کا وسیع جائزہ لیا۔ ان ممالک کے مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کی تجاویز سوچیں۔ ان ممالک کے مخلص احمدیوں اور بعض دیگر اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور متعدد تقاریب میں نہایت خوش اسلوبی سے پیغام حق پہنچایا۔ ترکی اور یوگوسلاویہ میں بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد فضل لندن نے سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے اور للّٰہی سفر کی مفصل رپورٹیں مرکز کو بھجوائیں جو اخبار ''الفضل'' اور رسالہ ''تحریک جدید'' میں شائع ہوئیں۔

ایران

آپ اپنے دورہ کے آغاز میں ۱۷ جون کو تہران پہنچے اور ۲۰ جون تک ایران میں قیام فرمایا۔ آپ جب تہران پہنچے تو تہران ہوائی اڈے پر محمد افضل صاحب صابر (مولوی محمد بشیر صاحب شاد مبلغ افریقہ کے بھائی اور جماعت احمدیہ ایران کے امیر) اور ملک مشتاق احمد صاحب استقبال کے لئے موجود تھے۔ محترم صابر صاحب نے تہران پہنچتے ہی احباب جماعت سے دورہ کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کے لئے مشورے لئے۔ تبلیغی مساعی، نظام جماعت کا استحکام اور احباب جماعت وغیرہ کئی موضوع زیر بحث آئے۔ صاحبزادہ صاحب نے جماعت ایران کی خدمات کی تعریف کی اور اسے وسعت دینے کے سلسلہ میں مفید ہدایات سے نوازا۔ یہ جماعتی اجلاس دو، تین گھنٹے تک جاری رہا۔ اس کے بعد ایک مقامی صنعت کار کے مذہبی ذوق رکھنے والے صاحبزادے جناب تقی صاحب کے ساتھ صاحبزادہ صاحب نے ایران سے متعلق مختلف موضوعات پر گفتگو کی اور نہایت مفید معلومات حاصل کیں۔

ایران میں قیام کے دوران کئی ایک مواقع پر غیراز جماعت دوست بھی موجود ہوتے تھے اوران کے ساتھ بھی عمومی طور پر اسلام کی تبلیغ واشاعت کے متعلق مفید گفتگو ہوتی رہی۔اکثر احباب نے بے ساختہ اس بات کا اظہار کیا کہ احمدیہ جماعت ساری دنیا میں تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے کی وجہ سے نہایت قابل قدر کام کر رہی ہے۔جن احباب سے خصوصی ملاقاتیں ہوئیں ان میں ایک دوست محمد خالق عالم فاروقی صاحب تھے جوڈیزفل (Dezful) میں ایئرفورس میں ملازم تھے۔

ایک روز محمد افضل صاحب کے ہاں جماعت احمدیہ ایران کے تمام احباب (مردوزن اور بچے) مدعو تھے۔اس تقریب پر لجنہ اماءاللہ کی تنظیم کے متعلق تفصیلی گفتگو ہوئی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی بہنیں ایران میں بہت اچھا کام کر رہی تھیں۔

ترکی

آپ ۲۰ جون کو ترکی تشریف لے گئے۔انقرہ ائیر پورٹ پر لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔صاحبزادہ صاحب کا قیام بھی انہی کے ہاں تھا۔ترکی میں صاحبزادہ صاحب کی یادگار ملاقات نہایت مخلص ترک احمدی اور فاضل و محقق جناب پروفیسر شناسی سبر سے ہوئی۔انہیں صاحبزادہ صاحب سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔وہ بے حد خوش تھے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ صاحبزادہ صاحب حضرت مصلح موعود کے لخت جگر ہیں تو اٹھ کر گلے ملے اور زار و قطار رونے لگے اور بار بار کہتے تھے کہ میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ مرکز سے صاحبزادہ صاحب مجھے ملنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ان سے تفصیلی ملاقاتیں ہوئیں۔انہوں نے صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں بعض نایاب کتابیں بھی پیش کیں۔یہ ملاقاتیں ترکی کے شہر ازمیر کے ایک ہوٹل میں ہوئیں۔

پروفیسر شناسی سبر صاحب کے علاوہ انقرہ میں جن متعدد ترک شخصیات سے رابطہ ہوا ان میں ماجد باسط صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ماجد صاحب ترک حکومت میں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے اور کوپن ہیگن اور ناروے میں سید کمال یوسف صاحب، جناب نور احمد بولستاد صاحب (Mr. Bolstad) اور سیف الاسلام محمود اریکسن صاحب کے ذریعہ احمدیت سے متعلق خاصی معلومات حاصل کر چکے تھے اور ان کے دل میں سلسلہ احمدیہ کی دینی خدمات کے لئے محبت کا جذبہ موجزن ہو چکا تھا۔انہوں نے صاحبزادہ صاحب کو کھانے پر بلایا اور رات گیارہ بجے تک سوال و جواب کا سلسلہ

جاری رہا اس کے بعد پہلی ہی ملاقات میں محترم صاحبزادہ صاحب کو اس بات کا پتہ چل گیا کہ ماجد صاحب کو ترکی واپسی پر ان کے دوستوں نے احمدیت سے بدظن کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ الیاس برنی صاحب اور دیگر معاندین سلسلہ کا لٹریچر بکثرت انہیں مہیا کیا گیا۔ چنانچہ محترم صاحبزادہ صاحب سے گفتگو کے دوران وہ ان کتابوں سے پوری پوری مدد لیتے رہے۔ طویل گفتگوؤں کا صرف اتنا اثر ہوا کہ وہ کہنے لگے کہ شکوک وشبہات تو دور ہو گئے ہیں اور اعتراض بھی اب کوئی نہیں لیکن جماعت میں شمولیت کے لئے شرح صدر نہیں ہے۔

اس کے بعد ان سے ملاقاتوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور خاصی لمبی گفتگو کے بعد انہوں نے صاحبزادہ صاحب کی تحریک خاص پر بیعت فارم پُر کر دیا جو دورہ ترکی کا پہلا شیریں پھل تھا۔

ماجد صاحب احمدیت کے نور سے منور ہونے کے بعد اگلے روز اپنے ساتھ ترک یونیورسٹی کے پانچ پروفیسر لائے جن میں سے ایک فلسفہ و تاریخ کے استاد اور متعدد کتابوں کے مؤلف تھے۔ انہوں نے احمدیت میں گہری دلچسپی لی اور کئی باتوں میں صاحبزادہ صاحب سے اتفاق کیا۔

ایک روز جنرل ملک اختر حسین صاحب نے صاحبزادہ صاحب کے اعزاز میں دعوت طعام دی جس میں سینٹو (Cento) کے پاکستانی افسر اور پاکستانی سفارت خانہ کے افسر بھی شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں آر سی ڈی کے ایک بڑے عہدہ دار ترک افسر نے بھی آپ کو چائے پر مدعو کیا۔ آپ نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں سے روشناس کرایا اور مرکز احمدیت ربوہ کے تفصیلی حالات بتلائے۔ وہ آپ کی گفتگو سے بہت متاثر ہوئے اور ربوہ آنے کا بھی وعدہ فرمایا۔

یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ بارہ سال قبل ۱۹۵۷ء میں جب صاحبزادہ صاحب ایک تبلیغی دورہ پر جانے لگے تو سیدنا حضرت مصلح موعود نے دیگر نہایت اہم اور مفید ہدایات دینے کے علاوہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ترکوں کا ہم پر حق ہے ان کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس زمانہ کے مامور کے ماننے کی توفیق دے کہ ان سے ایک دفعہ پھر ایسی خدمت اسلام لے کہ ان کی زندگیوں میں قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہونے لگے۔ خلیفۂ موعود کے اس ارشاد مبارک نے صاحبزادہ صاحب کے دل میں ایک زبردست ولولہ ترکی میں احمدیت کے نفوذ کے لئے پیدا کر دیا جس کی جھلک آپ کے دورۂ ترکی کے ہر مرحلہ پر نمایاں ہوگئی اور ماجد صاحب کی قبول احمدیت اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔

قیام ترکی کے دوران آپ نے استنبول کا تاریخی میوزیم بھی دیکھا جس میں آنحضرت خاتم

الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقدس تبرکات محفوظ ہیں۔کہا جاتا ہے کہ مصر کے آخری عباسی خلیفہ المتوکل علی اللہ ثالث نے یہ تبرکات نیز حرمین شریفین کی کنجیاں بطور سند خلافت آل عثمان کے فرمانروا سلطان سلیم اول کے سپرد کردیں اور سلطان سلیم یہ تبرکات مصر سے استنبول لے آئے۔

یوگوسلاویہ

آپ مورخہ ۲ جولائی کو ترکی سے یوگوسلاویہ کے دارالحکومت بلغراد پہنچے۔پاکستان سے روانگی سے قبل یوگوسلاویہ کے ایک سابق سفیر پاکستان مسٹر ولادو شستن (Vlado Shustan) کو اطلاع دی جاچکی تھی۔چنانچہ انہوں نے فارن سروس کے ایک اعلیٰ افسر کو صاحبزادہ صاحب کی پیشوائی اور دیگر تمام ضروری انتظامات کے لئے مقرر کیا ہوا تھا۔خود وہ بلغراد سے ایک طویل فاصلہ پر صدر مملکت کے ہمراہ گئے ہوئے تھے۔

یہ اعلیٰ افسر بذریعہ کار آپ کو ایک ہوٹل میں لے گئے اور یوگوسلاویہ کی مسلم آبادی کے بارے میں تفصیلی معلومات بہم پہنچائیں۔معلوم ہوا کہ ملک میں ۳۱ لاکھ مسلمان آباد ہیں اور ان کی سب سے بڑی آبادی سورایاو (Sarajevo) میں ہے۔بلغراد میں سلطان سلیمان اعظم قانونی کی ۹۲۷ ہش/۱۵۲۱ء کی تعمیر شدہ مسجد آج تک موجود ہے۔(شاہ ہنگری نے سلطان سلیمان کا سفیر قتل کردیا تھا جس پر سلطان نے پچیس رمضان ۹۲۷ھ مطابق ۲۹/اگست ۱۵۲۱ء کو چڑھائی کر کے بلغراد پر قبضہ کرلیا۔یہ مسجد جو اس فتح کی یادگار ہے اسی سال تعمیر کی گئی۔) یوگوسلاویہ کے اعلیٰ افسر کے ذریعہ صاحبزادہ صاحب کی ملاقات اس مسجد کے امام جناب حسین ہوزک صاحب (Husein Hodzic) سے ہوئی۔امام صاحب الازہر کے تعلیم یافتہ تھے اور عربی، فارسی اور انگریزی بھی جانتے تھے۔وہ اور ان کی مصری اہلیہ نبیلہ نہایت تپاک سے ملے اور اسلامی اخوت کا نہایت عمدہ مظاہرہ کیا۔کہنے لگے کہ وہ احمدیہ جماعت کی خدمات سے خوب واقف ہیں اور انہیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ جماعت احمدیہ نے دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغی مراکز کھول رکھے ہیں اور احمدی عیسائیت کا ڈٹ کر مقابلہ کررہے ہیں۔

زغریب (Zagreb) میں ڈاکٹر سلیمان میسووک (Soleman Masovic) اور ان کے ذریعہ آصف صاحب اور مسٹر مرزا اور ان کے والد مسٹر مراد سے ملاقاتیں ہوئیں۔

ڈاکٹر سلیمان صاحب بھی ترکی کے ماجد صاحب کی طرح احمدیت سے متعارف تھے اور مسجد

فضل لندن میں لیکچر بھی دے چکے تھے۔مسٹر مراد کے ہاں ۱۹۶۸ء میں چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ مبلغ سوئٹزرلینڈ اپنے دورۂ یوگوسلاویہ کے دوران فروکش ہوئے تھے۔مسٹر مراد کے ہاں دعوت چائے پر صاحبزادہ صاحب کو متعدد مسلمانوں سے ملاقات کرنے اور ان کے سوالوں کے جواب دینے کا سنہری موقع میسر آیا۔یہ دوست جماعت احمدیہ کے کام سے متاثر تھے اور صاحبزادہ صاحب کے دورہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔یہ محفل قریباً دو گھنٹہ تک جاری رہی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے کارنامے زیر بحث آئے۔صاحبزادہ صاحب نے حضرت اقدس کی پیشگوئیوں پر روشنی ڈالی اور تفصیل کے ساتھ بتایا کہ حضور کا الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' [83] کس شان سے پورا ہو رہا ہے۔مسلمانان زغریب نے صاحبزادہ صاحب کے اعزاز میں عشائیہ دیا جس میں قریباً ۵۰ ممتاز مسلمانوں نے شرکت کی۔کھانے کے بعد صاحبزادہ صاحب نے گیارہ بجے شب تک سوال و جواب کی محفل سے پر اثر خطاب فرمایا اور اسلام کی موجودہ حالت، احمدیت کا اثر ونفوذ اور مغرب میں اسلام کے مستقبل جیسے اہم موضوعات پر روشنی ڈالی۔آخر میں زغریب مسلم کمیونٹی کے پریذیڈنٹ صاحب نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔[84]

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۹ء کے موقع پر اس کامیاب دورہ کا خصوصی ذکر فرمایا۔[85]

مجاہدین وقف عارضی کے لئے سرٹیفکیٹ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشادِ مبارک کے مطابق تحریک وقفِ عارضی کا پہلا سہ سالہ دور اس سال ۳۰؍اپریل ۱۹۶۹ء کو ختم ہوا اور یکم مئی ۱۹۶۹ء سے دوسرے پنج سالہ دور کا آغاز ہوا۔

حضور کے دستخطوں سے ان تمام مخلصین کو خوشنما مطبوعہ سرٹیفکیٹ بھجوائے گئے جنہوں نے تینوں سال باقاعدہ اس تحریک میں حصہ لیا اور ہر سال کم از کم دو ہفتے وقف کئے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جملہ واقفین میں بیرونی جماعتوں میں جا کر قرآن مجید پڑھانے اور تربیت و اصلاح کرنے میں سب سے زیادہ وقت حضرت حاجی عبد الکریم صاحب مرحوم کراچی نے دیا۔ انہوں نے اس تحریک پر نہایت والہانہ طور پر لبیک کہتے ہوئے قریباً اڑھائی سال کے عرصہ میں چوبیس ہفتے للّٰہی وقف میں گذارے اور نہایت محنت اور خلوص سے فریضہ تربیت ادا فرمایا اور جماعتوں کی

طرف سے بھی نہایت خوش کن رپورٹیں ان کے کام کے بارے میں موصول ہوتی رہیں۔ حضرت حاجی صاحب کے علاوہ اس تحریک کے اوّلین وفد میں جانے والے قریشی فضل حق صاحب دکاندار گول بازار ربوہ کا نمونہ بھی قابل تقلید ہے۔ انہوں نے نہایت خلوص سے ہر موقعہ پر لبیک کہا۔ ان کا عرصہ وقف بیس ہفتے تھا۔[86]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفر مری

اس سال امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مری، کراچی اور لاہور تشریف لے گئے اور اپنے مبارک انفاس قدسیہ اور پُر معارف خطابات سے نہ صرف مخلصین جماعت بلکہ غیر از جماعت معزز دوستوں کو بھی سرفراز فرمایا اور حضور کی روحانی توجہ کے طفیل خدا تعالیٰ نے ان تینوں مقامات کے احمدیوں میں زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ حضور ۲۳ جون سے ۵/اگست تک مری میں رونق افروز رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ۲۳ جون کو صبح سات بجے بذریعہ موٹر کار مری کے لیے روانہ ہوئے اور ساڑھے تین بجے بعد دوپہر مری پہنچ گئے۔ کثیر احباب نے دفتر پرائیوٹ سیکرٹری کے احاطہ میں جمع ہو کر حضور کو الوداع کہنے کی سعادت حاصل کی۔ روانگی سے قبل حضور نے ازراہ شفقت جملہ حاضر احباب کو شرف مصافحہ عطا کیا اور اجتماعی دعا فرمائی۔

(اس دوران ۹ جولائی کو ایک بجے بعد دوپہر بذریعہ موٹر کار ربوہ تشریف لائے اور ۱۴ جولائی کو صبح پونے چھ بجے واپس تشریف لے گئے۔)

حضور کے ہمراہ چوہدری محمد علی صاحب مضطر ایم اے (پرائیویٹ سیکرٹری) اور صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب بھی تھے۔ ان ایام میں حضور نے ابتداءً مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری اور بعد میں صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو امیر مقامی مقرر فرمایا۔ حضور پرنور اپنی دوسری دینی اور علمی مصروفیات کے علاوہ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد اپنے روح پرور ملفوظات اور مواعظہ حسنہ سے متمتع فرماتے رہے۔

۲۵ جون کو مولانا محمد یعقوب خان صاحب (غیر مبائع۔ ایڈیٹر رسالہ لائٹ۔ آپ بعد ازاں بیعت کر کے جماعت مبائعین میں شامل ہو گئے تھے) اپنے صاحبزادہ کیپٹن عبدالسلام صاحب اوران

کے چھوٹے بچوں کے ساتھ ایبٹ آباد سے بذریعہ کار حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی بیماری کی وجہ سے وہ کار سے اتر نہیں سکتے تھے لہذا حضور پرنور از راہ شفقت کرسی پر ان کے پاس تشریف فرما رہے اور ان کی مزاج پرسی فرمائی۔ دوران گفتگو کشمیر کے مسئلہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر بھی آیا۔ مولانا محمد یعقوب خان صاحب نے اظہار فرمایا کہ ”کشمیر کی کہانی“ (مؤلفہ چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان، ناشر مکتبہ لاہور بیڈن روڈ لاہور۔ اشاعت مارچ ۱۹۶۹ء طبع اول) پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی واقعی کس قدر عظیم شخصیت کے حامل تھے۔

۲۷ جون کو جمعہ کی نماز حضور نے احمدیہ مسجد کلڈنہ میں پڑھائی اور گزشتہ خطبات کے تسلسل میں ایک روح پرور اور ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ میں حضور نے اسلام کے اقتصادی نظام کے بعض پہلوؤں کو بیان کرنے کے علاوہ توحید باری تعالیٰ کے علمی اور عملی حصوں پر بھی بہت لطیف اور پر معارف انداز میں روشنی ڈالی۔

۲۹ جون کو صبح ۹ بجے سے ایک بجے تک حضور انور نے انفرادی طور پر دوستوں کو ملاقات کا شرف بخشا۔ اس روز راولپنڈی، اسلام آباد، مری اور بعض دوسرے مقامات کے دوست کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔

۴ جولائی کو ناسازی طبع کے باوجود مسجد احمدیہ کلڈنہ میں نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں حضور انور نے عام اخلاقی امور کے بارہ میں احباب جماعت سے خطاب فرمایا۔ اور اس تعلق میں اسلام کے بعض اصولی احکام پر روشنی ڈالی۔ نماز جمعہ کے بعد حضور تھوڑی دیر مسجد میں تشریف فرما رہے۔ اور احباب جماعت سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے۔ مسجد سے تشریف لے جاتے ہوئے حضور انور نے بیرونجات سے آئے ہوئے احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔

۶ جولائی کو حضور انور نے بیرونجات سے آئے ہوئے کثیر احباب سے انفرادی اور اجتماعی طور پر ملاقات کی جن میں بعض غیر از جماعت روؤسا اور غیر ملکی شخصیات بھی شامل تھیں۔

۱۹ جولائی کو حضور انور نے مسجد احمدیہ کلڈنہ میں نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور انور نے اسلام کے اقتصادی نظام پر اپنے گذشتہ خطبات کے تسلسل میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے مخلصین لہ الدین کی رو سے حقیقی عبادت الٰہی کے چھٹے اور ساتویں تقاضہ پر بصیرت افروز پیرایہ میں روشنی ڈالی۔ نماز جمعہ کے بعد حضور انور کچھ عرصہ مسجد میں تشریف فرما رہ کر احباب سے گفتگو فرماتے رہے۔

۲۰ جولائی کو حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کرنے کے لئے احباب جماعت دورونزدیک سے صبح آٹھ بجے سے بہت پہلے جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔اس موقع پر مری اور اس کے مضافات کے علاوہ پشاور، کیمبلپور، ٹیکسلا، اسلام آباد، راولپنڈی، گوجرخان، لائلپور، لاہور، گلگت، ایبٹ آباد، مظفرآباد اور بعض دوسری جماعتوں سے بھی دوست کثیر تعداد میں تشریف لائے۔حضور انور نے ازراہ شفقت ۱۰ بجے سے اڑھائی بجے دوپہر تک انفرادی اور اجتماعی طور پر احباب کو ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔اس ہفتہ کے دوران میں حضور انور نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء پڑھانے کے بعد اکثر دوستوں میں تشریف فرما رہ کر دیر تک انہیں اپنے ملفوظات اور مواعظ حسنہ سے سرفراز فرماتے رہے۔اس عرصہ میں بعض غیراز جماعت دوست بھی حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ حضور ان سے مختلف دینی، علمی اور قومی بہبود کے موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے۔

۲۵ جولائی کو حضور انور نے نماز جمعہ مسجد نور راولپنڈی میں پڑھائی۔اور اپنے گزشتہ خطبات جمعہ کے تسلسل میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے حقیقی عبادت کے آٹھویں تقاضہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔اس سے قبل حضور انور پونے بارہ بجے مری سے راولپنڈی پہنچے۔دوپہر کے کھانے کا انتظام جماعت احمدیہ راولپنڈی کی طرف سے میجر سید مقبول احمد صاحب کی قیام گاہ بیت السلام پر تھا۔جمعہ اور عصر کی نمازیں پڑھانے کے بعد حضور مع قافلہ ساڑھے پانچ بجے راولپنڈی سے روانہ ہوئے۔راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے اسلام آباد ٹھہرے۔اور پھر آٹھ بجے شام بخیریت واپس مری تشریف لے آئے۔

۲۷ جولائی کو حضور انور کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی غرض سے متعدد مقامات سے احباب جماعت بہت کثیر تعداد میں تشریف لائے۔حضور نے ازراہ شفقت تمام احباب کو انفرادی اور اجتماعی طور پر ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔ظہر اور عصر کی نمازوں کے بعد حضور احباب میں تشریف فرما رہے اور پشاور کے احباب سے خصوصی طور پر ملاقات فرمائی۔ساڑھے چار بجے حضور انور نے اندر تشریف لے جانے سے قبل اجتماعی دعا کرائی۔اور احباب کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

یکم اگست کو حضور انور نے نماز جمعہ مسجد احمدیہ کلڈنہ میں پڑھائی۔حضور نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم اور آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے پر ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھانے کے بعد حضور تھوڑی دیر کے لئے مسجد میں تشریف فرما رہے اور احباب

سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے۔مسجد سے واپس تشریف لاتے وقت حضور نے احباب کو ازراہ شفقت مصافحہ کا شرف بھی بخشا۔

۳؍اگست کو کثیر تعداد میں احباب جماعت نے حضور کی ملاقات کی سعادت حاصل کی۔اس روز ملاقاتوں کے بعد حضور خاصی دیر تک مختلف دینی اور علمی امور پر گفتگو فرماتے رہے اور تلقین فرمائی کہ احباب جماعت کو اسلام کی فتح کے دن کو قریب تر لانے کے لئے دوسروں کے ساتھ حسن اخلاق کا ایسا مظاہرہ کرنا چاہیے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی میں اخلاقی معجزہ کا رنگ رکھتا ہو۔[87]

حضور مری میں قریباً ۶ ہفتہ قیام فرمانے کے بعد ۵؍اگست کو بوقت دوپہر بارہ بج کر پینتالیس منٹ پر بذریعہ موٹر کار واپس تشریف لے آئے۔بہت سے احباب نے دفتر احاطہ پرائیوٹ سیکرٹری میں جمع ہو کر امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی زیر سرکردگی استقبال کی سعادت حاصل کی۔حضور نے شدید گرمی کے باوجود احاطہ دفتر پرائیوٹ سیکرٹری میں موجود جملہ احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔حضور کے ہمراہ خاندان کے بعض دیگر افراد نیز چوہدری محمد علی صاحب ایم اے پرائیوٹ سیکرٹری اور عملہ کے دیگر ارکان بھی ربوہ واپس آ گئے۔[88]

مخالفین احمدیت کی طرف سے اشتعال انگیزی کی مہم

گذشتہ سال ۱۹۶۸ء کے وسط آخر میں احرار اور جمیعۃ العلماء نے ایک سازش کے تحت ملک میں احمدیت کے خلاف نہایت زہریلی اور اشتعال انگیز مہم جاری کی جس میں آئندہ انتخاب صدارت پاکستان کے سلسلہ میں ٹرمپ کارڈ کے طور پر اپنی ہر تقریر کے آخر میں پراپیگنڈا کیا کہ صدر ایوب بھی قادیانی ہو گئے ہیں۔

اس سال کے شروع میں صدر ایوب کے مشیر نے اس پراپیگنڈا کی تردید کی جس پر مدیر ’’لاہور‘‘ جناب ثاقب زیروی صاحب نے ’’بے وقت۔بے ضرورت‘‘ کے زیر عنوان حسب ذیل اداریہ سپرد اشاعت فرمایا:۔

’’اگلے دن صدر ایوب کے مشیر سید فدا حسن نے سربراہ مملکت کی طرف سے ایک مکتوب میں ان کے مذہبی عقائد کے بارے میں وضاحت کی ہے۔(جیسا کہ اس خبر میں بتایا گیا ہے) مشیر صدر مملکت نے اپنے مکتوب میں لاہور کے اس ممتاز شہری کو (جس نے بواسطہ ملٹری سیکرٹری ایک خط کے ذریعہ صدر مملکت کے عقائد کی وضاحت چاہی تھی) بتایا ہے کہ:۔

’’صدر ایوب سنّی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ ہنوز سنّی ہیں۔ انہوں نے کبھی اپنے سنّی عقیدے کو ترک کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ وہ قادیانی (احمدی) ہو گئے ہیں۔ قرآن حکیم پر ان کے عقائد میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلّم تسلیم کرتے ہیں۔‘‘

ہم حتمیت کے ساتھ یہ کہنے کی پوزیشن میں تو نہیں کہ لاہور کے وہ ممتاز شہری کون ہیں؟ ان کے اپنے عقائد کیا ہیں؟ اور انہوں نے پورے دس سال کے بعد کن ہفوات سے متاثر ہو کر صدر ایوب سے ان کے دینی عقائد کے بارے میں وضاحت طلبی کی ضرورت محسوس کی۔ اور کیا وہ اس وضاحت سے مطمئن بھی ہو گئے ہیں یا نہیں۔ غالب قیاس یہی ہے کہ وہ غیر مسلم ہوں گے جو اپنے گردوپیش میں علماء سیاست کی بھڑکائی ہوئی تشتت وافتراق کی آگ سے متاثر ہوئے اور ان کے دل میں صدر مملکت کے دینی عقائد جاننے کا خیال پیدا ہوا۔ کیونکہ ایک مسلمان کو تو (خواہ وہ سنّی ہو، اہلحدیث ہو، شیعہ ہو یا احمدی) یہ خوب معلوم ہے کہ سید ولد آدم وجہِ تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم نہ کرنے والے کا ایمان اور اسلام دونوں مکمل نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ ہم پورے وثوق اور تحدّی کے ساتھ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ فرقہ (جس کی طرف افواہاً منسوب ہونے کی صدر مملکت کی طرف سے تردید کی گئی ہے) اور جسے حکمران وغیر حکمران (یعنی حصولِ اقتدار کی رسہ کشی میں مصروف بھی اور ہر قیمت پر اقتدار سے چپکے رہنے پر بضد بھی) دونوں طبقے آئندہ عام انتخابات میں ’’ٹرمپ کارڈ‘‘ کے طور پر استعمال کرنے کے داؤں پر ہیں۔ اس کا ہر رکن بھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کرتا اور اسی میں اپنی سعادت، خوش بختی اور نجات سمجھتا ہے یہ دوڑ دراصل ہے محبت و اظہار محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مسابقت کی اور اختلاف ہے تو وفور محبت و عقیدت کے باعث انوار و فیضان نبوت کی تشریحات و تاویلات میں!

کاش متذکرہ فرقہ کی اپنے محبوب ومطاع (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عشق ومحبت کو سیاسی کور ذوقی کی کسوٹی پر پرکھنے والوں کی نگاہ کبھی اس کے بانی کے اس نعرۂ مستانہ کی طرف بھی اٹھتی۔

’’بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم‘‘

خدائے واحد ویگانہ کے بعد میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نشۂ عشق میں چور ہوں اور اگر یہ کفر

ہے تو (یہ اعتراف اور اس اعتراف پر ہزار فخر کہ) مجھ سے بڑا کافر اور کوئی نہیں۔

جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے۔صدر ایوب کے دینی عقائد کے بارے میں کسی بھی مذہب دوست پاکستانی کو کوئی بھی غلط فہمی نہیں تھی اور نہ ہے اور جس گروہ کو ہے اس کی بدظنی کی اساس چونکہ بدنیتی اور سیاسی فتنہ آرائی پر ہے لہٰذا یہ غیر ضروری وضاحت جہاں اول الذکر طبقے کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی ثانی الذکر طبقے کے دل کے گند بھی نہیں دھو سکتی۔ بلکہ کوئی عجب نہیں۔اب اسی ٹولے کی طرف سے اس وضاحت کے بعد متعلقہ افواہ کو یہ رنگ بھی دے دیا جائے کہ معلوم ہوا صرف احمدی ہی نہیں۔صدر مملکت ایک حد تک شیعہ عقائد بھی رکھتے ہیں اور تقیہ کرتے ہوئے اظہار حقیقت سے پہلو تہی فرما گئے ہیں۔

سچ پوچھئے تو ہمارے خیال میں یہ وضاحت صرف غیر ضروری ہی نہیں بے وقت بھی ہے کیونکہ اس کا اصل وقت تو آج سے سات آٹھ ماہ قبل وہ تھا جب احرار اور جمیعۃ العلماء نے باقاعدہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت مغربی پاکستان میں شہر بہ شہر، قصبہ بہ قصبہ، محلّہ بہ محلّہ اور مسجد بہ مسجد پھر کر احمدی اور شیعہ فرقوں کو کافر، مرتد اور علی الاعلان واجب القتل قرار دینے کی مہم شروع کی تھی۔اور جب ہر تقریر کے آخر میں ٹیپ کے مصرع کے طور پر یہ کہہ کر کہ ''صدر ایوب بھی قادیانی ہو گئے ہیں'' عوام کے ذہنوں اور دلوں میں تنفّر اور سمّیت کا لاوا ابھارا جارہا تھا۔ یہ تقریریں کونوں کھدروں میں نہیں لاؤڈ سپیکروں پر ہوتی تھیں۔رات کے دو دو بجے تک ہوتی رہتی تھیں۔مغربی پاکستان کے صدر مقام لاہور تک میں یہ سیاسی مولوی صبح کاذب تک چنگھاڑتے دھاڑتے رہتے تھے۔بیسیوں دفعہ ان تقریروں کے بارے میں متعلقہ پولیس اور اعلیٰ افسروں کو مطلع کیا گیا۔''لاہور'' نے تو صوبائی حکومت کی (اس طرف) توجہ مبذول کرانے کے لئے اس موضوع سے متعلق محض امن پسندوں کی مراسلتیں بھی شائع کیں اور ادارتی نوٹ بھی لکھے (جن میں سے ایک اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ شریک ہے) لیکن کیا مجال جو انتظامیہ کے کانوں میں جوں تک رینگی ہو۔بس سب یہی سمجھ کر مگن رہے کہ ایک تھوڑی نفری والے فرقے ہی کو لتاڑا جارہا ہے۔حالانکہ ملک کا آئین اس موضوع پر خوب واضح ہے کہ اس میں کسی بڑے سے بڑے کے لئے بھی وطنِ عزیز کے کسی بھی دوسرے شہری کے خلاف (خواہ وہ کسی بھی مذہبی یا سیاسی عقیدہ کا نقیب و داعی ہو) قتل و غارت گری کی تلقین کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔'' [89]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سولہویں تربیتی کلاس سے افتتاحی خطاب

امسال مجلس خدام الاحمدیہ کی تربیتی کلاس ۱۱ جولائی سے ۲۵ جولائی کو منعقد ہوئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس سال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے فرمایا کہ اگر ان کی سولہویں تربیتی کلاس میں سو مجالس کے نمائندے شامل نہ ہوئے تو اس کا میں افتتاح نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے دعاؤں کے ساتھ پوری جدوجہد کی جس کا یہ خوشکن نتیجہ ہوا کہ اس کلاس میں شرکت کے لئے ۱۱ جولائی ۱۹۶۹ء کو ۱۳۲ مجالس کے نمائندے پہنچ گئے جو پچھلے سال سے قریباً دگنی تعداد تھی۔ اضافہ کی یہی نسبت شامل ہونے والے خدام کی تعداد کی تھی۔ حضور نے اسی تاریخ کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں اس کلاس کا افتتاح کرتے ہوئے پوری جماعت کو نہایت قیمتی نصائح سے نوازا اور اس حقیقت کی طرف نہایت دلکش اور روح پرور انداز میں روشنی ڈالی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا ہی فضل فرمایا کہ اس نے ہمیں اپنا خادم بنا لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خادم ہونے کی حیثیت سے ہم صرف انسان ہی کے خادم نہیں، ہم ان کے بھی خادم ہیں جو انسان نہیں بلکہ جو جاندار بھی نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ساری زمین اور اس کی ساری اشیاء آسمان اور اس کے سارے ستارے انسان کے لئے مسخر کئے ہیں۔ اور اس نے اپنے خادموں اور اپنی طرف منسوب ہونے والوں کو خدمت کے جو احکام دئے ان میں مسلم اور غیر مسلم میں کوئی امتیاز نہیں برتا۔ چنانچہ فرمایا کسی پر بہتان نہیں تراشنا، کسی سے سود نہیں لینا۔ نہ ظلم کرنا ہے اور کوئی بھی بھوکا ہو اسے کھانا کھلانا ہے خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم، لامذہب ہو یا بت پرست۔ تم نے کسی کو بھی دکھ نہیں پہنچانا۔ اگر ہم خدمت کے تقاضوں کو پورا کریں تو جو اجرت، انعام، فضل اور محبت کا سلوک اللہ تعالیٰ ہم سے کرے گا وہ اتنا بڑا اجر، اتنا بڑا انعام ہے کہ اگر ہم اس کو پالیں تو اس دنیا کی ساری نعمتوں کو ہم نے پالیا کیونکہ ساری مخلوق مل کر بھی عزت کی اس نگاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو انسان اپنے رب کی نگاہ میں پاتا ہے۔

حضور نے اس روح پرور خطاب کے آخر میں ارشاد فرمایا:۔

> ''اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنا خادم (اگر ہم واقعی اس کی نگاہ میں خادم بن جائیں تو اس سے بڑا احسان اور کیا ہو سکتا ہے) بنا کر اپنی ہر مخلوق کی خدمت پر لگا دیا۔ اور اس کے مقابلہ میں ہم سے اس جزاء کا، ان انعامات کا وعدہ کیا

کہ بڑے سے بڑا امیر بلکہ دنیا کے سارے امراء اور دولتمند اکٹھے ہو کر بھی اس جزا کا کروڑواں حصہ بلکہ اربواں حصہ جزا یا بدلہ یا اجرت یا تنخواہ (جو نام بھی آپ رکھ لیں) نہیں دے سکتے۔‘‘[90]

یہ نہایت کامیاب تربیتی کلاس تھی جس میں مجموعی طور پر ۱۶۵ مجالس کی طرف سے ۳۵۰ خدام اور ۲۸ اطفال نے شرکت کی۔ اس سال مجالس کی تعداد پچھلے سال سے دگنی سے بھی زیادہ تھی۔ مجالس کی نمائندگی کے اعتبار سے ضلع ساہیوال اول اور ضلع سرگودھا اور ضلع پشاور بالترتیب دوم اور سوم رہے۔[91]

آل ورلڈ گورونانک کنونشن امرتسر میں احمدیہ وفد

شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر کی طرف سے ۲۶ جولائی ۱۹۶۹ء کو قادیان میں تار ملا کہ امرتسر میں حضرت بابا نانک کی پانچصد سالہ برسی کی تقریبات کے سلسلہ میں کل تیجا سنگھ سمندری ہال میں کنونشن ہو رہا ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ کو شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے۔ جماعت کی طرف سے اس کنونشن میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت وتبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان، چوہدری عبدالقدیر صاحب نائب ناظر امور عامہ اور گیانی عبداللطیف صاحب نے شرکت کی۔ کنونشن کو سنت فتح سنگھ صاحب صدر اکالی دَل، سنت چنن سنگھ صاحب صدر شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی، سردار حکم سنگھ صاحب گورنر راجستھان، سردار گورنام سنگھ صاحب وزیراعلیٰ پنجاب اور سردار گیان سنگھ صاحب راڑیوالہ سابق وزیراعلیٰ پیپسو کے علاوہ بہت سے سکھ اکابرین نے خطاب کیا۔ مسلمانوں کی طرف سے کنونشن کو خطاب کرنے والے جماعت احمدیہ کے واحد نمائندے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تھے۔

آپ نے بتایا کہ حضرت بابا نانک صاحب کو جماعت احمدیہ ولی اللہ مانتی ہے اور آپ کی تعلیم کو باہمی پیار و محبت اور امن کے لئے ضروری اور مفید سمجھتی ہے۔ حضرت بابا نانک صاحب کی تعریف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں سے چند اقتباسات پڑھ کر آپ نے سنائے اور اس کی تشریح کی۔ اور حاضرین کو تحریک کی کہ جس مشن کو آپ نے شروع فرمایا اور جس پر آپ نے عمل کیا اس پر سب عمل پیرا ہوں تا کہ امنِ عالم کے قیام میں ہمارا حصہ ہو سکے۔ جماعت احمدیہ اس مشن کی تکمیل کے لئے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں ٹریکٹ اور کتب شائع کر رہی ہے۔ گورونانک

صاحب کی پانچصد سالہ برسی کی تقریبات کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ جو حصہ ڈال رہی ہے اس کی تفصیل صاحبزادہ صاحب نے بیان فرمائی۔ آپ کا یہ خطاب اردو میں تھا۔ ساری تقریر کے دوران حاضرین ہمہ تن گوش رہے۔ پروگرام کو ریکارڈ کرنے کا بھی انتظام تھا اور جلسہ کی کارروائی کو فلمانے کا بھی۔ خاص طور پر جماعت احمدیہ کے نمائندگان کی تصویریں لی گئیں۔ مختلف اصحاب اور اخباری نمائندوں نے پتہ نوٹ کر کے خط و کتابت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تقریر کے بعد بہت سے احباب نے تقریر کے برمحل اور مناسب ہونے کا ذکر کر کے خطاب فرمانے کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مختلف قسم کا لٹریچر جس کی تعداد قریباً ڈیڑھ ہزار تھی حاضرین کے ہر طبقہ کے نمائندگان میں تقسیم کیا گیا اور سب نے بڑی خوشی سے لیا۔ [92]

پروفیسر ڈاکٹر اطالو کیوسی کا قبول اسلام اور اسپرانٹو ترجمہ قرآن کی اشاعت

اس سال کا ایک نہایت اہم واقعہ جسے صدیوں تک یاد رکھا جائے گا مشہور مستشرق پروفیسر ڈاکٹر اطالو کیوسی (Dr. Italo Chiussi) کا قبول اسلام اور ان کے اسپرانٹو ترجمہ قرآن کی اشاعت ہے۔ ڈاکٹر اطالو کیوسی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ احمدیت کی تاریخ میں پہلے مستشرق ہیں جنہیں نہ صرف مشرف بہ اسلام ہونے کی سعادت نصیب ہوئی بلکہ قبول اسلام سے قبل انہوں نے اسپرانٹو زبان میں قرآن کریم کا پہلا اور مستند ترجمہ کرنے کا عظیم الشان علمی جہاد بھی سرانجام دیا۔

(اسپرانٹو Esperanto) کسی ملک کی زبان نہیں بلکہ باہمی مفاہمت کی آسانی کے لئے ڈاکٹر ایل ایل زامنہوف (۱۸۵۹ء۔۱۹۱۷ء) ساکن وارسا (پولینڈ) نے اسے ایجاد کیا اور اس کے متعلق پہلی کتاب ۱۸۸۷ء میں لکھی۔ یہ زبان انیسویں صدی کے آخر سے ہی بہت مقبول اور کامیاب ہے۔ اس کی صرف ونحو لاطینی طرز پر ہے مگر ذخیرہ الفاظ متعدد یورپی زبانوں سے ماخوذ ہے۔ دنیا کی اہم زبانوں کے شاہکار اس میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔ کچھ کتابیں طبع زاد بھی ہیں۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ڈاکٹر صاحب موصوف سے بہت محبت وشفقت رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''ڈاکٹر محمد عبدالہادی اطالو کیوسی اپنے حد درجہ اخلاص، تقویٰ اور استقامت کے باعث مجھے بھائیوں سے بڑھ کر عزیز تھے اور انہیں بھی میرے ساتھ گہری محبت تھی۔...... اگرچہ محض اللہ تعالیٰ کے

فضل سے نسبتاً دیر سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دامن سے وابستہ ہو کر عشاقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمرے میں شامل ہوئے لیکن راستی، پاکبازی اور تقویٰ کی راہوں پر بڑی تیزی سے گامزن ہو کر پہلے آنے والوں سے بہتوں پر سبقت لے گئے۔ **ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء** [93]

ڈاکٹر صاحب نو زبانوں کے عالم تھے اور وہ چھ سال کی گہری تحقیق، دعاؤں اور استخارہ کے بعد جولائی ۱۹۶۹ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی بیعت سے مشرف ہو کر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ حضور نے آپ کا اسلامی نام محمد عبدالہادی تجویز فرمایا۔ حضور کے دورہ یورپ ۱۹۶۷ء کے دوران بھی آپ کو حضور کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے بعد سے حضور کے ساتھ ان کی خط و کتابت متواتر جاری رہی۔ حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۷ء کے موقع پر آپ کے ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ میں ابھی تک چرچ میں جاتا ہوں لیکن وہاں میرا دل **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پکار رہا ہوتا ہے۔ انہی دنوں ہلسنکی (فن لینڈ) میں آپ کو اسپرانٹو کی عالمی کانگرس میں اسلامی مندوب کی حیثیت سے شرکت کی دعوت ملی جہاں دنیا کے اڑتیس ممالک کے نمائندوں کے سامنے آپ نے اسلام کی خوبیوں پر خطاب فرمایا۔ کانگرس کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرنے کے لئے یورپ کے مختلف ممالک کے اخباری نمائندے بھی موجود تھے۔ چنانچہ فرانس کے سب سے بڑے اخبار لی فگارو (Le Figaro) نے اپنی اشاعت مورخہ ۳؍اگست ۱۹۶۹ء میں کانگرس کی روداد سپرد اشاعت کرتے ہوئے لکھا کہ کانگریس میں جو مندوبین شامل ہوئے ان میں غیر معمولی قابلیتوں اور صلاحیتوں کے مالک جناب ڈاکٹر کیوسی کی شخصیت سب سے نمایاں اور ممتاز تھی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح نے اس عظیم الشان شخصیت کے داخلِ اسلام ہونے پر انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا۔ [94]

اوپر ڈاکٹر پروفیسر عبدالہادی کیوسی کے شہرہ آفاق اسپرانٹو زبان میں ترجمہ قرآن کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ جولائی ۱۹۶۹ء میں ہی منظر عام پر آ گیا تھا۔ کوپن ہیگن (ڈنمارک) کے اسپرانٹو لٹریچر شائع کرنے والے ایک پبلشر جناب ٹوربن کیلٹ (Torben Kehlet) نے اسے غیر معمولی دلچسپی اور ذوق و شوق کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید نے ایک خطیر رقم بطور عطیہ کے اس اشاعتی ادارہ کو دی جس کے باعث اصل لاگت سے بھی کم قیمت کتاب کے ہدیہ کے طور پر مقرر کی گئی اور اس کا پہلا

ایڈیشن شائع ہوتے ہی چند دنوں کے اندر اندر تقریباً ختم ہو گیا۔

اس ترجمہ پر قاہرہ کے ڈاکٹر ناصف اسحاق نے جو اسپرانٹو کے مسلّمہ عالم اور اسپرانٹو عربی لغت کے مصنف تھے اس ترجمہ پر نظر ثانی کی اور اسپرانٹو کی عالمی تنظیم کے صدر پروفیسر ڈاکٹر Lapenna نے اسپرانٹو زبان کے معیاری ہونے کی پڑتال کی اور اس کا دیباچہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے رقم فرمایا جس میں قرآنی آیات کی روشنی میں خدا کے اس مقدس کلام کا نہایت دلکش اور روح پرور انداز میں تعارف کرایا۔[95]

یورپ کے علمی حلقوں نے اس ترجمہ قرآن کو ۱۹۶۹ء کی مقبول ترین کتاب قرار دیا۔ چنانچہ اسپرانٹو موومنٹ ان دی ورلڈ (Esperanto Movement in the World) کے سرکاری رسالہ اسپرانٹو (The Esperanto) نے ۱۹۶۹ء کی ''مقبول ترین کتاب'' کے زیر عنوان لکھا:۔

''La Nobla Korano نامی کتاب (یعنی قرآن مجید) جسے ڈاکٹر اِطالو کیوسی نے براہ راست قرآن کے عربی متن سے ترجمہ کیا ہے۔ یونیورسل اسپرانٹو ایسوسی ایشن کے جاری کردہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۶۹ء کی کامیاب ترین کتاب کہلانے کی مستحق ہے۔ یہ اعداد و شمار فروخت ہونے والی کتب کی تعداد سے متعلق یونیورسل اسپرانٹو ایسوسی ایشن کی بک سروس کی طرف سے فراہم کردہ اطلاع پر مبنی ہیں۔ بک سروس مذکور کے جاری کردہ اعداد و شمار ہی اس بین الاقوامی زبان کی بک مارکیٹ کے متعلق سب سے زیادہ قابل اعتماد پیمانہ متصور ہوتے ہیں۔ پبلشنگ کمپنی 'ٹی کے' کی شائع کردہ یہ پہلی کتاب جس طرح ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئی ہے اس سے سلسلہ کتب بعنوان ''مشرق و مغرب'' کے اعلیٰ معیار کی نشان دہی ہوتی ہے۔ یاد رہے اسپرانٹو زبان میں قرآن مجید کا یہ ترجمہ صرف چند مہینوں کے اندر اندر سارا کا سارا فروخت ہو گیا تھا اور اب دوسری بار شائع کیا جا رہا ہے۔''

ازاں بعد ڈاکٹر محمد عبد الہادی کیوسی صاحب کو ترجمہ کی اشاعت پر اکیڈمی آف اسپرانٹو کا رکن بھی منتخب کر لیا گیا۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں ۲۱ مارچ ۱۹۷۰ء کو لکھا:۔

''کل ہی اکیڈمی آف اسپرانٹو کے صدر صاحب کی طرف سے مجھے یہ اطلاع موصول ہوئی کہ اکیڈمی مذکور کے اجلاس منعقدہ ۱۴ مارچ میں مجھے اکیڈمی کا رکن منتخب کیا گیا ہے۔ ۳۸ میں سے ۳۳ ممبران نے خاکسار کو ممبر منتخب کئے جانے کے حق میں رائے دی۔ اس بین الاقوامی زبان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی مسلمان کو اس اکیڈمی کا رکن منتخب کیا گیا ہے۔[96]

برصغیر کے بعض چوٹی کے علمی اور دینی حلقوں کی طرف سے اس ترجمہ کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہفت روزہ ''صدقِ جدید'' لکھنؤ (مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۹ء) میں ''ایک یورپی ترجمہ قرآن'' کے عنوان سے حسب ذیل مراسلہ شائع ہوا:

''قرآن کریم کے ترجموں کا ذکر چونکہ صدقِ جدید میں ہوتا رہتا ہے اس لئے مناسب سمجھا کہ جناب اور جناب کے واسطے سے قارئین صدقِ جدید کا تعارف ایک نئے ترجمۂ قرآن اور ایک نومسلم مستشرق سے کرا دیا جائے۔ نیا ترجمہ اسپرانٹو (Esperanto) زبان میں جہاں تک کتب مقدسہ کا تعلق ہے صرف بائیبل کا ترجمہ ہوا ہے۔ مترجم اطالوی نژاد ڈاکٹر اطالو کیوسی ہیں۔ ان کا اسلامی نام عبدالہادی ہے۔ اگرچہ ان کی ڈاکٹریٹ ریاضی میں ہے مگر ماہر لسانیات ہیں۔ اسپرانٹو اور مادری زبان اطالوی کے علاوہ جرمن، فرنچ اور انگریزی میں بھی پوری قدرت ہے۔ آج کل فرینکفرٹ، جرمنی میں ایک اطالوی کمپنی کے ڈائریکٹر ہیں۔ قرآن کریم کے ترجمہ سے پہلے انہوں نے باقاعدہ عربی کی تعلیم حاصل کی اور ترجمہ کے دوران ہی اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کے 'بدنام' فرقے جماعت احمدیہ سے منسلک ہو گئے۔

طباعت سے پہلے ایک مصری ڈاکٹر ناصف نے جو اسپرانٹو کے بھی ماہر ہیں اور خود احمدی نہیں ہیں ترجمہ پر نظر ثانی کی۔ پہلا ایڈیشن جو اس سال عربی متن اور اسپرانٹو ترجمہ کے ساتھ نہایت عمدہ کاغذ پر طبع ہوا تھا شائع ہوتے ہی ختم ہو گیا۔ میرے پاس مترجم کا دستخط شدہ نسخہ ہے ورنہ ہدیہ کرتا۔ اب نمونے کا ایک ورق حاصل ہے۔ ضخامت ۶۷۰ صفحات جلد نفیس مطبوعہ کوپن ہیگن (ڈنمارک)۔

مترجم سے میری ملاقات سوئٹزرلینڈ اور جرمنی میں ہوئی......روزے نماز کے پابند ہیں۔ آج کل حدیث شریف کا انتخاب اطالوی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر کیوسی نے اپنے ترجمہ میں ایک خاص جدت کی ہے۔ اپنے ترجمہ پر Holy Quran یعنی 'قرآن مقدس' کے ہم معنی الفاظ نہیں لکھے۔ کہتے ہیں قرآن 'کریم' ہے، 'مجید' ہے، 'عظیم' ہے 'عزیز' ہے، 'کبیر' ہے، 'حکیم' ہے۔ یہ ہولی یعنی مقدس کا لفظ بائبل کی تقلید میں آ گیا ہے۔ چنانچہ ان کا ترجمہ La Nobla Korano یعنی 'قرآن کریم' کے نام سے طبع ہوا۔ ترجمہ کی خوبی کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسپرانٹو کے ایک مشہور دہریہ عالم نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے سورۃ النبا کی شروع کی آیات اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا سے وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا کے ترجمہ کا حوالہ دیتے

ہوئے کہا ہے کہ اگرچہ وہ عربی نہیں جانتے لیکن اس ترجمہ سے ہی وہ قرآن کریم کی فصاحت اور لحن کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔‘‘[97]

تسخیر قلوب کے لئے اسوۂ رسولؐ پر عمل پیرا ہونے کی تحریک

یکم اگست ۱۹۶۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مسجد احمدیہ کلڈنہ مری میں ایک اہم خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضور نے القاء ربانی کے تحت پوری جماعت کو اس مضمون کی طرف بالوضاحت توجہ دلائی کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کے قلوب جیتنے کے لئے حسنِ اخلاق اور حسنِ سلوک کی دو عظیم طاقتیں دی گئیں۔ وہ عظیم انقلاب جو اسلام کے حق میں مقدر ہے اس کا وقت آ چکا ہے۔ اس عظیم روحانی انقلاب کو برپا کرنے کے لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دو عظیم طاقتوں کے جلوے ہماری زندگیوں میں بھی نظر آئیں تا کہ ہم انسانیت کے دل عملاً جیت سکیں اور ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا رکھیں۔[98]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی نہایت قیمتی نصائح

اس سال ربوہ میں فضل عمر درس القرآن کلاس ۲؍اگست سے ۲۱؍اگست ۱۹۶۹ء تک منعقد ہوئی۔ جس میں ایک سو بانوے طلباء اور دوسو سات طالبات نے شرکت کی۔ کلاس کا مقررہ نصاب کامیابی سے ختم ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے قیامِ ربوہ کے دوران طلباء اور طالبات نیز منتظمین کو متعدد بار بیش قیمت ہدایات اور نصائح سے نوازا۔

۷؍اگست کو حضور نے مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب سے کلاس کے بعض ضروری کوائف دریافت فرمائے۔ حضور نے کلاس میں شرکت کرنے والے طلباء کی تعداد، جماعتوں کی نمائندگی، طلباء کی بلحاظ عمر درجہ بندی، ان کی تعلیم و تدریس کے پروگرام نیز ان کے قیام و طعام کے انتظامات سے متعلق ضروری امور دریافت فرمائے اور اس سلسلہ میں ضروری ہدایات سے نوازا۔[99] حضور نے بعد نماز مغرب ایک پر معارف تقریر میں یہ حقیقت واضح فرمائی کہ:

> ’’قرآن کریم دراصل پوری اور مکمل کتاب ہے۔ دیگر مذہبی کتابیں جو ہیں وہ تو اس کی تفسیر ہیں نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر ہے۔ آپ کی زندگی

کا ہر لمحہ قرآن کریم کی تفسیر تھا کیونکہ آپ نے قرآن کریم کے مطابق اپنی زندگی گزاری تھی اور آپ کی زندگی کا ہر پہلو قرآن کریم کی تعلیم کا ایک پہلو ہے۔ہم قرآن کریم کو اس لئے پڑھتے ہیں کہ یہ ایک مکمل ہدایت نامہ ہے، مکمل شریعت ہے اور عمل کرنے والی کتاب ہے۔خالی پڑھنے اور پھر سو جانے والی کتاب نہیں۔اس کو اس نیت اور عزم سے سیکھنا چاہیے کہ ہمیں اس کے مطابق اپنی زندگی گذارنا ہے۔......
پس قرآن کریم کو اس نیت کے ساتھ سیکھنا چاہیے کہ اس پر عمل کرنا ہے۔جو شخص قرآن کریم کو اس نیت کے ساتھ اپنی سمجھ اور طاقت کے مطابق نہیں سیکھتا وہ حقیقتاً احمدی نہیں۔اگر وہ باغیانہ خیالات رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھے قرآن کریم سیکھنے کی ضرورت نہیں تو وہ یقیناً احمدی نہیں لیکن اگر وہ باغیانہ خیالات نہیں رکھتا۔ہاں اس کا اس طرف رجوع نہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے اس طرف توجہ دلائیں۔“ 100

۹/اگست کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

”اس وقت میں یہ بات بچوں کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ

جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

تو ہمیں اپنے ہر مسئلہ کے حل کے لئے قرآن کریم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ادھر ادھر نہیں دیکھنا چاہیے کیونکہ قرآن کریم ہی سے ہمیں سب کچھ مل جاتا ہے۔قرآن کریم اقتصادیات کی کتاب نہیں لیکن یہ انسانی حقوق کو قائم کرنے والی کتاب ہے۔اس لئے اس میں اقتصادیات کے اصول بھی پائے جاتے ہیں۔ سیاست کے اصول بھی پائے جاتے ہیں۔زراعت کے اصول بھی پائے جاتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے دیتا ہے وہ انہیں سمجھ لیتے ہیں۔ضرورتوں کے ساتھ ساتھ علوم کھلتے جاتے ہیں۔پس قرآن کریم سے اس رنگ میں پیار کرنا چاہیے کہ اس کے بعد کسی چیز کی ضرورت محسوس نہ ہو۔“ 101

حضور نے سفر کراچی کے پیش نظر ۱۵/اگست کو بعد نماز جمعہ سب طلباء کو شرفِ مصافحہ بخشا اور بعد نماز مغرب الوداعی خطاب میں فرمایا کہ ہمارا چاند تو قرآن مجید ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے فرمایا ہے:

قمر ہے چانداوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

ہمیں چاہیے کہ قرآن کریم کے حقائق ومعارف حاصل کرنے کی پوری کوشش کریں۔قرآن کریم نورمجسم ہے۔اس نور سے فائدہ اٹھانا ہراحمدی کا فرض ہے۔آخر میں حضور نے فرمایا کیونکہ میں ربوہ سے باہر جارہا ہوں اور کلاس کے اختتام پر ربوہ میں موجودنہیں ہونگا۔اس لئے میں آج ہی اجتماعی دعا کرادیتا ہوں۔اس کے بعد حضور نے لمبی اور پُرسوز اجتماعی دعا کرائی۔

مولانا ابوالعطاء صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد اس کلاس کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ قریبی نہر یکو والہ بنگلہ تک ۱۱راگست کو سب طلباء پیر و جواں پیدل گئے۔حضور بھی ازراہِ شفقت نصرت آباد (ڈیرہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نزدکوٹ قاضی۔ربوہ) جاتے ہوئے اور وہاں سے واپسی پر طلباء سے ملنے کے لئے اس جگہ تشریف فرما ہوئے اور موجود اساتذہ وطلباء سے محبت بھری باتیں کرتے رہے۔فوٹو بھی ہوا۔وہاں پر طلباء نے اپنے اجلاس میں آئندہ کے لئے مفید تجاویز بھی پیش کیں۔طلباء کوناشتہ وہاں پر ہی پیش کیا گیا۔حضور نے ایک دن مسجد مبارک میں دریافت فرمایا کہ کون کون سے طلباء ایسے ہیں جن کے پاس تفسیر صغیر موجودنہیں؟ حضور نے دس طلباء اور دس طالبات کو تفسیر صغیر خریدنے کے لئے نصف قیمت دوصد روپے اپنی جیب سے عطا فرمائی۔طلباء وطالبات کو تفسیر خرید کردیں گئی۔

ایک اور دوست مکرم مبارک احمد صاحب نذیر آف سیرالیون (ابن حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی رئیس التبلیغ مغربی افریقہ) نے بھی اس سلسلہ میں بیس روپے عطیہ پیش کیا۔...... حضورانور کی اس محبت وشفقت سے طلباء پر روحانی اثر کے علاوہ یہ بات بھی عیاں ہوگئی کہ قرآن مجید کی تعلیم اوراشاعت کے لئے آپ کی روح میں کس قدر جوش اورولولہ ہے۔[102]

کلاس کی اختتامی تقریب ۲۱راگست کو بعد نماز عصر دارالضیافت کے صحن میں مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ کی زیرصدارت منعقد ہوئی۔صاحب صدر نے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے۔ طالبات کی اختتامی تقریب ۲۱راگست کو پانچ بجے شام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے ہال میں حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی زیرصدارت منعقد ہوئی۔آپ نے کامیاب طالبات میں انعامات تقسیم فرمائے اور زریں نصائح سے نوازا۔[103]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا پیغام اہلِ ثروت مخلصینِ سلسلہ کے نام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۱۳؍اگست ۱۹۶۹ء کو جماعت احمدیہ کے اہلِ ثروت مخلصین کے نام حسبِ ذیل روح پرور پیغام دیا:۔

’’اہل ثروت مخلصینِ جماعت!

آپ اپنے لئے ذریعہ معاش کے انتخاب میں آزاد ہیں۔ خدا کے فضل سے ہر طرف وسیع میدانِ عمل موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں اور اس کی دی ہوئی توفیق سے آپ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے گذر اوقات کے لئے ہر ممکن ذریعہ استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں برکت دیتا ہے جس کی وجہ سے آپ کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات پورا کرنے میں خدا کے فضل سے بالعموم کوئی دقت نہیں ہوتی۔

مگر کچھ ایسے دوست بھی ہیں جنہوں نے ایک مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے دنیا سے منہ موڑ لیا ہے۔ درویشانِ قادیان جو اپنے ذریعۂ معاش کے انتخاب میں آپ کی طرح آزاد نہیں۔ جن کا میدانِ عمل قادیان کی مختصر سی بستی تک محدود ہے۔ وہ وہاں صرف اپنی نہیں ساری جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ہمارے دل ان کے لئے محبت اور احترام کے جذبات سے مملو ہیں۔ ہم ان کے احسان مند ہیں کہ انہوں نے ہم سب کی نمائندگی کرتے ہوئے اس مقدس فریضہ کی ادائیگی میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے اور دنیا سے منہ موڑ لیا ہے۔ دنیا باوجود اپنی وسعتوں کے ان کے لئے محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ ان کے ذرائع معاش محدود ہیں۔ مگر ضروریات انسانی ہم جیسی ہی ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ ہم ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھیں اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے لئے خیرات کے طور پر نہیں بلکہ قدر دانی اور محبت کے جذبات کے ساتھ ان کی ہر طرح امداد کریں۔ تا وہ فارغ البالی اور بے فکری کے ساتھ مرکزِ سلسلہ اور شعائر اللہ کی حفاظت کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں دن رات مصروف رہیں۔ اللہ

تعالیٰ آپ کے اموال میں اور زیادہ برکت دے گا۔انشاءاللہ تعالیٰ۔

مرزا ناصر احمد

۱۳ظہور ۱۳۴۸ہش خلیفۃ المسیح الثالث'' [104]

یہ پیغام جونہی احباب جماعت تک پہنچا۔ ہر طرف سے لبیک کی آوازیں آنی شروع ہوگئیں اور صرف دو ماہ میں ''تحریک درویش فنڈ'' کے لئے نہ صرف پچاس ہزار روپے کے وعدے آگئے بلکہ چونتیس ہزار ۳۴۰۰۰ روپے سے زائد نقد وصولی بھی ہوگئی۔

اس سلسلہ میں چوہدری مبارک علی صاحب فاضل ناظر بیت المال آمد نے بدر کے ''جلسہ سالانہ نمبر'' ۱۹۶۹ء میں مختلف ممالک کے ان ۲۶۲ خوش نصیب دوستوں کے ناموں کی پہلی فہرست شائع کی جنہوں نے اپنے مقدس امام کی آواز پر لبیک کہنے کی سعادت پائی۔ نیز بعض مخلصین جماعت کے ایثار وقربانی کا ولولہ انگیز لہجہ میں ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

''حضور انور کا پیغام ملتے ہی ہمارے مخلص اور بزرگ محترم سیٹھ محمد صدیق بانی صاحب کلکتہ نے اپنے خاندان کی طرف سے ایک خطیر رقم پیش فرمائی۔ محترم سیٹھ صاحب اور ان کے خاندان کو اپنے درویش بھائیوں سے جس رنگ میں محبت ہے وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی گویا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ کماتے ہی صرف درویشوں کے لئے ہیں......۔اسی طرح کلکتہ کے ایک اور مخلص دوست محترم سیٹھ محمد حسین صاحب اور مکرم شہزادہ پرویز صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق بخشی ہے۔ جنوبی ہند میں خدا تعالیٰ نے حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیر اور حضرت سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم چنتہ کنٹہ کے خاندانوں کو نمایاں رنگ میں درویش فنڈ کی سعادت میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ محترم الحاج سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد اور محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے نہ صرف درویش فنڈ میں نمایاں حصہ لیا ہے بلکہ جنوبی ہند کی جماعتوں میں دورہ کر کے مرکز کے ساتھ مخلصانہ تعاون کا اعلیٰ نمونہ بھی پیش کیا ہے۔'' [105]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفر کراچی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اس سال کراچی بھی تشریف لے گئے۔ اس سفر میں چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ، صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب، میر داؤد احمد

صاحب، صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اور چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان بھی کراچی تشریف لے گئے۔ حضور نے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو امیر مقامی اور مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری کو امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا۔ کراچی میں حضور کا قیام الامتیاز P.E.C.H.S43/10-C میں تھا۔ حضور ۱۶/ اگست کو بذریعہ موٹر کار لاہور تشریف لے گئے اور اسی روز بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچ گئے۔ اور ایک ماہ تک کراچی کی سرزمین کو انوار قرآنی سے منور کرنے اور تشنہ روحوں کو آب بقا سے سیراب کرنے اور اپنی زیارت سے مشرف کرنے کے بعد ۱۵ستمبر کو مرکز احمدیت ربوہ میں مراجعت فرما ہوئے۔

جماعت احمدیہ کراچی نے اپنے محبوب ومقدس امام کے وجود مبارک سے اپنی گذشتہ روایات سے بڑھ کر فیض حاصل کیا خصوصاً جماعت کراچی کی سب ذیلی تنظیموں کو خاص تقاریب میں خلیفہ راشد کی زبان مبارک سے پُر معارف اور بابرکت ارشاد سننے کی سعادت نصیب ہوئی۔

۱۷/ اگست کو حضور نے گیارہ بجے سے ڈیڑھ بجے تک علی الترتیب مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی، مجلس عاملہ انصاراللہ اور مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کو الگ الگ طور پر اجتماعی ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔ جماعت کراچی کی مجلس عاملہ کو ہدایت فرمائی کہ انہیں جماعتی امور کی انجام دہی کے لئے بڑی نرمی اور حسن سلوک سے کام لینا چاہیے۔ اصلاح احوال کے مختلف اور مناسب طریقوں میں سے دوستانہ تعلقات کو اولیت دینی چاہیے۔ قرآن کریم کا سیکھنا اور سکھانا جماعتی تربیت کا ایک بہت بڑا اور مؤثر ذریعہ ہے اس لئے قرآن پاک کے درس وتدریس کا خاطر خواہ انتظام ضروری ہے کیونکہ قرآن کریم ہمارا چاند ہے اس میں اترنے والا خاک سمیٹنے کی بجائے قرآنی انوار سے منور اور ابدی صداقتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ نیز فرمایا ہمارا ملک اس وقت بڑے نازک دور سے گذر رہا ہے اور خطرہ ہے کہ وطن عزیز کا غریب اور کمزور حصہ اس کی لپیٹ میں نہ آ جائے۔ اس لئے وقت کا سب سے بڑا تقاضا اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو اس سے ہرگز متاثر اور مغلوب نہ ہونے دیں انہیں یہ ذہن نشین کرادیں کہ اقتصادی مسائل کا بہترین اور حقیقی حل صرف اسلام کا اقتصادی نظام ہی پیش کرتا ہے۔ لیکن ہماری کوششیں اسی صورت میں بارآور ہوسکتی ہیں جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی سچی اتباع کے نتیجہ میں ہمارے اندر آپ کے حسن اخلاق کی جھلک نمایاں ہو اور آپ کے حسن سلوک کا پرتو صاف نظر آنے لگے۔

حضور نے مجلس عاملہ انصاراللہ کو تربیت کا ٹھوس پروگرام مرتب کرنے اور پھر اس کو بروئے کار لانے کے لئے صحیح طریق کار اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔

مجلس خدام الاحمدیہ کی مجلس عاملہ پر حضور نے یہ حقیقت واضح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی حکیمانہ تعلیم دی ہے اور ایسا اعلیٰ و ارفع طریق کار پیش کیا ہے جس کے نتیجہ میں مزدور کو ہڑتال کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ دنیا سے غربت کو مٹانے کے لئے قرآن کریم نے سائل اور محروم کا جو تصور پیش کیا ہے۔حضور نے اس کی پُرحکمت تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ دراصل یہ ساری خرابی اور بدامنی اس لئے پیدا ہو رہی ہے کہ غریب کو اس کے وہ حقوق نہیں مل رہے جو اسلام نے قائم کئے۔ دنیا اس وقت حیرانی و پریشانی میں سرگرداں ہے کیونکہ اسے اپنے اقتصادی مسائل کے صحیح حل کا علم نہیں اس لئے تاریکیوں میں بھٹکنے والی روحوں کے لئے آپ کو مشعل راہ بننا چاہیئے۔ دکھ درد کی ماری ہوئی انسانیت کا مداوا آپ کو بہترین اخلاق کی صورت میں پیش کرنا چاہیے۔

۱۸/اگست کو حضور نے بیرونی ممالک کے بعض نئے احمدیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں قرآن کریم کو سیکھنے اور سکھانے کا انتہائی قابل قدر جذبہ پایا جاتا ہے۔قرآن پاک سے ان کا پیار اور لگاؤ اور قرآنی علوم سے بہرہ ور ہونے کا ذوق وشوق اپنے اندر ایک مثالی رنگ رکھتا ہے۔ پاکستانی جماعتوں بالخصوص نوجوانوں کو قرآن مجید سیکھنے اور اس کے علوم پر حتی المقدور عبور حاصل کرنے کے لئے اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنی چاہیے۔

۱۹/اگست کو حضور نے نہایت لطیف پیرایہ میں توکل علی اللہ کے مضمون پر روشنی ڈالی اور قرآنی آیات سے اس کی بنیادی اہمیت واضح فرمانے کے بعد احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ توحید خالص پر قائم رہتے ہوئے شرک کے ہر پہلو سے بچیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا واحد سہارا اور حقیقی پناہ گاہ ہے۔

۲۰/اگست کو بہت سے مقامی احباب کے علاوہ لاہور، حیدرآباد اور کرونڈی (سندھ) کے دوستوں کو حضور سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ ازاں بعد حضور نے سیرت کونسل کراچی کے ارکان کو ملاقات کا شرف بخشا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کے لٹریچر کی نمائش کے مقدس کام کو مزید عمدہ اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے ضروری ہدایات دیں۔ مغرب وعشاء کے بعد حضور حسب دستور مجلس عرفان میں رونق افروز ہوئے اور خاندانی منصوبہ بندی کے سلسلہ میں قرآنی احکام پر بڑے روح پرور انداز میں روشنی ڈالنے کے بعد تربیت اولاد کی اہمیت بیان فرمائی اور اس بات پر خاص

زور دیا کہ والدین کو اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کا کام خود اپنی نگرانی میں سرانجام دینا چاہیے اور اسی طرح احمدیت کے لئے اپنے اخلاص اور قربانیوں کے رنگ میں اپنی اولاد کو بھی رنگین کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ حضور نے فرمایا اس سلسلہ میں اس بات کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ ہمارے گھر ہمیشہ یادِ خدا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ کے ذکرِ خیر سے معمور و معطر رہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ اور تاریخ احمدیت کے ایمان افروز حالات وواقعات پر مشتمل کتابوں کے پڑھنے کی بھی تلقین کرتے رہنا چاہیے تاکہ احمدیت کی نئی پود اپنی تاریخ کے آئینہ میں اپنے اسلاف کی قربانیوں اور ایثار کو دیکھ کر اپنے اندر بھی اخلاص اور وفاشعاری کا احساس پیدا کرے اور تبلیغ واشاعت دین کی وسیع ذمہ داریوں کو کما حقہ نباہنے کے لئے اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چل کر قربانیوں کا اعلیٰ نمونہ دکھائے۔

۲۲ر اگست کی مجلس عرفان میں حضور نے پوری جماعت کو بالعموم اور اطفال وخدام کو بالخصوص ارشاد فرمایا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت وسوانح پر مختلف کتابوں میں سے سب سے پہلے ''حیاتِ طیّبہ'' (مصنفہ شیخ عبدالقادر صاحب مرحوم) کا گہرا مطالعہ کریں۔

۲۴ر اگست کو احباب جماعت حضور کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے جن میں کراچی اور بعض دوسری جماعتوں کے علاوہ بعض غیر از جماعت دوست بھی شامل تھے۔ حضور دوران ملاقات دیر تک دینی اور علمی موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے۔ شام کو حضور نے لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک مرحوم اور ان کی اہلیہ صاحبہ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی جو ترکی میں کار کے ایک المناک حادثہ میں شہید ہو گئے تھے۔

حضور کی خدمت بابرکت میں مکرم نعیم احمد خاں صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے درخواست کی تھی کہ حضور مجلس کی طرف سے دعوت عصرانہ قبول فرمائیں۔ حضور نے اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور ۳۰ر اگست کو عصر کی نماز سے فارغ ہو کر حضور مع مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، مکرم سید میر داؤد احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم اے، صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم اے اور چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب پرائیویٹ سیکرٹری پونے چھ بجے احمدیہ ہال تشریف لے گئے۔ جہاں مجلس کی طرف سے دعوت عصرانہ کا وسیع پیمانہ پر انتظام کیا گیا تھا۔ اس دعوت میں مجالس خدام الاحمدیہ کراچی، ڈرگ روڈ، ملیر اور کورنگی کریک

کے قریباً ساڑھے چھ سو خدام کے علاوہ چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت کراچی اور دیگر عہدیداران جماعت احمدیہ کراچی نے بھی شمولیت کی۔ چائے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد حضور کے ارشاد پر ثاقب زیروی صاحب مدیر رسالہ ''لاہور'' نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد حضور نے تمام خدام کو باری باری مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔

۷ ستمبر کو کراچی، ربوہ، میر پور خاص، ٹنڈو محمد خان، کرونڈی، کوٹری، حیدر آباد اور نوابشاہ کی جماعتوں کے کثیر التعداد احباب اپنے محبوب آقا کی زیارت سے مشرّف ہوئے۔ بعض غیر از جماعت دوستوں نے بھی حضور سے ملاقات کی حضور ان سے دیر تک مختلف دینی اور علمی موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے۔ اسی روز چھ بجے شام حضور نے احمدیہ ہال میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے اجلاس عام سے خطاب فرمایا اور نوجوانان احمدیت کو نصیحت کی کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں توحید حقیقی کو قائم کریں اُسی کو حقیقی کارساز سمجھیں اسی پر توکل اور بھروسہ رکھیں اور اسلام کی عالمگیر فتح کے لئے یکجان ہو کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں اور ہر آن مصروفِ دعا رہیں۔

۹ ستمبر کو کراچی کی احمدی مستورات کے ایک غیر معمولی اجلاس سے حضور نے خطاب فرمایا۔ یہ اجلاس بھی احمدیہ ہال میں منعقد ہوا۔ حضور نے فرمایا احمدی مائیں اپنے بچوں کی صرف جسمانی یا مادی ضروریات کے مہیا کرنے پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ اپنی اولاد کو بھی الٰہی صفات کے رنگ میں رنگین بنانے کی کوشش کریں۔ سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں ان کے اندر بھی نیک اطوار پیدا کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ ان کا یہ اوّلین فرض اور اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی طرف سے کبھی غافل نہ ہوں۔ ماحول کے ہر قسم کے گندے اور بداثرات سے محفوظ رکھتے ہوئے اپنے بچوں کی ایسے رنگ میں تربیت کریں کہ وہ نہ صرف خوش اطوار اور با اخلاق ہی ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے متوالے، اسلام کے فدائی، دین کے حقیقی خادم اور احمدیت کے سچے جاں نثار بھی ثابت ہوں۔ اگر احمدی خواتین اس طریق پر اپنے بچوں کی تربیت کریں گی تو قوم کو ان کے بچوں پر بجا طور پر فخر ہوگا بلکہ وہ قیامت تک سرمایہ افتخار بن جائیں گے۔

۱۰ ستمبر بوقت پانچ بجے شام مجلس انصار اللہ کراچی کی طرف سے اپنے پیارے آقا اور محبوب امام کے اعزاز میں دعوت عصرانہ کا انتظام تھا جس میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار

اللہ مرکزیہ، ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نائب صدر، چوہدری ظہور احمد صاحب قائد مال اور چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری نے بھی شمولیت کی۔اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے دوسو سے زائد انصار کو ایک نہایت روح پرور خطاب سے نوازا۔فرمایا کہ انصار اللہ کی اصل اور بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ جماعت کے ماحول کو پاکیزہ رکھنے اور مطہّر بنانے کے لئے اندرونی اور بیرونی فتنوں سے ہمیشہ چوکس اور بیدار رہیں۔اُن کا سدّ باب کرنے میں وہ کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔وہ شیطان کا کوئی وار کامیاب نہ ہونے دیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اخلاقی اور روحانی رفعتوں کے جس بلند مقام پر سرفراز ہے اس پر برقرار رہے۔جماعتی اتحاد اور شیرازہ میں نفاق کا کوئی رخنہ واقع نہ ہو اور یہ مبارک قافلہ اپنی پوری رفتار کے ساتھ منزل مراد کی طرف رواں دواں رہے۔

حضور نے بعض بیرونی دباؤ اور ان کے مہلک اثرات اور گمراہ کن نتائج کا ذکر کرتے ہوئے انصار اللہ کو متوجہ کیا کہ وہ اپنے حسن عمل اور حسن اخلاق سے ثابت کریں کہ اسلام ایک حسین مذہب ہے جو بنی نوع انسان کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔

حضور نے اندرونی فتنوں کے بعض موجبات اور محرکات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا جماعت میں ایک کمزوری عدم علم اور جہالت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اور حقیقت حال کا علم نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات ناشائستہ باتیں منہ سے نکل جاتی ہیں جس کے تدارک کی بہتر صورت یہ ہے کہ مناسب طریق پر ایسے عنصر کو سمجھا دیا جائے۔البتہ اس میں بھی فراست سے کام لینا چاہیے اور اس بات کو ذہن میں رکھا جائے کہ نظام کو جہالت کے سامنے دبنا نہیں چاہیے تاکہ بدخصلت کو ناجائز شہ نہ ملنے پائے۔

حضور نے فرمایا ایک اور کمزوری روحانی مرض سے تعبیر کی جاتی ہے جو بڑھتے بڑھتے بالآخر نفاق پر منتج ہوتی ہے۔منافقت دراصل روحانی امراض کی بگڑی ہوئی شکل ہے جو بظاہر مصلحانہ لباس میں مگر بباطن مفسدانہ عزائم کی حامل ہوتی ہے۔اس مرض اور اس کے اثرات کا تدارک بڑا ضروری ہے اور اس کی ذمہ داری صرف مجلس انصار اللہ تک محدود نہیں بلکہ جماعت کا نظام جس جس شکل میں موجود ہے سب کا یہ فرض ہے کہ حسن ظن مگر ساتھ ہی مومنانہ فراست سے کام لیتے ہوئے ہر ممکن تدابیر عمل میں لائیں اور اصلاح کی مقدور بھر کوشش کریں۔اگر اصلاحی کوششیں کارگر نہ ہوں اور مرض بڑھتا چلا جائے جس سے جماعت کے شدید متاثر ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر آخری اور انتہائی قدم خلیفہ وقت کی صوابدید

پر منحصر ہے ہر ایک کا یہ کام نہیں۔اس نشتر کو اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں امام وقت کے محتاط ہاتھ ہی استعمال کر سکتے ہیں ایسے روحانی بیمار اور نفاق زدہ انسان کے ساتھ نرمی، شفقت اور ڈھیل دیئے جانے کو امام وقت کی کمزوری پر محمول کرنا بڑی نادانی ہے۔دراصل ان کی مفسدانہ کارروائیوں سے چشم پوشی کرنا اور صبر سے برداشت کرنے کے پیچھے امام وقت کا انتہائی رحم دلانہ اور ہمدردانہ جذبہ کارفرما ہوتا ہے تا شاید یہ شخص سنبھل جائے اور ہلاکت سے بچ جائے۔اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد نہ بنے اس لئے ہزار دواؤں اور ہزار دعاؤں کے بعد جماعت کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر انتہائی قدم ناگزیر ہوتا ہے۔یہ دراصل شیطانی دباؤ اور فتنے ہیں جن کا ہر وقت چوکس اور بیدار رہ کر سدباب کرنے میں کوشاں رہنا چاہیے۔ ہمارے شفاخانے کے دروازے ہر وقت کھلے رہنے چاہئیں۔حضور نے ہدایت فرمائی کہ جہاں بھی کوئی اس قسم کا مرض نمودار ہو۔ جہاں بھی کوئی اس قسم کا فتنہ سر اٹھائے کوئی ایسا ناخوشگوار واقعہ دیکھے یا سنے۔اس کے متعلق بے کم و کاست بے دھڑک بلاخوف تحقیق مرکز میں اطلاع بھجوا دینی چاہیے۔

۱۱ستمبر کو میجر چوہدری عزیز احمد صاحب ڈائریکٹر شاہنواز لیمیٹڈ کراچی ۶ بجے شام حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔حضور مرحوم کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اور قریباً ۱۲ بجے شب نماز جنازہ پڑھائی اور مرحوم کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دیر تک دعا کی۔ بعدازاں ۱۲ستمبر کے خطبہ جمعہ میں مرحوم کے اخلاص کے پیش نظر ناگہانی وفات پر رنج والم کا اظہار فرمایا اور نماز کے بعد غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑھائی۔

مرحوم کی نعش ۱۲ستمبر کی صبح کو بذریعہ ہوائی جہاز ربوہ لائی گئی جہاں نماز جمعہ کے بعد مولانا قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

اخبار الفضل سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے احمدیہ ہال کراچی میں جمعہ کے تین پُر معارف خطبات ارشاد فرمائے۔۲۲ راگست کے خطبہ جمعہ میں حضور نے انسانی تخلیق اور اس کے مقصد، انسانی شرف اور اس کے احترام اور انسانی معاشرہ میں مساوات سے متعلق اسلام کی حکیمانہ تعلیم پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور فرمایا انسانی تاریخ میں پہلی بار اللہ تعالیٰ نے محسن انسانیت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ عظیم الشان اعلان کروایا کہ تمام بنی نوع انسان بلا امتیاز رنگ ونسل، مذہب وملّت، قوم وملک اور امیر وغریب انسانی شرف اور مرتبہ کے لحاظ

سے برابر اور مساوی ہیں۔ ہر انسان احسن تقویم کے شرف سے مشرف ہے۔صرف مال و دولت وجہ امتیاز نہیں بلکہ حقیقی اکرام اور دائمی اعزاز کا دارو مدار طہارت قلب اور تقوی اللہ پر ہے۔اسلام نے ہر فرد بشر پر قرب الٰہی کی راہ کھول دی ہے۔البتہ اس راہ پر چل کر حقیقی کامیابی کا حصول دراصل خدا کی راہ میں انسان کی مخلصانہ کوششوں، سچی قربانیوں، حقیقی مجاہدہ، جذبہ فدائیت اور عاشقانہ ایثار کا مرہون منت ہے جنہیں اللہ کی رحمت قبول کرتی ہے۔حضور نے بشریت کے کمال یعنی رضائے الٰہی کے حصول کے لئے انسان کی فطری خواہش کو سیر روحانی سے تعبیر فرمانے کے بعد اس امر کو قرآن کریم کی متعدد آیات سے واضح کیا کہ اسلام نے بلند سے بلند روحانی درجات کے حصول کے لئے استقلال اور استقامت سے اعمال صالحہ بجالانے کو ضروری قرار دیا ہے۔

دوسرے خطبہ جمعہ (مورخہ ۵ ستمبر) کو حضور نے تسخیر عالم کی عظیم جدوجہد میں انسان کی چاند تک رسائی کے کارنامے سے پیدا ہونے والے اعتراضات کا ذکر کر کے الارض کے حقیقی مفہوم پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور واضح فرمایا کہ اسی ارضی لباس میں سرتاپا ملبوس اسی زمینی ہوا میں سانس لے کر اور اسی دنیا کے کھانے پینے کی چیزوں کے سہارے چاند پر چند گھنٹے گذار کر واپس آجانے سے قرآن کریم کی ابدی صداقتوں اور حق و حکمت پر مشتمل تعلیم پر قطعاً کوئی حرف نہیں آتا۔البتہ اس میں اللہ تعالیٰ کی یہ شان نظر آتی ہے کہ اس نے انسان کو کتنی ذہنی اور دماغی طاقتیں عطا فرمائی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قانون کو صحیح رنگ میں استعمال کر کے چاند تک پہنچنے کے عظیم تاریخی کارنامے سے سرفراز ہوا۔

۱۲ستمبر کے خطبہ جمعہ میں حضور نے سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات کی روشنی میں مومنوں، کافروں اور منافقوں کی خصوصیات، کیفیات اور علامات نہایت شرح وبسط سے بیان فرمائیں اور بتایا کہ مومنین اور منکرین کے درمیان ایک گروہ منافقین کا ہوتا ہے جو دونوں گروہوں سے اپنی محبت و وفا کا دم بھرتا ہے اور مصلح کے لباس میں فتنہ گر کی حیثیت میں جماعت میں انتشار پھیلاتا ہے اور خدائے علّام الغیوب اور اس کے مومن بندوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ مومنوں کا ذکر کر کے اپنے مومن بندوں پر بہت بڑے اعتماد کا اظہار فرمایا ہے اس لئے ہماری کوشش اور دعا یہی ہونی چاہیے کہ ہم انشاءاللہ اس اعتماد پر پورا اتریں گے۔حضور نے جماعت کو یہ ہدایت بھی فرمائی کہ سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات ہر احمدی کو یاد ہونی چاہئیں اور ان کے معانی بھی آنے چاہئیں اور اُن کی تفسیر بھی جس حد تک ممکن ہو۔نیز ان آیات کی تفسیر سے متعلق ایک مختصر کتابچہ بھی شائع کرنے کا

ارشاد فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفہ اول اور حضرت مصلح موعود کی تفاسیر کے اقتباسات پر مشتمل ہو۔ قیام کراچی کے دوران بعض سعید روحیں حضرت خلیفۃ المسیح کے دست مبارک پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئیں۔[106]

ربوہ واپسی سے قبل ایڈمرل ایس ایم احسن کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں حضور انور نے آپ کو مشرقی پاکستان کا گورنر بننے پر نہایت قیمتی نصائح سے نوازا جن کو ایڈمرل احسن صاحب کی طرف سے بہت سراہا گیا۔ نیز آپ نے ان کو امیر تیمور کے متعلق ایک کتاب عطا فرمائی جس کی حکمرانی کے متعلق حضور بہت اچھی رائے رکھتے تھے۔ بعد ازاں ایڈمرل صاحب نے مکرم انور احمد کاہلوں صاحب کو بتایا کہ میں نے اس کتاب سے بہت کچھ سیکھا ہے۔[107]

ایک ماہ قیام فرمانے کے بعد ۱۵ ستمبر ۱۹۶۹ء کو آپ واپس تشریف لائے۔ حضور کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور پہنچے چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب بھی حضور کے ہمراہ تھے۔ ہوائی اڈہ پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض افراد اور بعض مقامی احباب نے حضور کا استقبال کیا۔ ہوائی اڈہ پر ہی قیام فرمانے کے بعد حضور ساڑھے دس بجے ربوہ کے لئے موٹر کار پر روانہ ہوئے۔ ربوہ میں بہت سے احباب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی سرکردگی میں حضور کو خوش آمدید کہنے کی غرض سے احاطہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں جمع تھے۔ حضور نے جملہ حاضر احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔[108]

قبلۂ اوّل مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی پر جماعت احمدیہ کا سخت احتجاج

۲۱ ؍اگست ۱۹۶۹ء کو یہ المناک خبر منظر عام پر آئی کہ یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کرنے کی ناپاک سازش کی ہے جس سے مسلمانان عالم میں رنج و غم کی زبردست لہر دوڑ گئی اور دنیا بھر کے احمدی تڑپ اٹھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اُن دنوں کراچی میں قیام فرما تھے۔ حضور نے ۲۹ ؍اگست ۱۹۶۹ء کو مسجد اقصیٰ کی آتش زنی اور بے حرمتی کے واقعات پر گہری تشویش کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اس المناک واقعہ کا اولین تقاضا یہ ہے کہ تمام عالم اسلام متحد ہو کر یہود نامسعود کے اس خطرناک چیلنج کا جواب دے کیونکہ اس مذموم حرکت سے یہود نے مسلمانوں کی غیرت وحمیّت کو للکارا ہے۔ حکومت پاکستان کو اس غرض کے لئے مؤثر قدم اٹھانا چاہیے اور جماعت احمدیہ اپنی حکومت کے اقدام کے

ساتھ بھر پور عملی تعاون کرے گی۔

اسی روز جماعت احمدیہ کراچی کی متعدد شاخوں نے اپنے خصوصی اجلاسوں میں قراردادیں منظور کیں جن میں یہود کی طرف سے مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی اور آتش زنی کے واقعہ کی پُرزور مذمت کی گئی اور عالم اسلام کے لئے یہود کے خلاف عملی اقدام کو ناگزیر قرار دیا گیا تا کہ یہود کے خطرناک عزائم کا سدباب ہو سکے۔ نیز حکومت پاکستان سے عظیم اسلامی سلطنت ہونے کے لحاظ سے اس کے جواب میں مؤثر اور نمایاں کردار ادا کرنے کی درخواست کی گئی اور یہ کہ جماعت احمدیہ کے افراد مسجد اقصیٰ کی تقدیس وتحریم کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ 109

احمدیہ مشن انگلستان کے انچارج اور امام مسجد فضل لندن بشیر احمد خان صاحب رفیق نے بذریعہ تار لندن میں متعین اسرائیلی سفیر کی معرفت حکومتِ اسرائیل سے احتجاج کیا اور کہا کہ اس سانحہ سے جماعت احمدیہ کے تمام افراد کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ ہمیں اس واقعہ پر شدید تشویش ہے اور ہم حکومت اسرائیل سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بیت المقدس میں واقع تمام مقدس اسلامی مقامات کی حفاظت کے لئے مضبوط اور مؤثر اقدامات کرے۔ 110

جماعت احمدیہ کے ترجمان اخبار الفضل نے اس حادثہ روح فرسا پر احتجاجی اداریہ سپرد قلم کیا اور مرکزِ احمدیت ربوہ کے ایک غیر معمولی اجلاس عام میں حسب ذیل قرارداد متفقہ طور پر پاس کی گئی:۔

’’جماعت احمدیہ ربوہ کا یہ غیر معمولی اجتماع قبلہ اوّل مسجد اقصیٰ کے نذر آتش کرنے کی شرمناک، ناپاک اور مکّارانہ صیہونی جسارت پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کرتا، اسے شدید نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھتا، اس کی پُرزور مذمت کرتا اور اس تاریخی اور مقدس یادگار کی بے حرمتی کو تمام عالم اسلام کے لئے ایک چیلنج تصور کرتا ہے۔ یہودی عزائم اس سے بھی خطرناک ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ قبلہ اوّل کو ہیکل سلیمانی میں تبدیل کر کے مکہ اور مدینہ پر تغلب حاصل کریں۔ پس ہمارے سامنے سوال اب صرف مسجد اقصیٰ کا نہیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا بھی ہے۔ اس لحاظ سے مسجد اقصیٰ کی آتش زنی کو ہم یہود کی پُرفریب اور عیّارانہ چالوں کا ابتدائی قدم سمجھتے ہیں۔ ان حالات میں اسرائیلی جارحیت کے ہر اقدام کو ناکام بنانے اور بیت المقدس کو اس کے چُنگل سے آزاد کرانے کے لئے عالمی سطح پر ایک مضبوط اور متحدہ اسلامی محاذ کا قیام ناگزیر ہو چکا ہے۔ ہم جناب صدر مملکت پاکستان کو یقین دلاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ربوہ کا ہر فرد اس مقدس راہ میں اپنی جان و مال و آبرو حاضر کرنا موجب فخر و

سعادت سمجھتا ہے اور وقت آنے پر کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔

اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ اس قرارداد کی نقول صدر مملکت پاکستان جناب آغا محمد یحیٰ خان، شاہ فیصل، شاہ حسین، صدر ناصر، حضرت امام جماعت احمدیہ اور پریس کو بھجوائی جائیں۔‘‘ 111

ایسی ہی پُرزور قراردادیں پاکستان کی دیگر مشہور احمدی جماعتوں مثلاً لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد، جہلم، کوئٹہ، پشاور، بہاولپور اور پسرور وغیرہ نے بھی پاس کیں جو ان کے جوشِ ملّی، جذبۂ ایثار اور جانفروشی کی آئینہ دار تھیں۔ 112

بھارت کی احمدی جماعتوں کا ردّعمل بھی نہایت شدید تھا چنانچہ اخبار ’’بدر‘‘ قادیان نے ۴ستمبر ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں ’’قبلۂ اوّل۔مسجد اقصیٰ کی ناقابلِ برداشت بے حرمتی‘‘ کے عنوان سے ایک پُرزور اداریہ سپردقلم کیا نیز ۱۱ستمبر ۱۹۶۹ء کے پرچہ میں اس کے پہلے صفحہ پر صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت وتبلیغ کا ایک خصوصی مضمون شائع کیا جس میں صاحبزادہ صاحب نے واضح کیا کہ مسجد اقصیٰ کی آتش زنی اسرائیل کے سوچے سمجھے منصوبہ کی ایک تخریبی کڑی ہے۔ نیز لکھا جہاں مسلمانوں کے ہر فرقے نے اسرائیل کے اس وحشیانہ اور گھناؤنے فعل پر نفرت کا اظہار کیا ہے جماعت احمدیہ کا ہر فرد بھی انتہائی دُکھے ہوئے دل کے ساتھ مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی اور آتش زنی کے المناک واقعہ پر دکھ، تکلیف اور غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے۔ اگرچہ ہم ہڑتالوں، نظم ونسق برہم کر دینے والی کارروائیوں سے دور رہتے ہیں۔لیکن کسی صورت میں بیت المقدس اور عربوں کے کھوئے ہوئے علاقوں کے پھر حاصل کرنے اور فلسطین کی واپسی کے معاملہ میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ ہم عربوں اور مسلمانوں کی ایسے حوادث اور مصائب کے وقت میں مدد اس طرح سے کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں کہ وہ ملائک کی فوج سے ہمارے عرب بھائیوں اور عالم اسلام کی مدد فرمائے۔

لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کا حادثۂ شہادت

اس سال کا نہایت اہم اور المناک واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کے نامور جرنیل اور جنگ ۱۹۶۵ء کے ہیرو اور معروف احمدی لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ ۲۲/اگست ۱۹۶۹ء کو ڈیڑھ بجے کار کے ایک حادثہ میں شہید ہو گئے۔ یہ حادثہ انقرہ (ترکی) سے پچاس میل کے فاصلہ پر پیش آیا جہاں آپ سینٹو میں پاکستان کے مستقل نمائندہ کی حیثیت سے مقیم

تھے۔ ترکی سے ان کی نعشوں کے تابوت پورے فوجی اعزاز کے ساتھ ۲۵ /اگست کو ترک فضائیہ کے ایک خاص طیارہ میں پاکستان روانہ کر دیئے گئے۔ ترک فوج کی ایک گارڈ طیارہ کے ہمراہ پاکستان آئی۔ یہ طیارہ ۲۶ کی صبح کو کراچی پہنچا، جہاں پاکستانی فوج کے ایک دستہ نے تابوت کو سلامی دی اور پھر بذریعہ طیارہ نو بجے انہیں راولپنڈی پہنچا دیا گیا۔ تابوت جب چکلالہ کے ہوائی اڈہ پر اتارے گئے تو اس وقت برّی فوج کے چیف آف سٹاف لیفٹیننٹ جنرل عبدالحمید خان، صدرِ پاکستان کے ملٹری سیکرٹری، بحریہ کے سربراہ وائس ایڈمرل ایس ایم احسن، ہوائی فوج کے نامزد سربراہ ائر وائس مارشل اے رحیم اور ترکی کے فوجی نمائندے ہوائی اڈے پر موجود تھے۔ تابوتوں پر پھولوں کی چادریں چڑھائی گئیں اور فوج کے ایک دستہ نے انہیں سلامی پیش کی۔ ترکی اور پاکستان کے فوجی نمائندوں نے اس موقع پر تقاریر کرتے ہوئے لیفٹیننٹ جنرل ملک اختر حسین صاحب مرحوم کو نہایت شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اور ان کی غیر معمولی صلاحیتوں اور عظیم کارناموں کو سراہا۔ فوجی رسوم ادا کرنے کے بعد نو بجے دونوں تابوت تدفین کے لئے ایک خاص ہیلی کاپٹر کے ذریعہ چکلالہ سے ربوہ روانہ کر دئے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے کراچی سے بذریعہ فون اس سلسلے میں امیر مقامی صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو ایک دن قبل ضروری ہدایات صادر فرما دی تھیں۔ جن کی روشنی میں آپ نے اپنے رفقاء کار کی سرکردگی اور نگرانی میں وسیع پیمانے پر جملہ انتظامات شروع کر دئے تھے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہے۔ ان ہدایات میں نماز جنازہ اور تدفین کے علاوہ نظم وضبط برقرار رکھنے اور باہر سے آنے والے ہزارہا فوجی اور غیر فوجی معززین کے قیام وطعام کے اہم کام بھی شامل تھے۔

پروگرام کے مطابق دس بج کر پچپن منٹ پر ہیلی کاپٹر ربوہ کی فضا میں پہنچا اور قصرِ خلافت سے ملحق میدان میں اترا جہاں فوج کے ایک دستہ نے عقیدت کے ساتھ سلامی دی۔ دونوں تابوت پاکستان کے سبز ہلالی پرچم میں لپٹے ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر امیر صاحب مقامی کی سرکردگی میں صدر انجمن احمدیہ کے ناظران، تحریک جدید کے وکلاء، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد افراد اور دیگر بہت سے احباب موجود تھے۔ متعدد اعلیٰ فوجی حکام کے علاوہ ضلع جھنگ کے ایڈیشنل کمشنر راجہ ظفر علی صاحب اور ڈی ایس پی شیخ خلیل حسن بھی آئے ہوئے تھے۔ تابوت فوجی اعزاز کے ساتھ تحریک جدید کے گیسٹ ہاؤس تک پہنچائے گئے جہاں مرحوم کے اعزہ واقارب اور دیگر معززین کے قیام وطعام کا بھی انتظام تھا۔ جو اصحاب جنازہ کے ہمراہ تشریف لائے ان میں متعدد اعلیٰ فوجی حکام کے علاوہ

لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک صاحب کے برادر اصغر میجر جنرل عبدالعلی صاحب، میجر عبدالمجید ملک صاحب، مرحوم کے خسر چوہدری عبدالغفور صاحب آف مراڑہ ضلع سیالکوٹ، مرحوم کی صاحبزادی سلمہ اختر صاحبہ، چاروں بیٹے کیپٹن سعید اختر ملک صاحب، کیپٹن سلیم اختر ملک صاحب، جمیل اختر ملک صاحب اور لطیف اختر ملک صاحب، مرحوم کی ہمشیرگان اور دیگر متعدد عزیز اور رشتہ دار شامل تھے۔

پونے چار بجے بعد دوپہر دونوں تابوت گیسٹ ہاؤس سے اٹھائے گئے۔ جبکہ اہل ربوہ کی کثیر تعداد کے علاوہ لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، سرگودھا، جھنگ، گوجرانوالہ، شیخوپورہ اور متعدد دیگر مقامات سے بھی ہزاروں کی تعداد میں احمدی اور غیر از جماعت اصحاب تشریف لا چکے تھے۔ جنازہ کے آگے ایک فوجی دستہ تھا جس کے پیچھے مرحوم کے سوگوار بھائی، بیٹے اور دیگر اعلیٰ فوجی حکام جا رہے تھے اور پھر ہزاروں کی تعداد میں وہ احباب تھے جو ملک وملت کے اس مایہ ناز فرزند اور پاک وہند کے چھمب جوڑیاں محاذ کے ہیرو کو آخری نذرانۂ عقیدت پیش کرنے اور ان کے حق میں دعا کرنے کے لئے جوق در جوق جمع ہوئے تھے۔

چار بجے امیر صاحب مقامی کی زیر ہدایت خالد احمدیت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں کم وبیش بیس ہزار افراد نے شرکت کی جس کے بعد جنازہ کا یہ سوگوار جلوس قبرستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ پانچ بجے شام قبرستان کے قطعہ شہداء میں تدفین مکمل ہونے پر مولانا صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ پھر پاکستان کے فوجی دستہ نے ملک وملت کے اس بہادر جرنیل کو سلامی دی جس کے بعد احمدیت اور پاکستان کا یہ نامور فرزند اور پاک وہند جنگ میں بہادری، جرأت اور دلیری کے محیّر العقول کارنامے دکھلانے والا یہ شہرہ آفاق قومی ہیرو ربوہ کی مقدس سرزمین میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ 113

پاکستانی پریس

لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک اور ان کی اہلیہ کے حادثہ شہادت نے پاکستان کے ہر طبقہ میں ایک زلزلہ برپا کر دیا۔ پاکستانی پریس نے اس موقع پر تفصیلی خبریں اور نوٹ سپرد اشاعت کئے جن میں سے بعض کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ا۔ روزنامہ امروز لاہور نے ۲۴؍اگست ۱۹۶۹ء کو حسب ذیل نوٹ شائع کیا:۔

''پاک فوج کے لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک گذشتہ روز ترکیہ میں ٹریفک حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون''۔

''اس حادثے میں مرحوم کے علاوہ ان کی اہلیہ، انقرہ میں پاکستان کے کمرشل اتاشی مسٹر محمد اسلم کے دولڑکے اور موٹر کار کا ترک ڈرائیور بھی ہلاک ہوئے۔ جنرل اختر حسین ملک سینٹو کے ہیڈ کوارٹر (انقرہ) میں پاکستانی نمائندے کی حیثیت سے متعیّن تھے۔موصوف ازمیر کے میلے میں جس میں پاکستان کا پویلین بھی قائم کیا گیا تھا،شرکت کے لئے انقرہ سے بذریعہ کار ازمیر جارہے تھے کہ راستے میں حادثہ پیش آ گیا۔لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک ضلع کیمبل پور کے ایک ممتاز اور سربرآوردہ فوجی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ انہوں نے کیمبل پور کے گورنمنٹ کالج میں تعلیم پائی اور پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۹۴۱ء میں انڈین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون میں زیرتربیت رہے اور وہاں سے کمیشن لے کر نکلے۔دوسری جنگ عالمگیر کے دوران انہوں نے برما کے محاذ پر جنگی خدمات انجام دیں۔آزادی کے وقت وہ جی ایچ کیو (انڈیا) میں متعیّن تھے۔پاکستان میں انہیں لیفٹیننٹ کرنل کے رینک پر ترقی ملی اور ایک انفنٹری بٹالین کی کمان سونپی گئی۔۱۹۵۶ء میں آپ بریگیڈیر بنے۔اس زمانہ میں آپ سٹاف کالج کوئٹہ میں ڈپٹی کمانڈنٹ کے عہدہ پر مامور تھے بعد میں آپ انفنٹری سکول کوئٹہ کے کمانڈنٹ بنا دیئے گئے۔۱۹۵۹ء میں آپ نے ایک انفنٹری بریگیڈ کی کمان سنبھالی اور پھر بحیثیت ڈائریکٹر آف انفنٹری جنرل ہیڈ کوارٹر بھی رہے۔۱۹۶۵ء میں کشمیر میں خطِ متارکہ جنگ کے پار بھارت کی مسلسل جارحانہ کاروائیوں کے جواب میں لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کو (جو اس وقت میجر جنرل کے عہدہ پر فائز تھے۔اور ایک پیدل ڈویژن کے آفیسر کمانڈنگ تھے) بھمبر کے علاقے میں حملہ کرنے کا فرض سونپا گیا۔چھمب میں بھارتی مورچے غیر معمولی مضبوط تھے اور وہاں ایک طاقتور فوج متعیّن تھی۔ جنرل اختر حسین ملک نے ان مورچوں پر حملہ کیا اور بھارتی گیریژن کو اس حقیقت کے باوجود کہ ان کے پاس جو فوج تھی وہ عملاً ایسی کاروائی کیلئے ناکافی سمجھی جاتی ہے بالکل نیست و نابود کر دیا۔ بھارتی قلعہ بندیوں کو تباہ کن ضربیں لگانے اور انہیں برباد کرنے کی کارروائی جنرل آفیسر کمانڈنگ کے بہادرانہ منصوبے بنانے اور کارروائی میں غیر معمولی قیادت کی رہین منت تھی۔اس مشکل کام کو دلیرانہ طور پر اور ذاتی جرأت کے ساتھ انجام دیا۔انہیں اس پر بہادری

کا اعزاز ’’ہلال جرأت‘‘ دیا گیا۔ اس سے پہلے انہیں ’’ستارہ قائداعظم‘‘ کے اعزاز سے نوازا گیا تھا۔ جنگ کے خاتمہ کے بعد انہیں سٹاف کالج کوئٹہ میں بحیثیت کمانڈنگ آفیسر متعین کیا گیا۔ بعد ازاں انہیں ادارہ میثاق وسطی (سینٹو) کے ہیڈکوارٹر انقرہ میں پاکستان کا نمائندہ بنا کر بھیجا گیا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے دو لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی ہے۔ اُن کے دونوں لڑکے فوج میں ہیں۔ میجر جنرل عبدالعلی ملک اُن کے چھوٹے بھائی ہیں۔ جنہوں نے چونڈہ کے محاذ پر ٹینکوں کی عظیم جنگ میں پاکستانی فوج کی کمان کی اور ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ تاریخ حرب کے ماہرین حیران و ششدر رہ گئے۔ اُس وقت موصوف بریگیڈیر تھے۔ انہیں بھی بڑے بھائی کی طرح ہلال جرأت کا اعزاز ملا‘‘۔[114]

۲۔ اسی تاریخ کو روزنامہ نوائے وقت نے حسب ذیل خبر شائع کی۔

’’لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کی وفات پر صدر یحیٰی خان کا اظہار تعزیت‘‘

’’چھمب جوڑیاں کے ہیرو کی میّت بدھ کو بذریعہ طیارہ راولپنڈی پہنچے گی۔‘‘

’’راولپنڈی ۲۳؍ اگست (رپ، پ پ ا) صدر جنرل آغا محمد یحیٰی خان نے لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کی وفات پر گہرے افسوس کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا ہے کہ مجھے لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک اور بیگم ملک کی افسوسناک اور ناگہانی موت کی خبر سن کر بہت صدمہ ہوا ہے۔ مرحوم جنرل اختر کی ذات میں پاکستان پاک بری فوج اپنے ایک انتہائی ممتاز افسر سے محروم ہوگئی ہے۔ اللہ رخصت ہونے والے کی روح کو اپنی رحمتوں سے نوازے اور پسماندگان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی طاقت دے۔ تازہ ترین اطلاع کے مطابق سینٹو کے فوجی ہیڈکوارٹر میں پاکستان کے فوجی مندوب لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک اور ان کی اہلیہ کی میتیں بذریعہ طیارہ ۲۶؍ اگست کو یہاں لائی جارہی ہیں۔ چکلالہ کے ہوائی اڈے پر اس وقت متعدد اعلیٰ فوجی حکام اور مرحوم کے دوست اور رشتہ دار موجود ہوں گے۔ لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کی میّت پورے فوجی اعزاز کے ساتھ طیارے سے اتاری جائے گی اور پھر اسی طرح تدفین کے لئے مرحوم کے آبائی گاؤں پنڈوری ضلع کیملپور پہنچائی جائے گی۔ (تدفین ربوہ میں ہوئی ہے۔ ناقل) لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کو ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں ہلال جرأت کا اعزاز ملا تھا۔ چھمب جوڑیاں محاذ کے ہیرو لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک گذشتہ روز ترکیہ میں کار کے حادثہ میں جاں بحق ہوگئے وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ ازمیر جارہے تھے۔ حادثہ میں ان کی اہلیہ بھی ہلاک ہوگئیں۔ لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک پاکستان

کے مایہ ناز جرنیل تھے۔ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں......چھمب جوڑیاں کے محاذ پر انہوں نے دشمن کے منہ پھیر دیئے تھے۔آپ کی کمان میں پاکستان کے جیالے فوجیوں نے اپنے سے پانچ گنا زیادہ تعداد کے دشمنوں کو عبرتناک شکست دی تھی۔لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین مرحوم ازمیر میں صنعتی میلہ دیکھنے جا رہے تھے جن میں پاکستانی سٹال بھی لگا ہوا تھا۔آپ کے ہمراہ آپ کی اہلیہ بھی تھیں کہ کار حادثہ کا شکار ہوگئی جس سے لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین اوران کی اہلیہ موقع پر ہلاک ہو گئے۔اس حادثہ میں ترکی میں پاکستان کے کمرشل اتاشی مسٹر محمد اسلم کے دو بیٹے اور کار ڈرائیور بھی ہلاک ہو گئے‘‘۔115

۳۔اسی اخبار نے ۲۸ /اگست کی اشاعت میں لکھا۔

’’لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا‘‘

’’نماز جنازہ میں ہزاروں سوگواروں نے شرکت کی۔‘‘

ربوہ ۲۷ /اگست:۔ملک کے نامور فوجی سپوت اور ۱۹۶۵ء کی جنگ کے قابل فخر ہیرو لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک اوران کی اہلیہ کو گذشتہ شام یہاں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ شہداء کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔جنرل مرحوم اوران کی اہلیہ ۲۲ /اگست کو ترکی میں موٹر کار کے ایک حادثہ میں جاں بحق ہو گئے تھے۔جنرل اختر حسین ملک اوران کی اہلیہ کی میّت گذشتہ روز چکلالہ کے ہوائی اڈہ سے فوج کے ایک خصوصی ہیلی کاپٹر میں ربوہ لائی گئی۔میّت کو اتارتے وقت پنجاب رجمنٹ کے ایک دستہ نے فوجی طریق کے مطابق سلامی دی۔میّت کو جو پاکستانی پرچم میں لپٹے ہوئے تابوت میں رکھی تھی پورے اعزاز کے ساتھ اٹھا کر گیسٹ ہاؤس میں رکھا گیا۔شام سوا چار بجے صدر انجمن کے وسیع گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی گئی جو جماعت کے ممتاز عالم دین مولانا ابوالعطا جالندھری نے پڑھائی۔نماز جنازہ میں ہزاروں سوگواروں نے شرکت کی جن میں ملک کے ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔نماز جنازہ کے بعد جنرل اختر ملک اوران کی اہلیہ کی میّت کو شہداء کے قبرستان میں لا کر پورے فوجی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔اس موقع پر بھی پاکستانی فوج کے ایک دستہ نے فوجی طریق کے مطابق گارڈ آف آنر پیش کیا۔جنرل اختر ملک نے گذشتہ پاک بھارت جنگ میں غیر معمولی جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کیا تھا جس کے اعتراف کے طور پر آپ کو ہلال جرأت کا اعزاز دیا گیا تھا۔حادثہ کے وقت آپ سینٹو کے ہیڈ کوارٹر انقرہ میں پاکستان کے فوجی نمائندے کے طور پر مامور تھے۔آپ کی وفات پر صدر مملکت کے علاوہ دونوں صوبائی گورنروں اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور دیگر بیشمار لوگوں کے

تعزیتی پیغامات موصول ہوئے ہیں۔

سیالکوٹ: نمائندہ خصوصی کی اطلاع کے مطابق لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک اور ان کی اہلیہ کی وفات کی خبر سے پورے سیالکوٹ شہر میں رنج وغم کی لہر دوڑ گئی۔ سابق رکن قومی اسمبلی سید مرید حسین شاہ نے مرحوم کی اچانک وفات پر دلی دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم ایک بہترین جرنیل، بہترین کمانڈر اور جنگی حکمت عملی کے ذہین ترین ماہر تھے۔ مرحوم کے چھوٹے بھائی میجر جنرل عبدالعلی ملک کے نام ایک تعزیتی پیغام میں آپ نے کہا کہ پاکستان ایک اچھے سپاہی اور جنگ وامن کے لیڈر سے محروم ہو گیا ہے۔ بلدیہ سیالکوٹ کے وائس چیئرمین ڈاکٹر بشیر احمد خان نے سیالکوٹ کے شہریوں کی جانب سے دلی رنج والم کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ جنرل اختر مرحوم کی وفات سے نہ صرف پاک فوج بلکہ پوری قوم کو عظیم نقصان پہنچا ہے۔ انجمن محبّانِ وطن سیالکوٹ کے ایک ہنگامی اجلاس میں بھی جنرل اختر حسین ملک کی وفات پر تعزیتی قرارداد منظور کی گئی۔ اجلاس کی صدارت مولوی ظہور الحسن نے کی۔

ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن لاہور۔

ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن لاہور کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعے لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک اور ان کی اہلیہ کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ قرارداد میں کہا گیا کہ مرحوم کی وفات سے ایسوسی ایشن کو شدید صدمہ ہوا ہے وہ اس وقت ہم سے جدا ہوئے ہیں جب ملک کو ان کی خدمات کی اشد ضرورت تھی۔ ان کی وفات سے ملک ایک مایہ ناز کمانڈر اور بہترین فرزند سے محروم ہو گیا ہے۔ ایسوسی ایشن کے ارکان نے فاتحہ خوانی بھی کی‘‘۔[116]

۴۔ ملک کے ممتاز ادیب، نامور شاعر اور روزنامہ امروز کے سابق مدیر جناب احمد ندیم قاسمی نے لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ چنانچہ لکھا:۔

’’لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک قوم کے ایک ایسے ہیرو تھے جن کا نام پاکستانی بچوں کو بھی یاد ہے۔ جب ان کی سرکردگی اور نگرانی میں پاکستانی افواج چھمب اور جوڑیاں کے آہنی مورچوں کو مسمار کرتی ہوئی جموں کی طرف بڑھ رہی تھیں تو جنرل اختر حسین ملک پاکستانیوں کی بہادری، استقامت اور اولوالعزمی کی ایک مجسم تصویر بن کر ابھرے اور اہل پاکستان کے ذہنوں پر چھا گئے۔ بعد میں جب چونڈہ کے میدان میں ان کے بھائی جنرل عبدالعلی ملک نے ٹینکوں کی اس جنگ میں غنیم (دشمن) کو

عبرتناک شکست دی جس میں بھارت نے اپنی پوری فوجی مشین داؤ پر لگا دی تھی۔ تو ان دونوں جری بھائیوں کے چرچے گلی گلی میں ہوئے۔ مجھے بے اندازہ اشتیاق تھا کہ اُن سے ملوں۔ اس کی ایک وجہ تو اوپر درج کر چکا ہوں دوسرے میں نے یہ بھی سنا تھا کہ ان دونوں بھائیوں کو علم وادب سے بھی رغبت ہے اور جنرل عبدالعلی ملک تو شعر بھی کہتے ہیں۔ تیسرے اس لئے بھی کہ یہ بھائی میری ہی بولی بولتے تھے اور ایک لحاظ سے میرے پڑوسی تھے۔ یوں بالواسطہ طور پر میں ان دونوں بھائیوں کے خاندان سے بھی متعارف تھا اور اس جستجو میں تھا کہ وہ لاہور آئیں تو اُن سے ملاقات کی سبیل پیدا ہو اور آخر مجھے اس میں کامیابی حاصل ہوئی۔ لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک سینٹو ہیڈکوارٹرز میں پاکستان کے فوجی نمائندے کے عہدے پر فائز تھے۔ جب ان کے والد گرامی کا انتقال ہوا اور وہ پاکستان تشریف لائے میں اپنے دوست جناب عزیز ہمدانی کے ہمراہ ملک جعفر صاحب کے دولت کدہ پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ جنرل صاحب اپنے والد گرامی کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے ہیں اور ان کی واپسی کا وقت قریب ہے۔

شگفتہ مزاج فوجی۔ آخر شام کے قریب وہ تشریف لے آئے۔ وہ ایک سادہ سے سوٹ میں ملبوس تھے۔ ان کے ہمراہ ان کے بڑے صاحبزادے کیپٹن سعید اختر ملک اور چند دوسرے عزیز اور دوست بھی تھے۔ میرے ساتھ نہایت گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔ مجھے چند ہی لمحوں کی گفتگو کے بعد معلوم ہوا کہ جنرل ملک نہایت شگفتہ مزاج انسان ہیں اور اپنی فوجی چال ڈھال اور غیر معمولی قد و قامت کے باوجود حسن ذوق، نفاست اور تہذیب کے پیکر ہیں۔ ہم سب کھانا کھانے کے لئے اٹھے تو لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک اپنے بڑے صاحبزادے کیپٹن سعید اختر ملک کے قریب سے گذرتے ہوئے رک گئے۔ انہیں سر سے پاؤں تک دیکھا اور پوچھا ”کیوں میاں! کہاں تک پہنچنے کے ارادے ہیں؟“ نکتہ یہ تھا کہ کیپٹن صاحب کا قد اپنے والد گرامی کے قد سے بھی نکلا جا رہا تھا۔

دلربا شخصیت۔ کھانے کے بعد مجھ سے کلام سنانے کی فرمائش کی گئی جسے میں نے اعزاز سمجھا اور بہت سی نظمیں اور غزلیں سنائیں۔ شاعر اپنے سامع کی طرف سے داد کے انداز اور موقع و محل سے فوراً اندازہ لگا لیتا ہے کہ موصوف سخن فہم ہیں یا یونہی تکلّف فرما رہے ہیں۔ میں نے جنرل ملک کی نفاستِ ذوق کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا۔ مگر یہ علم نہ تھا کہ وہ فن کے جمالیاتی پہلوؤں پر اتنے حاوی ہیں اور شعر کی انتہائی گہرائی تک جا پہنچتے ہیں۔ مجھے ان کی شخصیت کے ہر پہلو سے متعارف ہو کر بے حد خوشی ہوئی۔ بعد کی گفتگو میں انہوں نے بتایا کہ وہاں ترکی میں اردو کی چیزیں بہت کم پڑھنے کو ملتی ہیں

بس ایک ''جنگ'' اخبار پہنچتا ہے۔ جسے پہلے صفحہ کی پہلی سطر سے آخری صفحے کی آخری سطر تک پڑھا جاتا ہے۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں اپنی ادارت میں شائع ہونے والا ادبی رسالہ نہایت باقاعدگی سے نذر کرتا رہوں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اب جب ان کا سامان ترکی سے واپس آئے گا تو اس رسالے کی بعض اشاعتیں اس سامان میں یقیناً موجود ہوں گی۔ جنرل صاحب نے میرے مشاغل کے بارے میں پوچھا اور میں نے بتایا کہ گذر بسر اخباروں میں کالم نویسی پر ہوتی ہے تو انہوں نے ''لاہور لاہور ہے'' کا بطور خاص ذکر فرمایا اور اس کے بعد جب بات پاکستانی اخبارات کے مزاحیہ کالموں تک پہنچی تو انہوں نے ''ڈان'' میں شائع ہونے والے ''آرٹ بکولڈ'' کے کالموں کی اس لحاظ سے بہت تعریف کی کہ وہ کتنی روانی اور بے ساختگی کے ساتھ اپنے ملک کے صدر تک پر نہایت کڑی مگر نہایت شگفتہ تنقید کر جاتا ہے۔ یہ چند واقعات میں نے محض اس لئے درج کئے ہیں کہ لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کی فوجی مہارت اور جرأت پر تو بہت کچھ لکھا جائے گا مگر ان کی دلربا شخصیت کے یہ پہلو شاید عوام کی نظروں سے اوجھل رہیں۔ ترکی میں ٹریفک کے ایک حادثے نے پاکستان سے اس کا ایک سچا اور کھرا ہیرو چھین لیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ ہماری قومی تاریخ ان کے کارناموں سے ہمیشہ ہمیشہ گونجتی رہے گی۔''[117]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا چاند کی تسخیر پر تبصرہ

اس سال ۲۱ جولائی ۱۹۶۹ء کو امریکی خلائی جہاز اپالو گیارہ کی گاڑی خلاباز نیل آرمسٹرانگ (Neil Armstrong) اور خلاباز ایڈون ایلڈرن (Edwin Aldrin) کو لے کر چاند کی سطح پر اتر گئی اور اس طرح چاند پر انسان کے پہنچنے کے صدیوں پرانے خواب کی حیرت انگیز تعبیر منصۂ شہود پر آ گئی۔

چاند کی تسخیر انسان کا بہت بڑا تاریخی کارنامہ تھا لیکن اس عظیم الشان کارنامہ کے نتیجہ میں مسلمانان عالم کے بعض طبقے زبردست ذہنی انتشار کا شکار ہو گئے چنانچہ تنزانیہ سے بذریعہ خط حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو یہ اطلاع ملی کہ ایک احمدی مبلغ نے کسی استقبالیہ دعوت میں یہ باتیں سنیں کہ چاند پر جانا قرآن کریم کے خلاف ہے اور اس قسم کی بات کو قبول کر لینا موجب کفر ہے۔ اسی طرح رنگون کے احمدی مبلّغ نے بعض تعلیم یافتہ لوگوں حتیٰ کہ بعض علماء کو یہ کہتے سنا کہ اگر چاند پر انسان پہنچ بھی چکا ہو پھر

بھی ہمیں اس پر یقین کرنے کی ضرورت نہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۵ ستمبر ۱۹۶۹ء کو احمدیہ ہال کراچی میں خاص اسی موضوع پر ایک نہایت بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں قرآن عظیم کی متعدد آیات کی روشنی میں کمال شرح وبسط سے بتایا کہ:۔

''زمین اللہ تعالیٰ کی صفات کے مخصوص مجموعہ کا نام ہے یا آثار الصفات کے ایک مخصوص مجموعہ کا نام ہے جس کے ساتھ انسانی طاقتیں، قوتیں اور استعدادیں بندھی ہوئی ہیں اور جن کی پیدائش انسان کے فائدہ کے لئے ہے اور جن کے علاوہ کوئی اور چیز اس کے لئے فائدہ مند نہیں بن سکتی کیونکہ جو کچھ پیدا کیا گیا ہے وہ اسے وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ (ابراہیم: ۳۵) کی رُو سے عطا کیا گیا اور ہر وہ چیز جس کی انسان کو ضرورت تھی وہ اس زمین میں پیدا کر دی گئی۔ اگر خدا تعالیٰ کی صفات کے ان مخصوص جلووں سے ملتے جلتے جلوے اس عالم کے کسی اور حصہ میں بھی نظر آنے لگیں پھر تو وہ یہی زمین ''الارض'' ہوئی۔ اس میں انسان زندہ رہ سکتا ہے لیکن اس الارض کو جن معنوں میں قرآن کریم نے استعمال کیا ہے ان معنوں کی رُو سے اس قسم کی زمین سے باہر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ فِيْهَا تَحْيَوْنَ (الاعراف: ۲۶) کی صداقت اٹل ہے۔ انسانی زندگی کا مدار صفاتِ باری کے اسی زمینی جلووں کے ساتھ وابستہ ہے کیونکہ اس 'ارض' کے باہر یہ زمینی جلوے مفقود ہیں۔ اس لئے اس الارض سے باہر زندہ رہنا محال ہے۔ ہم ایک لحظہ کیلئے یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ انسان کبھی ایسی دریافت یا اس قسم کی ایجاد کر لے گا جس سے قرآن کریم کی تعلیم یا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی جو تفسیر فرمائی ہے اس پر اعتراض کرنے کے قابل ہو جائے گا...... فِيْهَا تَحْيَوْنَ میں قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انسانی زندگی اور بقاء اسی 'الارض' تک محدود ہے۔ یعنی آثارِ صفاتِ باری کے مخصوص جلووں ہی میں وہ زندہ رہ سکتا ہے۔ انسان اس 'الارض' کے ان جلووں سے باہر زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ زندہ رہنے کا تصور ہی کر سکتا ہے۔ ہم چاند پر چند گھنٹے کے لئے اترے، نہ اپنے لباس سے باہر آنے کی جرأت کی، نہ اپنے کھانے کو چھوڑ کر کوئی اور کھانے کا خیال آیا، نہ وہاں کوئی ہوا تھی جس میں سانس لے سکتے۔ پس جس

کرّہ پر ایک سانس بھی نہیں لیا، قدم رکھ کر واپس آ گئے۔اس سے قرآن کریم کی ابدی صداقتوں پر تو کوئی حرف نہیں آتا۔ بیشک یہ ایک کارنامہ ہے اور بہت بڑا کارنامہ ہے۔اس کو معمولی سمجھنا غلطی ہے لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی یہ شان نظر آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنی ذہنی اور دماغی قوت عطا کی ہے کہ انسان نے اللہ تعالیٰ کے قانون کو صحیح رنگ میں استعمال کر کے یہ کارنامہ انجام دیا۔الحمدللہ ثم الحمدللہ‘‘۔

اس پُر معارف خطبہ کے آخر میں حضور نے پُرشوکت انداز میں فرمایا:

’’آج ہم تمام سائنسدانوں کو بڑے دھڑلّے سے یہ چیلنج دیتے ہیں کہ تم اِن زمینی خصوصیات اور ان ارضی لوازمات کے بغیر کسی دوسرے کرّہ پر رہ کر تو دکھاؤ۔تم تو انسان کا ایک ایسا پھیپھڑا تک نہیں بنا سکتے جو اس زمینی ہوا کا محتاج نہ ہو۔تم تو ایسا انتظام بھی نہیں کر سکتے کہ پانی کے بغیر انسانی زندگی ممکن ہو۔تم تو ایک ایسا نظام بھی نہیں چلا سکتے کہ جس سے متوازن غذا کے بغیر انسانی صحت کا قائم رکھنا ممکن ہو‘‘۔[118]

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ تسخیر کائنات کے اس عظیم الشان کارنامہ سے بارہ سال قبل دسمبر ۱۹۵۷ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے آیت وَاِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ (الانشقاق: آیت ۴) کی تفسیر میں لکھا:

’’یعنی اس زمانہ میں یہ ثابت ہو جائے گا کہ بہت سے کُرّے جو بظاہر آسمان کے ساتھ وابستہ نظر آتے ہیں وہ زمین کا حصہ ہیں جیسے چاند اور مریخ وغیرہ یہ سائنس کا انکشاف اس زمانہ میں ہوا ہے پہلے نہیں ہوا تھا بلکہ مزید بات یہ ہے کہ ان کرّوں کو زمین کا حصہ سمجھ کر بعض لوگ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ راکٹ کے ذریعہ سے ان تک پہنچ جائیں یا ان کو بھی رہائش کے لحاظ سے زمین کا ہی ایک حصہ ثابت کر دیں۔اگر یہ ہو جائے یا بعض لحاظ سے چاند اور دوسرے کرّوں سے ایسے فائدے اٹھائے جا سکیں جس سے زمین متمتع ہو تو اس کا مفہوم یہی ہوگا کہ زمین پھیل گئی ہے‘‘۔[119]

سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے کی بابرکت تحریک

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے ۱۲ستمبر ۱۹۶۹ء کو احمدیہ ہال کراچی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے

ایک پُر معارف خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات کی حقیقت افروز تفسیر فرمائی نیز تحریک کی کہ پوری جماعت اِن آیات کو حفظ کرے چنانچہ فرمایا:

''میرے دل میں یہ خواہش شدت سے پیدا کی گئی ہے کہ قرآن کریم کی سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیتیں جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے ہر احمدی کو یاد ہونی چاہئیں اوران کے معانی بھی آنے چاہئیں اور جس حد تک ممکن ہو ان کی تفسیر بھی آنی چاہیے اور پھر ہمیشہ دماغ میں وہ مستحضر بھی رہنی چاہیے۔اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ستّر، اسّی صفحات کا ایک رسالہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفہ اول اور حضرت مصلح موعود کی تفاسیر کے متعلقہ اقتباسات پر مشتمل ہوگا شائع بھی کر دیں گے۔ مجھے آپ کی سعادتمندی اور جذبۂ اخلاص اور اِس رحمت کو دیکھ کر جو ہر آن اللہ تعالیٰ آپ پر نازل کر رہا ہے امید ہے کہ آپ میری روح کی گہرائی سے پیدا ہونے والے اس مطالبہ پر لبیک کہتے ہوئے ان آیات کو زبانی یاد کرنے کا اہتمام کریں گے۔ مرد بھی یاد کریں گے۔عورتیں بھی یاد کریں گی۔ چھوٹے بڑے سب ان سترہ آیات کو ازبر کرلیں گے۔ پھر تین مہینے کے ایک وسیع منصوبہ پر عملدرآمد کرتے ہوئے ہم ہر ایک کے سامنے ان آیات کی تفسیر بھی لے آئیں گے''۔120

اپنے مقدس اور محبوب امام کی اس تحریک پر احمدی مردوں اور خواتین نے والہانہ رنگ میں لبیک کہا۔ان کے اسمائے گرامی الفضل میں بغرض دعا شائع کئے گئے تھے۔121

مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی پر مسلم ممالک کی ایک اہم کانفرنس (مراکش)

مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی سے پیدا ہونے والی صورتحال اور مقاماتِ مقدسہ کے تحفظ کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے چھبیس اسلامی ملکوں کے سربراہوں کی ایک اہم کانفرنس مراکش کے دارالحکومت رباط میں ۲۲ تا ۲۵ ستمبر کو منعقد ہوئی۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ اتنی تعداد میں مسلم ممالک کے سربراہ اور حکومتوں کے نمائندے ایک جگہ جمع ہوئے۔ کانفرنس کے مجوّز سعودی عرب کے شاہ فیصل تھے اور عرب لیگ کے وزراء خارجہ کی کانفرنس نے اس کی توثیق کی تھی۔

کانفرنس کا افتتاح مراکش کے شاہ حسن ثانی نے کیا۔انہوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں کہا کہ آج ساری دنیا کی نگاہیں اس تاریخی کانفرنس پر لگی ہوئی ہیں۔ہمیں اس وقت نہایت اہم فیصلے کرنے ہیں۔ اسرائیل کی جارحیت اوراس سے پیدا ہونے والے مسائل جو اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کے ذریعہ حل نہیں ہو سکے،ہمیں ان کا ایسا تسلی بخش حل نکالنا ہے کہ جس سے مسلمانوں کو دنیا میں سربلندی حاصل ہو سکے۔انہوں نے کہا ہمیں فلسطین کے مہاجر بھائیوں کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔وہ سالہا سال سے گھروں سے بے گھر مارے مارے پھر رہے ہیں۔

حضور انور کی طرف سے دعا کی تحریک

اِسی روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے احباب جماعت کو خاص طور پر تحریکِ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مسلمان سربراہوں کی، جو آج رباط میں اجتماع کر رہے ہیں صحیح رہنمائی فرمائے اورانہیں ایسی توفیق بخشے کہ وہ متحد ہوکر مسئلہ فلسطین اور مسجد اقصیٰ کے معاملہ کو حل کرنے کی توفیق پائیں۔122

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کا برقی پیغام

اس موقع پر حضور انور کی زیرِ ہدایت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر نے مراکش کے شاہ حسن ثانی صدر رباط کانفرنس اور یحییٰ خان صاحب صدرِ پاکستان کے نام یہ پیغام ارسال کیا:۔

’’دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے فضلوں سے نوازے اور غور وفکر کے بعد صحیح فیصلے کرنے میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔میں آپ کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ فلسطین کا مسئلہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔فلسطین اُس مقام سے جہاں ہمارے آقا حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں بہت قریب ہے۔یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی ابتداء سے لے کر آخر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مسلسل شرارتیں اور ریشہ دوانیاں کرتے رہے تھے۔انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی خود بھی سازشیں کیں اور دوسروں کو بھی ایسی سازشوں پر اکساتے رہے لیکن وہ اپنی ان سازشوں میں بری طرح ناکام و نامراد رہے۔اب وہ اپنے قدم جمانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور آثار سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی نگاہیں مدینہ پر ہیں اور وہ مدینہ کی طرف پیش قدمی کے منصوبے باندھ رہے ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اِس وقت عرب متحد ہیں اور یہودیوں کا چیلنج قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔لیکن کیا عرب

اکیلے اس کا جواب دے سکتے ہیں؟ اس کا تعلق تمام مسلمانوں سے ہے اور تمام مسلمانوں کو اس وقت آگے آنا چاہیے۔سوال بیت المقدس کا نہیں بلکہ مدینہ منورہ کا اور اس سے بھی بڑھ کر خود مکّہ معظّمہ کا ہے۔سوال زید بکر کا نہیں بلکہ سوال خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کا ہے۔دشمن نے اپنی تمام طاقتیں مجتمع کر دی ہیں۔کیا مسلمان اب بھی متحد و متفق ہو کر اِس خطرہ کا مقابلہ نہیں کریں گے؟ وقت آن پہنچا ہے کہ جب مسلمان مل کر زندگی اور موت کی جنگ لڑیں اور اس میں فتحیاب ہوں۔ مسلمان بحمد اللہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اِنہیں ختم نہیں کیا جا سکتا۔انشاء اللہ العزیز مسلمان ہی فتحیاب ہوں گے۔قراردادوں کا وقت گزر چکا ہے۔یہ وقت ہے عملی اقدام کا اور قربانیاں پیش کرنے کا۔تمام مسلم ممالک کو اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس کام کے لئے وقف کر دینا چاہیے اور متحدہ فوج بنانی چاہیے۔ خدائی پیشگوئیوں کی رُو سے فلسطین کا مسلمانوں کو واپس ملنا یقینی ہے۔لیکن ہمارا فرض ہے کہ ہم انتہائی جدوجہد سے کام لیں اور خدائی پیشگوئیوں پر دل سے ایمان رکھتے ہوئے کسی تاخیر کے بغیر بھرپور اقدام کریں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کی مدد کرے تا اس کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں آپ صحیح اور مؤثر فیصلے کرنے میں کامیاب ہوں۔“ 123

رباط کانفرنس اور ہفت روزہ ”لاہور“

رباط کانفرنس میں بھارت کے مسلمانوں کو نمائندگی دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔اس کے باوجود یہود نواز بھارتی حکومت کے سرکاری وفد جس کے قائد سردار گوربچن سنگھ تھے شریکِ کانفرنس ہونے کی اجازت دے دی گئی جو سراسر خلافِ قاعدہ بات تھی اور یہ فیصلہ ایسے وقت میں کیا گیا کہ جب احمد آباد اور بھارت کے دوسرے علاقوں میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی تھی۔ بھارتی وفد پہلے روز جب کانفرنس میں شریک ہوا تو پاکستان نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا اور صدرِ پاکستان جنرل آغا محمد یحییٰ خان بھارتی وفد کی موجودگی کے خلاف احتجاج کے طور پر واک آؤٹ کر گئے۔انہوں نے کہا کہ میں ایسی حکومت کے نمائندوں کے ساتھ کانفرنس میں بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہوں جس کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہوں۔اسی طرح کانفرنس کا دوسرے روز کا اہم اجلاس معرضِ التواء میں پڑ گیا۔بالآخر طویل ملاقاتوں کے بعد صدر پاکستان کا موقف تسلیم کر لیا گیا جس کے بعد صدر یحییٰ خان نے اعلان کیا کہ حکومتِ پاکستان مقبوضہ عرب علاقوں سے اسرائیل کی فوجوں کو نکال باہر کرنے

اور مقدس مقامات کی آزادی کیلئے بھرپور کوشش کرنے کا تہیہ کر چکی ہے اور اس سلسلہ میں مسلم ممالک جو بھی کارروائی کریں گے پاکستان اس میں پوری طرح ساتھ دے گا۔ نیز کہا اگر ہم متحد ہو جائیں تو ہم نہ صرف اپنے مسائل کو حل کر سکتے ہیں بلکہ دنیا کے ستّر کروڑ سے زائد مسلمان ایک ایسی قوت بن سکتے ہیں جسے کوئی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ رائٹر کے مطابق کانفرنس نے متفقہ طور پر ایک اعلامیہ منظور کیا جس میں فلسطینی عوام کی حمایت کی گئی اور کہا گیا کہ انہیں فلسطین میں آباد ہونے کا حق ملنا چاہیے۔ اعلامیہ میں بڑی طاقتوں سے اپیل کی گئی کہ وہ شرقِ وسطی میں قیامِ امن کی کوششیں تیز تر کر دیں اور مقبوضہ علاقوں سے اسرائیلی افواج کی واپسی کی ضمانت دیں اور اس کے ساتھ ہی چار روزہ کانفرنس ختم ہوگئی۔ 124

جناب ثاقب زیروی صاحب مدیر اخبار ''لاہور'' نے رباط کانفرنس کے سلسلہ میں اپنے مؤقر جریدہ لاہور (۲۹ستمبر تا ۱۳را کتوبر ۱۹۶۹ء) میں متعدد شذرات سپردِ اشاعت کئے جن میں رباط کانفرنس میں بھارتی وفد کی شرکت پر تنقید کی اور اُن عرب ملکوں کے رویہ پر جنہوں نے کانفرنس میں شرکت سے گریز کیا اس رائے کا اظہار کیا ''ہمارے اِن بھائیوں کو ابھی تک یہودیوں کی مسلمان دشمنی کی وسعت و گہرائی ناپنے کی فرصت نہیں۔ بالفاظِ دیگر بیت المقدس کی تقدیس اور مسجد اقصیٰ کی حفاظت کا کام آج نہیں تو کل غیر عرب مسلمانوں کو ہی اپنے ہاتھ میں لینا ہوگا''۔ نیز لکھا ''شرقِ وسطیٰ کی جنگ کے بعد اور اس کانفرنس کے دوران امریکہ نے جو مخاصمانہ رول ادا کیا اس کے بعد کسی مسلم اکثریت یا اقلیت کا اس خوش فہمی میں مبتلا ہو جانا کہ مصیبت کے وقت (خواہ وہ راستی اور حق پر ہی کیوں نہ ہو) امریکہ کبھی اس کے جائز حقوق اور مطالبات کی بھی اعانت کرے گا بدترین قسم کی حماقت سے کم نہیں''۔

آپ نے رباط کانفرنس کے شرکاء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''جہاں تک کانفرنس کی قراردادوں کا تعلق ہے وہ عبارت آرائی، لفاظی اور مظاہرۂ شدتِ جذبات کے لحاظ سے بڑی جاندار ہیں لیکن اس تصویر کے کچھ اور رُخ بھی ہیں مثلاً یہ کہ کیا ان لفظی قراردادوں سے بیت المقدس کی بے حرمتی اور مسجد اقصیٰ کی تذلیل کے علاوہ یہودیوں کے جو گھناؤنے ارادے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے بارہ میں ہیں ان کا مؤثر انسداد ہو سکے گا...... کیا اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل (جس کی نکیل اُن مغربی طاقتوں کے ہاتھ میں ہے جن کا رُوآں رُوآں یہودی سرمایہ کا شرمندۂ احسان ہے) اس کاج کو سنوارنے میں کوئی مدد دے سکے گی۔ وہ عرب ملک جو دشمن کے جبڑوں میں ہونے کے باوجود محض

عذراتِ لنگ کی بناء پر مسلم سربراہوں کی اس اہم ترین کانفرنس میں شریک ہونے کی زحمت بھی گوارا نہ فرما سکے اور اب ایک بہیمت پرست مُسلم کُش غیر مسلم ملک سے سوشلسٹانہ مظاہرۂ رواداری کی رَو میں بہہ کر منفی قسم کی بیان بازی میں مصروف ہیں، کیا اُن سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اس سنگین مہم کو سر کر لیں گے اور کل کلاں کو اگر یہ تمام سہارے اوچھے، ناکارہ اور ریت کی دیوار ثابت ہوئے تو کیا یہودِ نامسعود کے حوصلے کچھ اور نہیں بڑھ جائیں گے اور یہ کانفرنس نتائج کے اعتبار سے اس کے دل و دماغ سے پانچ چھ عرب ملکوں کی طرح باقی بیس اکیس مسلم ملکوں کا رعب و دبدبہ بھی کم نہیں کر دے گا اور جو عرب ملک اپنی نام نہاد سوشلزم کے باعث آج بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کا نام لیتے ہوئے بھی انقباض محسوس کرتے ہیں، صرف اس لئے کہ کہیں اُن سے ان کا اسلحہ داتا روس ناراض نہ ہو جائے۔ کیا اس کانفرنس کے بعد بھی وثوق کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر کبھی اسرائیل نے مسلمانوں کے اِن دونوں عظیم و مقدس شہروں کو میلی نگاہ سے دیکھا تو اس وقت ان کی یہی سوشلزم اُن کے دینی ولولوں کے آڑے نہیں آئے گی۔ اور اِن سب توجیہات اور تنقیحات کے بعد سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس جوش و خروش کے پس منظر و پیش منظر کا اپنی آنکھوں سے مظاہرہ کر لینے اور اسرائیل کے نشہ طاقت اور اس کے مکروہ عزائم کو خوب بھانپ جانے کے بعد کیا حساس اور حقیقی اسلام دوست مسلم ممالک پر یہ واجب نہیں ہو جاتا کہ وہ سب سے پہلے دشمن کے آئندہ مکروہ عزائم کا سدباب کرتے ہوئے فوری طور پر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے تحفظ کا کوئی مشترکہ منصوبہ بنائیں کیونکہ (جیسا کہ ایک شیدائے اسلام نے اسرائیل نامی ناسور کا منہ بنتے ہی یہ انتباہ کیا تھا) کہ اب سوال زید یا بکر کی عزت کا نہیں رہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا ہے۔ اور معاملہ صرف فلسطین کے تحفظ کا نہیں۔ بات مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے تحفظ کی فکر تک آ پہنچی ہے''۔

آخر میں لکھا:۔

''اگر مؤثر عملی قدم کے طور پر یہ کانفرنس اس فیصلہ پر بھی منتج ہوتی کہ رباط کانفرنس کے تمام شرکاء (ملک) حفظِ ماتقدم کے طور پر اپنی پندرہ پندرہ فیصد فوج دونوں متذکرہ بالا شعائر (مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ) کے تحفظ کے لئے سعودی عرب بھیج دیں گے تو بیک وقت بیس بائیس ڈویژن فوج کے عین سر پر آ بیٹھنے سے کم از کم دشمن کے آئندہ مکروہ جارحانہ عزائم کا رُخ تو مڑ جاتا۔''[125]

(حضرت) مرزا طاہر احمد صاحب کا ولولہ انگیز پیغام ماریشس کے خدام کے نام

اس سال مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس نے خالد کا ماریشین ایڈیشن شائع کیا جس کے صفحہ ۶ پر صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا حسب ذیل ولولہ انگیز پیغام زیب قرطاس ہوا:۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس امسال (رسالہ) ''خالد'' کا ماریشس ایڈیشن شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ قابل احترام مبلغ انچارج مکرم اسماعیل منیر صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس نے اس موقع پر مجھے اپنا پیغام بھجوانے کے لئے کہا ہے۔ لیکن رسمی پیغام سے قبل میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ماریشس کے لوگ بالخصوص جو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں میرے بہت نزدیک اور مجھے بہت پیارے ہیں۔ احمدیت کی انتہائی مضبوط گرہ اور خدام الاحمدیہ کے بھائی چارے کے اضافی بندھن کے علاوہ بھی، ماریشس کے لوگوں کے ساتھ میرے اور قسم کے دوستانہ تعلقات ہیں۔ تقریباً تمام زائرین جو گذشتہ کئی سالوں سے آپ کے ملک سے یہاں زیارت کے لئے تشریف لا رہے ہیں میں انہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں اور ہم قریبی دوست ہیں۔ ان کی بہت سی یادیں ہیں جن سے میں محظوظ ہوتا ہوں۔ مزاجاً میں ماریشس کے لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔ وہ بہت ہی مہذب، شگفتہ مزاج، محنتی، بے تکلف اور دوستانہ رویہ کے مالک ہیں۔ کم ازکم جن کو میں جانتا ہوں ان سب کے کردار ان خصوصیات کے حامل ہیں۔ وہ سب آپ کے ملک کے اچھے سفراء رہے ہیں۔ ضمناً اس پیغام کے ذریعہ میں اپنا دلی احترام ان تک پہنچانا چاہوں گا اور انہیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ان کی یاد مجھے ہمیشہ پیاری رہے گی۔ اب جہاں تک پیغام کا تعلق ہے تو میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس مشکلات و مصائب کے دور میں جبکہ برائی کی طاقتیں تباہی پھیلا رہی ہیں اور

انسانیت اپنی بیشتر قدر کھو رہی ہے۔ یہ اہم سوال اٹھتا ہے کہ ”انسانیت کا آخر کیا انجام ہوگا؟“

ہر جگہ تباہ کن قوتیں دندناتی پھر رہی ہیں۔ ظلم، انتقام، جبر اور بغاوت جدید طرز زندگی کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ معاشرتی امن وسکون قصص پارینہ ہیں یا مستقبل بعید کی خام خیالیاں۔ ایک اداس کر دینے والی بے چینی دنیا پر چھا چکی ہے جس کے سائے ہر گزرتے گھنٹہ کے ساتھ گہرے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ عنقریب نازل ہونے والے مصائب دھند کی طرح ہوا میں معلق ہیں۔

مذہبی اور اخلاقی ضابطے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ بلکہ نہیں۔ ان کو تو ہنسی اور مذاق کا نشانہ بنایا جا چکا ہے۔ اچھے اخلاق اور شریفانہ رویوں کی پرانی قدیم روایات پراگندہ کر دی گئی ہیں اور باقی ماندہ صرف انسان کی ہزاروں سالہ ثقافتی ارتقاء کے ملبہ کا ڈھیر ہے۔

آزادی کو لاقانونیت خیال کیا جانے لگا ہے اور ہر طرف افراتفری کا عالم ہے۔ انسانیت سر کے بل اخلاقی انتشار میں گرتی چلی جا رہی ہے۔ مذہبی اور اخلاقی اقدار سے محروم ہونے کے بعد انسان کا معاشرتی ارتقاء جس جگہ اب کھڑا ہے، یہ اب دوبارہ ابتدائی انسانی ایام کی اتھاہ گہرائیوں میں ایک زبردست چھلانگ لگانے کو ہے۔ اس لمبی اور افسوس ناک کہانی کا اختصار یہ ہے کہ درحقیقت ہم انسان کے دوبارہ بندر جیسی زندگی کے ابتدائی مراحل میں تبدیل ہو جانے کے مکروہ رجحان کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کی آیت میں مذکور الٰہی سزا کہ ”ذلیل بندر بن جاؤ“ (البقرہ:٦٦)، پہلے ہی تکمیل کے مراحل سے گذر رہی ہے۔

میرے اسلامی بھائیو اور وفادار دوستو! یہ وہ ابتر حالات ہیں جنہیں دوبارہ درست کرنے کی ذمہ داری تمہیں سونپی گئی ہے۔ برائی کی یہ وہ زبردست قوتیں ہیں جن کے خلاف تم نے برسرپیکار ہونا ہے، ان پر غلبہ پانا ہے، انہیں شکست دینا ہے اور اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈالنا ہے۔ بھاری مشکلات آپ کے سامنے ہیں۔ انسانیت تو پہلے ہی ڈوبتی ہوئی نظر آ رہی ہے لیکن پھر بھی نہ تو صورتحال اتنی گھمبیر ہے اور نہ ہی

مصائب اس قدر ہیں جتنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بظاہر ایک ناممکن کام کو سرانجام دینے کے لئے قدم بڑھایا اور اسے کر دکھایا۔ اگر تم ان (ﷺ) کے (اس طور سے) حقیقی پیروکار ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت، استقامت، ہمت، جوش و جذبہ اور دائمی و مسلسل دعاؤں کا عشر عشیر بھی تم میں موجود ہے تو یہ یقین کرلو کہ کبھی بھی رکاوٹیں تمہیں منزل کی طرف قدم بڑھانے سے روک نہیں سکتیں۔ وہ آسانی کے ساتھ تمہارے سامنے تحلیل ہوتی جائیں گی۔ اس قسم کے معجزات پہلے بھی وقوع پذیر ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی رونما ہوں گے لیکن شرط یہ ہے کہ تم نبی اسلام ﷺ کے نقش قدم پر چلو۔

اسلام اور صرف اسلام ہی انسانیت کو آخری تباہی سے بچا سکتا ہے۔ وہ مرہم جو زخمی انسانی دلوں کے دردوں کو کم کرسکتا ہے اور شفا دے سکتا ہے، صرف اور صرف اسلام ہے۔ وہ امن جو قوموں اور نظریاتی جھگڑوں کے بحران کو ہمیشہ کے لئے سکون مہیا کرسکتا ہے، وہ صرف اسلام ہی کا امن ہے۔ اسلام امن کا علمبردار ہے، اس کا مطلب امن ہے اور امن کے لئے موزوں فضاء پیدا کرنے کی ہمیشہ کوششیں کرتا رہتا ہے۔

اگر آپ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے سچے خدام ہیں تو آپ کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ آپ بھرپور ہمت اور استقامت کے ساتھ امن کے مقاصد کے لئے، جیسا کہ اسلام کی اصطلاح سے سمجھا گیا ہے، کام کریں۔

اس (امن) کا مطلب صرف جنگ یا سیاسی بدنظمی کا نہ ہونا ہی نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انسان کا اپنے نفس میں مطمئن ہونا، اپنے خاندان، دوستوں اور ماحول میں پُر امن ہونا، تمام انسانیت کے ساتھ پُر امن، اور کائنات کے خالق و مالک کے ساتھ امن میں ہونا۔

اللہ آپ کو یہ مقدس کام، جس حد تک کامل ہوسکتا ہو، پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جس جگہ بھی آپ ہوں امن کے پیغامبر بنیں اور امن کے عظیم پیغمبر کے حقیقی خدام ثابت ہوں۔

انتہائی محبت و تعظیم کے ساتھ''

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا مجاہدین احمدیت سے خطاب

۲۰ستمبر ۱۹۶۹ء کو بعد نماز مغرب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے احاطہ میں لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے بیرونی ممالک میں پیغامِ حق پہنچا کر واپس تشریف لانے والے اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے بیرونِ پاکستان روانہ ہونے والے بیس کے قریب مجاہدینِ احمدیت کے اعزاز میں ایک عشائیہ ترتیب دیا گیا۔اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے نہایت عارفانہ خطاب سے سرفراز فرمایا چنانچہ سب سے پہلے تو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی الہامی دعا ''رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ'' (ترجمہ۔اے میرے رب مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا)[126]۔ ہمیشہ وردِ زبان رکھنے کی تلقین فرمائی۔پھر ارشاد فرمایا کہ مستشرقین میں سے بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے ان علوم میں بڑی مہارت حاصل کی ہے۔ان میں سے ایک مارگولیتھ بھی گذرے ہیں۔جنہوں نے بہت سی کتابیں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف لکھی ہیں۔ایک وقت میں اس کا یہ دعویٰ تھا کہ میرا اسلام کا مطالعہ اتنا وسیع ہے کہ اس زمانہ میں کسی مسلمان عالم نے مسند احمد بن حنبل شروع سے آخر تک نہیں پڑھی ہے۔لیکن میں نے یہ کتاب شروع سے آخر تک پڑھی ہے۔اس دعویٰ میں وہ سچا تھا یا نہیں۔اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ذہن دیا تھا۔اس نے قرآن کریم کا ترجمہ سیکھا اور بہت سی کتب احادیث کی شرح کی بھی پڑھیں اور اس کے حافظہ نے بہت سی باتوں کو یاد کیا۔اور اس شیطانی دل نے اسلام پر حملہ کرنے کا کوئی موقعہ نہ چھوڑا۔یہ اس کی فطرت کا ایک حصہ تھا۔

آکسفورڈ کی پہلی ٹرم میں لاطینی وغیرہ زبانوں کا امتحان بھی پاس کرنا پڑتا ہے اور چونکہ غیر ملکی طلباء لاطینی وغیرہ کا علم نہیں رکھتے اس لئے انہوں نے فارسی، عربی اور سنسکرت زبانوں میں سے کوئی ایک زبان لینے کی سہولت دی ہے۔ میں نے سہولت کی وجہ سے عربی زبان لی اور یہ صاحب (مارگولیتھ) وہاں عربی پڑھایا کرتے تھے۔غالباً دوسرا یا تیسرا دن تھا کہ اسے اسلام پر حملہ کرنے کا پہلا موقعہ ملا اور اس نے اسلام پر اعتراض کیا۔اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں نے یہ عہد کیا تھا کہ جب بھی وہ اسلام یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرے گا میں اس کا جواب دوں گا۔چنانچہ جب اس نے اعتراض کیا تو میں کھڑا ہو گیا اور کہا کہ آپ نے جو استدلال کیا ہے وہ قرآن کریم کی فلاں آیت یا فلاں حدیث کے خلاف ہے۔ان لوگوں اور خاص طور پر آکسفورڈ کے استادوں کا یہ طریق ہے کہ انہیں

بحث کی عادت نہیں ۔ اس نے کہا تمہارا یہ خیال ہے اور میرا یہ خیال ہے اور بات ختم کر دی ۔ بہر حال جو تاثر وہ دینا چاہتا تھا وہ نہ دے سکا ۔ دوسرے تیسرے دن اس نے پھر اعتراض کیا تو میں نے پھر اس کا جواب دیا ۔ مصر کے بعض طلباء نے مجھے کہا کہ تم اپنے آپ پر کیوں ظلم کر رہے ہو ۔ یہی پڑھانے والا ہے اور یہی امتحان لینے والا ہے ۔ میں نے کہا یہ مجھے امتحان میں فیل نہیں کرے گا کیونکہ ان لوگوں کی تربیت ہی ایسی ہے کہ اگر میرا پرچہ ٹھیک ہوا تو یہ مجھے فیل نہیں کرے گا ۔ غرض اس شخص کا دماغ گو معاند دماغ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے حافظہ اور ذہن عطا کیا تھا ۔ اور گو اس نے اس ذہن اور حافظہ کا غلط استعمال کیا لیکن اسلام کے ظاہری علوم میں اس میں (اور اس جیسے دوسرے مستشرقین) اور مسلمان علماء میں کوئی فرق نظر نہیں آیا ۔ سوائے دشمنی اور محبت کے فرق کے ۔

پس وہ دل جو اللہ تعالیٰ کی ذاتی محبت سے خالی ہے ۔ ممکن ہے کہ اگر اسے دلچسپی ہو اور وہ ذہن اور حافظہ سے کام لے اور کتابیں پڑھے تو بہت سے حوالے اس کو یاد ہوں گے اور وہ تقاریر لمبی کرے گا لیکن اس بات میں کہ کسی کو بہت سے حوالے یاد ہیں اور وہ تقریر کر سکتا ہے ایک مسلمان میں اور ایک مستشرق میں کوئی فرق نہیں بلکہ ممکن ہے ایک مستشرق ایک مسلمان سے زیادہ اچھا ذہن رکھتا ہو اور اس کو اس سے زیادہ حوالے ازبر ہوں اور اس کے مقابلہ میں وہ سینہ جو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت سے معمور ہو ممکن ہے اس کا حافظہ اور ذہن اتنا اچھا نہ ہو جتنا دوسرے گروہ میں سے کسی کا ہے لیکن یہ ممکن نہیں کہ اسے کسی وقت خدا تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہو اور وہ اُسے نہ ملے ۔

خطاب کے آخر میں فرمایا اگر محض دلائل کام دے سکتے اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت کے معجزانہ مشاہدہ کی ضرورت دنیا کو نہ ہوتی تو ہم مار گولیتھ جیسے عیسائی کو حوالے یاد کروا کے باہر بھیج دیتے اور ہمارا کام پورا ہو جاتا لیکن ہمارا یہ مقصد نہیں ۔ ہمارا مقصد یعنی جماعت احمدیہ کے قیام کا یہ مقصد ہے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کے جلوے دیکھے ۔ اگر ہمارے اپنے سینے خدا تعالیٰ کی محبت ذاتی سے خالی ہوں تو دنیا ہمارے ذریعہ خدا تعالیٰ کی محبتِ ذاتی کے جلوے کس طرح دیکھ سکے گی ۔ آپ ہمیشہ سوچا کریں اور یہ سوچنے کی بات ہے کہ واقعہ میں آپ میں وقف کی روح پائی جاتی ہے یا نہیں ۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ سے اس قسم کی محبت کا تعلق رکھتے ہیں کہ دنیا چاہے آپ کو قیمہ کر دے آپ کے جسم کا ذرہ ذرہ کر دے لیکن خدا تعالیٰ سے محبت میں کوئی فرق نہ آئے ...... بہر حال یہ سوچنے کی بات ہے اور آپ ہمیشہ اس نہج پر سوچیں اور دعا کریں ۔ میں تو ہمیشہ دعا کرتا رہتا ہوں اور آئندہ بھی کروں گا کہ جس حسین

شکل میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دیکھنا چاہتا ہے اسی شکل میں آپ اسے نظر آئیں......اس کے بغیر ایک واقفِ زندگی کا کوئی مزہ نہیں۔[127]

تعلیم الاسلام کالج کے فزکس بلاک کے پہلے مرحلہ کی تکمیل

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پیش نظر برسوں قبل جو عظیم الشان منصوبہ تعلیم الاسلام کالج کی طبیعیات کی تجربہ گاہوں سے متعلق تھا اور جس کے لئے آپ کم وبیش دس سال سے خصوصی جدوجہد فرمارہے تھے حضور کی سرپرستی، خاص توجہ اور غیر معمولی دلچسپی کے نتیجہ میں اکتوبر ۱۹۶۹ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کالج کو جدید ترین آلاتِ سائنس سے آراستہ و پیراستہ ایسی بلند پایہ تجربہ گاہیں قائم کرنے کی توفیق مل گئی جن میں بی ایس سی (آنرز) اور ایم ایس سی کے طلبہ کو بھی طبیعیات کی اعلیٰ تعلیم دی جاسکتی تھی اور اعلیٰ پیمانہ پر ریسرچ کا کام بھی جاری کیا جاسکتا تھا۔ کالج کی ان تجربہ گاہوں اور ان کے ساز وسامان کی مختصر کیفیت ''نامہ نگار'' الفضل کے الفاظ میں سپرد قرطاس کی جاتی ہے:۔

''تعلیم الاسلام کالج فزکس بلاک جو کئی لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل ہوا ہے درحقیقت ایک عظیم تر منصوبے کا پہلا مرحلہ ہے۔ یہ منصوبہ کوئی دس سال قبل شروع کیا گیا تھا اس کا احاطہ اسیّ ایکڑ کے قریب ہے۔ جب نئے کالج کا یہ جامع منصوبہ مکمل ہو جائے گا تو اپنی ذات میں ایک منفرد شان کا حامل ہوگا۔ اس میں ایک سائنس بلاک، آرٹس بلاک، ایک ہال، ایک لائبریری، چھ ہوسٹل، سٹاف کے کوارٹرز اور کیفے ٹیریا وغیرہ ہوں گے اور یہ عمارت ڈگری اور پوسٹ گریجویٹ کے معیار تک تعلیم دینے کے کام آئے گی۔ پرانی عمارت میں صرف ایف اے کی کلاسیں رہ جائیں گی۔ نئے کیمپس میں پانی کی فراہمی کے مناسب انتظامات موجود ہیں اور اس لئے بے شمار درخت اگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پچیس ایکڑ کا ایک باغ کیمپس میں داخل ہونے والوں کا استقبال کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کھیل کے میدانوں میں سبزہ اپنی الگ بہار دکھاتا ہے۔

نیا فزکس بلاک جو مضبوط کنکریٹ سے تیار کیا گیا ہے بیس ہزار مربع فٹ مسقّف رقبے پر مشتمل ہے اور اس میں متعدد تجربہ گاہیں بنائی گئی ہیں جن کا مختصر سا تعارف درج ذیل ہے۔

(۱) Low Pressure Physics اس لیبارٹری میں Backing and Diffusion

Pumps کے دو مکمل یونٹ موجود ہیں ایک چھوٹا سا Glass Blowing Unit بھی لگایا گیا ہے۔

(۲) Nuclear Physics Laboratory۔ ایلفا اور گیما کے تابکار ذرات منگوائے گئے ہیں اس کے علاوہ GM Counters اور Timer/Scaler یونٹ بھی موجود ہیں۔ اس لیبارٹری میں ایک بہت حساس Electrometer بھی نصب کیا گیا ہے جو 10^{-12} Amperes تک کی لہروں کو ماپ سکتا ہے۔ عام کلاسیکل تجربات میں مندرجہ ذیل تجربات شامل ہیں:۔

(۱) E/M الیکٹران کی تعین کی جے جے تھامسن ٹیوب۔

(۲) الیکٹرانک چارج دریافت کرنے کا Milikan Oil Drop کا تجربہ۔

(۳) الیکٹرانک لیبارٹری۔ اس میں اعلیٰ درجہ کا الیکٹرانک سامان موجود ہے۔ الیکٹرانک کا یہ سامان معیاری غیر ملکی فرموں کا تیار کردہ ہے تاہم کچھ ایسے تجربات بھی ہیں جو ہماری لیبارٹری میں ہی بڑی کامیابی سے تیار کئے گئے ہیں۔ (Spare Parts) فالتو پرزے بھی وافر تعداد میں منگوائے گئے ہیں تاکہ کام کے دوران دقت پیش نہ آئے۔ ان پر کوئی ۵۰,۰۰۰ روپے خرچ آیا ہے۔

ٹرانسسٹر سے تعلق رکھنے والے تجربات کے لئے ایک Mini-lab بھی منگوائی گئی ہے Solderless Joint Assembly اس کی خصوصیت ہے اس طرح اس کے مختلف آلات مختلف تجربوں میں بار بار استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

۴۔ ورکشاپ "50×"80 کی ایک ورکشاپ بنائی گئی ہے جس میں ورکشاپ کے سامان کے علاوہ ایک لیتھ، ڈرلز اور Coil Winding مشین بھی موجود ہے۔

ہوائی جہاز کا ایک انجن بھی موجود ہے۔ خاص آلات کے ذریعے اس کے سسٹم سے طلباء کو آگاہ کیا جاسکتا ہے۔

۵۔ آپٹک لیبارٹری Optic Lab میں تین ڈارک روم (Dark Rooms) ہیں جو ہوا خارج کرنے والے پنکھوں سے آراستہ ہیں۔ ان کمروں میں طبیعیات کے بعض عالمی شہرت کے تجربات نصب کئے گئے ہیں۔

۶۔ بی ایس سی آنرز کی لیبارٹری۔ اس میں وہ تجربات موجود ہیں جو بی ایس سی آنرز کے نصاب میں موجود ہیں۔

۷۔ بیٹری روم۔ ایک علیحدہ بیٹری چارجنگ روم بنایا گیا ہے جس میں چار یونٹ لگائے گئے ہیں

ان میں سے دو تو ایسے ہیں جن کی نظیر سارے پاکستان میں شائد نہیں ملے گی۔

۸۔سٹور۔سٹور کا حصہ تین مختلف سٹوروں پر مشتمل ہے جو بیک وقت بی ایس سی اور ایم ایس سی کی کلاسز کے کام آ سکتا ہے۔

۹۔لیکچر روم۔ایک بڑے تھیٹر کے علاوہ دو چھوٹے لیکچر روم بھی بنائے گئے ہیں۔تھیٹر میں سمعی اور بصری تعلیم کی بھی مکمل سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔

۱۰۔دفتر۔جنوبی حصے میں "13×"18 کے چار کمرے پروفیسروں کے مطالعہ اور دفتر کے لئے مختص ہیں ان میں سے ایک کمرہ کمیٹی روم کے طور پر استعمال ہوگا۔جہاں طلباء اور اساتذہ باہم مل کر گفتگو کر سکیں گے۔

۱۱۔لائبریری۔فزکس کی اپنی علیحدہ لائبریری ہے جس میں ایک ہزار سے زیادہ مستند، مفید اور نایاب کتب مہیا کی گئی ہیں۔ان میں سے خاص طور پر قابل ذکر وہ چودہ سائنس کی ڈکشنریاں ہیں جو خاص تحقیقی کاموں اور روزمرہ کے تجربات کے لئے انتہائی مفید ہوں گی۔

یہ سارا منصوبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ذاتی دلچسپی اور توجہ سے پروان چڑھا ہے۔‘‘[128]

مجددیت سے متعلق ایک غلط تخیّل کی تردید

ان دنوں اس غلط تخیل کو بڑی کوشش سے جماعت میں پھیلایا جا رہا تھا کہ اِس وقت کوئی مجدد نہیں۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۱۷/اکتوبر ۱۹۶۹ء کو اس شیطانی وسوسہ کی پُرزور تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اور امتوں کو تو چھوڑو بنی اسرائیل میں ایک وقت میں سینکڑوں ہزاروں مجدد ہوا کرتے تھے۔پھر آپ نے فرمایا ہے کہ مجدد اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور روحانی سلسلہ جہاں سے بھی شروع ہوا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے اور مثیلِ موسیٰ ہونے کی حیثیت سے آیت استخلاف کے ماتحت آپ کے سلسلہ میں بھی ہزاروں لاکھوں مجددین کا آنا ضروری تھا۔چنانچہ یہ تجدید دین کرنے والے ہر علاقہ اور ہر ملک میں آئے اور انہوں نے تجدید دین کا کام باحسن طریق ادا کیا۔نائیجیریا کے عثمان فودیو

بھی مجدد تھے۔انہوں نے اپنے زمانہ میں بڑی بے نفسی سے اسلام کی اشاعت کے لئے کوشش کی ہے۔آپ صاحبِ کشوف ورؤیا اور صاحبِ الہام تھے۔

اس زمانہ میں مثلاً ہمارے مبلغ ہیں جو دنیا کے مختلف علاقوں میں کام کررہے ہیں۔ ہمارے کئی مبلغین ساری عمر افریقہ میں رہے ہیں اور بعض نے تو وہیں اپنی جان بھی دے دی ہے۔ یہ مبلغ بھی تو آخر تجدید دین ہی کا کام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں سینکڑوں ہزاروں مجدد ہر وقت موجود رہتے ہیں۔

بہرحال یہ بڑا غلط تخیّل ہے جو اس وقت بعض لوگوں کے دل میں پیدا ہو گیا ہے کہ اس وقت کوئی مجدد نہیں اور اس شیطانی خیال کو بڑی کوشش سے پھیلایا جا رہا ہے حالانکہ بڑی عجیب بات یہ ہے کہ خلافت راشدہ تو موجود ہے جو مجددوں کی سردار ہے مگر مجدد کوئی نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سپہ سالار موجود ہے لیکن فوج موجود نہیں۔صحابہ جنہوں نے اسلام کی اشاعت کی وہ بھی مجدد تھے۔ دراصل بات یہ ہے کہ کوئی صدی بھی مجددین سے خالی نہیں رہی۔ ہر صدی کے شروع میں بھی مجدد رہے ہیں، وسط میں بھی مجدد رہے ہیں اور آخر میں بھی مجدد رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اسلام پر انتہائی تنزل کا زمانہ تھا۔اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے مقربین اسلام میں بحر زخار کی طرح موجود رہے ہیں گویا وہ تنزل کا زمانہ بھی نسبتی تنزل کا زمانہ تھا۔ یہ مقربین اپنی اپنی جگہ چھوٹی چھوٹی شمعیں جلائے بیٹھے تھے۔

دیکھو خلافتِ راشدہ کے سلسلہ کے خلفاء امام اور مجددین بھی تھے۔صدی کے سر پر جو مجددین آئے ان میں اور خلفائے راشدین میں نمایاں فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ مثلاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حکم ساری امت پر چلتا تھا لیکن صدی کے سر پر آنے والے مجددین میں سے کسی ایک کا حکم بھی ساری امت پر نہیں چلا بلکہ ان کا حکم اپنے اپنے زمانہ اور اپنے اپنے علاقہ کے لوگوں پر چلا۔ وہ انبیائے بنی اسرائیل کی طرح محدود علاقہ کے لئے تھے۔اور پھر وہ محدود زمانہ کے لئے تھے لیکن حضرت ابوبکرؓ

کا حکم ساری دنیا پر چلتا تھا۔حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کئی نئے ممالک فتح ہو چکے تھے اور حضرت عمرؓ کا حکم ان سب ممالک پر چلتا تھا۔روحانی اور دینی لحاظ سے بھی۔ان سب ممالک کے رہنے والوں کو آپ کا فتویٰ آپ کا حکم اور آپ کا فیصلہ ماننا پڑتا تھا۔اور اس کے لئے وہ کوشش بھی کرتے تھے۔جو آپ کا حکم،فتویٰ یا فیصلہ ماننے سے انکار کرتا تھا۔وہ باغی سمجھا جاتا تھا لیکن ان کے مقابلہ میں حضرت سید احمد صاحب شہید کو لو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے مجدد تھے۔انہوں نے کیا کوشش کی کہ نائیجیریا کے لوگ ان کی بات مانیں۔انہوں نے اس کے لئے کوئی کوشش نہیں کی اس لئے کہ صدی کے سر پر آنے والا مجدد ساری دنیا کے لئے نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے علاقہ اور زمانہ کے لئے ہوتا ہے۔پھر عثمان فودیو کو لے لو وہ نائیجریا کے مجدد تھے۔ان کے پیدا ہونے سے پہلے ملک کے اخیار کو ان کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی اور یہ بتایا گیا تھا کہ عنقریب مجدد پیدا ہوگا۔آپ ان بشارتوں کے مطابق پیدا ہوئے لیکن اس کے باوجود انہوں نے کوئی کوشش نہیں کی کہ شامیوں یا چینی مسلمانوں سے اپنی بات منوائیں۔اگر وہ شامیوں کی طرف سے بھی مجدد تھے تو انہوں نے ان سے اپنی بات نہ منوا کر خود خدا تعالیٰ کی بات کو نہ مانا جو درست نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف مجدد ہی نہ تھے بلکہ آپ مامور من اللہ تھے۔آپ ظلّی نبی تھے اور کمال ظلیت اور فنافی الرسول میں آپ اول نمبر پر تھے۔آپ کے نبوت کے دعویٰ کی وجہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت آپ کے پاس ہی رہی۔اور کمال ظلیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا مشن بھی ساری دنیا کے لئے ہے جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ساری دنیا کے لئے تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حالات بھی ایسے پیدا کر دیئے ہیں کہ ساری دنیا میں تبلیغ ہو رہی ہے۔مسلمانوں کو قرآن کریم کے صحیح معنی سے متعارف کرایا جارہا ہے اور غیر مسلموں کو اسلام کے حسن اور احسان کے ذریعہ اسلام کی طرف لایا جارہا ہے اور اللہ ہی فضل کر رہا ہے کیونکہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی انسان کا کام نہیں۔یہ کام انسانی طاقت سے باہر ہے۔اس لئے ایک احمدی کو تو ہر وقت الحمدللہ رب العالمین کہتے رہنا چاہیئے‘‘۔[129]

حضرت عثمان ڈان فوڈیوؒ کا ذکر خیر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۱۷/اکتوبر ۱۹۶۹ء کو مجددین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''نائیجیریا کے عثمان فودیو بھی مجدد تھے۔انہوں نے اپنے زمانہ میں بڑی بے نفسی سے اسلام کی اشاعت کے لئے کوشش کی ہے۔آپ صاحبِ کشوف ورؤیا اور صاحبِ الہام تھے۔''[130]

حضرت عثمان ڈان فوڈیوؒ کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

آپ ۱۷۵۴ء میں نائیجیریا کے شمالی علاقہ میں مراٹا Marata کے مقام پر پیدا ہوئے اور ۱۸۱۷ء میں ۶۳ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔آپ فلانی قبیلہ کی ایک شاخ سے تعلق رکھتے تھے جسے ٹورونکاوا Toronkawa کہتے تھے اور جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ از منہ گزشتہ میں ان کی رگوں میں عرب خون دوڑتا تھا۔ان کے قبیلہ کے لوگ زیادہ تر درس وتدریس اور تبلیغ اسلام کے فریضہ کی ادائیگی میں مصروف رہتے تھے اور لوگوں کی نظروں میں دوسروں سے بہتر مسلمان تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اسلامی شرع کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔حضرت عثمان ڈان فوڈیو جوانی ہی میں بہت بڑے عالم باعمل تھے۔اس طرح ان کے خاندان کے دیگر بہت سے افراد بھی علمی شغف رکھتے تھے۔آپ نے اوائل عمر میں اپنے والد محترم اور چچا سے تعلیم حاصل کی تھی اور جبکہ وہ ابھی تعلیم حاصل کر رہے تھے انہوں نے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا۔اس وقت وہ ڈیگل میں مقیم تھے۔اس سے تھوڑا ہی عرصہ بعد انہوں نے ڈیگل سے نکل کر دیگر علاقوں میں بھی لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیم کی طرف توجہ دلانی شروع کر دی۔ان تبلیغی دوروں کے دوران حضرت عثمان کو بعض علاقوں کے حاکموں سے ملنے اور انہیں اسلامی عقائد اور سلاطین کے فرائض کی طرف توجہ دلانے کا فریضہ سرانجام دینا پڑا۔ان کے اپنے علاقہ کے ساتھ ملحق ایک ریاست جس کا نام گوبیر تھا، کے سلطان باور سے بھی وہ ملے۔ان ملاقاتوں نے ان کی عظمت کو بہت بڑھا دیا۔تبلیغ کے نتیجہ میں ان کے پیروکاروں کی تعداد سرعت سے بڑھی۔چونکہ سلاطین ایسے لوگوں کو ہمیشہ اپنی مٹھی میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور جوان کے ہاتھ نہ آئے اسے طرح طرح کی تکالیف پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔آپ کے ساتھ بھی ایسے ہی ہوا۔آپ کو شہید کرنے کی کوشش بھی کی گئی لیکن اللہ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔آپ کی تبلیغ کے

نتیجہ میں جن لوگوں نے آپ کی روحانی قیادت کو تسلیم کیا ان سب کو آپ نے ایک جماعت کی لڑی میں پرو دیا اور اس طرح مومنوں کی ایک الگ جماعت بن گئی۔

آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجہ میں آپ اور آپ کی جماعت پر پابندیاں بھی لگا دی گئیں۔ جب ظلم وستم کی انتہا ہوئی تو آپ نے اپنی جماعت کو ہجرت کرنے کا ارشاد فرمایا چنانچہ سب گوڈو کی طرف ہجرت کر گئے۔ گوڈو میں بھی دشمنوں نے متعدد حملے کیے اور آخر ۱۸۰۸ء میں گوبیر کا سلطان مارا گیا اور دارالخلافہ حضرت عثمان فوڈیو کی جماعت کے ہاتھ آیا۔ اس فتح کے بعد حالات سرعت کے ساتھ بدلنے لگے اور لوگوں کو آپ کی جماعت کی طاقت کا اندازہ ہو گیا۔

کہا جاتا ہے کہ باوجود اشتعال انگیزی کے حضرت عثمان ڈان فوڈیو نے خود جنگ میں کبھی حصہ نہیں لیا تھا البتہ جنگ کے دوران اپنی فوجوں کی راہنمائی ضرور کرتے تھے۔ ان کے پیروکار انہیں امیر المومنین کے لقب سے یاد کرتے۔ اپنوں اور غیروں کا بھی ان کے متعلق یہی تاثر تھا کہ وہ چاہتے تھے کہ تمام مسلمان رسول اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلیں۔

سوکوٹو کے سلطان کو آج بھی امیر المومنین کہا جاتا ہے اور سلطان ہمیشہ حضرت عثمان ڈان فوڈیو کے خاندان ہی سے منتخب کیا جاتا ہے۔[131]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفر لاہور

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا اس سال کا تیسرا سفر سفرِ لاہور تھا۔ حضور ۸؍اکتوبر ۱۹۶۹ء کو لاہور تشریف لے گئے اور ۱۵؍اکتوبر ۱۹۶۹ء کو واپس مرکز احمدیت ربوہ میں وارد ہوئے۔ حضور نے محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو ربوہ میں امیر مقامی مقرر فرمایا۔ کراچی کی طرح اس سفر میں بھی چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نے پرائیویٹ سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ حضور کا قیام کوٹھی پام ویو۔ ۵ ڈیوس روڈ میں تھا جہاں کوٹھی کے ملحقہ وسیع اور خوبصورت لان میں ایک طرف شامیانے کے نیچے نمازیں ادا کرنے کا انتظام تھا دوسری طرف زائرین کے لئے کرسیاں بچھائی گئی تھیں۔ حضور کی کار جونہی کوٹھی کے اندر داخل ہوئی فضا اَھلاً وَّ سھلاً وَّ مرحبًا کی دلربا آوازوں سے گونج اٹھی۔ پیارے امام کے اس والہانہ استقبال کا یہ منظر نہایت ہی پُر کیف اور ایمان افروز تھا۔ عشّاق خلافت فرطِ عقیدت سے تقریباً ایک گھنٹہ سے دو رویہ قطار میں کھڑے اپنے مقدس آقا کی آمد

کے بیتابی سے منتظر تھے۔ حضور کار سے باہر تشریف لائے تو چوہدری اسد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور دوسرے احباب نے حضور کا نہایت گرمجوشی سے خیر مقدم کیا۔

۹ ر اکتوبر کو حضور نے اراکین مجلس عاملہ جماعت احمدیہ لاہور کو اجتماعی ملاقات کا شرف بخشا۔ اس موقع پر حضور نے شعبہ اصلاح وارشاد کے سلسلہ میں فرمایا یہ ٹھیک ہے کہ ہمیں اپنے نقطۂ نظر کو مؤثر رنگ میں پیش کرنے کے لئے قرآن کریم اور دیگر کتب اسلامیہ پر مشتمل دلائل و براہین کو ذریعہ بنانا پڑتا ہے لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے نقطۂ نظر کے اظہار کے اس طریق کار میں مزید وسعت پیدا کریں۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم محسن انسانیت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کی ظلّیت میں آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی تعمیل میں غریب عوام سے بالخصوص خادمانہ اور ہمدردانہ تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ آج کا غریب طبقہ ہر طرف سے دھتکارا ہوا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کا جو انسانی شرف قائم کیا ہے اس سے بھی وہ محروم ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم بلا لحاظ رنگ ونسل یا مذہب وملت ہر غریب و بیکس کی عزت واحترام کریں اور اس سے نہایت ہمدردی اور پیار کا سلوک روا رکھیں۔

حضور نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا احمدیوں کو اللہ تعالیٰ نے حقائق سے بہرہ ور فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا اور اپنے فضل سے ان کی مشکلیں آسان فرماتا ہے۔ چنانچہ ہر احمدی بقدر استطاعت اللہ تعالیٰ کے فیوض اور اس کے انوار کو کم وبیش اپنی زندگی میں جلوہ گر پاتا ہے۔ اس شرف میں اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی شریک کرنا انسانی فرض ہے۔ یہ بھی دراصل ایک غربت ہی ہے کہ وہ خدائے بزرگ و برتر کی ذات وصفات کے علم وعرفان سے بے بہرہ ہیں۔ مالدار لوگ تو دنیا کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں ویسے ان کو بھی اس سے نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن اصل مسئلہ اس وقت غریب و بے سہارا لوگوں کی غربت کا علاج اور ان کے دکھ درد کا مداوا اور ان کے حقوق کی حفاظت ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ مجسم اخلاق بن جائیں۔ انسانی شرف کو قائم کرنے کی غرض سے حسنِ اخلاق اور غریبوں اور بے بسوں کی ضروریات کو حتی المقدور پورا کرنے کے لئے یہ دوہرے جلوے دکھانے میں ہر وقت کوشاں رہے کیونکہ خوش خُلقی، اچھا سلوک اور نیک نمونہ ہی علاج کا بہترین طریق ہے۔

اسی روز حضور مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے مجلس علم و عرفان میں رونق افروز ہوئے اور احباب جماعت کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے سیر حاصل مطالعہ اور مسائل کی گہری تحقیق کرنے کی ہدایت فرمائی اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب دراصل دینی علوم کا ایک بحر ذخّار اور ایک قیمتی خزانہ ہے۔ان علوم سے بے بہرہ ہونے اور اس دولت بے بہا سے خود کو بھی اور اپنی نسلوں کو بھی مالا مال کرنے میں کسی دم بھی غافل نہیں رہنا چاہیے۔نیز فرمایا کہ کتب سلسلہ کے گہرے اور مسلسل مطالعہ کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ دعاوی پر علی وجہ البصیرت ایمان نصیب ہوتا ہے اور اس میں پختگی پیدا ہوتی ہے اور اس طرح مخالفین حق کے ہر وار کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی توفیق ملتی ہے۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تجدید دین اور احیائے اسلام کے شاندار کارناموں کے ذکر پر حضور نے فرمایا کہ امت محمدیہ کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ ہر زمانہ میں سینکڑوں ہزاروں اخیار و ابرار احیائے اسلام کے لئے پیدا ہوتے رہیں گے۔البتہ اس سلسلہ اولیاء کی کڑی میں سے نمایاں طور پر بالعموم صدی کے سر پر آنے والے مجددین کا وجود ہوگا جو ایک ہی وقت میں کئی ہو سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا اسلامی لٹریچر اور واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک ہی وقت میں مختلف علاقوں میں کئی کئی مجددین ہوتے رہے ہیں۔اسی لئے اسلام کے مختلف مکتب فکر کی کتابوں میں ایک ہی صدی کے مختلف مجددین تسلیم کئے گئے ہیں پس امت محمدیہ پر کبھی ایسا زمانہ نہیں آیا کہ وہ اولیاءاللہ کے وجود سے خالی رہی ہو حتیٰ کہ فیج اعوج کے گئے گذرے زمانہ میں بھی اولیاء اللہ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح موجود رہے ہیں۔پس کسی بھی زمانہ کو مجدد کے وجود سے خالی سمجھنا ایک ایسا شیطانی خیال ہے جس کی زد براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑتی ہے کہ نعوذ باللہ آپ کی یہ بشارت پوری نہیں ہوئی کہ ہر زمانے میں تجدید دین کرنے کے لئے سینکڑوں ہزاروں مجددین آتے رہیں گے۔البتہ ان مجددین میں موعود مجدد ایک ہی ہے جو مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ان پر آ کر ایک سلسلہ مجددین ختم ہو جاتا ہے البتہ دوسرا سلسلہ جس میں ایک وقت میں احیائے دین، استحکام دین اور اشاعت قرآن کے لئے سینکڑوں ہزاروں بھی ہو سکتے ہیں اور عملاً سرفروش مجاہدین دین کی شکل میں موجود بھی ہیں۔یہ سلسلہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ خلافت میں مجددین کی اس روحانی فوج کے سربراہ ہمیشہ خلفائے وقت ہی ہوتے رہیں گے۔

۱۰؍اکتوبر کو حضور نے مسجد دارالذکر میں ایک پُر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں خلافتِ حقہ کی عظیم نعمت پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا اللہ تعالیٰ اپنی خاص مشیت کے ماتحت بظاہر ایک کم مایہ اور ناتجربہ کار شخص کو مسندِ خلافت پر بٹھاتا ہے اور پھر اس کے فضل سے اس کے وجود میں قدرت ثانیہ کا ظہور اس رنگ میں جلوہ افروز ہوتا ہے کہ اس کے مقابلے میں جولوگ اپنے آپ کو بڑا کرتا دھرتا سمجھتے ہیں یا اپنی تجربہ کاری اور تبحّرِ علمی کا دم بھرتے ہیں۔ وہ اس کے جلال و جمال اور عقل وفراست کے سامنے مات کھا جاتے ہیں۔ ان کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ خلافتِ اولیٰ اور پھر خلافتِ ثانیہ کے حالات اور واقعات اس کے شاہدِ ناطق ہیں۔ خلافت ثالثہ کا قیام بھی انہی بنیادوں پر عمل میں آیا ہے۔ اس وقت بھی جماعت میں بڑے عالم، بڑے بزرگ اور بڑے ولی موجود تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نظرِ انتخاب مجھ کم مایہ پر پڑی۔ میں اپنی ذات میں کچھ نہیں ہوں۔ میرا پہلا اور آخری سہارا اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے جب اپنے پیار کا اظہار فرماتا اور اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارش برساتا ہے۔ تو میرا دل جذبات تشکّر سے لبریز ہو کر اس کے حضور اور زیادہ جھک جاتا ہے۔ اس عاجزی اور کم مائیگی کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحمت کے سہارے پر خلیفۂ وقت کو ایک غنٰی کا مقام بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور اس لحاظ سے اسے منافقوں، سست اعتقادوں اور متکبروں کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ پس خلافتِ حقہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے اس کی قدر کرنے اور اس کی برکات سے متمتع ہونے میں ہر ایک کی اپنی دین ودنیا کی بھلائی اور ہم سب کی خوشی ہے۔

حضور کی لاہور میں تشریف آوری اور مختصر قیام کے پیش نظر ضلع کی شہری اور دیہاتی جماعتوں کو بھی حضور کی ملاقات اور حضور کے ارشادات سے مستفید ہونے کے لئے ملک منور احمد صاحب جاوید قائد ضلع لاہور (حال نائب ناظر ضیافت ربوہ) نے احباب کے بسہولت لاہور پہنچنے کے لئے بس کا انتظام کیا۔ چنانچہ قصور، للیانی، کھیر پڑ، لدے کے نیویں، ہڈپارہ، جوڑہ، ہانڈو، باٹاپور، کماس، راجہ جنگ اور شاہدرہ ٹاؤن کے ایک سو سے زائد احباب ایک سپیشل بس پر لاہور پہنچے۔ حضور نے اس روز مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور اس کے بعد احباب کو مختلف علمی اور دینی موضوعات پر اپنے ارشاداتِ عالیہ اور بیش قیمت نصائح سے مستفیض فرمایا۔ چنانچہ فرمایا کہ قانون کی خلاف ورزی کی سزا کے لحاظ سے چھوٹے بڑے کا سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ قانون کی نگاہ میں سب برابر ہیں۔ ہمیشہ اچھی اور پائیدار حکومت وہی ثابت ہوتی ہے جس میں قانون کا احترام پایا جاتا ہو۔ حضور نے فرمایا کہ

چنگیز خاں اور اس کے جانشین جن کا کوئی دین و مذہب نہ تھا۔ آجکل کی مہذب دنیا کی انہیں ہوا تک نہیں لگی تھی مگر ان کی حکومت میں ان کے اپنے انداز کا جو قانون پایا جاتا تھا اس کی سختی سے پابندی کرائی جاتی تھی۔ چنانچہ ان کی حکومت میں عورتیں سر پر سونے کے گھڑے اٹھائے کھلے بندوں پھرتی تھیں۔ یہاں تک کہ سونے اور جواہرات کے چھکڑے باہر ہی پڑے رہتے تھے لیکن ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔ لوگ امن وامان سے زندگی گزارتے تھے۔ مسلمانوں کیلئے یہ لمحہ فکر یہ ہے کہ ان کے پاس تو اتنی حسین اور پُر حکمت تعلیم ہے۔ وہ کیوں اس پر عمل نہیں کرتے؟ حضور نے فرمایا کہ اگر ہمارے ملک میں حکومت اسلامی سزاؤں کو نافذ کر دے تو صرف دس بارہ چوروں کے ہاتھ کاٹنے ہی سے چوری چکاری کا مکمل خاتمہ ہوسکتا ہے۔

حضور نے پیدائشی احمدیوں کو بالعموم اور ان کی نوجوان نسل کو بالخصوص یہ نصیحت فرمائی کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر علیٰ وجہ البصیرت ایمان رکھنا چاہیے اور ذہنی طور پر انہیں تسلی ہونی چاہیے کہ حضرت اقدس کی عطا فرمودہ تعلیم، صداقت پر مشتمل اور حکمت سے پُر ہے اور اگر ان کے دل میں کسی وقت کسی وجہ سے کوئی شبہ پیدا ہو تو انہیں اس کا جرأت کے ساتھ اظہار کرنا چاہیے۔ حضور نے احباب جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلبۂ اسلام کی بشارتوں اور پیشگوئیوں سے لبریز کتب کو ہمیشہ پڑھنے اور پڑھانے کی ہدایت فرمائی۔ یہ بابرکت مجلس علم وعرفان بالآخر دو دوستوں کی بیعت پر منتج ہوئی۔ جن میں سے ایک دوست نے ایک خطیر رقم حضور کی خدمت میں پیش کی جسے حضور نے قبول فرمایا اور اسے جاپان مشن کی مد میں بھجوانے کا ارشاد فرمایا۔

۱۱/ اکتوبر کو حضور نے مجلس علم وعرفان کے دوران اس حقیقت کی نہایت لطیف پیرائے میں وضاحت فرمائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں قیامت تک کے زمانے تک پھیلی ہوئی ہیں اور ان کا دائرہ تمام ملکوں پر حاوی ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ آپ صرف اس صدی کے مجدد تھے واقعاتی لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہے۔ یہ صرف آپ کا وجود ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے کر پیشگوئیاں کیں۔ اسی طرح امت مسلمہ کے کئی بزرگوں نے اس موعود کے متعلق اپنی کتابوں میں ذکر کیا۔ یہاں تک کہ ان بشارتوں اور پیشگوئیوں سے آپ کے زمانہ بعثت کی تعیین بھی ہو جاتی ہے۔ پس یہ ایک حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ موعود روحانی فرزند جس نے ایک عظیم انقلاب بپا کرنا تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں۔ آپ ہی کی بعثت پر ایک سلسلہ مجددین

ختم ہو جاتا ہے۔مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک اور وعدہ دیا گیا ہے جو قدرتِ ثانیہ کا ظہور یعنی خلافتِ حقہ کا قیام ہے۔جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دوسرے مجددین میں فرق کرنا پڑتا ہے اسی طرح اس موعودہ قدرتِ ثانیہ کے ظہور یعنی خلیفۂ وقت اور دوسرے اخیار وابرار میں بھی فرق کرنا ضروری ہے۔

اسی روز کرنل ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن نے حضور کے اعزاز میں اپنی رہائش گاہ (18 جی گلبرگ) میں ایک دعوتِ عشائیہ دی۔جس میں نامور عالم، چوٹی کے وکیل، مشہور دانشور، ماہرین فن اور اعلیٰ کاروباری لوگ بھی شامل تھے۔حضور کی جذب وکیف میں ڈوبی ہوئی نہایت بصیرت افروز گفتگو مادی نعماء کے ساتھ ساتھ روحانی مائدہ کا کام بھی دے رہی تھی۔جناب یوسف سلیم شاہد صاحب (انچارج شعبہ زودنویسی ربوہ) ایم اے کے الفاظ میں ''حضور کے یہ کلمات کیا تھے بادصبا کے خوشگوار جھونکے تھے جن سے دل کی کلیاں کھل اُٹھیں اوران میں شگفتگی اور بہار آ گئی''۔کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بھی حضور دیر تک ملک وملت کی فلاح و بہبود، عالم اسلام کے اتحاد واتفاق، اسلام کی عظمت وسطوت کے علاوہ کئی دیگر علمی ودینی موضوعات پر نہایت خیال افروز اور معلومات افزا گفتگو فرماتے رہے۔[132]

۱۲/اکتوبر ۱۹۶۹ء کوحضور نے مجلس عرفان میں جائزہ لیا کہ کتنے احباب کے پاس تفسیر سورۃ فاتحہ اور تفسیر صغیر ہے۔جائزہ کے بعد حضور نے فرمایا کہ جن کتابوں کا ہر احمدی کے پاس ہونا ضروری ہے ان میں تفسیر صغیر، تفسیر کبیر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے وہ حوالے جنہیں میر داؤد احمد صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا ہے شامل ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اگر انسان انہیں ہی پڑھتا رہے تو یہ بات یقینی ہے کہ اس کا علم بڑھ جائے گا اور جہاں تک ان اقتباسات کا تعلق ہے جو مختلف عناوین کے تحت جمع کر دیے گئے ہیں اگر ان سارے اقتباسات کو دیکھ لیا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر بہت حد تک عبور حاصل ہو سکتا ہے۔آپ سے کوئی بات کرے تو آپ فوراً اسے جواب دے سکتے ہیں۔

اسی روز لجنہ اماء اللہ لاہور سے خطاب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خدا تعالیٰ کی حسین آواز نے آپ کو یوں مخاطب کیا ہے کہ اے میری بچیو آؤ اور ان راہوں پر چل کر میری رضا کی جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔آپ کو ایک طرف اللہ تعالیٰ نے

یہ حکم دیا ہے کہ آپ اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی جنتوں کو حاصل کریں۔ اور دوسری طرف آپ کو خدا تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ اے میری بچی! میں جنت کی طرف آواز دیتا ہوں مگر تو اس طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ تیرے دل میں یہ خواہش تو پیدا ہوتی ہے کہ تیرے بچے دنیاوی جنتوں کے وارث بنیں۔ سب سے بڑا ورثہ اور سب سے زیادہ قیمتی مال جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دین ہے۔ وہ قرآن کریم کے جواہرات ہیں۔ وہ اسلام کا حسن ہے۔ تمام احمدی بہنوں کا فرض ہے کہ وہ قرآن کریم پر غور کرتی رہیں اور اس کی جملہ ہدایتوں پر عزم اور ہمت سے عمل کرتی رہیں۔ جس طرح وہ دنیوی اموال کے متعلق یہ خواہش رکھتی ہیں کہ ورثہ میں ان کی اولاد کو بھی ملیں اسی طرح وہ ان روحانی نعماء کے متعلق بھی یہ خواہش رکھیں اور اسی کے مطابق اپنی اولاد کی تربیت کریں۔ تا کہ ہماری اگلی نسل ہمارے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے اس طرح وارث ہوں جس طرح اس کے فضل پیہم اس کی نعمتوں کے وارث ہوئے ہیں۔

۱۴/اکتوبر کو مجلس عرفان منعقد ہوئی جس میں آپ نے بہت سی نصائح فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری عادت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی عاجزانہ راہوں پر چلنے کی توفیق عطاء ہوئی ہے۔ کئی دفعہ اس طرح ہوتا ہے کہ اگلے روز جمعہ ہوتا ہے لیکن میرے دماغ میں کوئی مضمون نہیں ہوتا چنانچہ کئی دفعہ سوچا کہ میں کھڑا ہوں گا عربی کے الفاظ پڑھوں گا اور یہ اعلان کر دوں گا کہ اس میں میری کوئی بے عزتی نہیں ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کوئی مضمون نہیں سمجھایا۔ اس لیے میں کوئی مضمون بیان نہیں کرتا۔ لہٰذا نماز پڑھ لیتے ہیں لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کوئی مضمون نہ سکھایا ہو۔ چنانچہ کئی بار اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک چمک پیدا ہوتی ہے اور مضمون سمجھ میں آجاتا ہے۔ اسلام کے اقتصادی نظام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کی روشنی میں آپ نے فرمایا کہ میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ اسلام کا اقتصادی نظام ضرور قائم ہو کر رہے گا انشاء اللہ۔ پس اسلام نے ہمیں جو بشارتیں دی ہیں ان پر ہمیں پختہ یقین ہے۔ اسلام نے بہر حال غالب آنا ہے اور کوئی بھی مخالف طاقت اسلام کی ترقی اور غلبہ کو ناکام نہیں بنا سکتی۔ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو وقت پر پورا ہو کر رہے گا اس لیے ہمیں ہر وقت دعاؤں میں مشغول رہنا چاہیے اور غرور و تکبر سے بچتے رہنا چاہیے۔ 133

حضور ۱۵/اکتوبر کو سوا بارہ بجے دوپہر بذریعہ موٹر کار ربوہ واپس تشریف لے آئے۔ روانگی سے قبل حضور نے جماعت احمدیہ لاہور کے احباب کو جو اپنے آقا کو الوداع کہنے کی غرض سے آئے تھے

ازراہ شفقت مصافحہ بخشا۔ محترم چوہدری اسداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور مقامی مجلس عاملہ کے متعدد اراکین لاہور سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع کوٹ عبدالمالک تک بغرض مشایعت علیحدہ موٹر کار میں آئے اور یہاں حضور سے مصافحہ کر کے واپس لوٹے۔ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے تین اراکین نے ایک علیحدہ موٹر کار میں حضور کے قافلہ کے ہمراہ مشایعت کی غرض سے ربوہ آنے کی سعادت حاصل کی۔ ربوہ میں دفتر پرائیوٹ سیکرٹری کے احاطہ میں بہت سے مقامی احباب نے امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی سرکردگی میں حضور کا پرتپاک استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور نے جملہ حاضر احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔[134]

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۹ء کے موقع پر سفر لاہور کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

''پچھلے دنوں جب ہنگامہ تھا اور سوشلزم وغیرہ کے نعرے بھی لگ رہے تھے مجھے لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میں نے بعض ایسے غیر احمدی دوستوں کو بلایا جو اپنے حلقوں میں بڑے اثر ورسوخ والے تھے اور میں نے انہیں کہا کہ تم سوشلزم کا نعرہ کیوں لگاتے ہو جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ سوشلزم کے نعرہ سے زیادہ حسین اور زیادہ احسان کرنے والا ہے۔ اس کا حسن اتنا نمایاں ہے کہ تم اس کا خیال بھی نہیں کر سکتے۔ جب میں نے ان کو تفصیل بتائی تو بلا استثناء ہر ایک نے یہی کہا جو آپ کہتے ہیں وہ تو درست ہے لیکن اس پر عمل کون کرے۔ میں نے انہیں کہا کہ کیا قرآن کریم پر عمل کرنے کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہونگے بلکہ یہ تو انسان کے لئے ہی بطور ہدایت نامہ بھیجا گیا اور میں نے اور آپ نے ہی اس کی تعلیم اور اس کے ارشادات پر عمل کرنا ہے فرشتوں نے اس پر عمل نہیں کرنا۔ میں نے انہیں کہا کہ جب میں اپنی بساط اور طاقت کے مطابق کوشش کر رہا ہوں کہ خود بھی اس پر عمل کروں اور اپنے بھائیوں اور بہنوں سے بھی اس پر عمل کراؤں تو آپ بھی اپنے ماحول میں اس پر عمل کرنے اور کرانے کی کوشش کریں''۔[135]

ٹی آئی کالج ربوہ میں طبعیات کی نئی تجربہ گاہ کا شاندار افتتاح

۱۲/۱۱ کتوبر ۱۹۶۹ء کو تعلیم الاسلام کالج (نیوکیمپس) ربوہ میں طبعیات کی نئی پرشکوہ اور عالیشان

تجربہ گاہ کا افتتاح عمل میں آیا۔اس تقریب کے مہمان خصوصی جناب افضل حسین صاحب سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی ورکن پاکستان اکیڈیمی آف سائنس تھے۔آپ نے اپنے پُرمغز اور اثر انگیز خطاب میں طبیعیات کے میدان میں علمی ارتقاء اور اس کی بے انداز وسعتوں پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد سائنسی علوم کی تعلیم وتدریس میں بعض اہم بنیادی اور ناگزیر تبدیلیوں پر زور دیا۔

آپ نے فرمایا کہ میں یہ دیکھ کر خوش ہوں کہ آپ میں جرأت، خوداعتمادی، پیش بینی اور منصوبہ بندی کی جن صلاحیتوں کو میں نے چودہ سال قبل سراہا تھا (۲۰رجون ۱۹۵۵ء کو آپ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب فرمایا تھا یہاں اسی کی طرف اشارہ ہے۔)[136] وہ درست ثابت ہوئی ہیں۔آپ نے اپنی صلاحیتوں کے بل پر اب ایک قدم اور آگے بڑھایا ہے۔میری دعا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس کے غایت درجہ حوصلہ افزا نتائج ظاہر ہوں گے اور مزید ترقی کی راہ ہموار ہوگی۔اس ضمن میں آپ نے مزید فرمایا کہ آپ کا کالج لاہور سے باہر پنجاب یونیورسٹی سے الحاق رکھنے والا پہلا کالج ہے جس نے ایم اے کی سطح پر طبیعیات ایسے اہم مضمون کی تعلیم شروع کرنے کا جرأت مندانہ قدم اٹھایا ہے آپ کو بعض معیّن اور مخصوص سہولتیں حاصل ہیں۔تیزی سے ترقی کرنے والی اس سائنس (یعنی طبیعیات) کی جدید ضرورتوں کو پورا کرنے والی جدید طرز کی عمارت آپ کو میسر ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ جدید ترین سائنسی آلات اور ساز وسامان آپ نے فراہم کرلیا ہے جس کا انتخاب پروفیسر عبدالسلام ایسے بلند پایہ اور تجربہ کار سائنسدان نے کیا ہے۔مجھے یقین ہے کہ سائنسی تحقیق کے معاملے میں ان کا جذبہ اور ان کی لگن آپ لوگوں کے لئے راہنما ثابت ہوگی اور آپ ہمیشہ ہی اس سے خاطر خواہ استفادہ کرسکیں گے اور اس عظیم دارالعلوم کی قائم کردہ مثال جس میں پروفیسر سلام نے تعلیم پائی۔آپ لوگوں کی جدوجہد اور سرگرمی کا نقطہ مرکزی ہوگی بلاشبہ عمارتیں اور سائنسی آلات کی فراہمی اپنی جگہ بہت ضروری ہے لیکن کامیابی کا اصل ذریعہ پوری لگن سے کام کرنے والے افراد ہوتے ہیں۔مجھے امید ہے کہ ذوق وشوق اور لگن کے ساتھ کام کرنے کا یہ جذبہ آپ کے ہاں کارفرما رہے گا۔

اس افتتاحی تقریب میں کالج کے اساتذہ وطلباء اور صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر اور وکلاء صاحبان اور بہت سے دیگر مقامی احباب کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی اور لاہور اور فیصل آباد کے نامور اساتذہ اور ماہرین تعلیم نے بھی شرکت فرمائی۔چنانچہ اس موقع پر ڈاکٹر مظفر علی شاہ صاحب ریڈر

ان فزکس پنجاب یونیورسٹی، ڈاکٹر یار محمد ظہیر صاحب لیکچرار اِن فزکس پنجاب یونیورسٹی، ڈاکٹر منان یٰسین صاحب ہیڈ آف دی فزکس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ کالج لاہور، جناب آفتاب احمد صاحب الیکٹرانک ایکسپرٹ گورنمنٹ کالج لاہور، جناب یوسف صاحب لیکچرار اِن فزکس گورنمنٹ کالج فیصل آباد اور آغا عبداللطیف صاحب ڈپٹی سیکرٹری بھی موجود تھے۔137

مجلس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع

اس سال مجلس خدام الاحمدیہ کا ستائیسواں مرکزی سالانہ اجتماع علمی و دینی مصروفیات نیز دعاؤں اور ذکر الٰہی کے پاکیزہ ماحول میں مورخہ ۱۷ تا ۱۹/اکتوبر ۱۹۶۹ء کو مسجد اقصیٰ ربوہ سے ملحقہ وسیع میدان میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں جو (حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے عہد صدارت کا آخری اجتماع تھا، ۲۳۵ مجالس کے ۲۵۰۰ خدام نے شرکت کی۔ اجتماع میں مجلس شوریٰ میں نئے صدر کا انتخاب ہوا چنانچہ چوہدری حمید اللہ صاحب کی بطور صدر خدام الاحمدیہ منظوری ہوئی۔ اجتماع کے دوران متعدد علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی منعقد ہوئے جن میں خدام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ امسال اجتماع کے موقعہ پر شعبہ صنعت وحرفت کی طرف سے ایک صنعتی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا۔ خدام اور زائرین نے اس نمائش میں گہری دلچسپی لی۔

افتتاحی خطاب

اس اجتماع کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بصیرت افروز خطاب اور اجتماعی دعا سے فرمایا۔ حضور نے اپنے پُر معارف افتتاحی خطاب میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی نعمتوں کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے طور پر انسان کو چار بنیادی قابلیتیں عطا فرمائی ہیں۔ (۱) جسمانی قابلیتیں (۲) ذہنی نشوونما کی طاقتیں (۳) اخلاقی طاقتوں کو نشوونما دینے کی صلاحیتیں (۴) روحانی ارتقاء کی قابلیتیں۔ حضور نے بتایا کہ جسمانی قابلیتیں اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت کا پرتَو ہیں۔ ذہنی نشوونما اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت کے ماتحت ہوتی ہے۔ اخلاقی نشوونما کا تعلق اس کی صفت رحیمیت سے ہے اور روحانی ارتقاء کی قابلیتیں اس کی صفتِ مالکیت کی مظہر ہیں۔ اِن قابلیتوں کے عطا ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کا کس طرح شکر ادا کر سکتے ہیں؟ اس کی تشریح کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ شکر ادا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم (۱) اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ ان نعمتوں کو صحیح

معنوں میں نشوونما دینے کی کوشش کریں۔(۲)انہیں صحیح مصرف پرخرچ کریں یعنی ان راہوں کو حاصل کرنے کیلئے خرچ کریں جو اس کی ہدایت کے مطابق ہوں اور جن سے اس کی رضا اور اس کا قرب ہمیں حاصل ہو سکے۔حضور نے بتایا کہ انسان کو یہ جو چار قابلیتیں دی گئی ہیں۔خدام الاحمدیہ کے سارے پروگرام انہی کے نشوونما اور ترقی کے لئے بنائے گئے ہیں۔خدام کیلئے ضروری ہے بلکہ ہماری ہر نسل پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی تمام قابلیتوں اور صلاحیتوں کی صحیح نشوونما کریں اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق انہیں کمال تک پہنچانے کی کوشش کریں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اور اس کی رضا کے حصول کی خاطر خرچ کریں۔

اختتامی خطاب

اجتماع کا اختتامی اجلاس ۱۹؍اکتوبر کو منعقد ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بھی اس میں بنفس نفیس شرکت فرمائی۔حضور نے مختلف مقابلہ جات میں نمایاں امتیاز حاصل کرنے والے خدام کو شرف مصافحہ بخشا۔اور مجالس اور اضلاع میں اول، دوم اور سوم آنے والی قیادتوں میں اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے اور اسناد دیں۔بعدازاں خدام کو اپنے بیش قیمت اختتامی خطاب سے نوازا۔

اپنے ایمان افروز افتتاحی خطاب میں حضور نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ بتایا کہ انسان کی قوتوں اور استعدادوں کی حد بسط ہے۔برخلاف اس کے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں غیر محدود اور بے شمار ہیں۔اور ان سے متمتع ہونے کے لئے اِن استعدادوں کو ترقی دینا اور انہیں کمال نشوونما تک پہنچانا ضروری ہے اور اس کے لئے اسبابِ مادیہ سے کام لینا پڑتا ہے۔جن کو صحیح رنگ میں استعمال کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو دنیا میں مبعوث فرمایا اور بالآخر اپنے بے پایاں فضل کے نتیجہ میں قیامت تک کے واسطے ہماری راہنمائی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔آپ ﷺ پر وہ شریعت نازل کی جو ہر لحاظ سے کامل، مکمل اور اکمل ہے۔ایک طرف ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والا قانون عطا کیا اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا راہبر عطا کیا جو کمالات کا جامع ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعلیم کا کامل عملی نمونہ ہمارے سامنے پیش کر کے ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم اپنی قوتوں کی صحیح رنگ میں نشوونما کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں اور اس کی رضا کی جنتوں کے وارث قرار پائیں۔

تعلیم اور عملی نمونہ دو چیزیں ہماری رہنمائی کیلئے خدا نے ہمیں عطا کیں اور اس لئے عطا کیں کہ ہم اپنی قوتوں اور استعدادوں کی صحیح رنگ میں نشوونما کر سکیں۔لیکن جب مرورِ زمانہ اور اپنی غفلت سے ہم

قرآنی تعلیم کو بھلا بیٹھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو ہم نے اپنی آنکھوں سے اوجھل کر لیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔آپ نے اپنے آقا ومطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر سے گردوغبار ہٹا کے قرآنِ مجید کے صحیح معانی اور زبردست اسرارِ روحانی ازسرِنَو دنیا کے سامنے پیش کئے۔آپ نے زبردست عقلی اور نقلی دلائل اور زبردست آسمانی تائیدات اور پیہم نازل ہونے والے نشانات کے ذریعہ قرآن عظیم اور اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ دنیا کو اس شان سے دکھایا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔جو لوگ آپ پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا انہوں نے آپ کے پیش کردہ قرآنِ عظیم کے صحیح معانی اور زبردست اسرارِ روحانی کی مدد سے قوتوں اور استعدادوں کو ترقی دے کر اور ان کی صحیح رنگ میں نشوونما کر کے محبت واطاعت، اخلاص و فدائیت اور قربانی وایثار کی ایسی شاندار مثالیں پیش کیں کہ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر انہیں اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لیا اور انہیں اپنے قرب خاص سے نوازا۔اُس قرب خاص سے جو قوتوں اور استعدادوں کی صحیح نشوونما کے نتیجہ میں جناب الٰہی سے عطا ہوتا ہے۔اس موقعہ پر حضور نے قرآن عظیم اور اسلام کے اس چمکتے ہوئے نہایت درجہ حسین چہرے کی ایک جھلک دکھانے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض نہایت ہی دلکش پُر معارف اور مسحور کن تحریریں پڑھ کر سنائیں اور اس طرح ثابت کیا۔حضور نے نہایت مہتم بالشان طریق پر پوری قوت سے دنیا پر آشکار کیا کہ صرف اور صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔اس کا خدا زندہ خدا ہے۔اس کا رسول زندہ رسول ہے اور اس کی کتاب زندہ کتاب ہے نیز حضور نے یہ دکھانے کیلئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان تجدیدی کارنامے کا کیا اثر ظاہر ہوا۔حضور علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہنے والے خوش نصیب انسانوں کی فی زمانہ بے مثال محبت واطاعت، اخلاص وفدائیت اور قربانی وایثار کے متعدد واقعات بیان فرمائے اور فرمایا یہ وہ خزانہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا۔اس خزانہ کی قدرومنزلت کو وہ لوگ جانتے تھے جو آپ پر ایمان لائے اور جنہوں نے بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کر کے اپنی قوتوں اور استعدادوں کی صحیح رنگ میں نشوونما کی اور وہ رضائے الٰہی کی جنتوں کے وارث بنے۔یہ روح اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی جماعت میں مسلسل جاری ہے لیکن پیدائشی احمدیوں میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو اس خزانہ کی قدروقیمت کو اس طرح نہیں پہچانتا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔یہ وہ لوگ ہیں

جنہوں نے اس کا حسن نہیں دیکھا یا جو دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے قادرانہ تصرفات کا علم حاصل نہیں کیا۔ ان کے ذہنوں پر ان کے اخلاق پر اور ان کی روحانیت پر گرد جم رہی ہے اور ایک قسم کا زنگ سا لگ رہا ہے۔ ساری جماعت کو فکر کرنی چاہیے اور اس امر کا عزم کرنا چاہیے کہ ہم نے ایسے پیدائشی احمدیوں کی راہنمائی کر کے انہیں سمجھا کر اور سہارا دے کر نور کے اسی ہالہ میں واپس لے آنا ہے۔ 138

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

اسی سال لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا بارھواں سالانہ اجتماع ۱۷، ۱۸، ۱۹/ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں مختلف مقامات کی ۹۰ مجالس کی ۵۹۰ نمائندگان شامل ہوئیں۔ مجموعی حاضری کم وبیش ۶۰۰۰ رہی۔ 139 اس اجتماع کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس کی مجلس شوریٰ نے آئندہ پانچ سال کے لیے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی صدر کا انتخاب بھی کیا۔ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر بنیں۔ تینوں دن پروگرام کے مطابق کارروائی جاری رہی۔ مختلف تعلیمی، دینی اور علمی مقابلہ جات بھی ہوئے اور اہم موضوعات پر تقاریر بھی ہوئیں۔ 140

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۱۸/ اکتوبر کو اپنے بصیرت افروز خطاب میں احمدی خواتین کو نصیحت فرمائی کہ انہیں اسلام کے غلبہ کے عظیم مجاہدہ میں مردوں کے دوش بدوش قربانیاں پیش کرنی چاہئیں۔ اس سلسلہ میں حضور نے سورۂ آل عمران آیت ۱۹۶، سورۂ نساء آیت ۱۲۵ اور سورہ النحل آیت ۹۸ کی لطیف تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تین بشارتیں دی ہیں۔ ایک یہ کہ تمہارے اعمال ضائع نہیں ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ تمہیں اِس دنیوی جنت اور اس اُخروی جنت دونوں کا وارث بنایا جائے گا۔ تیسرے یہ کہ تمہیں ایک پاک زندگی عطا ہوگی اور دنیا اُسے حیرت سے دیکھے گی کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اس قسم کی پاک زندگی گذار رہے ہیں۔ یہ تین بشارتیں ہیں ان تین بشارتوں میں مرد کو عورت پر ترجیح نہیں دی گئی بلکہ ہر دو کو ایک مقام دیا گیا ہے۔ جس طرح مردوں کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے اسی طرح عورتوں کے اعمال بھی ضائع نہیں ہوں گے۔ جس طرح مرد جنت کے وارث بنیں گے، عورتیں بھی جنت کی وارث بنیں گی۔ جس طرح مردوں کو حیاتِ طیبہ ملے گی عورتوں کو بھی حیات طیبہ ملے گی اور ساتھ یہ کہہ دیا کہ جس طرح مردوں کو اعمالِ صالحہ کرنے

پڑیں گے اور دعائیں کرنی پڑیں گی، اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا پڑے گا۔ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنا پڑے گا تا کہ اُن کے اعمال خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مقبول ہو جائیں۔اسی طرح عورتوں کو بھی اعمال صالحہ بجالانا پڑیں گے۔ان تین آیات میں عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں اپنے مردوں کے دوش بدوش، تمہیں اپنے بھائیوں کے شانہ بشانہ، تمہیں اپنے بیٹوں کے پہلو بہ پہلو اسلام کے لئے قربانیاں دینی پڑیں گی اور کامیابی کی اس شاہراہ پر چلنا پڑے گا۔

حضور نے اس بنیادی نقطہ کی وضاحت کے لئے تاریخ اسلام کے بعض ایمان افروز واقعات بیان فرمائے اور لجنہ اماء اللہ کو اس پہلے اور آخری فرض کی طرف خصوصی توجہ دلائی کہ وہ لجنہ کے کمزور اور سست حصہ کی صحیح تربیت کرکے اسے اُن مستورات کے پہلو میں لاکھڑا کریں جو چست، خدا کی پیاری اور مقرب ہیں۔ 141

مجلس اطفال الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع

مجلس اطفال الاحمدیہ کا ۲۶واں سالانہ اجتماع ۱۷ تا ۱۹/اکتوبر ۱۹۶۹ء کو دفاتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔اس اجتماع میں ۶۳ مجالس کے ۱۵۸۱/اطفال نے شرکت کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا خطاب

اجتماع کے دوسرے روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مقام اجتماع میں تشریف لا کر احمدی بچوں سے نہایت اہم خطاب فرمایا جس میں حضور نے تمام احمدی بچوں کو یہ حکم دیا کہ وہ ۲۶ دسمبر تک سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات زبانی یاد کریں۔حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ ایک ایسا کتابچہ جلسہ سالانہ تک تیار کر کے شائع کردے جس میں بنیادی علوم اور مسائل کے متعلق آیات، احادیث اور ضروری حوالے شامل ہوں۔تا کہ تمام اطفال ان کو زبانی یاد کرلیں۔اجتماع کے آخری روز ۱۹/اکتوبر کی دوپہر کو اختتامی اجلاس منعقد ہوا جس میں صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اطفال سے خطاب فرمایا نیز امتیاز حاصل کرنے والے اطفال سے فرداً فرداً ملاقات کی۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس موقع پر اپنے ایمان افروز خطاب میں بتایا کہ آپ صرف اپنے والدین یا امام جماعت کے بچے نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہیں اور ہمیں یہ فکر رہتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں کی تربیت ایسے

رنگ میں کی جائے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں اوراس رنگ میں نیکی کی بنیاد قائم ہو کہ انہیں ذریت طیبہ بننے اور نیکی پر قائم رکھنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ بنیاد مضبوط ہو۔ایک وقت کے بعد مسلمان اس بنیادی اصل کو بھول گیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ وہ باوجود اس کے کہ ساری دنیا میں سب سے زیادہ اثر مسلمانوں ہی کا تھا لیکن اس بنیادی اصل کو بھولنے کے نتیجہ میں بعد کی نسلیں جب پیدا ہوئیں تو آہستہ آہستہ ان کی تربیت میں کمی واقع ہوتی گئی اور جوں جوں ان کی تربیت میں کمی ہوئی نیکی کی بنیادیں کمزور ہوتی گئیں اور جوں جوں نیکی کی بنیادیں کمزور ہوتی گئیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اس قدر وارث نہ رہے کہ جس قدر ان کے باپ دادا تھے اور غیروں کو اُن پر فوقیت حاصل ہوگئی۔اُس دنیا میں (اُخروی زندگی میں) کسی کو جنت کا نچلا حصہ ملے گا اور کسی کو اوپر کا حصہ ملے گا لیکن ہماری جنت اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے اور اس دنیا کی جنت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ شرط لگائی ہے کہ دنیا بھی تبھی ملے گی جب تم اس دنیا میں میری جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ پہلے مسلمانوں کی نسل تو چند صدیوں کے بعد کمزور ہوگئی تھی لیکن ہماری نسل کمزور نہیں ہونی چاہیے۔ہم سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ پھر اسلام کو اپنے فضل اور رحم سے غالب کرے گا۔اور اگر ہم اپنی نسلوں کی صحیح تربیت کرتے چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات ہم پر قیامت تک بارش کے قطروں کی طرح برستے رہیں گے۔آپ کے دل میں بھی ہمیشہ یہ احساس زندہ اور بیدار رہنا چاہیے کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہیں اور آپ کی نسل میں بھی اور آپ کی زندگی کے اس حصہ میں بھی نیکی کی بنیادیں قائم ہونی چاہئیں اور آپ کو کوشش کرنی چاہیے کہ آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرّیتِ طیبہ بن جائیں۔ ایک ایسی پاک اور صاف نسل بن جائیں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فخر کریں۔142

مجلس انصار اللہ کا سالانہ اجتماع

انصار اللہ کا چودھواں اجتماع دعاؤں، ذکر الٰہی اور انابت الی اللہ کی مخصوص روایات کے ساتھ امسال ۲۴۔۲۵۔۲۶ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو دفتر انصار اللہ مرکزیہ کے احاطہ میں انعقاد پذیر ہوا۔اس نہایت کامیاب اور روحانیت سے لبریز اجتماع میں مشرقی اور مغربی پاکستان کی ۳۵۶ مجالس کے ۷۴۰ نمائندگان، ۱۵۸۰/ارکان اور ۲۰۶۰ زائرین نے شرکت کی۔اجتماع کے دوران مجلس شوریٰ کا انعقاد بھی عمل میں آیا جس میں اصلاحی اور انتظامی امور سے متعلق متعدد تجاویز پر غور کرنے کے علاوہ آئندہ دو سال کے لیے صدر انصار اللہ کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔اجتماع کے تین دنوں میں سیرۃ النبی ﷺ اور

ذکر حبیب علیہ السلام کی دو مجالس سمیت آٹھ اجلاس منعقد ہوئے۔جن میں مختلف علمی اور تربیتی عناوین پر تقاریر ہوئیں۔ان کے علاوہ انصار کا تقریری مقابلہ ہوا اور سوال و جواب کی مجالس بھی منعقد ہوئیں۔

اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرح اس مبارک تقریب پر بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے نہایت روح پرور اور بصیرت افروز افتتاحی و اختتامی خطاب فرمائے۔

افتتاحی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

افتتاحی تقریر میں حضور نے نہایت لطیف اور دلکش پیرائے میں سید الاوّلین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی بلند مقام پر روشنی ڈالی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے متعدد نہایت ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے تین درخشندہ اور نمایاں پہلوؤں کو اچھوتے رنگ میں واضح فرمایا۔

(۱) ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقتدار کو انسانیت کی بے لوث خدمت کیلئے وقف کر دیا۔

(۲) حضور ﷺ انسانیت کے محسنِ اعظم تھے۔ ہر وقت اور ہر آن انسانوں پر احسان فرماتے تھے۔ بیواؤں اور یتامیٰ کی مدد کرتے اُن سے ماں باپ سے زیادہ محبت اور شفقت کا سلوک کرتے تھے۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں آپ کی تیسری بینظیر شان ایک عدیم المثال اور نہایت وفادار دوست کے رنگ میں نظر آتی ہے۔

حضور نے احبابِ جماعت اور بالخصوص انصار کو ان کی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بتایا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی اتباع کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے ہی اپنی محبت کے حصول کا ذریعہ بتایا ہے۔اس لئے ہمارا فرض ہے کہ حضور نے خدمت، احسان، ہمدردی اور شفقت اور دوستی کو نبھانے کے جو عدیم النظیر نمونے اپنی زندگی میں دکھائے ہم بھی ان کی اتباع کرنے اور ان کی پیروی کرنے کی کوشش کریں۔ہمیں اپنے حلقہ میں جو اثر و رسوخ حاصل ہوا سے ہم انسانیت کی سچی خدمت کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ہم ہر شخص کے ساتھ احسان کا سلوک کریں اور مظلوموں اور بے کسوں کے ساتھ ایسے رنگ میں دوستی کا تعلق قائم کریں کہ وہ ہر مشکل وقت میں ہمیں اپنا سچا غمخوار پائیں۔ حضور نے فرمایا کہ آج ہمارے ملک میں سب سے پہلی ضرورت شرفِ انسانی کے قیام کی ہے۔ دنیا

عزت وشرف کی پیاسی ہے۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی پیروی میں غریبوں کا سہارا بنے، ان کے دکھوں کا مداوا کرے اور بیکسوں کی غم خواری کرے کیونکہ موجودہ زمانہ میں غریب طبقہ ہماری ہمدردی کا بہت محتاج ہے اور امراء کی نسبت اس طبقہ کی اصلاح اور ہدایت کا زیادہ امکان نظر آتا ہے۔ اگر ہمارے دل میں ان کے لئے سچی ہمدردی اور بے لوث دوستی کا جذبہ نہیں ہے، تو ہم کس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس عظیم الشان نبی کی امت ہیں جو صاحب اقتدار بادشاہ تھے لیکن اپنے اقتدار کو آپ نے ہمیشہ غریبوں کی مدد کیلئے وقف رکھا اور احسان اور دوستی کا بے مثال نمونہ قائم کیا۔

اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

اختتامی خطاب میں حضور نے اس امر پر نہایت والہانہ انداز میں روشنی ڈالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ الٰہیہ کے مظہر اتم تھے۔ حضور نے اللہ تعالیٰ کی چار امہات الصفات (رب العالمین، الرحمٰن، الرحیم، مالک یوم الدین) کی باریک در باریک تفصیلات کو واضح کر کے ثابت فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ چاروں صفات اِس شان سے جلوہ گر ہوئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ باجود میں ان کے عظیم الشان جلوے پر ایک دنیا عش عش کر اُٹھی۔ حضور نے اس امر کے ثبوت کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے متعدد واقعات بیان کرنے کے علاوہ ان صفات کے جلووں کے طفیل آنحضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں رونما ہونے والے عظیم روحانی انقلاب پر بھی روشنی ڈالی اور آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نہایت ہی پُر معارف اور روح پرور ارشاد سنا کر احباب کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق ان صفات کا مظہر بننے کی مؤثر تلقین فرمائی۔ 143

مظفر پور کانفرنس میں احمدیہ وفد کی تقاریر

۲۴ تا ۲۶ / اکتوبر گورونا نک صاحب کی پانچصد سالہ برسی کے سلسلہ میں مظفر پور (بھارت) میں ایک پُر وقار کانفرنس منعقد ہوئی جسے ہندو مسلم اتحاد کا مرقع کہنا چاہیے۔ ۲۵، ۳۰ ہزار سکھ دوستوں کے علاوہ مسلمان اور ہندو بھی بکثرت شامل ہوئے۔ تقاریر کے پروگرام میں مسلمانوں کی جانب سے جماعت احمدیہ کے ہی مقررین تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی ہیڈ آف اردو ڈیپارٹمنٹ پٹنہ یونیورسٹی اور مولوی عبد الحق فضل صاحب مبلّغ انچارج صوبۂ بہار نے حضرت بابا

نانک کی زندگی کے چیدہ چیدہ حالات بیان کرتے ہوئے آپ کی تعلیم وحدانیت اور ہندو مسلم اتحاد کو پیش کیا۔اور مسلمانوں کے ساتھ آپ کے گہرے تعلقات پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ آپ عارف باللہ اور توحید پرست اور ولی اللہ تھے۔اور ساتھ ہی قرآن کریم کی آیات اور مقدس حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریرات سے صلح کل عقیدہ کی وضاحت کی۔محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کی ایک اور مولوی عبدالحق فضل صاحب کی تین تقاریر اس موقعہ پر ہوئیں۔علاوہ ازیں ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مظفر پور کی ایک تقریر ۱۹/اکتوبر کو بھی سکھوں اور مارواڑیوں کے ایک اجتماع میں اسی موضوع پر ہوئی۔جماعت احمدیہ کے مقررین کو از حد پسند کیا گیا۔سردار گورنام سنگھ صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب اس تقریر کے خصوصی مہمان تھے۔مولوی عبدالحق فضل صاحب نے موصوف کی خدمت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تصنیفِ لطیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' گورمکھی ایڈیشن کا مقدس تحفہ پیش کیا جو موصوف نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔اس اجتماع میں دور دراز علاقوں سے شریک ہونے والے متعدد سکھ معززین کی خدمت میں بھی جماعت احمدیہ کا گورمکھی زبان میں شائع شدہ لٹریچر پیش کیا گیا۔[144]

(حضرت) صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے اعزاز میں الوداعی تقریب

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے تین سال تک نہایت گرانقدر اور شاندار خدمات انجام دیں جس کے بعد آپ اس سال کے آخر میں انصار اللہ میں شامل ہو گئے۔بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد پر چوہدری حمید اللہ صاحب ایم۔اے نے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی صدارت سنبھالی۔۲۹/اکتوبر ۱۹۶۹ء کو مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایوانِ محمود میں حضرت صاحبزادہ صاحب کے اعزاز میں الوداعی دعوت دی گئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بھی شمولیت فرمائی۔[145] حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایک نہایت ہی بصیرت افروز تقریر ارشاد فرمائی جس میں حضور نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے کام کو سراہتے ہوئے ان کی خدمات قبول ہونے اور نئے صدر چوہدری حمید اللہ صاحب کو صحیح رنگ میں خدمات بجالانے کی توفیق ملنے کے لئے دعا کی تحریک کی۔چنانچہ فرمایا:۔

''قرآن کریم میں خلافت کے دو کام بتائے گئے ہیں،ایک ہے تمکینِ دین اور دوسرا ہے خوف سے حفاظت۔اور قرآن کریم کی رُو سے یہ دونوں کام جب تک

خلافت ہے کسی اور کے ذریعہ سے سرانجام نہیں پا سکتے۔اس لئے (جس طرح پہلے الٰہی سلسلوں میں ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے) جماعت احمدیہ میں بھی مختلف تنظیمیں تمکینِ دین اور خوف کو امن سے بدلنے کے سامان پیدا کرنے کے لئے بطور ہتھیار کے ہوتی ہیں اور یہ ہتھیار خلیفۂ وقت کے ہاتھ میں ہوتا ہے...... جماعت کی کسی تنظیم میں بعض دفعہ عارضی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اسے دور کیا جاتا ہے۔مجلس خدام الاحمدیہ میں بھی بعض کمزوریاں پیدا ہوئیں۔اس ہال پر بھی بعض بدنما داغ لگے لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔یہ داغ صاف کر دیئے گئے اور ان پر خوبصورت رنگ و روغن کر دیا گیا اور مجلس خدام الاحمدیہ جو آہستہ آہستہ غیر محسوس طور پر (آپ کے نقطۂ نگاہ سے غیر محسوس طور پر) تنزّل کی طرف جا رہی تھی اس میں زندگی کی رَو پیدا ہوئی اور اس کے کاموں میں وسعت پیدا ہوئی۔کچھ اعداد و شمار آپ کے سامنے ہیں۔گو اس وقت زیادہ تفصیل سے تو نہیں بتائے جا سکے لیکن ہر لحاظ سے کمزوریاں جو تھیں وہ دور ہوئیں لیکن ابھی ہم اپنے کام میں سو فیصدی کامیاب نہیں ہو سکے اور میرے خیال میں انسان سو فیصدی کامیاب ہو بھی نہیں سکتا ورنہ اس کی جدوجہد ختم ہو جائے۔پس ابھی مزید ترقی بھی کرنی ہے۔اس لئے ایک طرف تو ہم سب کو ممنون ہونا چاہیے آپ کے بےنفس صدر کا جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ وہ بہت سی غلطیوں اور غفلتوں کو دور کر سکیں نیز بعض بدنما دھبوں کو اس مجلس کے چہرے سے دھو سکیں اور ایک خوبصورت رنگ میں ایک فعال جماعت کی حیثیت میں ایک تیز دھار والے روحانی آلہ کے طور پر اسے خلیفۂ وقت کے ہاتھ میں رکھ سکیں کیونکہ بہرحال یہ روحانی تلوار خلیفۂ وقت نے چلانی ہے زید یا بکر نے نہیں چلانی۔دوسری طرف مجھے خوشی ہوئی ہے کہ ایک لمبے عرصہ کے بعد اب ایک ایسے مخلص اور بےنفس نوجوان صدر بنے ہیں جن کا جسمانی رشتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس ذمہ داری کو نباہنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔...... بہت سے لوگ ہیں جو جسمانی اولاد سے بھی آگے نکل جاتے ہیں حالانکہ وہ محض روحانی اولاد ہوتے ہیں۔جسمانی تعلق تو ایک دنیوی تعلق ہے۔مذہب یا روحانیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا اپنی اولاد سے اصل تعلق روحانی تعلق ہی ہے۔اسی واسطے کہا گیا ہے کہ انبیاء نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ آگے ورثہ میں کسی کو کچھ دیتے ہیں کیونکہ ورثہ کا تعلق جسمانی قرابت سے ہے اس کی نفی کر دی گئی ہے لیکن جہاں تک روحانی فیوض و برکات کا تعلق ہے وہی حقیقت، وہی صداقت اور وہی حکمت ہے۔ وہی دراصل صحیح معنی ہیں کسی شخص کی روحانی اولاد ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو اس کی منشاء اور فرمان کے مطابق قائم کیا اور ہر شخص اپنے اخلاص اور ایثار کے مطابق اپنا اجر پاتا ہے ......خدام الاحمدیہ نے خاصی ترقی کی ہے لیکن پہاڑوں کی بلند چوٹیوں کی طرح خدام الاحمدیہ کے لئے کوئی ایک چوٹی مقرر نہیں کہ جہاں جاکر وہ یہ سمجھیں کہ بس اب ہم آخری بلندی پر پہنچ گئے۔ ہمارا کام ختم ہوگیا۔ یہ تو ایسے پہاڑ کی چڑھائی ہے کہ جس کی چوٹی کوئی ہے ہی نہیں کیونکہ یہ وہ پہاڑ ہے جس کے اوپر عرش ربِ کریم ہے اور انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ غیر محدود ہے اور ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے اور اسی میں ہماری زندگی اور حیات ہے کہ ہم کسی جگہ پر تھک کر بیٹھ نہ جائیں یا کسی جگہ ٹھہر کر یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے جو حاصل کرنا تھا وہ کرلیا۔نہیں۔ ہمارے لئے غیر محدود ترقیات اور رفعتیں مقدر کی گئی ہیں اور اگر ہم کوشش کریں اور واقعہ میں اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں اخلاص اور ایثار اور محبت ذاتی اپنے لئے محسوس کرے تو وہ ہم پر فضل نازل کرتا چلا جائے گا اور کرتا چلا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ سے اور زیادہ پیار حاصل کرتا ہے اور اپنے نفس سے وہ اور زیادہ دور اور بیگانہ ہو جاتا ہے۔ پس کام ہوا اور بڑا اچھا کام ہوا۔انشاءاللہ آگے بھی کام ہوں گے اور بڑے اچھے ہوں گے اور تنظیمی لحاظ سے ہم کچھ اور بلند ہو جائیں گے لیکن چوٹی پر نہیں پہنچ سکتے کہ جس کے بعد ہم سمجھ لیں کہ بس اب ہمارا کام ختم ہوگیا۔ کیونکہ جہاں بھی ہم کھڑے ہوئے وہاں ہم گرے اور ہلاک ہوئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس لغزش اور اس ہلاکت سے محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے کہ ہمارے جیسے کمزور بندوں میں سے جس کو بھی کسی تنظیم کی قیادت نصیب ہو وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور مدد سے اس کا اہل ثابت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے ذہن میں جلا پیدا کردے۔اس کے دل میں ایک

عزم اور ہمت پیدا کر دے۔ اور جس طرح خلیفۂ وقت کا یہ کام ہے کہ تمکینِ دین ہو وہ اس کے لئے ایک مضبوط اور قابلِ اعتماد اور ہمت اور عزم رکھنے والا بازو بن جائے۔ وہ بھی اور اس کے ماتحت تنظیم بھی اور اس طرح اپنی اپنی جگہ ایک ایسی تنظیم قائم ہو جائے کہ جس کے ذریعہ سے علاوہ اور ذرائع کے خلیفۂ وقت جماعت کے خوف کو امن سے بدلنے والا اور دشمنوں کے جھوٹے امن کو حقیقی خوف میں تبدیل کرنے والا ہو۔...... اللہ تعالیٰ کا اب تک یہ فضل رہا ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ ایک لمبے عرصے تک یہ فضل رہے گا اور یہ جماعت سرداروں اور قائدین کی جماعت رہے گی۔ اس جماعت میں کسی خاندان کی اجارہ داری مقرر نہیں کی گئی۔ اس میں ایک ہی اصول مقرر کیا گیا ہے جسے قرآن کریم نے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات:۱۴) کے الفاظ میں بتایا تھا پس جو تقویٰ کے علاوہ کسی اور عزت کا خواہاں ہے وہ جاہل ہے یا وہ مفسدانہ خیالات رکھنے والا ہے"۔[146]

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا مرکزی اجتماعات پر تبصرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۳۱؍اکتوبر ۱۹۶۹ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔ ہمارے یہ اجتماع بھی اللہ تعالیٰ کے پیہم نازل ہونے والے فضلوں اور رحمتوں کے نتیجہ میں گذشتہ اجتماعوں کی نسبت زیادہ بارونق رہے اور پہلے سے زیادہ بابرکت ثابت ہوئے اور ان میں شرکت کرنے والوں کو نئی زندگی سے ہمکنار کرنے کا موجب بنے۔ لیکن جہاں تک اِن اجتماعات کا تعلق ہے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ سب سے زیادہ مجالس کی نمائندگی انصار اللہ کے اجتماع میں رہی۔ اُس میں ۳۵۶ مجالس کے نمائندگان نے شرکت کی۔ تاہم شرکت کرنے والی مجالس کی یہ تعداد بہت ناکافی ہے کیونکہ مجالس کی تعداد ایک ہزار ہے ہمارا مقصد صرف اس وقت حاصل ہوسکتا ہے کہ جب ان اجتماعات میں کم ازکم ہر مجلس کی نمائندگی ضرور ہو۔ یہ کم سے کم معیار ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ترقی کے مدارج میں سے ہوتے ہوئے ابھی کم سے کم معیار تک بھی نہیں پہنچے ہیں۔

حضور نے نئی نسلوں کی تربیت پر خاص زور دیتے ہوئے مجالس اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ اور جماعتی تنظیم کو اس کی نہایت عظیم اور اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی۔ اس ضمن میں حضور نے ایک

کمیٹی بنانے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا۔اس کمیٹی کو باقاعدہ منصوبہ بنا کر اجتماعوں کے انعقاد سے تین ماہ قبل کام شروع کر دینا چاہیے اور یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اجتماعوں میں ہر مجلس کی نمائندگی سے متعلق کم از کم معیار تک ضرور پہنچ جائیں۔نیز فرمایا کہ جماعتی نظام بھی میرے سامنے ذمہ دار ہوگا۔اس امر کا کہ ہر جماعت کے نمائندے اجتماعات میں ضرور شریک ہوں۔[147]

حضرت بابا نانک کی پانصد سالہ تقریبِ برسی میں احمدیہ وفد کی شمولیت

۲۳؍نومبر ۱۹۶۹ء کو حضرت بابا نانک کی پانچ صد سالہ برسی کی خصوصی تقریبات امرتسر میں ہوئیں۔اس موقع پر ۲۰ نومبر کو اخبار ’’بدر‘‘ قادیان نے ’’حضرت بابا نانک نمبر‘‘ شائع کیا جس کے مضامین کو ہر حلقہ میں دلچسپی سے پڑھا گیا۔علاوہ ازیں نظارت دعوت وتبلیغ کا ایک نمائندہ وفد امرتسر گیا جس میں الحاج مولوی عبدالقادر صاحب دانش دہلوی، مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ایڈیٹر ’’بدر‘‘، مولوی بشیر احمد صاحب کالا افغاناں اور عبدالرشید صاحب بدر شامل تھے۔وفد کے پاس اخبار بدر کے خصوصی نمبر کے علاوہ پنجابی، ہندی اور انگریزی زبان کا کثیر التعداد لٹریچر تھا جسے دربار صاحب کی زیارت کے لئے آنے والے دوستوں میں وسیع پیمانے پر تقسیم کیا گیا۔اسی طرح امرتسر کے بازاروں میں گھوم کر سنجیدہ مزاج چیدہ چیدہ افراد تک اس تقریب کا قیمتی روحانی تحفہ پہنچایا گیا۔دربار صاحب (گولڈن ٹیمپل) میں اخبار بدر اور دوسرا لٹریچر حاصل کرنے والوں کا اشتیاق قابلِ تقلید تھا۔بوقتِ تقسیم ایک انبوہِ کثیر جمع ہو جاتا اور ہر شخص یہی خواہش رکھتا کہ اس میں سے اسے ضرور روحانی تحفہ ملے۔لٹریچر پا کر مختلف ٹولیوں میں کھڑے اور بیٹھے دوست اس کا دلچسپی سے مطالعہ کرتے رہے۔بعض دوستوں نے اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا کہ گھر جا کر اطمینان سے پڑھیں گے۔اردو میں شائع شدہ پرچہ بدر اور دوسرے لٹریچر کو زیادہ اشتیاق سے وصول کیا گیا اور اس کے مطالعہ کی خواہش کی گئی۔

۲۳ نومبر کی رات کو بوقت آٹھ بجے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی جالندھر ریڈیو سے ایک تقریر ’’بابا نانک اور وحدانیت‘‘ کے عنوان سے نشر ہوئی۔جو آپ نے ریڈیو والوں کی خواہش پر بتاریخ ۲۰ نومبر ریکارڈ کرائی تھی۔اس تقریر کو بھی سب جگہ بڑی دلچسپی سے سنا گیا اور پسند کیا گیا۔اسی روز رات کے وقت گوردوارہ سنگھ سبھا جالندھر میں مکرم گیانی عبداللطیف صاحب درویش قادیان کی تقریر ہوئی۔آپ نے اپنی تقریر میں حضرت بابا نانک کی تعلیمات عشقِ الٰہی پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ حضرت بابا صاحب موصوف انسانی دلوں میں ایکتا اور اتحاد پیدا کرنے آئے تھے اور اسی کا پرچار کرتے رہے۔

آپ کی اس آدھ گھنٹے کی تقریر کو دلچسپی سے سنا گیا۔

مورخہ ۲۷ نومبر کو گوردوارہ اکال گڑھ قادیان میں بھی مکرم گیانی صاحب کو تقریر کرنے کیلئے دعوت دی گئی۔ چنانچہ موصوف نے شری گورونانک کے پیغام پر پون گھنٹہ تقریر کی۔ گیانی صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ شری گورونانک جی مہاراج کا پیغام دلوں کوموہ لینے والا اور بنی نوع انسان میں باہمی پریم اور محبت کی بنیادوں کو استوار کرنے والا تھا۔ جس سے سب قسم کے جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ آؤ ہم اس مبارک جنم شتابدی کے موقعہ پر اس پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی پوری کوشش کریں اور اس پر عمل بھی کریں۔

مورخہ ۲۹ نومبر کو آئی ٹی آئی قادیان کے اساتذہ وطلبہ کی طرف سے بھی اسی قسم کی ایک تقریب منائی گئی اور جلوس نکالا گیا۔ جس میں جماعت کی طرف سے بھی متعدد احباب نے باوجود رمضان میں درس القرآن وغیرہ کی مصروفیت کے حصہ لیا۔ اور اپنے سکھ دوستوں کی اس خوشی میں شریک ہوئے۔ اسی طرح مقامی طور پر جماعت احمدیہ نے ایسی جملہ تقاریب میں حصہ لیا۔[148]

جماعت احمدیہ کے شائع کردہ اردو تراجم قرآن وتفاسیر

جماعت احمدیہ کی طرف سے اب تک قرآن مجید کے جو اردو تراجم اور تفاسیر شائع ہوئیں لاہور کے ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ نے ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۶۹ء کے شمارہ میں نہایت محنت اور عرقریزی سے اپنی معلومات کی حد تک ایک جامع فہرست پیش کی۔ یہ فہرست پاکستان کے محقق وفاضل جناب محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب فرمائی تھی اور اس میں جماعت احمدیہ کے علاوہ دیگر اردو تراجم وتفاسیر کا بھی تفصیلی تذکرہ تھا۔ (فہرست کی تیاری میں مولانا شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی نے معاونت فرمائی جس کا شکریہ مرتب نے فہرست کے شروع میں ادا کیا ہے)۔ ذیل میں فہرست کے نقشہ اور نمبروں کے مطابق مرتب ہی کے الفاظ میں جماعت احمدیہ کے شائع کردہ اردو تراجم قرآن وتفاسیر کی تفصیل بیان کی جاتی ہے:۔

حصہ الف

نمبر شمار	نام مترجم یا مفسّر	نام ترجمہ یا تفسیر	مقام اشاعت	مطبع	سن طباعت	ضخامت

۴۰	بشیر الدین محمود احمد، مرزا (خلیفہ ثانی جماعت احمدیہ)	ترجمہ قرآن مع ”تفسیر صغیر“	لاہور	نقوش پریس	۱۹۶۶ء	۹۵۴

کیفیت: ۱۹۶۶ء میں بہترین آرٹ پیپر پر بڑی نفاست سے چھپا۔صفحہ دو کالمی ہے۔ایک میں متن اور دوسرے میں ترجمہ۔حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ پہلا ایڈیشن ۱۹۵۶ء میں ربوہ میں شائع ہوا۔

۴۱	// //	تفسیر کبیر (۱۱ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے)				
۷۰	روشن علی۔حافظ (احمدی)	ترجمہ قرآن بین السطور	لاہور	آفتاب عالم پریس		۷۸۳

کیفیت: دوسرا ایڈیشن تقسیم ملک کے بعد ظفر بک ڈپو سرگودھا اور کتاب گھر راولپنڈی سے شائع ہوا۔

۷۴	سرور شاہ، مولوی (احمدی)	تفسیر سروری مع ترجمہ				

کیفیت: رسالہ تعلیم الاسلام، ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز اور رسالہ تفسیر القرآن میں بالاقساط ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۲ء تک طبع ہوئی۔

۱۳۰	عمر، میاں معراج دین (احمدی)	حمائل شریف مترجم مع حواشی				
۱۳۱	غلام احمد، مولوی (بدوملہی، احمدی)	ترجمہ قرآن				
۱۳۲	غلام حسن نیازی پشاوری (احمدی)	اردو زبان میں ترجمہ و مختصر مطالبِ قرآن موسوم بہ حسنِ بیان	لاہور	برانچ کیپیٹل کواپریٹو پریس	۱۹۳۹ء	۶۵۶
۱۵۷	محمد اسحٰق۔میر (احمدی)	ترجمہ قرآن مع مختصر حواشی	لاہور	فوٹو آرٹ پریس		۷۷۶
۱۷۳	محمد سعید قادری حنفی۔میر (احمدی) مجلس احمدیہ حیدر آباد دکن	قرآن مجید مترجم مع تفسیر اوضح القرآن مسمّٰی بہ تفسیر احمدی (۲ جلد)	آگرہ	مرتضائی	۱۹۱۵ء	۱۹۵+۲۶۵
۱۸۰	محمد علی، ایم۔اے۔مولوی (م ۱۳۷۱ھ) لاہوری، احمدی	تفسیر بیان القرآن (۳ جلد)	لاہور	کریمی	۱۹۴۰ء ۔۱۹۴۳ء	

کیفیت: غرائب القرآن اور ضروری محاورات کا حل بھی کیا ہے اور انگریزی میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ حامل المتن مع حواشی کے لکھا ہے۔احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور نے ایک جلد میں اس کا اعلیٰ عکسی طباعت کا ایڈیشن مختصر تفسیر کے ساتھ ۱۳۸۲ھ میں خاص اہتمام سے طبع کیا جس کے تفسیری فوائد بیان القرآن کا خلاصہ ہیں اور ترجمہ میں بھی قدرے اصلاح کی گئی ہے۔

۱۹۰	معین الدین، پیر (احمدی)	مخزنِ معارف			۱۹۶۳ء

کیفیت: تمام احمدی مترجمین اور مفسرین کی کتابوں اور تفاسیر سے اخذ وانتخاب کر کے پہلی جلد بلاک کے ساتھ شائع کی۔

۱۹۱	معین الدین، پیر (احمدی)	مخزن معارف یعنی خلاصہ تفسیر کبیر (۳ جلد) از مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب			۱۹۶۳ء
۲۰۵	نورالدین، مولانا حکیم (احمدی)	ترجمہ	آگرہ	خیرخواہ اسلام پریس	۱۹۱۰ء

کیفیت: مولانا کے درسِ قرآن سے اخذ کر کے ترجمہ مذکور میرٹھ کے ایک احمدی نے شائع کیا۔

۲۰۷	نورالدین، مولانا حکیم (احمدی)				

کیفیت: آپ کے درس قرآن کے نوٹس جو اخبار ''بدر'' میں باقاعدہ شائع ہوتے تھے۔۱۹۳۲ء میں قادیان سے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔

حصہ ب

۶	ابوالعطاء، مولانا (احمدی)		

ماہنامہ الفرقان میں قرآن مجید کا ترجمہ تفسیری نوٹوں کے ساتھ بالاقساط چھپ رہا ہے۔

۱۹	اسماعیل محمد (احمدی)	۶،۷ پارے					غیر مطبوعہ
۵۰	بشارت احمد ڈاکٹر لاہوری احمدی	نورالقرآن (۲ جلد)	لاہور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام			۱۹۵۵ء	آخری پاروں کے کچھ حصے کا ترجمہ وتفسیر
۵۱	بشیر الدین محمود احمد، مرزا (احمدی)	تفسیر سورۃ کہف	قادیان	دفتر تحریک جدید			
۱۸۷	علی محمد چوہدری بی۔اے (احمدی)	سلسلہ احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ انگریزی تفسیر القرآن کی پہلی جلد کا اردو ترجمہ					غیر مطبوعہ
۲۲۹	محمد اسماعیل شیخ پانی پتی (احمدی)	عورتوں اور بچوں کیلئے آسان اور سہل زبان میں ترجمہ شروع کر رکھا ہے۔					
۲۴۵	محمد علی ایم۔اے مولانا (احمدی)	نکات القرآن (ابتدائی پانچ پاروں کی تفسیر)	لاہور		احمدیہ انجمن اشاعت اسلام		
۲۵۶	مرزا غلام احمد (بانی سلسلہ احمدیہ)	تفسیر سورۃ العصر وفاتحہ					

مرزا صاحب کی ۸۰ کے قریب تصانیف میں قرآن کریم کی آیات وسور کے ترجمے وتفسیر کا بیشتر

حصہ ’’خزینۃ العرفان‘‘ کے نام سے دس جلدوں میں قادیان سے شائع ہو چکا ہے۔

۲۷۹	نور الدین، حکیم (خلیفہ اول) احمدی	تفسیر سورۃ جمعہ	امرتسر		وزیر ہند پریس	۱۹۲۸ء
۲۹۱	یعقوب علی عرفانی (احمدی)	پارہ ۱،۲،۳، ۱۰، ۱۶، ۱۷، ۲۲ تا آخر	قادیان	احمدیہ پریس	۱۹۰۴ء	پارہ نمبر۲ سے ماہوار طبع ہونا شروع ہوا

149

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا ارشاد بابت اعتکاف

۲ دسمبر ۱۹۶۹ء کو مسجد مبارک میں نماز فجر پڑھانے کے بعد حضور کچھ وقت خدام میں تشریف فرما رہے۔حضور نے مولانا قاضی محمد نذیر صاحب سے معتکفین کے بارے میں چند امور دریافت فرمائے۔ بعد ازاں فرمایا ہر نفلی اور فرضی عبادت کے ساتھ شیطان نے بہت سی رسمیں لگا دی ہیں۔اسی طرح اعتکاف کے ساتھ بھی بہت سی زائد باتیں کر دی گئی ہیں۔مثال کے طور پر بعض عورتیں اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھ جاتی ہیں۔حالانکہ اصل تقویٰ اور عبادت یہ ہے کہ جو کہا جاتا ہے وہ کرو۔حضور نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کہ رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو گیا ہے۔گو دعائیں تو ہر وقت کرنی چاہئیں لیکن چونکہ یہ قبولیت دعا کے دن ہیں اس لیے ان دنوں میں زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں۔پس معتکفین بھی اور دوسرے دوست بھی ان دنوں میں دعاؤں پر خاص زور دیں۔حضور نے اس امر پر زور دیتے ہوئے کہ ہر ضرورت اور ہر چیز کے لیے خدا ہی سے دعا کرنی چاہیے فرمایا اصل دعا ایک ہی ہے کہ خدا سے خودا سے (یعنی خدا تعالیٰ) کو پانے اور حاصل کرنے کی دعا کی جائے اور پھر اس کے لیے مجاہدہ کیا جائے۔150

مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر ’’لائٹ‘‘ کی بیعتِ خلافت کی وضاحت

مولانا محمد یعقوب خان صاحب سابق ایڈیٹر لائٹ لاہور ضلع پشاور کے گاؤں پیر پیائی میں ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئے۔آپ نے ۱۹۰۷ء میں میٹرک اور ۱۹۱۱ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔دوران تعلیم آپ کا حضرت مولانا غلام حسن صاحب پشاوری کے مکان پر آنا جانا ہوا جہاں احمدی دوستوں سے ملاقات کے باعث دسمبر ۱۹۱۲ء میں خلافت اولیٰ کی بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل

ہو گئے۔لیکن خلافت ثانیہ کے انتخاب کے بعد غیر مبائعین کے گروہ کے ساتھ شامل ہو کر انگلستان کے ووکنگ مشن کے ساتھ منسلک ہو گئے۔تاہم خلافت ثالثہ میں سال ۱۹۶۹ء کے اخیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ دوبارہ بیعت کر کے خلافت کے بابرکت سایہ میں آ گئے۔آپ مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مولف مجدد اعظم کے داماد اور مکرم مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین کے ہم زلف تھے۔بیعت کے بعد آپ نے ''میری بیعتِ خلافت کی وضاحت'' کے زیر عنوان حسب ذیل نوٹ سپرد قلم کیا:۔

''اس سے قبل کہ ''پیغام صلح'' میری بیعت خلافت کو رنگ آمیزی اور حاشیہ آرائی کا موضوع بنائے میں خود ہی احباب جماعت کی اطلاع کے لئے وضاحت کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

اوّلاً میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کن وجوہات نے مجھے یہ قدم اٹھانے پر آمادہ کیا ہے۔میں نے یہ قدم اصلاحِ جماعت کی نیت سے اٹھایا ہے۔خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام موجودہ اختلاف کو جس نے جماعت کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں ناراضگی کی نظر سے دیکھتے تھے۔جیسے ان کے اس الہام سے ان کی قلبی کیفیت کی وضاحت ہو جاتی ہے۔''يُصْلِحُ اللّٰهُ جَمَاعَتِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ''یعنی انشاءاللہ اللہ تعالیٰ جماعت کے اس اختلاف کو دور کر کے اصلاح کے راستے پر ڈال دے گا اور جماعت میں اتحاد پیدا کرے گا۔

ظاہر ہے کہ اختلاف کو دور کرنے کا ایک ہی معقول طریق ہے اور وہ یہ کہ تمام کی تمام جماعت خلافت کے دامن سے وابستہ ہو جائے۔خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اِس امت میں نبوت کا اسی لئے خاتمہ ہوا کہ میرے بعد خلفاء ہوں گے جو دینی راہ پر قوم کو چلائیں گے۔

اس مختصر بیان میں مَیں مضبوط خلافت کی اہمیت پر زیادہ نہیں لکھ سکتا۔حضرت خلیفہ اوّل نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ قومی زندگی کا راز مضبوط مرکز میں ہے۔تاریخ کی بھی یہی شہادت ہے کہ جوں جوں خلافت کمزور ہوتی گئی اسلامی سلطنت زوال پذیر ہوتی گئی۔میرے سابقہ اعلانات سے احباب کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ حضرت مرزا ناصر احمد کی شخصیت نے مجھے بہت متاثر کیا ہے اور میرا ان کی بیعت کرنا اس تاثر کا منطقی نتیجہ سمجھتا ہوں۔

کافی غور وخوض کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچنے سے گریز نہ کر سکا کہ ہماری جماعتِ لاہور وہی کردار ادا کر رہی ہے جو احمدیت کے مخالفین مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ کرتے تھے۔وہ بھی پورا زور اس

پر لگاتے تھے کہ کسی طرح احمدیت کو دنیا میں فروغ حاصل نہ ہو۔ ہمارے مسلک کا لبِ لباب تقریباً اسی کے برابر ہے یعنی یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام ونشان مٹ جائے۔ ہمارے لٹریچر میں اب یہ ایک کلاسیکی مقولہ بن گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام لینا سمِ قاتل ہے اور یہ مسلک مشیتِ الٰہی کے بالکل اُلٹ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیّت یہ ہے کہ احمدیت دنیا کے دور دراز کناروں تک پہنچے گی اور ایک وقت آئے گا کہ احمدیوں کی اکثریت ہوگی اور باقی مسلمان اقلیت بن جائیں گے۔

ظاہر ہے کہ ہمارا قدم اس کے بالکل الٹ جا رہا ہے۔ دوسری شہادت واقعات کی ہے کہ جب سے ہم نے خدا کے مامور کے دامن پر گرفت کمزور کر دی ہے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہم محروم ہو گئے ہیں۔ اس کی ایک بیّن مثال یہ ہے کہ ہمارا بہت مشہور ومعروف مشن جو ہمارا ''سرمایۂ ناز'' تھا ہم سے چھن گیا ہے۔ ویسے بھی مشاہدہ یہ ہے کہ جماعتِ ربوہ اب روز بروز ترقی پذیر ہے۔ ہمارے اپنے مبلّغین کا اعتراف ہے کہ جو بھی آدمی ہمارے زیرِ تبلیغ ہوتا ہے وہ بالآخر داخل جماعتِ ربوہ میں ہی ہوتا ہے۔

ہمارے ایک کارکن جو جماعت کی تنظیم پر مقرر ہیں انہوں نے اپنے دورۂ جماعت کے بعد مجھے بتلایا کہ جہاں جہاں میں گیا جماعت میں ایک مُردنی اور جمود پایا۔ بالفاظِ دیگر ہم میں بحیثیت جماعت زندگی کی حرارت بہت کم ہوگئی ہے۔ بالفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم ''زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں''۔ اگر جماعت لاہور کو میرے اس مطالعہ سے اختلاف ہو تو بہترین صورت یہ ہے کہ ایک مجلسِ مناظرہ منعقد کی جائے جس میں دونوں فریق اپنے اپنے دلائل پیش کریں۔ اس مجلس کی صدارت کے لئے میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا نام پیش کرتا ہوں۔ چاہیے کہ اس مجلس میں دونوں جماعتوں کے لیڈر بھی موجود ہوں تا کہ احباب ان کو دیکھ کر ہی اندازہ کر سکیں کہ آسمانی نور اور سکون کس کے چہرہ پر برس رہا ہے۔

میرے نزدیک اختلاف کی ذمہ داری بھی ان احباب پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے خلیفۂ اوّل کی وفات پر خلیفہ ثانی کے بکثرت آراء سے منتخب ہو جانے کے بعد بھی لاہور میں علیحدہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کا منصوبہ بنایا۔ حق یہ ہے کہ میں خود اس موقع پر موجود تھا۔ حضرت خلیفہ اوّل کی وفات پر تقریباً تمام کی تمام قوم مسجد نور قادیان میں جمع ہوگئی تھی اور سب نے بالاتفاق رائے حضرت میرزا محمود احمد کو خلیفہ منتخب کیا۔ اس قومی اجماع کے بعد انجمن سازی کا رستہ اختیار کرنا انتشار کا رستہ تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس اختلاف کے پیدا کرنے والے بھی ہم ہی ہیں اور اس لئے اس اختلاف کا ازالہ بھی ہمارا اولین فریضہ ہونا چاہیے۔بحیثیت اس جماعت کے ایک ممبر کے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جو راستہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھایا ہے اس کا اعلان کروں اور وہ یہ ہے کہ ہم سب دامنِ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔اسی جذبہ کے تحت سب سے اوّل میں خود یہ قدم اٹھاتا ہوں۔

محمد یعقوب خان

۴ دسمبر ۱۹۶۹ء ۱۳۹۔احمد پارک،لاہور۔151

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اپنے خدام سے پُر معارف گفتگو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ۶ دسمبر ۱۹۶۹ء کو بعد نماز فجر مسجد مبارک میں اپنے خدام کے ساتھ رونق افروز ہوئے اور ان سے گفتگو فرماتے رہے۔مسجد میں مکھیوں کے زیادہ ہو جانے کا ذکر ہوا تو حضور نے فرمایا مکھی گو ایک حقیر کیڑا ہے لیکن اگر ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو انسان سے زیادہ طاقتور ہے۔اگر مکھی کھانے میں سے ایک ذرّہ اٹھا کر لے جائے تو انسان اس سے وہ ذرّہ چھڑا نہیں سکتا۔اگر انسان غور کرے تو مکھی انسان کو یہ تنبیہہ کرتی ہے کہ میں ذراسی ایک حقیر چیز ہوں مگر تم مجھ سے اتنا گھبراتے ہو لیکن وہ شیطان جو تمہارے نفس کے اندر ہے اس سے تم نہیں گھبراتے حالانکہ نفس کے شیطان سے اگر انسان بچا رہے تو ٹھیک ورنہ وہ جہنم میں جا پڑتا ہے۔حضور نے فرمایا نفس کے شیطان سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ نسخہ بتایا ہے کہ وہ رحمان کی رحمانیت کو یاد رکھے اور ہمیشہ اس کی اس صفت اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے بے پایاں افضال پر غور کرتا رہے۔اس ضمن میں حضور نے **سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم** کا ورد جاری رکھنے کی اہمیت پر زور دیا اور فرمایا انسان کے اندر ہر وقت یہ احساس بیدار اور زندہ رہنا چاہیے کہ ہر چیز ہمیں خدائے رحمٰن نے اپنی صفت رحمانیت کے ماتحت عطا کی ہے وہ ہماری اپنی نہیں تبھی انسان نفس کے شیطان سے محفوظ رہ سکتا ہے۔152

ربوہ میں عید الفطر کی بابرکت تقریب

ربوہ میں عید الفطر کی بابرکت تقریب ۱۲ دسمبر کو نہایت سادگی اور پُر وقار طریق پر منائی گئی۔اہل ربوہ اور دور و نزدیک سے آئے احباب نے مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اقتداء میں نماز عید

ادا کی۔خطبہ عید میں حضور نے عید الفطر کی فلاسفی نیز اس کے تسلسل میں ملنے والی حقیقی اور دائمی عید کے حصول کے قرآنی ذرائع بیان فرمائے۔حضور نے فرمایا کہ یہ امر انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ وقفہ وقفہ سے خوشیاں منائے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے مبعوث کردہ انبیاء کے ذریعہ سے انسان کے اس فطرتی تقاضا کو پورا کرنے کا سامان کیا اور خوشی کے اظہار کے طریق بھی بتائے۔اسلام کی رو سے حقیقی خوشی وہی ہے جس کے منانے کا اللہ تعالیٰ حکم دے اور جس کے لیے قلبی کیفیت کا سامان بھی خود پیدا کرے۔

دعا کے بعد حضور نے سب حاضرین کو بلند آواز سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی دعا سے نوازا اور کمال شفقت سے فرمایا آپ سب اور دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے احمدیوں کو عید مبارک ہو۔ اس روز جمعہ بھی تھا چنانچہ نماز جمعہ کے بعد حضور نے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔[153]

پروفیسر عبد السلام صاحب کا گرانقدر عطیہ

پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب ایف۔آر۔ایس سائنسی مشیرِ اعلیٰ صدرِ پاکستان نے سائنسی تحقیقات میں کام آنے والے چند عمدہ آلات کی درآمد کی غرض سے شعبہ طبیعیات تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے لئے بیس لاکھ لیرا (اطالوی سکّہ) یعنی قریباً دو ہزار پاؤنڈ کا گرانقدر عطیہ منظور فرمایا۔ یہ رقم اُس فنڈ میں سے دی گئی جو پروفیسر صاحب مذکور نے اُنہی ایام میں پاکستان میں سائنسی ترقی کے لئے اپنے انعام کی رقم وقف کر کے قائم کیا۔ پروفیسر نصیر احمد خان صاحب صدر شعبہ طبیعیات تعلیم الاسلام کالج نے روزنامہ الفضل میں یہ خبر دیتے ہوئے لکھا کہ ”اس طرح شعبہ کی ایک اہم ضرورت پوری ہو سکے گی“۔مزید لکھا کہ ”آپ (پروفیسر عبد السلام صاحب) نے دس لاکھ لیرا کی رقم بطور عطیہ اسلامیہ کالج لاہور کے لئے بھی منظور فرمائی ہے“۔[154]

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۶۹ء

امسال احمدیت کے دائمی مرکز قادیان دارالامان میں سالانہ جلسہ کا مقدس اجتماع ۱۸،۱۹،۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء کو انعقاد پذیر ہوا۔جس میں شمع احمدیت کے پروانے خدا کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے احمدیت کے دائمی مرکز قادیان کی ارضِ مقدس میں جمع ہوئے اور ایک دفعہ پھر انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ زندہ خدا، زندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور زندہ کتاب پر ایمان رکھنے کے باعث خود بھی زندہ ہیں۔ مسیح پاک علیہ السلام کے ان ابراہیمی طیور نے جو سرزمین ہندو پاک کے مختلف آشیانوں میں آباد تھے سرزمین

قادیان میں آکر اُسے تین دن تک اپنے سجدوں، عبادات واذکارالٰہی اور درودشریف سے معمور کیا اور بیت الدعا، بیت الذکر، بیت الفکر، مسجد مبارک، مسجدِ اقصیٰ اور بہشتی مقبرہ وغیرہ مقاماتِ مقدسہ سے خوب استفادہ کیا اور حسبِ استطاعت علم وعرفان کی جھولیاں بھر کر اپنے وطنوں کو واپس ہوئے۔

اندرونِ ملک سے جلسہ کی خاطر مرکز سلسلہ میں دور دراز علاقوں سے سفر اختیار کر کے آنے والوں میں آندھراپردیش، میسورسٹیٹ، جموں وکشمیر، پونچھ، کیرالہ، بمبئی، یوپی، بہار، بنگال، اڑیسہ اور دہلی کے علاقوں سے خاصی تعداد میں مخلص احباب شریک ہوئے۔

اِس للّٰہی اجتماع سے مستفیض ہونے کے لئے ایک سوئس احمدی مکرم رفیق احمد صاحب چنن (Mr. Rafique Channen) بھی تشریف لائے۔آپ ۱۹۶۰ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو کر حضرت مسیح محمدی علیہ السلام کے شیدائیوں میں شامل ہوئے۔اسی طرح جزیرہ سیلون سے بھی ایک بزرگ مختلف سفری صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے شریکِ جلسہ ہوئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس جلسہ کے لئے جو پیغام ارسال فرمایا اس میں سب سے پہلے درویشان قادیان اور پھر بیرونی جماعتوں سے آنے والے احباب کو ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ'' کے گرانقدر تحفہ سے نوازا۔اس پیغام کے ذریعہ حضور نے احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ آجکل ساری دنیا کے اندر جو حالات پیدا ہو چکے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بہت ہی خطرے میں ہے۔ سب دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ یہ پیغام حضرت صوفی غلام محمد صاحب امیر قافلہ نے پڑھا۔حضور نے جلسہ سے قبل ایک برقی پیغام بھی دیا تھا جو مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلّغ بنگال واُڑیسہ نے سنایا۔

جلسہ کے فاضل مقررین جنہوں نے ٹھوس، پُرمغز اور نہایت معلومات افروز تقاریر فرمائیں۔

مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد استاذ مدرسہ احمدیہ قادیان (حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدات)، حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل امیر مقامی (افتتاحی تقریر نیز تقریر بعنوان ذکرِ حبیب)، مولوی شریف احمد صاحب امینی (تبلیغ اور جماعت احمدیہ)، رفیق چنن صاحب (میں نے احمدیت کو کیوں قبول کیا) (یہ تقریر انگریزی زبان میں تھی جس کا اردو ترجمہ میر احمد صادق صاحب ایم۔اے آف حیدرآباد دکن نے سنایا)، صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (اسلام مجھے کیوں پیارا ہے)، مولوی محمد عمر صاحب مبلغ بمبئی (شہری زندگی کو پُرامن بنانے کے لئے حضرت رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات)، گیانی عبداللطیف صاحب (حضرت گورونانک کی عظیم شخصیت اور اسلام)، مولانا محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ وایڈیٹر بدر قادیان (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری وتبشیری پیشگوئیاں)، ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مؤلف اصحاب احمد (ذکرِ حبیب)، مولانا بشیر احمد صاحب فاضل (امام وقت کی ضرورت اور ان کے کام) اور (موجودہ زمانہ کے بارہ میں اسلام کی پیشگوئیاں)، چوہدری مبارک علی صاحب ناظر بیت المال (آمد) (جماعت احمدیہ مالی قربانیوں کے میدان میں)، جناب ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی ڈی لِٹ پٹنہ (خالق ومخلوق کا رشتہ)، مولانا شریف احمد صاحب امینی (مسیح ناصری علیہ السلام کی ہجرت اور قبر ہندوستان میں)، مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلّغ مظفر پور (سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام)، صدر جلسہ محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ فیصل آباد (صدارتی خطاب)۔[155]

مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ایڈیٹر اخبار ''بدر'' کے قلم سے اس مقدس روحانی اجتماع کی مزید تفصیلات درج ذیل کی جاتی ہیں۔آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

''دونوں ملکوں کی منظوری سے امسال ۷۷ پاکستانی احبابِ جماعت کا ایک قافلہ بتاریخ ۱۵ دسمبر حسینی والا بارڈر سے بھارت وارد ہوا اور فیروز پور سے بذریعہ ریل روانہ ہوکر اگلے روز ۱۶ دسمبر کو ۵ بجے شام قادیان پہنچا۔ چھ روز قیام کرنے کے بعد ۲۱ دسمبر کو رات آٹھ بجے کی گاڑی سے واپسی کے لئے روانہ ہوا اور ۲۲ دسمبر کو بارڈر عبور کر گیا۔ اِن زائرین میں بیشتر ایسے افراد تھے جنہیں یا تو زندگی میں پہلی بار اور یا تقسیم ملک کے بعد پہلی مرتبہ مرکز سلسلہ قادیان کے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ چنانچہ گنتی کے ان ایام کو انہوں نے خصوصی دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزارا۔ اور اپنے اس سفر کو اپنی غیر معمولی سعادت جانا۔

اکنافِ عالم سے آئے ہوئے احباب جماعت مرکزِ سلسلہ میں اسی طرح گھل مل جاتے ہیں اور قادیان کی محبت سے اپنے تئیں اس طرح محسوس کرتے ہیں کہ گویا اپنے ہی گھروں میں اپنے ہی اعزّہ و اقرباء کے پاس ہیں۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے اغراض ومقاصد میں سے احباب کے باہمی تودّد وتعارف کا جو زرّیں موقعہ میسر آتا ہے اس سے امسال بھی احباب نے خوب فائدہ اٹھایا۔ باہم مل کر روحانی باتیں کر کے، خدائی نشانات کا مشاہدہ کر کے اپنے ایمانوں میں تازگی حاصل کی اور روحوں کے صیقل

ہونے سے مستفید ہوئے۔ اجتماعی دعائیں ہوں یا انفرادی۔ ذکر الٰہی کی مجالس ہوں یا مقاماتِ مقدسہ و بیت الدعا میں انفرادی نوافل کے مواقع، ہر آنے والے نے اپنی ہمت اور ظرف کے مطابق جی بھر کر روحانی فائدہ اٹھایا بلکہ رمضان شریف کے بعد بابرکت ایام اور پُر نور راتوں کی مثال تو جلسہ سالانہ کے ایام میں ہی نظر آتی رہی ہے۔

مرکزی مساجد میں پنجگانہ نمازوں کے التزام کے ساتھ جلسہ کے دنوں میں مسجد مبارک میں اجتماعی طور پر نماز تہجد کا التزام رہا۔ فجر کی نماز کے بعد مسجد مبارک کے اندر حدیث شریف کا درس محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل نے دیا جبکہ مسجد اقصیٰ میں کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دینے کی سعادت راقم الحروف (مولوی محمد حفیظ صاحب ایڈیٹر بدر) کو حاصل رہی۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ کی نگرانی میں مہمانان کرام کے قیام و طعام کا انتظام بفضلہٖ تعالیٰ تسلی بخش طور پر رہا۔ دارالمسیح، مدرسہ احمدیہ و بورڈنگ، تعلیم الاسلام ہائی سکول اور نصرت گرلز سکول کی عمارات میں اجتماعی طور پر مہمانان کرام نے قیام فرمایا۔ نیز درویشانِ کرام کے گھروں میں بھی انفرادی طور پر مہمان قیام پذیر رہے۔

اس دفعہ مہمانوں کی اجتماعی فرودگاہوں (مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام سکول) کے احاطہ ہی میں مہمانوں کی سہولت اور احسن رنگ میں خدمات بجالانے کے لئے طبی انتظام کا دفتر کھلا رہا جہاں ضرورتمند احباب کو طبی امداد بہم پہنچائی جاتی رہی۔ مکرم چوہدری غلام ربانی صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ اور ان کے مستعد عملہ نیز مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے رضا کارانہ پُرخلوص خدمات سرانجام دیں۔ قادیان اور اس کے مضافات میں ایک عرصہ سے امساک باراں کے سبب خشک سردی پڑ رہی تھی جس سے فلو وغیرہ کے عارضہ کا اندیشہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال رہا اور سارا جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت سے گزرا۔ کوئی غیر معمولی کیس نہیں ہوا اور ہر طرح خیریت رہی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے جلسہ سالانہ کا جو تقریری پروگرام مرتب کیا گیا تھا خدا کے فضل سے تینوں روز نہایت کامیابی کے ساتھ جملہ اجلاسات ہوئے اور علماء کرام کی ٹھوس عالمانہ تقاریر سے سامعین کرام محظوظ ہوئے اور سب تقاریر کو بڑی دلچسپی اور توجہ سے سنا اور پسند کیا۔ تینوں روز احمدیہ

جلسہ گاہ میں خاصی رونق ہوتی رہی۔ اپنے احبابِ جماعت کے علاوہ غیر مسلم دوست بھی خاصی تعداد میں شریک جلسہ ہوتے اور پوری دلجمعی کے ساتھ تقاریر کو سنتے رہے۔ جالندھر ریڈیو کے کارندے بھی تشریف لائے اور متعدد تقاریر کے ٹیپ ریکارڈ لیتے رہے۔ مردانہ جلسہ کے پہلے اور تیسرے روز کی کارروائی بذریعہ لاؤڈ سپیکر (جس کا تمام اجلاسات میں معقول انتظام تھا) زنانہ جلسہ گاہ میں بھی سنی جاتی رہی جبکہ درمیانے روز مستورات کا اپنا علیحدہ پروگرام تھا وہ بھی بحسن وخوبی پورا ہوا۔ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ محترمہ بیگم صاحبہ مرزا وسیم احمد صاحب کے پاؤں میں پلستر لگا ہوا تھا جس کے سبب وہ خود تو جلسہ گاہ میں تشریف نہ لاسکیں لیکن نائب صدر صاحبہ کی نگرانی میں یہ اجلاس منعقد ہوا۔ محترمہ بیگم صاحبہ اسی حالت میں دارالمسیح میں مقیم مہمانانِ کرام کی ضیافت اور خدمت سرانجام دیتی رہیں۔ محترم سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ وزیر پنجاب نے حسبِ سابق امسال بھی پاکستانی احبابِ جماعت کے قافلہ اور چیدہ چیدہ ہندوستانی احباب جماعت کو بتاریخ ۲۱ دسمبر اپنے مکان پر دعوت دی۔ جہاں چائے اور مٹھائی کے ساتھ تواضع کرنے کے بعد پہلے سردار پریتم سنگھ صاحب نے تعارفی تقریر کی بعدۂ خود جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ نے خطاب فرمایا۔ جس میں جماعت احمدیہ کے ساتھ اپنے تعلقات اور احباب جماعت کے حسنِ سلوک اور پُرخلوص تعاون کا تذکرہ کیا اور مہمانان کرام کا خیر مقدم کرتے ہوئے اپنی شدید مصروفیت کے سبب زیادہ وقت نہ دے سکنے پر معذرت کی اور واضح کیا کہ انسانیت کا مرتبہ سب سے بلند ہے جس کے سامنے ہر قسم کی مذہبی حدود ختم ہو کر ہر شخص ایک ہی اونچے مقام پر نظر آتا ہے۔ اور ہم انسانیت کی قدر کرنے والے ہیں اور آپس میں محبت والفت کے ساتھ رہتے ہیں۔ جناب باجوہ صاحب کے ایسے پُرخلوص اظہار خیال کے بعد امیر قافلہ نے احباب قافلہ کی طرف سے اور جناب سید اختر احمد صاحب اور ینوی نے ہندوستانی احباب جماعت کی طرف سے جناب باجوہ صاحب کا شکریہ ادا کیا اور آخر میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب امیر مقامی نے ساری جماعت کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔'' [156]

جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۶۹ء

ربوہ کی مقدس سرزمین میں جماعت احمدیہ کا للّٰہی جلسہ سالانہ اس سال ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۶۹ء کو منعقد ہوا۔ جس میں شمع احمدیت کے کم وبیش ایک لاکھ پروانے جمع ہوئے۔ آنے والے

مخلصین اور عشاق مشرقی اور مغربی پاکستان کے کونہ کونہ سے ہی نہیں بلکہ بھارت، گھانا، تنزانیہ، زیمبیا، نائیجیریا، کویت، ابوظہبی، افغانستان، انڈونیشیا، انگلستان، مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، امریکہ اور کینیڈا وغیرہ ممالک سے دیوانہ وار کھنچے چلے آئے۔

بیرونی ممالک سے تشریف لانے والوں میں سے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب (ہالینڈ)، ظفر اللہ الیاس صاحب (نائیجیریا)، الحاج حسن العطاء صاحب (صدر جماعتہائے احمدیہ اشانٹی ریجن گھانا)، مولوی عبدالکریم صاحب (لندن)، شیخ ناصر احمد صاحب (سوئٹزرلینڈ)، افتخار احمد صاحب ایاز (تنزانیہ)، ایم عبدالشکور صاحب چوہان (انڈونیشیا) اور چوہدری نذیر احمد صاحب (کویت) خاص طور پر قابلِ ذکر تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا افتتاحی خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے وجد آفرین افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب امت مسلمہ کو اس طرف پکارا کہ غلبۂ اسلام کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ میری طرف آؤ اور میرے انصار بنو اور اللہ کی راہ میں اس کی رضا کے حصول کیلئے قربانی دو اور ایثار دکھاؤ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے آگے فرمایا:

''اُن کی زندگی کیلئے موت تک دریغ نہیں کروں گا''۔ (اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء)[157]

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ کی حیثیت سے میرے دل میں بھی یہ جوش پیدا کیا ہے کہ میں اپنے ربِ کریم سے آپ دوستوں کیلئے انہی باتوں کو چاہوں اور طلب کروں۔ میری جان آپ پر قربان، میں ہمیشہ آپ کیلئے ہر رنگ میں دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ آپ جب اس جلسہ کیلئے سفر شروع کرتے ہیں تو میرے دل میں بڑی فکر پیدا ہوتی ہے۔ سفر کی تکالیف ہیں۔ سفر کے حادثات ہیں۔ سفر کی پریشانیاں ہیں۔ میں ان کو سوچتا ہوں اور اپنے ربِّ کریم کے حضور جھک کر آپ کیلئے اس کی حفاظت اور امان چاہتا ہوں۔ جب آپ یہاں آ جاتے ہیں۔ مجھے یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ کہیں ہمارے مخلص رضا کاروں کی کسی غفلت کے نتیجہ میں آپ میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ پھر مجھے یہ فکر رہتی ہے کہ خود آپ کے نفوس آپ کی پریشانی کا باعث نہ بنیں۔ جس

مقصد کیلئے آپ یہاں آئے ہیں اس کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور متضرعانہ دعاؤں کی توفیق پائیں اور اس جلسہ میں شامل ہو کر خدا اور اس کے رسول کی باتیں سنیں۔ انہیں سمجھیں اور یہ عہد کریں کہ یہ ارشادات، اللہ کا یہ پیغام، قرآن عظیم ہم پر جو ذمہ داریاں عائد کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ان ذمہ داریوں کو نباہنے کی توفیق بخشے۔ کہیں یہ مقصد آپ کی نظر سے اوجھل نہ ہو جائے۔ اور میں آپ کیلئے ہر وقت ہر آن دعا میں لگا رہتا ہوں۔ حضور نے مزید فرمایا کہ سارا سال جو دعائیں مَیں آپ دوستوں کیلئے کرتا رہتا ہوں وہ سورۃ فاتحہ کی دعائیں ہیں جن کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں بیان کی ہے۔ ان دعاؤں کا خلاصہ اس وقت مَیں بلند آواز سے پڑھوں گا۔ آپ آمین کہتے رہیں۔

اس مختصر مگر انتہائی پُر اثر خطاب کے بعد حضور نے سورۃ فاتحہ کے خلاصہ کے طور پر باآوازِ بلند نہایت جامع دعائیں پڑھیں۔ جب حضور یہ دعائیں پڑھ رہے تھے تو جلسہ گاہ میں موجود سامعین پر وارفتگی کا عالم طاری تھا۔ وہ تضرع و ابتہال کے ساتھ ان دعاؤں کو زیرِ لب دہرا رہے تھے۔ اور نہایت سوز و گداز اور رقّت کے ساتھ آمین اَللّٰھُمَّ آمین کہتے جاتے تھے۔ 158

پُر معارف خطبۂ جمعہ

۲۶ دسمبر کو جمعہ کا مبارک دن تھا۔ اس روز حضور نے اپنے پُر معارف خطبۂ جمعہ میں اسلام کی بنیادی اہمیت رکھنے والی دو اہم ہدایات پر روشنی ڈالی۔ (۱) حقوق اللہ ادا کرو (۲) حقوق العباد ادا کرو۔

حضور نے بتایا کہ دراصل تمام حق تو اللہ کیلئے ہی ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو بندے کا کوئی حق بنتا ہی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ بے پایاں ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے حقوق بھی قائم کئے اور انہیں ضروری قرار دیا۔ دراصل حقوق العباد علامات ہیں حقوق اللہ کی ادائیگی کی۔ ہم کسی انسان کا حق اس لئے ادا نہیں کرتے کہ یہ اس کا ذاتی حق ہے بلکہ اس لئے ادا کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اسی نے بندے کا یہ حق قائم کر کے ہمیں اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ گو بندوں کی تمام نیکی اور سعادت اسی میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کریں۔ اس نے جن مقامات میں اور جن ہستیوں کو اپنا نشان قرار دیا ہے ہمارا فرض ہے کہ ان کی عزت کریں۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود باجود اللہ تعالیٰ کا ایک زندہ نشان تھا اور حضور نے جلسہ سالانہ کو بھی شعائر اللہ قرار دیا

ہے کیونکہ اس موقع پر ہم کسی ذاتی غرض سے نہیں بلکہ محض خدا اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں سننے اور اس کی رضا کے حاصل کرنے کے لئے یہاں جمع ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں اسلام کے جن احکام پر خاص طور پر زور دیا ہے ان میں حقوق العباد کی ادائیگی بھی شامل ہے۔ حضور علیہ السلام نے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والے کمزوروں کی عزت واحترام کو بھی قائم کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ جماعت کے جو افراد طاقت اور استطاعت رکھتے ہیں وہ اپنے کمزور بھائیوں کو مدد دیں اور ان کا سہارا بنیں۔ جماعت میں نئے آنے والوں کی کمزوریوں کی پردہ پوشی کی جائے اور ان کے ساتھ ملائمت اور شفقت کا سلوک کیا جائے۔

احمدی مستورات سے خطاب

جلسہ کے دوسرے روز ۲۷ دسمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے احمدی مستورات سے روح پرور خطاب فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل ارشاد مبارک کی روحانی اور واقعاتی تفصیل تھا (تقریر کے متن کیلئے ملاحظہ ہو المصابیح صفحہ ۱۷۸ تا ۱۸۹ مرتبہ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)۔ حضرت اقدس علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

”پانچ موقعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نہایت نازک پیش آئے تھے۔ جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا اگر آنجناب درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔ ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے۔ (۲) دوسرا وہ موقعہ تھا جبکہ کافر لوگ اس غار پر معہ ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکر کے چھپے ہوئے تھے۔ (۳) تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جبکہ اُحد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی یہ ایک معجزہ تھا۔ (۴) چوتھا وہ موقعہ تھا جبکہ ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دیدی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور

بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔ (۵) پانچواں وہ نہایت خطرناک موقعہ تھا جبکہ خسرو پرویز شاہِ فارس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کیلئے مصمم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کیلئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تمام پُرخطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہو جانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپ صادق تھے اور خدا آپ کے ساتھ تھا''۔159

حضور نے اپنی تقریر کے دوسرے حصہ میں ارشاد فرمایا:۔

''ایک موقع پر ظالمانہ طور پر ہمیں بھی قید میں بھیج دیا گیا۔ گرمیوں کے دن تھے اور مجھے پہلی رات اُس تنگ کوٹھڑی میں رکھا گیا جس میں ہوا کا کوئی گذر نہیں تھا اور اس قسم کی کوٹھڑیوں میں اُن لوگوں کو رکھا جاتا ہے جنہیں اگلے دن پھانسی پر لٹکایا جانا ہو۔ زمین پر سونا تھا اوڑھنے کیلئے ایک بوسیدہ کمبل تھا اور سرہانے رکھنے کے لئے ایک اچکن تھی۔ بڑی تکلیف تھی۔ میں نے اس وقت دعا کی کہ اے میرے رب میں ظلم کر کے، چوری کر کے، کسی کی کوئی چیز مار کر یا غصب کر کے کوئی اور گناہ کر کے اس کوٹھڑی میں نہیں پہنچا۔ مَیں اس جگہ اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ جہاں تک میرا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ میں تیرے نام کو بلند کرنے والا تھا میں اس جماعت میں شامل تھا کہ جو تو نے اس لئے قائم کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں پیدا کی جائے۔ میرے رب مجھے یہاں آنے کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں مجھے کوئی شکوہ نہیں۔ میں کوئی گلہ نہیں کرتا۔ میں خوش ہوں کہ تو نے مجھے قربانی کا ایک موقع دیا ہے اور میری اس تکلیف کی میری اپنی نگاہ میں بھی کوئی حقیقت اور قدر نہیں ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ میں اس جگہ جہاں ہوا کا گذر نہیں، سو نہیں سکوں گا۔ میں یہ دعا کر رہا تھا اور میری آنکھیں بند تھیں۔ میں بلا مبالغہ آپ کو بتاتا ہوں کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے نزدیک ایک ائرکنڈیشن لگا ہوا ہے اور اس سے ایک نہایت ٹھنڈی ہوا نکل کر مجھ پر پڑنی شروع ہوئی اور میں سو گیا۔ غرض ہر دکھ کے وقت میں، ہر مصیبت کے وقت میں جب عظیم منصوبے بنائے گئے ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کا پیار آسمان سے

آیا اور اس نے ہمیں اپنے احاطہ میں لے لیا اور ہمیں تکلیفوں اور دکھوں سے بچایا اور ایسی لذت اور سرور کے سامان پیدا کئے کہ دنیا اس سے ناواقف ہی نہیں اس کی اہل بھی نہیں ہے۔

پس اپنے ماحول کو دیکھو۔ جو موقع اللہ تعالیٰ نے آج آپ کو دیا ہے اس کو سمجھو۔ خدا تعالیٰ نے آپ سے پیار کیا ہے کہ آپ کو احمدیت میں داخل کیا یا پیدا کیا یہ اللہ تعالیٰ کے پیار کا ایک مظاہرہ ہے اور خدا نے کہا ہے کہ اگر تم میرے اس پیار کو شکر کے جذبات کے ساتھ اور شکر کے بولوں کے ساتھ اور شکر کے عملوں کے ساتھ قبول کرو گی تو اس سے کہیں زیادہ پیار تم حاصل کرو گی۔ خدا کرے کہ مَیں اور آپ خدا تعالیٰ کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے والی ہوں‘‘۔ 160

مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ کے علمِ انعامی

اس سال مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی اور مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور (فیصل آباد) کو علمِ انعامی کا مستحق قرار دیا گیا اور کارگزاری کے اعتبار سے مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا دوم اور مجلس خدام الاحمدیہ کراچی سوم قرار پائی۔ چنانچہ ۲۷ دسمبر کے اجلاسِ دوم کے آغاز میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے دستِ مبارک سے قائد مجلس ڈرگ روڈ عبدالشکور صاحب اسلم اور قائد مجلس لائل پور (فیصل آباد) سید مشتاق احمد صاحب ہاشمی کو علَمِ انعامی عطا فرمایا اور مجلس سرگودھا اور مجلس کراچی کو سنداتِ خوشنودی عطا فرمائیں۔ اس کے بعد حضور نے مجلس انصار اللہ لائل پور کے زعیمِ اعلیٰ قریشی افتخار علی صاحب کو بھی علَمِ انعامی مرحمت فرمایا۔ کیونکہ مجلس انصار اللہ لائل پور اس سال جملہ مجالس انصار اللہ میں اوّل قرار پائی تھی۔

خدائی نصرتوں کا حقیقت افروز تذکرہ

مجالس کو علَمِ انعامی عطا فرمانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے نہایت بصیرت افروز خطاب میں خدا تعالیٰ کے ان افضال، تائیدات اور نصرتوں کا تذکرہ فرمایا جن سے اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۹ء میں عالمگیر جماعت احمدیہ کو نوازا اور ساتھ ہی یہ بیان فرمایا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے جو فضل نازل ہوتے ہیں ہم ان کا اظہار اس لئے نہیں کرتے کہ ہمیں ان پر کوئی فخر ہے کیونکہ دنیا بھی جانتی ہے اور ہم

بھی جانتے ہیں کہ ہم کمزور اور لاشے محض ہیں نہ ہم اپنوں کے سامنے ان پر فخر کر سکتے ہیں اور نہ دوسروں کے سامنے۔ہم تو محض تحدیثِ نعمت کے طور پر اس کا ذکر کرتے ہیں کہ باوجود ہر طرح کی کمزوریوں کے اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل نازل کئے۔اس کے بعد حضور نے فضل عمر فاؤنڈیشن، تحریک جدید، تحریکِ وقف عارضی، سورۂ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے کی تحریک اور صدر انجمن احمدیہ کی آمد پر جذباتِ تشکر سے لبریز الفاظ میں نہایت شرح وبسط سے روشنی ڈالی۔اور بتایا کہ مخلصینِ جماعت نے تحدیث نعمت کے طور پر فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ میں معینہ معیاد کے اندر پچیس لاکھ روپے کی بجائے بتّیس لاکھ روپے سے بھی زیادہ رقم پیش کر دی ہے۔سویڈن میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت بڑی جماعت قائم ہوگئی ہے جو یوگوسلاویہ کے مہاجر مسلمانوں پر مشتمل ہے اور انہیں معجزانہ رنگ میں قبولیتِ احمدیت کی توفیق ملی ہے۔یوگوسلاویہ پہلا کمیونسٹ ملک ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک منظّم جماعت قائم ہوگئی ہے۔مشرقِ وسطیٰ کے ممالک میں بھی بکثرت احمدی جماعتیں قائم ہوگئی ہیں۔ جاپان میں احمدیہ مشن کا از سرِ نو قیام عمل میں آیا ہے۔

امریکہ مشن نے اپنا پریس جاری کیا۔یورپ میں ۵۶/افراد نے اور امریکہ میں ۸۲/افراد نے قبول حق کیا ہے۔

نگر پارکر سندھ کے علاقہ میں معلّمینِ وقف جدید کے ذریعہ ۵۷۰ ہندو اسلام قبول کر چکے ہیں۔ چار ہزار سے زائد احمدی بچیاں اور خواتین سورۂ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کر چکی ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے چندوں میں گذشتہ سال کی نسبت سوا دو لاکھ روپے کا اضافہ ہوا۔جو محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کیونکہ یہ سال جو ہنگاموں اور فسادات کے درمیان شروع ہوا تھا۔اللہ تعالیٰ کی نصرتوں، بشارتوں اور کامیابیوں کے درمیان ختم ہو رہا ہے۔الحمدللہ

آخر میں حضور نے اشتراکیت اور اسلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کہنا کہ صرف اشتراکیت یا سوشلزم کو غریب سے ہمدردی ہے۔غلط ہے۔غرباء کا حقیقی معنوں میں ہمدرد اور خیر خواہ سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں۔اشتراکیت یا سوشلزم کا نظریہ تو یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کی کم از کم ضروریات کے مطابق دیا جائے لیکن اسلام یہ کہتا ہے کہ انسان کو اپنی ضروریات اور اپنی قوتوں کے نشوونما کے کمال کیلئے زیادہ سے زیادہ جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ اس کا حق ہے جو بہر حال اس کو ملنا چاہیے اور میرے نزدیک اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اسلام کے اس نظریہ کو جہاں تک ہماری طاقت اور اختیار میں ہو عملی شکل میں

قائم کر کے دکھائیں۔ہم نے ربوہ میں کسی حد تک اس پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے چنانچہ ہم نے ربوہ کے ۴۴۳ خاندانوں کو سستی گندم اور نقدی کی صورت میں امسال مدد دی ہے۔احمدی کارخانہ داروں اور زمینداروں کو چاہیے کہ وہ اپنے مزدوروں اور مزارعین کی اجرت اور ان کے حقوق اسلامی اصولوں کے مطابق ادا کریں۔حضور نے اس سلسلے میں ایک کمیٹی کے تقرر کا بھی اعلان فرمایا جو احمدی کارخانہ داروں اور زمینداروں کے حالات اور دیگر امور پر غور کر کے ایسی معیّن تجاویز مرتب کرے گی جن سے اسلامی اصولوں کے مطابق غرباء کے حقوق کی ادائیگی کا انتظام ہو سکے۔

حقیقتِ محمدیہ پر ایمان افروز لیکچر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جلسہ کے آخری اجلاس میں حقیقتِ محمدیہ کے موضوع پر وجد آفریں خطاب فرمایا جو قرآنی علوم و معارف اور حقائق و دقائق کے ایک بحرِ بیکراں کی حیثیت رکھتا ہے۔حضور نے سورۂ نجم (آیت ۴ تا ۱۱) کی نہایت لطیف تفسیر بیان کرتے ہوئے نہایت مسحور کن اور عارفانہ انداز میں واضح فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود مقصودِ کائنات ہے یعنی وجۂ تخلیقِ کائنات صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذاتِ بابرکات ہے۔اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کو پیدا کرنا منشائے الٰہی نہ ہوتا اور اللہ رب العالمین آپ کو پیدا کرنے کا منصوبہ نہ بناتا تو یہ عالمین ہی معرضِ وجود میں نہ آتا۔اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کو عالمِ قضا و قدر میں مرکزی نقطہ کے طور پر پیدا کیا اور پھر اس کے گرد عالمین کو بنایا۔یہ حقیقت ایک رنگ میں گزشتہ انبیاء پر بھی ظاہر کی گئی تھی اور انہیں بتایا گیا تھا کہ انہوں نے جو بھی فیضانِ الٰہی پایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے پایا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جملہ انبیاء ماسبق میں سے ہر نبی اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا مظہر تھا مگر اللہ کا مظہر نہ تھا۔جملہ انبیاء میں سے یہ مقام صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔آپ اللہ تعالیٰ کی کسی ایک یا چند صفات کے نہیں بلکہ ان تمام تشبیہی صفات اور ان کے جلووں کے مظہر اتم ہیں جن کا تعلق اس عالمین سے ہے۔

حضور نے مزید واضح فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اوپر کی جانب قوسِ الوہیت یا قوسِ اعلیٰ اور نیچے کی طرف قوسِ اسفل یا قوسِ دنیا کے درمیان ان دونوں قوسوں کے مشترکہ وَتر کے طور پر ہے۔حقیقتِ محمدیہ وہ وتر نہیں بلکہ اس وَتر کا مرکزی نقطہ ہے۔یہ وَتر مرکزی نقطہ سے دائیں

جانب اور بائیں جانب صفاتِ الٰہیہ یا بالفاظ دیگر انبیاء وصلحاء کے بیشمار نقاط پر مشتمل ہے۔ دائیں جانب گذشتہ انبیاء ہیں اور بائیں جانب بعد میں آنے والے امتِ مسلمہ کے برگزیدہ وجود۔ان کے درمیان یا عین وسط میں حقیقتِ محمدیہ مرکزی نقطہ کے طور پر ہے۔حقیقتِ محمدیہ کی چار حرکتیں ہیں۔ایک حرکت اوپر کی طرف یعنی قوسِ الوہیت کی طرف ہے۔ دوسری اور تیسری حرکت خود وَتر پر دائیں اور بائیں جانب ہے اور چوتھی حرکت نیچے کی طرف یعنی دنیا کی قوس کی جانب ہے۔ یہ مرکزی نقطہ (بالفاظ دیگر حقیقتِ محمدیہ ﷺ) بحرِ الوہیت میں غوطہ زن ہوکر اوپر کی طرف بلند ہونا شروع ہوا بلند ہوتے ہوتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بلند سے بلند تر مقام پر پہنچے کہ وہاں سے خدا نے محبت وشفقت اور پیار کے رنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور آپ کو عرش پر بٹھا لیا۔اس طرح سب سے اعلیٰ سب سے ارفع اور سب سے افضل آپ کا وجود بن گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی عالمین سے تعلق رکھنے والی جملہ صفاتِ الٰہیہ کے مظہر اتم قرار پائے۔ دوسری اور تیسری حرکت اس مرکزی نقطے یا حقیقتِ محمدیہ کی وَتر پر دائیں اور بائیں جانب ہے۔دائیں طرف حرکت انبیاء ماسبق کی طرف ہے اور بائیں طرف حرکت بعد میں آنے والوں کی طرف۔سو گویا آپ کی روحانی تاثیر سارے وَتر میں پھیلی ہوئی ہے۔اوّلین کو بھی فیضانِ الٰہی آپ ہی کی وساطت سے ملا اور آخرین کو بھی تا قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وساطت سے الٰہی فیضان ملتا چلا جائے گا۔اسی لئے آپ کا وجود عالم موجودات پر ازل سے مؤثر ہے اور تا قیامت مؤثر رہے گا۔مرکزی نقطے یا حقیقتِ محمدیہ کی چوتھی حرکت نیچے کی طرف یعنی دنیا اور اس کی مخلوق کی طرف ہے۔ یہاں بھی آپ کی شان بہت ہی بلند اور ارفع واعلیٰ نظر آتی ہے۔ دوسرے انبیاء بنی نوع انسان کے ایسے ہمدرد اور رَستگار نہ تھے جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔آپ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اسفل السافلین تک پہنچے اور جو شخص اپنی شامتِ اعمال کے نتیجہ میں گرتے گرتے وہاں پہنچا ہوا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ پکڑ کر اسے بھی وہاں سے نکال لائے۔اس انتہائی ارفع واعلیٰ مقام میں کوئی بھی آپ کا شریک نہیں۔اسی کا نام حقیقتِ محمدیہ ہے اور یہی ختم نبوت کی حقیقت ہے۔

دیگر فاضل مقررین

اِس یادگار اور نہایت بابرکت جلسہ پر جن نامور علماء اور بزرگوں نے اہم علمی، دینی اور تربیتی موضوعات پر فاضلانہ اور پُر مغز لیکچر دیئے، ان کے نام یہ ہیں۔

مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)۔مولوی عبدالمالک خانصاحب مربی سلسلہ (ذکر حبیب)۔مولانا قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اصلاح وارشاد (مقاصدِ احمدیت)۔مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ سابق صوبہ پنجاب و بہاولپور (دعا اور اس کے آداب)۔شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن (اسلامی معاشرہ میں میاں بیوی کے حقوق وفرائض)۔(حضرت) مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید (اسلام اور سوشلزم)۔مولوی سلطان محمود صاحب انور مربی سلسلہ (اسلام کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین نشانات)۔مولانا ابوالعطاء صاحب (خلافتِ ثالثہ کی تحریکات)۔کمال یوسف صاحب مبلّغ سکنڈے نیویا (سکنڈے نیویا میں تبلیغ اسلام)۔حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت ہیگ (نونہالانِ جماعت کی ذمہ داریاں)۔ان کے علاوہ جناب ظفر اللہ الیاس اور جناب الحاج الحسن عطاء نے نائیجیریا اور گھانا کی جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں حاضرین جلسہ سے پُراثر خطاب کیا۔

روٹی پکانے والی مشینوں کی تنصیب

۱۹۶۹ء کو نہایت اہم اور منفرد خصوصیت یہ حاصل تھی کہ اس سال جلسہ سالانہ کی تاریخ میں پہلی بار روٹی پکانے والی مشینوں کی تنصیب ہوئی۔ چنانچہ سید داؤد احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ نے نمائندہ الفضل کو جلسہ کے بعض نئے انتظامات اور تجرباتی اقدامات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ:۔

’’اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے عین مطابق اُس کے فضل سے سال بہ سال مہمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اس اضافہ کی نسبت سے مزید نانبائیوں کا حصول مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا ہے چنانچہ اِس دقت اور مشکل پر قابو پانے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ہدایت اور رہنمائی میں گذشتہ چند سالوں کے دوران روٹیاں پکانے والی مشینیں حاصل کرنے کے سوال پر غور ہوتا رہا ہے۔امسال پہلی بار دو مشینیں تیار کروائی گئی ہیں۔اِن میں سے ایک مشین جو کراچی میں تیار ہوئی ہے لنگر خانہ نمبر ا میں نصب کی جا چکی ہے یہ نسبتاً چھوٹی مشین ہے اِس پر ایک وقت میں دو نانبائی اور دو پیڑے بنانے والے کام کریں گے اور یہ ۸۰۰ (آٹھ صد) روٹیاں فی گھنٹہ تیار کرے گی۔اسی طرح ایک اور مشین کے پارٹس بھی ربوہ پہنچ چکے ہیں اور اسے آجکل اسیمبل (Assemble) کیا جا رہا ہے۔مکرم جناب منیر احمد صاحب انجینئر آف کراچی اور مکرم جناب نعیم احمد خان صاحب قائد مجلس

خدام الاحمدیہ کراچی اس مشین کو مکمل کرنے اور اسے خاطر خواہ طریق پر چالو ہونے کے قابل بنانے میں بڑی محنت اور تندہی سے دن رات کام کر رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مشین بھی جلسہ سے قبل تیار ہوگئی تو اِس پر انشاء اللہ العزیز نانبائیوں کی مدد کے بغیر ہی دو ہزار روٹیاں فی گھنٹہ تیار ہوسکیں گی۔ مزید برآں آئندہ کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایک تیسری مشین حاصل کرنے کی بھی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ یہ مشین آجکل مکرم اعجاز احمد صاحب کی زیرنگرانی لندن میں تیار کرائی جارہی ہے (الفضل ۲۴ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ا سے معلوم ہوتا ہے کہ محمود احمد صاحب قمر ایڈووکیٹ فیصل آباد نے ایک مشین کی قیمت عطیہ کے طور پر دینے کی پیشکش فرمائی)۔

محترم جناب افسر صاحب جلسہ سالانہ نے دوران گفتگو مزید بتایا کہ چونکہ امسال مشینوں کے ذریعہ روٹیاں تیار کرنے کا انتظام محض تجربۃً کیا جارہا ہے اس لئے جلسہ سالانہ کے تینوں لنگر خانوں میں حسبِ سابق تنور بھی نصب کرائے گئے ہیں چنانچہ لنگر خانہ نمبر ا میں جو جلسہ سالانہ کا مرکزی لنگر خانہ ہے گزشتہ سال کی طرح ۶۶ تنور اور چالیس چولہے لگائے جاچکے ہیں۔ یہ سب تنور اور چولہے سوئی گیس سے چلیں گے اسی طرح لنگر خانہ دارالرحمت اور لنگر خانہ دارالعلوم کو بھی ہر طرح درست اور تیار کر دیا گیا ہے اور اِن میں حسب ضرورت اجناس وغیرہ پہنچادی گئی ہیں''۔ 161

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۲۲ دسمبر ۱۹۶۹ء کو ان مشینوں کا معاینہ فرمایا جس کی تفصیل الفضل کے خصوصی نامہ نگار کے قلم سے درج ذیل کی جاتی ہے:۔

''حضور نماز عصر کے بعد ۴ بجے سہ پہر محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ کی معیت میں قصر خلافت سے بذریعہ موٹر کار دارالضیافت میں تشریف لائے اور یہاں روٹیاں پکانے والی دونوں مشینوں کو ملاحظہ فرمایا۔ اِن میں سے چھوٹی مشین جس پر ایک وقت میں دو نانبائی کام کرتے ہیں ہر طرح مکمل ہو چکی ہے چنانچہ جب حضور دارالضیافت میں تشریف لائے تو یہ مشین چل رہی تھی اور فی منٹ بارہ روٹیوں کے حساب سے اس میں سے پکی پکائی روٹیاں از خود نکل رہی تھیں۔ حضور نے مشین سے نکلنے والی روٹیوں میں سے بعض روٹیاں اٹھا کر انہیں ملاحظہ فرمایا نیز ایک روٹی کو توڑ کر اسے چکھا۔ روٹی کی کوالٹی پر اطمینان کا اظہار فرمانے کے علاوہ حضور نے مشین اور اس کے عملے کی کارکردگی پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور انہیں بعض قیمتی ہدایات سے نوازا۔

اس موقع پر حضور نے دوسری مشین بھی ملاحظہ فرمائی جو ابھی پورے طور پر مکمل نہیں ہوئی ہے اور

جسے کراچی کے دو احمدی انجینئر ز اور ان کا عملہ مکمل کرنے اور جلسہ سے پہلے اسے چالو کرنے کی خاطر گزشتہ دو ماہ سے دن رات کام کر رہا ہے۔ یہ مشین مکمل ہونے پر انشاء اللہ العزیز کسی نانبائی کی مدد کے بغیر از خود دو ہزار روٹیاں فی گھنٹہ تیار کر لے گی۔ اس پر کام کرنے والے انجینئرز مکرم منیر احمد خان صاحب اور مکرم نعیم احمد خان صاحب نے حضور کی خدمت میں اس توقع کا اظہار کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مشین ۲۵ دسمبر کی شام تک چالو ہو جائے گی اور اس میں روٹیاں پکنے لگیں گی۔

یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ چھوٹی مشین تو جو اس وقت چالو حالت میں ہے اور جس میں روٹیاں پکنی شروع ہو گئی ہیں مکرم نعیم احمد خان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی زیر نگرانی کراچی میں تیار ہوئی ہے جبکہ دوسری مشین جو اس وقت ربوہ میں مکرم منیر احمد خان صاحب آف کراچی کی زیر نگرانی گزشتہ دو ماہ سے اسیمبل (Assemble) کی جا رہی ہے اور اب تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اس کا قریباً ہر پرزہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے ورکشاپ میں تیار کیا گیا ہے۔ اس مشین کی پلاننگ اور اس سے متعلق ریسرچ کرنے نیز مکینیکل پیچیدگیاں اور باریکیاں حل کرنے کا کام مکرم منیر احمد خان صاحب اور مکرم نعیم احمد خان صاحب آف کراچی نیز مکرم مرزا محمد لقمان صاحب طالب علم ایم۔ ایس۔ سی (فزکس) تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے کیا نیز ضروری سامان کی خرید، پرزوں کی تیاری اور فٹنگ وغیرہ میں مکرم عبدالسمیع صاحب انور انسٹرکٹر ورکشاپ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ نیز ربوہ کے مکرم عبدالمجید صاحب طاہر، مکرم ملک نذیر احمد صاحب ناصر، مکرم صفی الرحمٰن صاحب خورشید، مکرم حمید خالد صاحب، مکرم محمد اسلم صاحب، مکرم محمد افضل صاحب اور مکرم محمود احمد صاحب نے قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اسی طرح مکرم مبارک مصلح الدین صاحب ایم۔ اے ناظم سوئی گیس بھی اس سلسلہ میں شروع ہی سے پیش پیش رہے ہیں۔ اِن سب احباب نے اس مشین کو مکمل کرنے میں گزشتہ کئی ماہ سے دن رات ایک کر رکھا ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ خدمت و فدائیت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کر دکھایا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء''۔ [162]

بعض اور کوائفِ جلسہ

جلسہ سالانہ کے چھ اجلاسوں کے علاوہ ۲۶ دسمبر کی شام کو عالمگیر زبانوں کا ایمان افروز جلسہ ہوا اور ۲۷ دسمبر کی شام کو تین اہم موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ یہ دونوں اجلاس مسجد مبارک میں ہوئے۔ پہلا شعبہ تاریخ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام۔ دوسرا شعبہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ کی نگرانی میں۔ [163]

جلسہ سالانہ اور پاکستانی ذرائع ابلاغ

جلسہ سالانہ ۱۹۶۹ء کے بارے میں پاکستانی ذرائع ابلاغ کا طرزِعمل افسوسناک رہا۔ چنانچہ روزنامہ ’’مشرق‘‘ نے لاہور ایڈیشن کے ۳۱ دسمبر ۱۹۶۹ء کے شمارہ میں ’’جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ختم ہوگیا‘‘ کے زیرِعنوان ایک مختصر سی خبر شائع کی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طرف ایسی بات منسوب کی جو آپ نے ہرگز نہیں فرمائی تھی۔ خبر یہ تھی:۔

’’ربوہ ۳۰ دسمبر (نامہ نگار) جماعت احمدیہ کا ۷۸واں سالانہ جلسہ گزشتہ روز ختم ہوگیا۔ آخری اجلاس سے جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے خطاب کیا۔ انہوں نے انسانی فلاح و بہبود کے لئے جدوجہد کرنے پر زور دیا اور کہا کہ وہ مسٹر بھٹو کے علاوہ دیگر سیاستدانوں سے بھی مل چکے ہیں‘‘۔

اخبار الفضل ربوہ ۳ جنوری ۱۹۷۰ء نے اس غلط خبر پر احتجاج کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

’’حضرت امام جماعت احمدیہ نے جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس ہی نہیں بلکہ جلسہ کے دوران اپنی کسی بھی تقریر میں اس امر کا قطعاً کوئی ذکر نہیں فرمایا کہ آپ مسٹر بھٹو یا کسی اور سیاستدان سے ملے ہیں۔ جلسہ میں شریک ایک لاکھ کے قریب افراد خوب جانتے ہیں اور اس امر پر گواہ ہیں کہ آپ نے اپنی کسی تقریر میں سرے سے اس بات کا اشارۃً بھی کوئی ذکر نہیں کیا۔ لہٰذا ہم اس غلط بیانی کی پُرزور تردید کرتے ہیں اور اخبارات کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ صحافت کو دیانتدارانہ بنیادوں پر چلائیں اور صحافتی آداب کو پوری طرح ملحوظ رکھیں‘‘۔

جہاں تک ریڈیو پاکستان کا تعلق ہے اس کا رویہ بھی سراسر جانبدارانہ تھا جیسا کہ ایک غیراز جماعت دانشور اور صاحب قلم دوست نے لکھا:۔

’’چند دنوں کی بات ہے مجھے اپنے ایک احمدی دوست کے ساتھ ان کے مرکز ربوہ میں ان کا تین روزہ اجتماع سننے کا اتفاق ہوا جس سے چار دفعہ امام جماعت نے خطاب کیا۔ یہ چاروں خطاب دعائیہ اور فضائل نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے معمور تھے جن کا ہر فقرہ ایمان افروز اور روح آفریں تھا۔ اس کے علاوہ بیشتر اکابر نے بھی ایسے موضوعات پر تقریریں کیں جو آج وطن عزیز میں زیر بحث ہیں لیکن جب ’’صَوتی پروگرام‘‘ میں ریڈیو لاہور سے اس اجتماع کی رپورٹ سنی تو ریڈیائی کارکنوں کی فنکاری کی داد دینا پڑی۔ کیونکہ یہ رپورٹ اجتماع سے متعلق بھی تھی اور اس میں اجتماع کا کوئی تذکرہ بھی

نہ تھا۔ ریشماں وفریدہ خانم ایسی گائکوں پر پورا ایک ایک گھنٹہ اپنے سننے والوں کے کان کھانے والے ریڈیو پاکستان لاہور نے حضور پُر نور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر خیر نظر انداز کر کے چند اُن شعراء کے دو دو چار چار شعر سنا کر ہی اپنے سامعین کو ٹرخا دیا تھا جنہیں حضور کے غلاموں کی خاک پا قرار پا جانے پر بھی فخر محسوس ہو۔ یہ تو ویسے بھی صحافتی دیانت کے منافی ہے کہ آپ کسی جلسہ، اجتماع، کانفرنس یا مذاکرہ کو رپورٹ کریں اور اس کی تقریروں کے اقتباسات سنانے تو رہے ایک طرف یہ بھی نہ بتائیں کہ اس میں کن کن معروف شخصیتوں نے خطاب کیا تھا‘‘۔ 164

غانا اور نائیجیریا سے تشریف لانے والے معزز مہمانوں کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب

سال ۱۹۶۹ء کے جلسہ سالانہ پر بہت سے غیر ملکی خدام احمدیت نے بھی لمبے سفروں کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ان سعادت منداحباب میں سے اشانٹی ریجن غانا کے صدر جناب الحاج حسن العطاء اور نائیجیریا کے جناب ظفر اللہ الیاس بھی تھے۔ مغربی افریقہ میں کام کرنے والے بیسیوں مبشرین اسلام میں سے اس وقت پاکستان میں مقیم سولہ مبلغین مغربی افریقہ نے اپنے ان مہمان بھائیوں کے اعزاز میں مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۹ء کو بوقت صبح دس بجے تحریک جدید کے گیسٹ ہاؤس میں ایک استقبالیہ دعوت کا انتظام کیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بھی اپنی گوناگوں مصروفیتوں اور جلسہ سالانہ کے بے پناہ کام کے باعث تکان کے باوجود شرکت فرمائی اور تقریباً ایک گھنٹہ معزز مہمانوں سے مصروف گفتگو رہے۔ حضور نے اکرام ضیف کے پیش نظر اپنے دست مبارک سے معزز مہمانوں کو چائے بنا کر پیش کی......۔ جناب الحاج حسن العطاء صاحب کی خواہش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے حضور نے ان کے ساتھ ایک تصویر بھی کھنچوائی جس کے بعد ایک دوسری تصویر لی گئی جس میں حضور کے ساتھ معزز مہمان مکرم وکیل التبشیر صاحب اور جملہ مبلغین کرام بھی شریک ہوئے۔ حضور ان سے بھی حالات دریافت فرماتے رہے اور انہیں شرف مصافحہ بخشا۔

چونکہ جناب الحاج حسن العطاء صاحب نے واپسی کا سفر اختیار کرنا تھا اس لئے حضور نے لمبی دعا کے بعد معزز مہمان کو معانقہ اور دست بوسی سے مشرف فرما کر الوداع کہا۔ اس استقبالیہ کے بعد وکالت تبشیر کی طرف سے دونوں مہمانوں کے اعزاز میں ایک دعوت ظہرانہ ترتیب دی گئی جس میں وکیل التبشیر محترم صاحبزادہ مبارک احمد صاحب اور مبلغین کرام کے علاوہ قادیان کے درویش بھائیوں نے بھی شرکت کی۔ 165

حوالہ جات

(صفحہ 1 تا 186)

1 الفضل ۱۴ فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

2 بدر قادیان ۱۶ جنوری ۱۹۶۹ء

3 الفضل ۷، ۸ جنوری ۱۹۶۹ء و بدر ۱۶ جنوری ۱۹۶۹ء

4 الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

5 احمدیہ جنتری ۱۹۲۱ء صفحہ ۶۳ مرتبہ چوہدری بابو محمد منظور الٰہی صاحب

6 خالد فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۷

7 الفضل ۶ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

8 الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

9 الفضل ۱۸ نومبر ۱۹۳۰ء صفحہ ۲ کالم ۳

10 الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء صفحہ ۷

11 احمدیہ جنتری ۱۹۲۱ء صفحہ ۶۳ مرتبہ چوہدری بابو محمد منظور الٰہی صاحب

12 الحکم ۱۷/۱۷ اپریل ۱۹۰۰ء صفحہ ۱۱

13 الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۵

14 الحکم ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶

15 البدر ۸ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲۸

16 بدر ۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۲

17 رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۱۳ صفحہ ۹۲ تا ۹۴ ۔ ایضاً تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۳۰۰

18 الفضل ۱۶ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

19 غیر مطبوعہ مقالہ سیرت و سوانح حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری ص ۲۴

20 رسالہ ''و اذا الصحف نُشرت'' صفحہ ۱۴ مرتبہ میاں عبد العظیم صاحب درویش ۔ تاجر کتب قادیان دار الامان

21 مفصّل رپورٹ کے لئے ملاحظہ ہو اخبار بدر ۲۲ دسمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۳، ۴

22 الفضل ۶ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

23 الحکم ۷ تا ۱۴ مئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۰، ۱۱

24 رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۲ء صفحہ۲
25 رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء صفحہ۵۱
26 اخبار الفضل قادیان ۲۲/ ۲۴/ اکتوبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۸
27 الفضل یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء صفحہ۹
28 ریکارڈ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ۔ فائل وصیت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری صفحہ۱۱، ۱۲۔ وصیت نمبر مع تاریخ تحریر وصیت ۱۴۸۰۲/۲۱_۱_۱۹۵۸
29 رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء صفحہ ۹۸ مرتبہ شیخ یوسف علی صاحب بی اے سیکرٹری مجلس مشاورت اشاعت مارچ ۱۹۲۸ء قادیان
30 روایت حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر۔ غیر مطبوعہ مقالہ۔ سیرت وسوانح حضرت حافظ سید محمد مختار احمد مختار شاہجہانپوری صفحہ ۴۶ مرتبہ مولوی ضیاء اللہ مبشر
31 تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ ۴۸
32 الفضل ۳ جولائی ۱۹۲۸ء صفحہ۷
33 الفضل ۴ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵۔ تلخیص
34 الفضل ۱۳ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ۴
35 رسالہ ’’پیام مشرق‘‘ اپریل ۱۹۶۱ء لاہور
36 سیرت وسوانح حضرت حافظ سید محمد مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری۔ مقالہ غیر مطبوعہ از مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴
37 حیات بشیر صفحہ ۴۹۰، ۴۹۱
38 ریکارڈ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ۔ فائل وصیت حضرت حافظ مختار احمد صاحب صفحہ ۶۵
39 الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ۱
40 الفضل ۲۵ فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۲ تا ۵
41 خالد فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۰
42 خالد فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۵
43 الفضل ۶ دسمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
44 الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۸۹ء صفحہ ۵، ۶
45 خالد فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۷ تا ۲۸
46 بحوالہ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ صفحہ ۲۱ مرتبہ میاں عبد العظیم صاحب درویش تاجر کتب قادیان۔
47 الفضل یکم فروری ۱۹۶۹ء۔ صفحہ۳

48 الفضل ۲۱ /اپریل ۱۹۶۴ء صفحہ ۸

49 خالد دسمبر ۱۹۶۸ء و جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۶، ۷

50 یادگار غالب از مولانا الطاف حسین حالی صفحہ ۲۲۰ / اشاعت ۲۰۰۲ء مطبع زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور ناشر محمد نذیر

51 خالد مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۹ تا ۱۱

52 خالد جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

53 الفضل ۱۸ فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۳

54 الفضل ۱۰ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۷

55 الفضل ۱۵ /اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

56 الفضل ۱۴ فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲

57 الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۲ تا صفحہ ۷

58 الفضل ۲۴ / اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۳

59 الفضل ۲۵ فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲

60 الفضل ۲ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۱، ۸

61 میزانیہ آمد و خرچ صدر انجمن احمدیہ پاکستان بابت سال ۹۔۱۳۴۸ ہش، ۷۰۔۱۹۶۹ء صفحہ الف تا د

62 بجٹ ۷۰۔۱۹۶۹ء صفحہ ج، د، ر۔ ناشر تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ۔ ۱۹۶۹ء

63 ہفت روزہ اخبار ''لاہور'' ۲۴ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۰ تا ۱۳

64 اخبار امروز، لاہور۔ ۲۶ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۳

65 الفضل ۱۴ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۳، ۴

66 رپورٹ مجلس مشاوت ۷۰۔۱۹۶۹ء صفحہ ۴، ۸۷، ۸۸

67 رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۹ء صفحہ ۸۔۹

68 رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۹ء صفحہ ۵۰ تا ۸۱

69 رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۷۳ تا ۲۷۵

70 الفضل ۱۰ /اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۲ تا ۵

71 الفضل ۲۶ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۷

72 الفضل ۱۳ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

73 الفضل ۴ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۳

74 الفضل ۲۴ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ تا ۵

75 الفضل ۲۴ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۶، ۷

76 الفضل ۲۱ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

77 الفضل ۲۸ مئی ۔۱۰ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ تا ۵

78 الفضل ۳ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

79 الفضل ۶ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۳

80 الفضل ۲ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲۔رپورٹ مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد کراچی

81 رسالہ ''تشحیذ الاذہان'' ربوہ۔جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۵۲، ۵۳

82 رسالہ ''تشحیذ الاذہان'' ربوہ۔جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۵۱

83 تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۲۶۰

84 تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔الفضل ۱۷، ۲۵، ۲۶ جون۔۸، ۱۵، ۱۷، ۱۹ جولائی ۱۹۶۹ء۔رسالہ تحریک جدید اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۵ تا ۲۱۔صفحہ ۱ تا ۶۔انگریزی حصہ۔

85 الفضل ۷ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۲

86 الفضل ۱۹ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

87 الفضل ۲۴ جون۔۶، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۵، ۲۴، ۳۰، ۳۱ جولائی۔یکم، ۶، ۷/ اگست ۱۹۶۹ء

88 الفضل ۷/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

89 ہفت وار ''لاہور'' ۲۷ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۳

90 الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ تا ۵

91 الفضل یکم اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۴۔مختصر روداد

92 اخبار بدر قادیان ۷/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲

93 میرا حج بیت اللہ از الحاج ڈاکٹر محمد عبدالہادی اطالوکیوسی۔ترجمہ مولوی فضل الٰہی انوری سابق امام مسجد نور فرانکفورٹ جرمنی مطبوعہ ستمبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۳

94 الفضل ۴ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

95 الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

96 الفضل ۲/ اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

97 اخبار صدقِ جدید لکھنؤ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

98 الفضل ۲۰/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ تا ۵

99 الفضل ۸/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

100 الفضل ۲۲/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۳، ۴

101 الفضل ۳ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

102 الفضل ۲۰، ۲۹/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۳
103 الفضل ۲۷/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲
104 اخبار ''بدر'' قادیان ۲۸/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۱
105 اخبار بدر قادیان ۱۸۔۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۹۔۲۱
106 الفضل ۱۷، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۸، ۳۰/ اگست۔ ۶، ۱۰، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۱ ستمبر ۱۹۶۹ء
107 غیر مطبوعہ ریکارڈ شعبہ تاریخ احمدیت
108 الفضل ۱۷ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱
109 الفضل ۴ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱
110 الفضل ۲۶/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
111 الفضل ۹ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
112 الفضل ۵، ۱۴، ۱۹، ۲۷ ستمبر ۱۹۶۹ء
113 الفضل ۲۸/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۔۸
114 روزنامہ امروز ۲۴/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ و ۶
115 روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۴/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۱، ۸
116 روزنامہ نوائے وقت ۲۸/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۰
117 الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸ بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۹ ستمبر ۱۹۶۹ء
118 الفضل ۲۶ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۳ تا ۲۲
119 تفسیر صغیر صفحہ ۱۰۱۹
120 الفضل یکم اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۴
121 الفضل ۶ و ۱۴ جنوری ۱۹۷۰ء
122 الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱
123 الفضل ۲۶ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱
124 الفضل ۲۵ و ۲۷ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
125 لاہور ۱۳/ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳
126 تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۶۱۳ ناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ ۱۹۷۷ء
127 الفضل ۱۸/ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳، ۴
128 الفضل ۱۱/ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
129 الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۔۴

130 الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۔۴

131 رسالہ تحریک جدید جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۴ تا ۱۹

132 الفضل ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۶، ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۹ء

133 مجلّہ ''امام الزمان علیہ السلام اور خلفائے احمدیت لاہور میں'' صفحہ ۲۲۷ تا ۲۲۹ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ لاہور برموقع صد سالہ خلافت جوبلی

134 الفضل ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

135 المصابیح مرتبہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ۔ الناشر امۃ اللطیف خورشید مطبوعہ ستمبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۱۸۵

136 الفضل ۲۱ جون ۱۹۵۵ء صفحہ ۱

137 الفضل ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

138 الفضل ۱۹، ۲۱، ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء و رسالہ مصباح جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۵ تا ۱۹

139 الفضل ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

140 الفضل ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲

141 الفضل ۷ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۲ تا ۹۔ متن کیلئے ملاحظہ ہو ''المصابیح'' صفحہ ۱۵۹ تا ۱۷۷۔ ناشر شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ، ستمبر ۱۹۶۹ء

142 الفضل ۲۱ اکتوبر، ۱۳ نومبر ۱۹۶۹ء۔ تقریر کا متن الفضل ۲۰ فروری ۱۹۷۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔

143 الفضل ۲۶، ۲۸، ۲۹ اکتوبر و ۲، ۴ نومبر ۱۹۶۹ء

144 اخبار بدر قادیان۔ بابا نانک نمبر ۲۰ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲

145 خالد ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۰۔۲۲

146 الفضل ۱۴ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۳ تا ۶

147 الفضل ۲ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱، ۸

148 بدر قادیان ۱۱ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

149 رسالہ سیارہ ڈائجسٹ، لاہور، قرآن نمبر جلد دوم صفحہ ۹۰۸ تا ۹۵۰۔ الفرقان سالنامہ نومبر دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۲ تا ۴

150 الفضل ۴ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

151 الفضل ۱۰ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

152 الفضل ۹ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

153 الفضل ۱۴ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۔۸

154 الفضل ۲۱ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

155 بدر قادیان یکم جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱-۶ تا ۸ رپورٹ حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج میسور و مولوی محمد عمر صاحب فاضل انچارج مبلغ بمبئی الفضل ۱۳ تا ۱۶ جنوری ۱۹۷۰ء

156 ہفت روزہ بدر قادیان یکم جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۲، ۱۱ روئیداد جلسہ الفضل ۱۳، ۱۴ جنوری ۱۹۷۰ء

157 مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۶۵

158 الفضل ۳ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۸

159 چشمۂ معرفت صفحہ ۲۵۲ حاشیہ

160 المصابیح مرتبہ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ۔ الناشر امۃ اللطیف خورشید صفحہ ۱۸۷، ۱۸۸

161 الفضل ۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۔۸

162 الفضل ۲۴ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۔۸

163 الفضل یکم تا ۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء سے ماخوذ

164 ہفت روزہ لاہور ۱۲ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۳

165 الفضل مورخہ ۴ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۸

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابہ کرام کا انتقال

حضرت سلطان بی بی صاحبہ

بیعت:۱۹۰۲ء وفات:۲۲ جنوری ۱۹۶۹ء

آپ نیک سیرت، دعا گو، تہجد گزار، پابند صوم وصلوٰۃ، دینی غیرت رکھنے والی اور صاحب کشف و رؤیا خاتون تھیں۔ بیسیوں مستورات نے آپ کی وساطت سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔

مولوی عبدالمنان شاہد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ والدہ صاحبہ اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ جب میری شادی ۱۹۰۲ء میں ہوئی تو میری خوش دامنہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیعت کے لیے قادیان لے گئیں۔ ہم نے حضور اقدس کی خدمت میں بتاشے پیش کیے جو حضور نے قبول کرتے ہوئے اپنے پاس رکھ لیے۔ پھر تمہاری دادی صاحبہ نے عرض کی کہ میں نے اپنے بڑے بیٹے خیرالدین کی شادی کی ہے۔ اور میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ میری بہو ہے۔ اور میں اسے بیعت کے لیے اپنے ساتھ لائی ہوں۔ حضور اقدس نے خوشی سے فرمایا کہ مبارک ہو۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت لی اور لمبی دعا کی۔ پھر جب ہم حضور سے رخصت ہونے لگے تو حضور اقدس نے وہی بتاشے جو ہم نے پیش کیے تھے ہمیں واپس دے دیے۔ آپ کا اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا اور حضور بھی احسانات اور خاطرداری فرماتے۔ اور شادی غمی میں پورا خیال رکھتے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا بھی ایسا ہی سلوک رہا۔ آپ کو حضرت اماں جان سے گہری عقیدت و محبت تھی۔ اسی محبت کا ہی نتیجہ تھا کہ مرحومہ نے فرمایا کہ میں کشفی حالت میں حضرت اماں جان کو اپنے پاس ہی دیکھتی ہوں۔ حضرت اماں جان بھی ہمارے گھر کو اپنا ہی گھر سمجھتی تھیں اور قادیان سے سیر کرتے ہوئے ادھر آتیں تو دروازے پر ہی آواز دیتیں کہ گھر والو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور سب سے پہلے والدہ صاحبہ سے معانقہ فرماتیں اور بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرتیں۔ اور بے تکلفی سے دودھ، لسی، مکھن، مکئی کی روٹی اور ساگ وغیرہ تناول فرماتیں۔ کئی دفعہ آپ باورچی خانہ میں ہماری والدہ صاحبہ کے پاس ہی پیڑھی پر بیٹھ جاتیں۔ اللہ تعالیٰ نے والدہ صاحبہ کو مہمان نوازی

کے لیے بڑا وسیع حوصلہ دیا تھا۔ مرکزی مہمانوں کی بہت محبت سے مہمان نوازی کرتیں۔ ایک دفعہ سیدنا حضرت مصلح موعود کی بھی اپنے گھر میں دعوت کی تھی۔ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک بار میں حضرت اماں جان کی ملاقات کے لیے قادیان جارہی تھی۔ راستے میں حضرت اماں جان نے کار میں بیٹھے ہوئے مجھے دیکھ لیا اور کار کھڑی کر کے مجھ سے دریافت کیا کہ کہاں جارہی ہو۔ بتانے پر مجھے بھی کار میں بٹھا لیا اور دارالانوار میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی کوٹھی پر لے گئیں۔ وہاں حضرت اماں جان نے کئی کمروں کی خود اپنے ہاتھ سے صفائی کی اور میں بھی آپ کے ساتھ کام میں شریک تھی۔ آپ کا جنازہ قاضی محمد نذیر صاحب نے پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں قطعہ صحابہ میں تدفین ہوئی۔[1]

اولاد: مولوی صدر الدین صاحب فاضل (مبلغ ایران)۔ مستری عبدالغنی صاحب۔ مولوی عبدالمنان شاہد صاحب مربی سلسلہ۔ فخر الدین صاحب۔ حمیدہ بیگم صاحبہ۔ حاکم بی بی صاحبہ[2]

حضرت امام بی بی صاحبہ اہلیہ فضل دین صاحب آف قادیان

بیعت: ۱۹۰۶۔۰۷ وفات: ۲۶ جنوری ۱۹۶۹ء

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیات میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ بہت مخیر، ہمدرد اور خدا ترس خاتون تھیں۔ اگر کبھی کسی سے کوئی رقم قرض لیتیں تو بہت فکر مندی سے ادا کرتی تھیں۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قطعہ صحابہ میں ہوئی۔

اولاد: رشیدہ بیگم اہلیہ عبدالکریم صاحب دارالرحمت غربی ربوہ۔ فیض محمد قصاب صاحب۔ محمد عبداللہ صاحب[3]

حضرت حشمت بی بی صاحبہ بنت حضرت چوہدری امام الدین صاحب

ولادت: ۱۸۹۵ء بیعت: پیدائشی احمدی وفات: ۳ فروری ۱۹۶۹ء

آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیات میں شامل ہونے کا شرف حاصل تھا۔ بہت دیندار، بزرگ خاتون تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پڑھائی۔ جس کے بعد بہشتی مقبرہ قطعہ صحابہ میں تدفین ہوئی۔ آپ چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان کی ہمشیرہ تھیں۔

اولاد: چوہدری جلال الدین صاحب مقیم وہاڑی۔ مسعودہ خاتون صاحبہ اہلیہ چوہدری داؤد گلزار صاحب مقیم لندن[4]

حضرت مرزا اسلام اللہ صاحب آف قادیان حال چنیوٹ

ولادت ۱۸۸۹ء[5] بیعت: ۱۸۹۷ء[6] وفات ۳ر اپریل ۱۹۶۹ء[7]

آپ کے والد ماجد کا نام مرزا غلام اللہ صاحب تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔[8] اپریل ۱۹۰۷ء میں قادیان کے آریہ اخبار ’’شبھ چنتک‘‘ کا پورا عملہ اپنی بدزبانی، گند اور افترا کی پاداش میں چند دن کے اندر اندر طاعون کا شکار ہو گیا۔ خدا کے اس زبردست قہری نشان کے آپ بھی چشم دید گواہ تھے۔[9] اسی لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء کی تقریر (عنوان ’’درِّ منثور‘‘) مرتّب کرتے وقت حسب ذیل نوٹ اخبار الفضل ربوہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۰ء کے صفحہ اوّل پر سپرد قلم فرمایا:۔

(۱) ’’مرزا اسلام اللہ صاحب کہاں ہیں؟

مرزا اسلام اللہ صاحب متوطن قادیان جہاں بھی ہوں مجھے اس روایت کی تفصیل سے اطلاع دیں جو وہ اخبار شبھ چنتک قادیان کے آریہ مینیجر یا ایڈیٹر کے متعلق سنایا کرتے ہیں کہ جب وہ طاعون کی مرض میں مبتلا ہوا تو اس نے حضرت مولوی عبید اللہ صاحب بسمل کو کہلا بھیجا کہ ازراہِ مہربانی میرا علاج کریں۔ حضرت بسمل صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھ کر حضور سے اجازت چاہی۔ حضور نے بخوشی اجازت دی مگر ساتھ ہی فرمایا علاج بے شک کریں مگر یہ شخص بچے گا نہیں وغیرہ وغیرہ۔

(۲) نیز مرزا اسلام اللہ بیگ صاحب مجھے اخبار شبھ چنتک کے ایڈیٹروں اور مینیجروں کے نام سے بھی مطلع فرمائیں۔ جو غالباً بھگت رام اور اچھر چند تھے اور ان کا ایک تیسرا ساتھی بھی تھا۔ جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ تیسرے کا نام سومراج تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ ’’یہ تین آدمی تھے ایک کا نام سوم راج تھا۔ دوسرے کا نام اچھر چند تھا تیسرے کا نام بھگت رام تھا۔ پس خدا کے قہری طمانچہ نے تین دن کے اندر ہی ان کا کام تمام کر دیا اور تینوں طاعون کے شکار ہو گئے اور ان کی بلا ان کی اولاد اور اہل و عیال پر بھی پڑی۔ چنانچہ سومراج نہ مرا جب تک اس نے اپنی عزیز اولاد کی موت طاعون سے نہ دیکھ لی‘‘۔[10]

(۳) یہ بھی لکھیں کہ ان میں سے ایڈیٹر کون تھا اور مینیجر کون تھا؟ مجھے اس اطلاع کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء‘‘

اہلیہ اور اولاد: آپ کی اہلیہ کا نام محترمہ رفیعہ بیگم صاحبہ تھا۔ اولاد درج ذیل ہے۔

مرزا نعمت اللہ صاحب، مرزا عطاء اللہ صاحب، مرزا عنایت اللہ صاحب، مرزا حبیب اللہ صاحب، سلیمہ بیگم صاحبہ، خورشید بیگم صاحبہ، مجیدہ بیگم صاحبہ، سعیدہ بیگم صاحبہ، بشریٰ بیگم صاحبہ

حضرت بھائی شیر محمد صاحب قریشی (جہلمی) آف نیروبی

بیعت: ۱۹۰۳ء [11] وفات: اپریل ۱۹۶۹ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو صحابہ نیروبی تشریف لے گئے ان میں سے ایک یادگار آپ بھی تھے۔ آپ اور آپ کے بڑے بھائی حضرت میاں دوست محمد صاحب نیروبی کے اوّلین آبادکاروں میں سے تھے اور ان کی دکان انڈین بازار میں ''دوست محمد برادرز'' کے نام سے مشہور تھی۔ اپنی خاندانی روایات کے مطابق آپ نے مشرقی افریقہ کی سب احمدیہ مساجد اور دیگر دینی کاموں میں مقدور بھر حصہ لیا۔ ایام مخالفت میں بڑی دلیری اور غیرت کے ساتھ زندگی بسر کی اور ابتلا کی گھڑیوں میں ہمیشہ نظام سلسلہ سے وابستہ رہے۔ [12]

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے اپنی کتاب ''کیفیات زندگی'' میں کئی جگہ پر حضرت بھائی شیر محمد صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔ ایک موقع پر آپ اور آپ کے دوسرے بھائیوں کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ یہ جہلم کے رہنے والے تھے اور ٹیلرنگ کا کام کرتے تھے اور اس کے ساتھ آپ کے بھائی حضرت دوست محمد صاحب کی شخصیت اور قبول احمدیت کے واقعہ کے بارہ میں تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''محترم بھائی دوست محمد صاحب بزرگ صورت اور سیرت نظر آئے۔ تخت پوش پر بیٹھے ہوئے ٹیلرنگ کے کام میں مصروف ان کے ساتھ ان کے دو بھائی بھی کام کرتے تھے مکرم بھائی شیر محمد صاحب اور مکرم بھائی عبدالرحمٰن صاحب۔ ان کی دکان ٹیلرنگ کی تھی۔ یہ جہلم کے رہنے والے تھے۔ بھائی دوست محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ ملنے جلنے والوں میں عزت واحترام سے دیکھے جاتے۔ پنجاب کے آبادکار بالعموم اور جہلم گجرات وغیرہ کے لوگ جو نیروبی میں مختلف پیشوں اور کاموں میں مصروف تھے ان کا ان سے ملنا جلنا تھا۔ اکثر ان کی دوکان پر یہ لوگ آتے اور ان سے ملنے میں ایک سکون محسوس کرتے۔ بھائی دوست محمد صاحب کے متعلق تاریخی نکتہ نگاہ سے یہ لکھ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے احمدیت کیسے قبول کی چنانچہ ایک دفعہ خاکسار نے ان سے دریافت کیا کہ وہ احمدی کس طرح ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت کس

طرح نصیب ہوئی۔ تفصیل سے انہوں نے مندرجہ ذیل واقعہ سنایا۔

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شہرت تو پنجاب میں بہت تھی۔ ان کے دعویٰ اور امام مہدی ہونے کا تذکرہ بالعموم رہتا۔ جہلم بھی حضور کسی موقع پر تشریف لے گئے۔ میں ان دنوں جہلم میں تھا۔ اپنے کسی کام کے سلسلہ میں لاہور آیا تو ان دنوں مسافر مسجدوں میں جہاں جگہ ملتی سو جاتے اور اپنا کچھ وقت گزار لیتے۔ جس مسجد میں میرا قیام تھا وہاں کے مولوی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر چھیڑ دیا اور اس ذکر میں اس نے کہا کہ ''مرزا کے ہاتھوں کو کوڑھ ہو گیا ہے'' اور بھی کچھ بد زبانی کی۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ لاہور تو آئے ہوئے ہیں قادیان بھی ہو آئیں۔ وہاں چل کر مرزا صاحب کو بھی دیکھ لیں گے کیا ان کے ہاتھوں کو کوڑھ ہو گیا ہے۔ وغیرہ۔ آخر قادیان روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ حضور بھی مسجد میں تشریف لے آئے اور بعد نماز مسجد میں آپ تشریف فرما ہوئے اور کچھ تقریر بھی فرمائی۔ اسی دوران حضور اپنے ہاتھ کو بھی ہلاتے۔ کبھی اونچا کرتے اور کبھی نیچا جیسا بعض اوقات مقرر ہاتھوں کو ہلاتا ہے۔ ہماری توجہ (بھائی صاحب نے بتایا کہ) حضور کے ہاتھوں کی طرف رہی جو بہت صاف اور پیارے نظر آئے۔ بعد میں جب حضور جانے لگے تو حضور سے مصافحہ بھی کیا اور لاہور کا قصہ بھی سنایا جس پر پھر حضور نے ہاتھ دکھائے۔ ہماری تو تسلی ہو گئی کہ لاہور کا مولوی جھوٹ بولتا تھا۔ ہر طرح حضور تو صاف ستھرے ہاتھوں والے نظر آئے۔ حضور کو دیکھ کر اور آپ کی تقریر کو سن کر بالآخر قادیان کے قیام میں ہی بیعت بھی کر لی حضور کو دیکھ کر اور آپ کی باتوں سے متاثر ہو کر۔''

تینوں بھائی جب تک خاکسار کا نیروبی میں رہنا ہوا بہت محبت، پیار اور احترام سے ملتے رہے۔ جزاھم اللہ واحسن الجزاء۔ مختلف مواقع پر خدمت و تواضع بھی انہوں نے کی۔ جنگ کے دنوں میں سپاہیوں کیلئے یونیفارم بنانے کا ٹھیکہ ملا۔ فراخی ہو گئی اور خوب فراخی ہوئی۔'' [13]

حضرت استانی سکینۃ النساء صاحبہ اہلیہ حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب

ولادت: ۱۸۸۴ء بیعت: ۱۸۹۷ء وفات: ۲۰ مئی ۱۹۶۹ء

آپ حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کی اہلیہ تھیں۔ آپ کا تعلق گولیکی ضلع گجرات کے ایک ممتاز علمی خاندان سے تھا۔ آپ نے تعلیم اپنے والد حضرت پیر محمد رمضان صاحب سے حاصل کی۔

آپ اُن نامور خواتین میں سے تھیں جو سلسلہ احمدیہ کے ابتدائی دور میں تعلیم یافتہ تھیں اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے عہد مبارک میں بھی اخبار بدر اور الحکم میں مضامین لکھا کرتی تھیں۔ ۱۹۰۸ء کے جلسہ سالانہ کے بعد آپ نے اپنے میاں کے ساتھ مستقل طور پر قادیان میں سکونت اختیار کی اور حضرت خلیفہ اوّل کے ارشاد پر جون ۱۹۰۹ء میں مرکز احمدیت میں بچیوں کا پہلا پرائمری سکول قائم کیا اور ایک لمبے عرصہ تک اس کی ہیڈ معلّمہ رہیں اور بہت سی بچیوں کو زیور علم سے آراستہ کیا۔ یہ سکول خلافتِ ثانیہ کے عہد مبارک میں مڈل سکول تک ایک مشہور ادارہ بن گیا جس سے ملک کے علمی حلقوں میں آپ کی بھی خوب شہرت ہوئی۔ اور ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل عیسائی انسپکٹرس آف سکول نے بیسیوں شاندار ریمارکس سکول کی لاگ بک پر لکھے۔ حضرت مصلح موعود کے مستورات میں درسِ قرآن اور تقاریر کا خلاصہ اکثر آپ ہی کے قلم سے سلسلہ کے جرائد ورسائل میں شائع ہوتا تھا۔ آپ لائبریری امۃ الحیٔ کی لائبریرین بھی رہیں نیز رجسٹر ممبرات برائے حاضری و چندہ جات اور کارگذاری اجلاسات بھی آپ کے سپرد ہوئی۔ علاوہ ازیں لجنہ اماء اللہ کی طرف سے اعلانات، مضامین اور سپاسناموں کے مسودہ جات آپ ہی تیار کرتی تھیں۔ احمدیہ مستورات کے مخصوص رسالہ کا تخیّل پیش کرنے والوں میں آپ ایک خاص امتیاز رکھتی تھیں۔ نہایت اعلیٰ درجہ کی خوشخط تھیں اور نستعلیق خط آجکل کے کئی کاتبوں سے اچھا تھا۔ مگر کتابت نہیں کرتی تھیں۔ آپ نے قرآن کریم ازسرنو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے پڑھا تھا۔

آپ بیان فرماتی تھیں کہ جب گرلز سکول ابھی حضرت کے مکان پر ہی تھا۔ آپ نے مجھے شاید دیہاتی لہجہ میں تلاوت کرتے سن لیا۔ اس لئے حکم دیا کہ روزانہ نماز فجر کے معاً بعد جب میں واپس آؤں تو ایک رکوع مجھے سنا کر لڑکیوں کو پڑھایا کرو۔ چنانچہ پہلے تو میں بطور فرض تعمیل کرتی رہی پھر اسے خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور موقع سمجھ کر بڑی باقاعدگی سے ترجمہ قرآن کریم پڑھ لیا۔ اس وقت حضرت نواب مبارکہ بیگم بھی میری وہیں ہم سبق تھیں۔ اس لئے ان سے بطور بے تکلّف سہیلی کے تعلقات ہو گئے اور پھر حضرت اماں جان کے پاس آنا جانا شروع ہوا۔ کہا کرتی تھیں کہ میں نے گھنٹوں حضرت اماں جان کے پاس بیٹھ کر اردو ادب کی کتابیں انہیں پڑھ کر سنائی ہیں۔ اس سے مجھے بے انداز فائدہ ہوا۔ کیونکہ علامہ راشد الخیری اور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے اخلاقی ناولوں میں جن عجیب وغریب اشیاء زیورات اور برتنوں کے نام آتے تھے وہ مجھ دیہاتی کو کہاں معلوم۔ لیکن حضرت اماں جان ان کی شکل

اور استعمال واضح فرما دیتی تھیں۔ بلکہ کئی ایک اشیاء کے لئے حضرت نانی اماں جیسی دلّی کی بڑی بوڑھیوں سے دریافت کر کے مجھے سمجھا دیا کرتی تھیں۔ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سلمہا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو بھی بچپن میں ابتدائی جماعتوں کی پڑھائی اور لکھائی سکھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی طرح دیگر افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایسے ہی علمی اور ادبی تعلقات تھے۔ حضرت ام ناصر اور حضرت ام مظفر سلمہا اللہ سے تو زمانۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق تھا۔ ان دونوں خواتین مبارکہ کی قیادت میں احمدی مستورات کی تنظیم و تعلیم و تربیت کا بڑا کام ہوا ہے۔[14]

آپ کے صاحبزادہ جنید ہاشمی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے قادیان ہجرت کے بعد اپنی تمام تر صلاحیتیں اور اوقات سلسلہ کی خدمت میں وقف کر دیے۔ پھر وہ اپنے گاؤں کبھی کبھار ہی جایا کرتی تھیں حتیٰ کہ اپنی والدہ ماجدہ کی وفات پر بھی نہیں گئی تھیں چنانچہ ایک مضمون میں جہاں ان کا طرز تحریر اور اسلوب بیان بھی نمایاں ہے وہاں یہ بات بھی واضح ہے کہ انہیں قادیان سے کتنا عشق تھا۔ اس کا اقتباس درج ذیل ہے:۔ ’’آہ کیا مبارک وقت تھا کہ میں اپنی پیاری والدہ مغفورہ سے اجازت لے کر یہاں آئی جس کا میرے دل میں آرزو و شوق اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اس فکر میں شبانہ روز گزرتا اور رو رو کر دعائیں مانگتی کہ بار الٰہی کب تیرے پیاروں کا کلام پاک سنوں گی اور کب یہ آرزو کروں گی کہ میرا انجام بخیر ہو۔ آئی صرف چار دن کے لیے تھی مگر حضرت استاذی و مرشد و مولیٰ خلیفۃ المسیح کی بیش قیمت نصائح اور پیاری دل میں اثر کر دینے والی باتوں نے خدا کی قسم مجھے یہیں کا کر دیا۔ آہ! میری والدہ مغفورہ کو میری جدائی کا بے حد صدمہ پہنچا جو مرتے دم تک ان کی زبان پہ جاری تھا مگر میں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔‘‘[15] آپ حضور کے حکم کے ماتحت محلوں میں جا کر بڑی عمر کی عورتوں کو نماز پڑھاتیں اور دیگر مسائل کا سبق دیتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانہ میں مستورات کی تعلیم و تنظیم کی جانب جب حضور نے توجہ فرمائی تو آپ کا نام اولین کارکنوں میں سے تھا۔ قادیان میں استانی جی کے نام سے مشہور تھیں اور دن رات تعلیم و تدریس اور تربیت ان کا کام تھا۔ احمدی مستورات سے بڑے گہرے اور وسیع تعلقات تھے۔ دور و نزدیک احمدی جماعت کی خواندہ مستورات میں سے ہر ایک کو جانتی تھیں اور ان سے تعلق بڑھانے میں کوشاں رہتی تھیں۔ خصوصاً اردو زبان سے بے انتہا محبت ہونے کی وجہ سے دہلی، یو۔پی کے اطراف کی خواتین کی گفتگو سننے کے لیے ان کے ہاں جا جا کر ملاقات کرتیں اور پھر

اپنی کاپی پر محاورے نوٹ کرتیں اور گھر میں بتاتیں۔[16]

محترمہ فیروزہ فائزہ صاحبہ تحریر فرماتی ہیں کہ میرے ابا محترم جنید ہاشمی صاحب نے اپنا ایک واقعہ بتایا کہ غالباً ۱۹۲۲ء میں ہم موسم گرما کی تعطیلات میں گولیکی جارہے تھے۔ لالہ موسیٰ کے سٹیشن پر جب گاڑی ٹھہری تو ایک اور گاڑی کے کراسنگ کی وجہ سے پلیٹ فارم پر لوگ ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔ اتنے میں شور اٹھا کہ ''بی اماں (یعنی تحریک خلافت کے لیڈر مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی والدہ محترمہ) ویٹنگ روم کے باہر ایک کرسی پر بیٹھی ہیں۔ اس زمانہ میں یہ شعر بچے بچے کی زبان پر تھا

تو بولی اماں محمد علی کی

بیٹا جان خلافت پہ دیدو

چنانچہ ہم نے (یعنی خاکسار، شبلی اور صفیہ سلطانہ بیوہ ڈاکٹر کیپٹن محمد حسین شاہ) نے والدہ مرحومہ کا دامن کھینچا کہ چلو۔ ہم بھی بی اماں کو دیکھیں۔ پہلے تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ وہ سیاسی عورت ہے ہم مذہبی لوگ ہیں تاہم ہمارے اصرار پر ویٹنگ روم کی طرف چل پڑیں۔ اتنے میں کسی نے تعارف کرادیا کہ یہ استانی ہیں اور مضمون نگار بھی ہیں۔ بی اماں بہت خوش ہوئیں۔ اور خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔ پھر حسب معمول تحریک خلافت پر ایک تقریری کرنے کے بعد والدہ مرحومہ سے کہنے لگیں کہ آپ استانی ہیں، ادیب ہیں۔ آپ دیہات میں ہمارا پیغام پھیلائیں اور خواتین کی بیداری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ والدہ نے فوراً کہا آپ تو سیاسی اغراض کے ماتحت کام کر رہی ہیں۔ ہمارا مقصد اس سے بہت بلند ہے۔ ہمیں اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہے۔ میں نے قرآن وحدیث کا پہلے خود مطالعہ کیا ہے۔ اب لڑکیوں کے سکول کھول کر اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کی تربیت کر رہی ہوں۔ اور پھر اس کے لئے ہمیں کوئی لالچ نہیں۔ محض دین کی خدمت پیش نظر ہے۔ باقی رہی خلافت تو اپنے بیٹے ذوالفقار علی (مراد حضرت ذوالفقار علی گوہر صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) سے پوچھنا۔ وہ ہم قائم کر چکے ہیں۔ دنیوی خلافتوں کا دور ختم ہو چکا۔ اب اسے بحال نہیں کیا جاسکتا۔ جب والدہ ذرا جوش میں آئیں تو بی اماں نے اپنا سوٹ کیس سنبھالا اور جلدی سے بولیں چلو بھئی چلو۔ گاڑی آنے والی ہے۔ لیکن والدہ نے ان کا تعاقب کیا اور کہا مجھ سے لکھوالو خواہ آپ کا بیٹا محمد علی کتنا لائق ہے وہ خلافت بحال نہیں کر سکے گا۔ خدائی خلافت قائم ہو چکی اب اسی سے دنیا کی نجات وابستہ ہے۔ لوگوں کا ہجوم تعجب سے ہمیں دیکھتا رہا اور بی اماں کی گاڑی امرتسر کی طرف روانہ ہوگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات سے پیشتر آپ کوخواب میں بتایا گیا کہ حضرت مولوی صاحب فوت ہوگئے ہیں اور پھر حضرت مرزا محمود احمد ایک گھوڑے پر نمودار ہوئے اور آواز آئی یہ خلیفہ منتخب ہوگئے ہیں اس لئے خلافت ثانیہ کی بیعت میں آپ لمحہ بھر بھی متزلزل نہ ہوئیں۔ بلکہ اپنے سارے خاندان کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت اولین فرصت میں کرائی اور پھر خلافت ثانیہ کی تائید میں خود بھی مضمون لکھے اور اپنے خاوند حضرت قاضی اکمل صاحب کو بھی بیشمار مضامین اور اعتراضات کے جوابات لکھنے کے لئے کہتی رہیں۔[17]

اولاد: خورشید عاقل صاحب۔جمشید احسن صاحب۔عبدالمنان مبشر صاحب۔عبدالرحمٰن جنید ہاشمی صاحب۔عبدالرحیم شبلی صاحب

حضرت رحمت بی بی صاحبہ اہلیہ حضرت ماسٹر نور الٰہی صاحب جنجوعہ

ولادت:۱۸۹۹ء بیعت:پیدائشی احمدی وفات:۲۱مئی ۱۹۶۹ء

آپ حضرت ماسٹر نور الٰہی جنجوعہ صاحب ڈرائنگ ماسٹر رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہلیہ تھیں جن کو ۱۹۱۳ء سے ۱۹۵۶ء تک پہلے قادیان پھر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں خدمت سلسلہ بجالانے کی توفیق ملی۔

آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور صحابیہ ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ میں ہوئی۔[18]

آپ کو خدا تعالیٰ نے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد برکات الٰہی جنجوعہ صاحب (ڈاکٹریٹ ان کیمسٹری) سینئر سائنسدان تھے اور کینیڈا میں مقیم تھے۔

حضرت حافظ عبدالسمیع خان صاحب امروہی

ولادت:۱۸۸۹ء بیعت:۱۸۹۷ء وفات:۳۰مئی ۱۹۶۹ء[19]

حضرت حافظ صاحب اپنی روایات میں تحریر فرماتے ہیں:۔

ا۔’’جب کمترین اور میرے والد بزرگوار جناب مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم و مغفور علیہ الرحمۃ۔ جناب مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کے ساتھ قادیان تشریف لائے تھے اس وقت آتے ہوئے امرتسر شیخ نور احمد صاحب کے مکان پر اترے۔تو جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم

اپنا پریس وغیرہ قادیان شریف نہیں لائے تھے۔ ہم آٹھ دس یوم امرتسر رہے۔ جلسہ قریب تھا پھر قادیان چلے آئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت حضور انور مسجد مبارک کے پہلو کی جانب جو بیت الفکر ہے اس کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ میرے والد صاحب مرحوم کو فوراً حضور ہی کے ہاتھ پر مصافحہ کرتے ہوئے ہاتھ چوم لیا...... والد بزرگوار کے ساتھ کمترین مدح خوانی کیا کرتا تھا۔ مولوی صاحب موصوف (مراد مولوی محمد احسن صاحب امروہی) نے میرے والد صاحب مرحوم ومغفور سے مخاطب ہو کر کہا کہ حضرت کو نظم سنائیں۔ درّثمین کی نظمیں اردو فارسی سنائیں۔ حضور انور نے فرمایا مکرر۔ فرمایا اور پڑھو۔ کمترین بھی پڑھتا رہا۔ غرض ڈھائی ماہ تک ہم قادیان شریف رہے۔ برابر وقتاً فوقتاً حضور کو اور وقتوں میں اور اصحاب کی قیام گاہوں پر دوستوں کی فرمائش پر برابر نظمیں پڑھتے رہے۔ جلسہ کے بعد ایک ہفتہ حضور سیر کو تشریف لے جانے لگے۔ ہم سیر میں حضور کے ساتھ حاضر رہتے۔ والد صاحب مرحوم ومغفور بہت جوشیلے، دین متین کے لئے غیرت مند اور بہت متقی پابند احکام الٰہی تھے۔ ہمیشہ سے محقّق تھے۔ اسی باعث نورِ احمدیت سے خدا تعالیٰ نے مستفیض فرمایا۔ اسی طرح ہمیشہ حضرت اقدس سے اکثر مسائل استصواب فرماتے رہتے تھے......

حضور (روانگی از قادیان ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء) جہلم مقدمہ میں جو تاریخ مقرر کی گئی تھی تشریف لے جا رہے تھے۔ چندروز پیشتر ایک کتاب مواہب الرحمٰن تصنیف کی جس میں کرم دین کو لئیم، کذّاب لکھا ہے۔ اس کو جب حضور تصنیف فرما رہے تھے اس وقت کمترین حضور کے کمرہ کے برابر بیت الفکر میں سویا کرتا تھا۔ جو مسجد مبارک کے دائیں پہلو میں ہے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضور اندر سے رات کے وقت ۲-۳ بجے کا وقت ہوتا تھا، دروازہ کھول کر تشریف لاتے۔ آواز دیتے۔ میاں عبدالسمیع۔ اس آواز پر میری آنکھ فوراً کھل جاتی گویا کہ جاگ ہی رہا تھا۔ اور حضور فرماتے یہ کاپی لے جاؤ اور صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب کو دے آؤ۔ میں لے جاتا اور جا کر دے آتا اکثر ایسا موقعہ ہوتا۔ چونکہ ایک مدت تک میں وہیں سوتا رہا۔ حضور مسیح موعود علیہ السلام رات کے وقت تشریف لاتے اور کوئی خدمت اسی قسم کی میرے سپرد فرماتے۔“ [20]

۲۔”۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے کہ حضرت اقدس جن دنوں ”دافع البلاء“ (اپریل ۱۹۰۲ء کی تالیف) تحریر فرما رہے تھے انہی دنوں غالباً میں قادیان میں تھا اور جناب والد صاحب امروہہ میں تھے۔ امروہہ کی

جامع مسجد کا امام و مدرس اول مفتی شہر مولوی احمد حسن معاند احمدیت سلسلہ کا سخت مخالف تھا لیکن مقابلہ سے ہمیشہ بھاگتا تھا۔ اس نے عیدگاہ میں مجمع عام کے سامنے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے کہ وہ دجال اکبر ہے۔ میں مرزا کو دجال کہتا ہوں اور میں مباہلہ کرتا ہوں۔ یہ خبر والد صاحب مرحوم مغفور نے حضور انور کو بھیج دی۔ حضرت اقدس نے دافع البلاء میں اسے خاص طور پر مخاطب کر کے تحریر فرمایا کہ مولوی احمد حسن امروہی کو بھی میرے مقابلہ کا اچھا موقع مل گیا ہے وہ بھی اپنے فرضی مسیح کی خاطر جس کو وہ مع جسم خاکی آسمان پر مانتا ہے، خدا سے منوالے کہ امروہہ طاعون سے محفوظ رہے گا اور قادیان ہلاک ہو جائے گا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو دافع البلاء صفحہ ۱۵-۲۲۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۳۴ تا ۲۳۸) جب امروہہ میں طاعون پڑی تو مولوی احمد حسن کے یہاں تین موتیں ایک ہی دن میں واقع ہوئیں۔ ایک ان کا نواسہ ایک نواسی اور ایک ان کی بیوی طاعون سے مریں۔ جن کے لئے وہ زار زار روتے تھے۔ اس کے بعد تیسرے سال وہ خود بھی طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ جس پر احقر نے ایک اشتہار بعنوان ''اللہ اکبر۔ نشان عظیم الشان'' شائع کیا جس میں حضرت صاحب کی ''دافع البلاء'' والی عبارت نقل کی تھی۔ اور ساتھ ہی مولوی احمد حسن کے واقعہ کا بھی مفصل ذکر کر دیا کہ مولوی احمد حسن نے گو دافع البلاء کا جواب نہیں دیا مگر پھر بھی حضور کی پیشگوئی پوری ہوئی اور حضور کے اعلان کے بعد خاص امروہہ میں ساڑھے تین ہزار اشخاص طاعون سے ہلاک ہوئے اور مخالف مولوی احمد حسن بھی اس کا شکار ہو گیا۔......

والد صاحب مرحوم نے ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں تحریری عرض کیا کہ امروہہ میں مخالفت بہت ہے۔ مگر کمترین تمام شہر میں پھر کر تبلیغ کرتا رہتا ہے۔ لوگ دیوانہ کہتے ہیں۔ حضور دعا فرمائیں کہ یہ کمترین احمدیت کا دیوانہ ہی رہے۔ حضور نے جواباً تحریر فرمایا کہ ہمیں بھی ایسے ہی دیوانوں کی ضرورت ہے۔

ایک مرتبہ آپ (والد صاحب) اپنی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ یکا یک آپ کو خیال آیا کہ میں محلّہ قریشی میں جاؤں۔ وہاں ایک حکیم عبدالسلام صاحب رئیس رہتے تھے۔ ان کے پاس آپ گئے وہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ میں آپ کو بلانے ہی کو تھا۔ اچھا ہوا کہ آپ خود تشریف لے آئے اور اندر کمرے میں لے گئے اور علیحدہ بٹھا کر کہنے لگے کہ ایک بات جو بہت اہم ہے آپ کو بتلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آپ کے متعلق عمائدین شہر نے ایک مشورہ کیا ہے کہ یہ شخص ایک معمولی آدمی ہے

اس کو کہیں علیحدہ مکان میں بلوا کر قتل کر دو۔

میرے والد صاحب نے بڑی بے پرواہی سے کہا کہ حکیم صاحب! آپ کی محبت کا شکریہ۔مگر یہ احقر اسی لئے دنیا میں آیا ہے کہ خدا کی راہ میں کام آئے۔حکیم صاحب بہت تعجب سے ان کی طرف دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ عجیب قسم کا انسان ہے کہ جسے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں۔آپ وہاں سے واپس چلے آئے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام جب دوسری (یہ ۲۳؍اکتوبر ۱۹۰۵ء کا واقعہ (تفصیل تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۴۳۶-۴۴۱ میں گذر چکی ہے) مرتبہ دہلی تشریف لائے تو ہم لوگ بھی امروہہ سے چل کر حضور کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے۔حضور الف خاں سیاہی والے کے مکان میں فروکش ہوئے تھے۔جس وقت ہم وہاں پہنچے تو حضور اندر کے دروازہ کے قریب تشریف فرما تھے جا کر سلام علیکم عرض کی اور دستِ مبارک کو بوسہ دیا اور حضور نے وعلیکم السلام فرماتے ہوئے فرمایا کہ بڑا افسوس ہے کہ آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔خدا غریق رحمت کرے اس وقت پیر سراج الحق صاحب نعمانی بھی موجود تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ مولوی الٰہی بخش صاحب کے لڑکے ہیں۔حضور نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں۔چندروز حضور وہاں تشریف فرما رہے اس کے بعد واپس قادیان تشریف لانے کے لئے جب دہلی کے اسٹیشن پر پہنچے (۴ نومبر ۱۹۰۵ء) تو گاڑی سے اتر کر آپ نے حضرت اماں جان کو اتارا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اندر پلیٹ فارم پر تشریف لے گئے جس پر بعض مخالفوں نے اعتراض کیا اور مضحکہ خیز باتیں کرنی شروع کیں۔اس پر حضرت اقدس سے عرض کیا گیا مگر حضور نے اس قسم کی باتوں کی طرف مطلق توجہ نہیں فرمائی اور کوئی پرواہ نہ کی۔اس کے بعد حضور قادیان تشریف لے گئے اور میں غازی آباد کے اسٹیشن پر اتر کر حضور سے مصافحہ کیا اور امروہہ جانے کی اجازت حاصل کی۔حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آپ امروہہ جائیں گے۔اچھا جائیے۔اللہ حافظ''۔[21]

۳۔''کمترین جب کبھی حضور کی خدمت میں امروہہ سے حاضر ہوتا تو صورت دیکھ کر ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھاتے اور مسکراتے۔کمترین کے حضور کا ہاتھ چومنے پر حضور کے چہرہ مبارک پر بڑی بشاشت ظاہر ہوتی اور فرماتے۔آ گئے۔اچھے رہے۔پھر اس کے بعد اگر حضور قیام فرماتے یا بیٹھ جاتے تو برابر بلا کسی بڑے چھوٹے بزرگوں کے ادب ملحوظ رکھتے ہوئے حضور کے قدموں میں بیٹھ جاتا اور

برابر جب تک تشریف فرما رہتے آپ کی پنڈلیاں، پاؤں دباتا رہتا یہاں تک کہ بعد نماز مغرب موسم گرما میں حضور مسجد مبارک کے اوپر جو تین رخی فصیل بنی ہوئی تھی، مشرق رخ آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب اکثر اخبار ڈوئی جھوٹے نبی کا امریکہ کا حضور کو سنایا کرتے اور کمترین سب میں آگے بڑھ کر آپ کے پاؤں دبایا کرتا۔موسم سرما میں بھی اسی طرح سے مغرب سے عشاء تک حضور کے قدموں میں بیٹھا رہتا تھا''۔[22]

آپ کے فرزند مولوی بشارت احمد صاحب امروہی مجاہد ملائیشیا کا بیان ہے کہ:۔

''آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں بھی اس موقع پر ان کے ہمراہ تھا۔عمر اگرچہ چھوٹی تھی لیکن اس زمانہ میں جب حضرت دادا جان نے بیعت کی تو آپ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کر لی۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس موقع پر جب ہم قادیان جانے کے لئے بٹالہ پہنچے تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہمیں مل گئے۔ہمارے متعلق یہ معلوم کر کے کہ ہم اتنی دور سے حضرت مرزا صاحب کو ملنے آئے ہیں ہمیں ہر طرح ورغلانے کی کوشش کی۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت والد صاحب نے مولوی صاحب موصوف کی ایک نہ سنی اور کہا کہ جب اتنی دور سے روپیہ خرچ کر کے گئے تو اب اتنی دور سے واپس ہو جانا کوئی معقولیت نہیں۔ہم نے تو قادیان اب ضرور جانا ہے۔چنانچہ ہم قادیان جا پہنچے۔اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوا کہ والد صاحب کی خداداد فراست نے انہیں اس وقت اس ابتلاء سے کامیاب گذرنے میں مدد دی اور اللہ تعالیٰ سے توفیق حاصل ہوئی کہ آپ نے احمدیت قبول کر لی۔

بیعت کا شرف حاصل کرنے کے بعد آپ والد صاحب کے ہمراہ چند روز قادیان میں مقیم رہے۔آپ اس ماحول سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ بوقت روانگی باوجود صغرسنی کے اپنے والد صاحب کے ہمراہ واپسی پر راضی نہ تھے لیکن احتراماً اصرار بھی نہ کر سکتے تھے۔بادل نخواستہ آپ اس موقع پر واپس تو چلے گئے لیکن کچھ عرصہ بعد باوجود شادی ہو جانے کے حضرت دادا جان کی لاعلمی میں قادیان چلے آئے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول کے درس میں پہنچنے کی کوشش کیا کرتا تھا اور نمازوں کے اوقات میں حضرت اقدس علیہ السلام کی مجلس اور کلماتِ طیّبات سننے کی کوشش کرتا۔جب والد صاحب کی طرف سے واپسی کی ہدایت آجاتی تو ناچار واپس جانا پڑتا۔لیکن پھر کوشش

کر کے واپس قادیان آ جاتا تھا۔اس آمد ورفت میں کوئی با قاعدہ تعلیم حاصل نہیں کر سکا۔محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس مجالس اور بزرگوں کی صحبتوں سے جو فائدہ اٹھا سکا وہی میری تعلیم ہے۔

جن دنوں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بعض مقدمات کے سلسلہ میں گورداسپور قیام فرما تھے۔آپ بھی ان دنوں وہیں حضور اقدس کے حضور میں حاضر رہتے۔اور جس خدمت کا موقع میسر آ جاتا نعمتِ غیر مترقبہ سمجھ کر بجالاتے۔......

آپ فرمایا کرتے تھے کہ کبھی کبھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ کھیلنے کا بھی موقع مل جاتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کے دوران اس عاجز راقم نے بھی ان ایام کا تذکرہ حضور انور کی زبانِ مبارک سے سنا ہے۔

وطن میں قیام کے دوران آپ کا مشغلہ احمدیت کی تبلیغ ہوتا تھا۔اگرچہ خاندانی شغل کتب فروشی کے لئے اپنی ایک دکان کھول لی تھی۔جلد سازی بھی کرتے تھے لیکن شہر میں یا شہر کے باہر کسی حصہ میں بھی کوئی موقع پیدا ہوتا تو آپ احمدیت کی تبلیغ ضرور کرتے تھے۔

امروہہ علمی مدارس کا مرکز ہے۔علوم السنہ شرقیہ کے کئی ادارہ جات وہاں تھے۔دور دور سے لوگ علم کی تکمیل کے لئے آیا کرتے۔ایسے طلباء اکثر آپ کی دکان پر آیا کرتے،جن سے رات دن بحث جاری رہتی تھی۔بہت سی سعید روحوں کو آپ کے ذریعہ احمدیت کے چشمہ سے سیراب ہونے کا موقع ملا کئی جماعتیں قائم ہوئیں۔

مکرم عبدالرحیم صاحب فانی درویش قادیان ان کا خاندان،سردارنگر ضلع دادآباد کی جماعت،اسرا خان صاحب جو شاہجہانپور میں ملازم تھے اور اسی طرح کئی دوسرے افراد اور خاندان ان کی تبلیغ اور تربیت کا شیریں ثمر ہیں"۔[23]

حضرت حافظ صاحب امروہہ سے ہجرت کر کے قادیان میں آ گئے تھے اور قیام پاکستان کے بعد ربوہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔بہت نیک،صوم وصلوٰۃ کے پابند اور دعا گو بزرگ تھے۔قرآن مجید بہت خوش الحانی سے پڑھتے تھے اور نہایت درجہ پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔عمر بھر لوگوں تک پیغام حق پہنچانے میں سرگرم عمل رہے۔[24]

اولاد: بیٹے:

مکرم بشارت احمد امروہی صاحب مجاہد ملائیشیا،مکرم شرافت احمد صاحب،مکرم ریاست احمد صاحب

بیٹیاں: مکرمہ حبیبہ بیگم صاحبہ زوجہ لطیف احمد صاحب لاہور، مکرمہ خدیجہ بیگم صاحبہ، مکرمہ سکینہ بیگم صاحبہ، مکرمہ تمیزہ خانم صاحبہ

حضرت چوہدری مہر خان صاحب آف کریام

ولادت: ۱۸۸۲ء بیعت: ۱۹۰۳ء وفات: ۳۰ مئی ۱۹۶۹ء[25]

آپ حضرت حاجی غلام احمد خان صاحب آف کریام کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ کئی بار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کئی مجالس علم و معرفت سے فیضیاب ہونے کے مواقع آپ کو ملے۔ ایک بار قادیان گئے اور حضور کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ آجکل ہماری مخالفت بہت ہو رہی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ بہت جلد جماعت قائم کر دے گا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں خدا کے مقدس مسیح کی مبارک ہونٹوں سے نکلی ہوئی یہ بات پوری ہوگئی اور کریام میں ایک مخلص جماعت قائم ہوگئی۔ ۱۹۰۵ء میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑے باغ میں قیام فرما تھے حضور نے آپ سے حال پوچھا تو عرض کیا کہ اب ہماری مخالفت ختم ہوگئی ہے۔ حضور خاموش سے ہو گئے جس سے آپ نے سمجھا کہ حضور مخالفت ختم ہونے کو پسند نہیں فرماتے۔ مقدمہ کرم دین کے دوران آپ کو ایک بار حضرت اقدس کے ہمراہ گورداسپور جانے کا موقع ملا۔ ایک دفعہ آپ قادیان آئے اور حکیم الامت حضرت حافظ مولوی نورالدین صاحب بھیروی کی خدمت میں ایک روپیہ نذرانہ پیش کیا مگر آپ نے روپیہ واپس کر کے فرمایا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حق ہے میرا نہیں۔ چوہدری صاحب نے عرض کیا کہ میں نے غلطی سے نہیں بلکہ آپ کو پہچان کر ہی دیا تھا یہ آپ کے واسطے ہی دیا تھا اس پر آپ نے قبول فرما لیا۔

حضرت حاجی غلام احمد صاحب نے ۱۹۴۳ء میں وفات سے قبل وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد امیر جماعت کثرت رائے سے مقرر کیا جائے البتہ میری خواہش ہے کہ چوہدری مہر خاں صاحب کو مقرر کیا جائے۔ چنانچہ آپ کے بعد باتفاق رائے آپ ہی امیر جماعت منتخب کئے گئے۔ آپ مدرسہ احمدیہ کریام کے مینیجر بھی مقرر ہوئے۔

ہجرت کے بعد آپ نے چک نمبر ۱۰۹ گ۔ب نرائن گڑھ ضلع لائل پور (فیصل آباد) میں بود و باش اختیار کر لی اور صدر جماعت احمدیہ مقرر ہوئے اور آخر دم تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

آپ موصی بھی تھے اور تحریک جدید کی پانچہزاری فوج میں بھی شامل تھے۔[26]

اولاد: عبداللہ خان صاحب ۔ احمد خان صاحب ۔ عبدالرحمٰن خان صاحب ۔ عبدالرحیم خان صاحب ۔ عبدالقادر خان صاحب ۔[27]

حضرت مرزا حسام الدین صاحب لکھنوی

ولادت: ۱۸۷۷ء دستی بیعت: ۱۹۰۸ء وفات: ۲۳ جون ۱۹۶۹ء

آپ نے بطور معلم اصلاح وارشاد خدمت سلسلہ کی توفیق پائی ۔ بابو والا جھنگ میں تعینات رہے ۔ آپ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بوڑھا صحابی ہوں ۔ چنانچہ آپ نے تقریباً بانوے سال عمر پائی ۔ آپ کی وفات لنگر خانہ ربوہ میں ہوئی ۔ کثیر احباب نے جنازہ میں شرکت کی توفیق پائی ۔ بعدازاں قطعہ صحابہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی ۔[28]

حضرت منشی عبدالحق صاحب خوشنویس

ولادت: ۱۸۸۲ء بیعت: ۱۸۹۸ء (بمطابق وصیت فارم) وفات: ۲۰ جولائی ۱۹۶۹ء[29]

اصل وطن جوڑا ضلع گجرات تھا ۔ آپ بہت باکمال خوشنویس تھے ۔ آپ نے اوائل میں اخبار الفضل قادیان میں کتابت کے فرائض سرانجام دیئے نیز تفسیر کبیر اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی متعدد دیگر تصانیف کی کتابت کرنے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا ۔ پیرانہ سالی کے باوجود تفسیر صغیر کے طبع اوّل میں قرآن مجید کے عربی متن کی کتابت آپ ہی نے کی ۔ یوں تو آپ شروع سے قادیان میں مقیم تھے لیکن ۱۹۲۸ء میں آپ اپنے اہل وعیال کو بھی قادیان مستقل سکونت کیلئے لے آئے ۔ آپ نے اپنے فرزند اکبر مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب کو شروع ہی سے دینی تعلیم دلوائی اور پھر فارغ التحصیل ہونے پر انہیں خدمت دین کے لئے وقف کیا ۔ آپ کو لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی ۔ حضرت منشی صاحب بہت خوش خلق، کم گو اور دعا گو بزرگ تھے اور موصی ہونے کے علاوہ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں بھی شامل تھے ۔[30]

مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے حضرت منشی عبدالحق صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ۔

''ایک بہترین کاتب ہونے کی وجہ سے آپ کو دینی کتب ورسائل لکھنے کی سعادت بھی ملتی رہی ۔ سب سے بڑھ کر آپ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اوّلین تفسیر کبیر کے لکھنے کی توفیق عطا ہوئی ۔ ہر شخص کو خدمت سلسلہ کی اپنے اپنے رنگ میں توفیق ملتی ہے ۔ حضرت منشی عبدالحق صاحب کو یہ خدمت

کتابت اور خوشنویسی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی اور اس راہ سے آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ بہت سے کاتب ان کے شاگرد ہیں۔

قادیان میں محلّہ دار العلوم میں محترم منشی صاحب کا مکان تھا اور مجھے بھی ۱۹۳۹-۴۰ء میں ان کے قرب میں ہی بیت العطاء کے نام سے اپنا مکان بنانے کی توفیق ملی تھی۔ سالہا سال ہم پڑوسی کے طور پر رہے ہیں۔ پھر قادیان سے نکلنے والے رسالہ ''الفرقان'' کی کتابت بھی بہت دفعہ حضرت منشی صاحب کرتے تھے اور میں اس رسالہ کا ایڈیٹر تھا۔ مجھے حضرت منشی صاحب سے ایک رشتہ داری کا بھی تعلق ہے ان کے بڑے لڑکے مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب میرے ہم زلف حضرت قاضی محمد رشید صاحب مرحوم سابق وکیل المال کے داماد ہیں۔ مجھے محترم منشی صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ ہجرت کے بعد ربوہ میں بھی ان کا اور میرا مکان ایک ہی محلّہ یعنی دارالرحمت وسطی میں ہے۔ حضرت منشی صاحب کی زندگی تقویٰ و پرہیزگاری کی زندگی تھی۔ پنجوقتہ نمازیں بالالتزام مسجد میں ادا کرتے تھے اور جب تک ان کے لئے ممکن رہا وہ کتابت کے ذریعہ رزقِ حلال کماتے تھے اور اپنے بچوں میں سے کسی پر کسی طرح کا بار نہ تھے۔ اپنی صحت کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ انہیں نماز فجر کے بعد خاص طور پر سیر کی عادت تھی اور بسا اوقات آتے یا جاتے ہوئے مجھے ان سے ملنے کا موقع ملتا رہتا تھا۔ نہایت بشاش چہرے سے ملتے اور دعا کرتے اور دعائیں دیتے۔ جب زیادہ کمزور ہو گئے تو اپنے کسی بیٹے یا پوتے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سیر کے لئے نکلتے۔ وفات سے تھوڑا ہی عرصہ پیشتر ایک دن اسی حالت میں از راہ محبت آہستہ آہستہ میرے ساتھ مکان تک آئے اور بیت العطاء پر نیا بالاخانہ دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دعا فرمائی۔

حضرت منشی صاحب کے دل میں دین کے لئے قربانی کا خاص جذبہ تھا جس کا ظاہری ثبوت یہ بھی ہے کہ ان کے بڑے فرزند مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب واقف زندگی ہیں اور سلسلہ کی مسلسل خدمات بجا لا رہے ہیں۔ ان کے دوسرے فرزند مکرم مولوی سراج الحق صاحب درویشان قادیان میں ہیں اور اب بطور مبلغ بھارت میں خدمت اسلام بجا لا رہے ہیں۔ حضرت منشی صاحب کو اپنے بچوں اور بچیوں کی نیک تربیت کا ہمیشہ خیال رہتا تھا اس کے لئے وہ دعائیں بھی بکثرت کرتے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت منشی عبدالحق صاحب ایک بزرگ انسان تھے۔ صاحب رؤیا تھے اور سلسلہ کے لئے مقدور بھر قربانی کرنے والے تھے''۔ [31]

(اصل نوٹ میں حافظ عطاء الحق صاحب کا نام درویش قادیان کی حیثیت سے درج ہوا ہے جو کہ سہو ہے۔)

اولاد: مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب ربوہ۔حافظ عطاء الحق صاحب ربوہ۔مولوی سراج الحق صاحب درویش قادیان۔محمد اسحاق صاحب کراچی

حضرت ملک نبی محمد صاحب میانی گھوگھیاٹ بھیرہ

ولادت:۱۸۸۵ء تحریری بیعت:۱۹۰۱ء زیارت:۱۹۰۳ء[32] وفات:۷/اگست ۱۹۶۹ء[33]

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو آپ سے بہت محبت تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہمارے وطن میانی بھیرہ کے ہیں۔لمبے عرصہ تک جماعت گھوگھیاٹ کے پریذیڈنٹ، سیکرٹری مال اور زعیم انصار اللہ رہے۔تحریک جدید کی پانچ ہزاری روحانی فوج میں شامل تھے۔سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر نہایت ذوق وشوق سے محفوظ رکھتے تھے۔خلیفہ وقت کی خدمت میں ہفتہ میں ایک بار خط لکھنا ان کا معمول تھا۔بلند اخلاق، منکسر المزاج، شب بیدار اور صاحب رؤیا بزرگ تھے۔آپ کو قبل از وقت جناب الٰہی کی طرف سے بشارت دی گئی کہ آپ کی عمر ۷۵ یا ۸۵ سال ہوگی۔آپ نے اپنے بعد خدا کے فضل سے ایک بڑا احمدی کنبہ چھوڑا۔ملک محمد بشیر صاحب انسپکٹر انصار اللہ مرکزیہ ربوہ آپ ہی کے صاحبزادے ہیں۔[34]

آپ فرماتے ہیں:

''حضور علیہ السلام کی بیعت تو میں نے ۱۹۰۱ء میں خط کے ذریعہ کر لی تھی۔لیکن حضور علیہ السلام کی زیارت کا شرف ۱۹۰۳ء میں نصیب ہوا اور وہ بھی ایک خواب کی بناء پر۔بذریعہ خط بیعت کرنے کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا چبوترہ ہے۔اس چبوترہ کے گرد بہت سے لوگ ایک دائرہ کی شکل میں جمع ہیں اور مؤدب کھڑے ہوئے ہیں۔ان لوگوں میں مَیں بھی شامل ہوں چبوترے کے اوپر چاندی کی دو خوشنما کرسیوں پر دو بزرگ ہستیاں تشریف فرما ہیں۔دونوں بزرگ جوان اور خوش شکل ہیں۔ان کے چہروں سے سفید نور کی شعائیں نکل کر آسمان کی طرف جارہی ہیں۔اور اسی طرح ان کی کرسیوں میں سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔اور آسمان کی طرف بلند ہو رہی ہیں۔دونوں بزرگ قریباً ہم شکل نظر آتے ہیں۔البتہ یہ احساس ہے کہ ان میں سے ایک آقا ہے اور دوسرا غلام۔میرے قریب ہی ایک بزرگ کھڑے ہیں وہ انگلی کے اشارہ سے بتاتے ہیں کہ جو بزرگ دائیں جانب تشریف فرما ہیں۔وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو بزرگ بائیں

جانب بیٹھے ہوئے ہیں وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ یہ نظارہ دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے بذریعہ رؤیا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت نصیب کی۔ یہ رؤیا دیکھنے کے بعد میرے دل میں قادیان جانے اور حضور علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ آخر میری امید برآئی اور ۱۹۰۳ء میں محترم بابو فخر الدین صاحب مرحوم (والد بزرگوار محترم مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل مرحوم) اور محترم حکیم محمد صدیق صاحب ساکن گھوگھیاٹ میانی ضلع سرگودھا کے ہمراہ قادیان روانہ ہوا۔ جب ہم بٹالہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو وہاں ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی کرم دین بھیں کے مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم تینوں بٹالہ سے سیدھے گورداسپور پہنچے۔ وہاں حضور علیہ السلام ایک مکان کے بالاخانہ پر فروکش تھے۔ ہم نے اوپر اطلاع بھجوائی اور ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہونے کی اجازت چاہی۔ حضور علیہ السلام نے از راہ شفقت و ذرّہ نوازی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ ہم تینوں بالاخانہ میں پہنچ کر حضور علیہ السلام کی زیارت سے شرف یاب ہوئے اور مصافحہ کا شرف بھی حاصل کیا۔ اس وقت حضور علیہ السلام کے پاس حضرت خلیفۃ المسیح الاول، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور ایک اور بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ خاکسار کو اور حکیم محمد صدیق صاحب کو حضور علیہ السلام نے از راہ شفقت پیار بھی کیا۔ کیونکہ ہم دونوں بچے ہی تھے۔ اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کے قریب تھی۔

کچھ دیر کے بعد حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ نیچے جا کر کھانا کھالیں۔ ہم نیچے کے مکان میں گئے اور کھانا کھانے بیٹھے۔ دیکھا کہ پلاؤ پکا ہوا ہے۔ میں نے پلاؤ کا پہلا لقمہ ہی مونہہ میں ڈالا تھا کہ یک دم مجھے اپنا ایک پرانا خواب یاد آ گیا۔ کچھ عرصہ پہلے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں ایک بالاخانہ پر گیا ہوں۔ وہاں چار بزرگ تشریف فرما ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ سے جو باقی بزرگوں کی نسبت بڑے ہیں، میں نے مصافحہ کیا ہے اور انہوں نے پیار کرنے کے بعد کھانا کھانے کیلئے ارشاد فرمایا ہے اور خواب میں ہی میں نے پلاؤ بھی کھایا ہے۔ لقمہ مونہہ میں ڈالتے ہی اس خواب کا نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ اس وقت مجھے بے انتہاء خوشی محسوس ہوئی اس خوشی کے عالم میں مَیں نے محترم بابو فخر الدین صاحب مرحوم کو جو میرے ساتھ ہی بیٹھے پلاؤ کھا رہے تھے اپنا یہ خواب

سنانا شروع کیا۔میں نے کہا کہ یہ پلاؤ جو اَب میں کھا رہا ہوں عرصہ پہلے خواب میں کھا چکا ہوں۔وہ بزرگ جنہوں نے خواب میں مجھے پیار کرنے کے بعد کھانا کھانے کے متعلق ارشاد فرمایا تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے۔محترم بابو صاحب مرحوم یہ خواب سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا آپ کی خواب تو خوب پوری ہوئی۔

ہمارے کھانا کھانے کے کچھ دیر بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اصحاب کے ہمراہ کچہری تشریف لے گئے۔ہم تینوں بھی ساتھ ہو لئے۔کچہری کے آگے ایک سڑک تھی حضور علیہ السلام اس پر ٹہلتے رہے۔وقفہ وقفہ کے بعد دو دفعہ حضور علیہ السلام نے پانی طلب فرمایا۔ہر دفعہ حضور علیہ السلام نے چند گھونٹ ہی پیے اور باقی پانی واپس کر دیا جسے تمام دوستوں نے گھونٹ گھونٹ پیا۔الحمد للہ کہ تبرک کے طور پر ایک گھونٹ پانی پینے کی مجھے بھی سعادت نصیب ہوئی۔

کچہری سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو رتھ کے ذریعہ قادیان تشریف لے گئے اور ہم بذریعہ ریل گاڑی بٹالہ ہوتے ہوئے قادیان پہنچے۔قادیان پہنچ کر مجھے حضور علیہ السلام کے دست مبارک پر بھی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔فالحمد للہ علی ذلک۔حضور نماز ظہر کے بعد اکثر مسجد میں کافی دیر تشریف فرما رہتے اور احباب سے گفتگو فرماتے۔ہم بھی مجلس میں حاضر رہ کر حضور علیہ السلام کے ارشادات سے مستفیض ہوتے۔ایک دن باہر سے ایک شخص آیا۔اس نے عرض کیا حضور طاعون بہت پھیل رہی ہے۔فلاں شہر میں اتنی موتیں ہو چکی ہیں۔بڑی تباہی پھیلی ہوئی ہے۔حضور علیہ السلام نے اس شخص کی بات سن کر فرمایا اس تباہی سے بڑھ کر تباہی آئے گی۔حضور علیہ السلام نے انگشت شہادت کے ساتھ گردن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا سر الگ اور دھڑ الگ ہوں گے۔یہ نظارہ بھی ہم نے ۱۹۴۷ء کے فسادات میں بچشم خود دیکھ لیا۔ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الاول روزانہ قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے۔محترم بابو فخر الدین صاحب مرحوم تو چند دن رہنے کے بعد اپنی ملازمت پر میاں میر لاہور چلے گئے اور ہم دونوں یعنی خاکسار اور حکیم محمد صدیق صاحب تقریباً پندرہ دن قادیان میں ٹھہرے رہے اور باقاعدگی سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا درس سنتے رہے۔آپ ہم سے بہت محبت کے ساتھ پیش آتے اور اکثر فرماتے یہ بچے ہمارے وطن (یعنی بھیرہ میانی) کے ہیں۔انہی دنوں ایسا اتفاق ہوا کہ میری داڑھ میں شدید درد کی تکلیف رہنے لگی۔حضرت خلیفہ اول بڑی ہمدردی اور محبت کے ساتھ علاج کرتے رہے۔درد ابھی رفع نہیں ہوا تھا کہ میں نے گھر واپس

جانے کا ارادہ کرلیا۔میں نے ایک چھوٹی بچی کے ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ بھجوایا۔اس میں لکھا کہ حضور مجھے گھر واپس جانے کی اجازت عطا فرمائیں۔نیز دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ داڑھ کا درد دور کردے اور میں بخیریت اپنے گھر پہنچ جاؤں۔حضور علیہ السلام نے اجازت کا پیغام بھجوایا اور ساتھ ہی فرمایا''اللہ تعالیٰ آپ کو آرام سے گھر پہنچائے''اجازت لیکر جب قادیان سے رخصت ہوا تو ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ داڑھ کے درد سے بالکل آرام آگیا اور پھر آج تک ایسا درد نہیں ہوا۔معمول کے مطابق بٹالہ سے بذریعہ ریل روانہ ہوکر مجھے اگلے روز میانی گھوگھیاٹ پہنچنا تھا۔میں قادیان سے صبح روانہ ہوا اور گیارہ بجے کے قریب بٹالہ پہنچا۔وہاں گاڑی تیار تھی اس میں بیٹھ کر امرتسر پہنچا۔وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ خلاف توقع ڈاک گاڑی ابھی اسٹیشن پر ہی موجود ہے۔ چنانچہ میں ڈاک گاڑی میں سوار ہوکر لالہ موسیٰ ملک وال کے راستے اسی روز شام کو میانی گھوگھیاٹ پہنچ گیا۔اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے ایسے سامان بہم پہنچائے کہ میں اگلے دن پہنچنے کی بجائے اسی دن شام کو آرام سے گھر پہنچ گیا اور پھر داڑھ کا درد بھی جاتا رہا۔آخر میں ایک بات جو نہایت ایمان افروز ہے بیان کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جب ہم بٹالہ سے یکہ پر قادیان جاتے تو چونکہ سڑک کچی تھی تو اس لئے راستہ میں دھول اڑتی۔ادھر قادیان میں لوگوں کی بکثرت آمد ورفت کی وجہ سے یکے اکثر چلتے رہتے تھے۔راستے میں اکثر سکھ کہا کرتے تھے کہ:۔

''او بلے بلے مرجیا تیریاں مریداں نے تے سڑک ہی پٹ دتی اے''

یعنی شاباش مرزا تیرے مریدوں نے تو چل چل کر سڑک ادھیڑ دی ہے۔آخر وہ دن بھی آئے کہ ریلوے لائن بن جانے کی وجہ سے جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان سپیشل گاڑیاں پہنچنے لگیں۔گاڑیوں میں بھیڑ کا یہ عالم ہوتا تھا کہ جگہ بھی مشکل سے ملتی تھی۔''[35]

حضرت ملک صاحب تقسیم سے پہلے قادیان میں جلسہ سالانہ پر اہتمام سے جایا کرتے۔دسمبر میں خصوصاً آخری ہفتہ میں جب اپنے مخصوص پُر وقار لباس میں ملبوس سرگرم عمل نظر آتے تو ان کے نشست وبرخاست سے صاف پتہ چلتا کہ مسیح پاک کے مہمان دارالامان جانے کی تیاری میں ہیں۔گداز دل کے مالک تھے،منکسر المزاج اور ہمدرد،گاؤں کے بزرگان میں سے تھے۔چھوٹے بڑے سب احترام کرتے اور باپ سمجھتے۔حد درجہ مشفق تھے۔بہت محبت سے پیش آتے۔خواہ گاؤں کا غریب ترین آدمی کیوں نہ ہو۔جب سیلاب آتا تھا اور گاؤں کے اردگرد پانی بھر جاتا لوگ آپ کے

مکان میں اکٹھے ہو جاتے بچے اور مستورات تو آپ کا گھر اپنا گھر ہی سمجھتے تھے۔بے تکلف وہاں چلے جاتے۔وہاں سب کو راحت اور سکون میسر آتا۔[36]

آپ کے بیٹے مکرم محمد بشیر صاحب لکھتے ہیں کہ باوجود دو شادیوں کے کوئی اولاد نرینہ نہ ہوتی تھی۔گیارہ لڑکیوں کی پیدائش کے بعد آپ کی والدہ محترمہ روشن بی بی صاحبہ نے ایک لڑکی کی پیدائش پر آپ کو کہا کہ میں تو اللہ پاک سے ہر وقت دعا کرتی رہتی ہوں کہ آپ کے گھر لڑکا ہو۔مگر اللہ تعالیٰ میری دعائیں قبول ہی نہیں کرتا۔مرحوم نے عرض کیا کہ اللہ تعالی کے در سے نا امید نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کی دعائیں ضرور اللہ تعالیٰ قبول کرے گا۔بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خاص دعا سے خاکسار کی پیدائش ہوئی اور اب ہم تین بھائی ہیں۔آپ کی عادت تھی کہ ہفتہ میں ایک خط دعا کیلئے خلیفہ وقت کی خدمت میں ضرور لکھا کرتے۔ایک دفعہ کسی وجہ سے آپ نے خط لکھنے میں دیر کر دی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خط کے جواب میں فرمایا کہ اب آپ نے بڑی دیر کے بعد خط لکھا ہے۔ حضور کا خط پڑھ کر والد صاحب بہت خوش ہوئے کہ حضور نام سے واقف ہیں۔[37]

اولاد: ملک محمد بشیر صاحب سابق انسپکٹر مجلس انصاراللہ پاکستان۔ملک محمد احمد صاحب سابق آڈیٹر ضلعی مجلس عاملہ سرگودہا حال مقیم مسلم ٹاؤن نمبر ا فیصل آباد۔ملک مبشر احمد صاحب۔اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ ملک فضل احمد صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ گھوگھیاٹ۔حامدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک محمد اکبر صاحب۔محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک سعی محمد صاحب۔حفیظہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد یوسف صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ۔صادقہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک علی محمد صاحب۔ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک محمد بشیر صاحب سرگودہا۔رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم ریاض احمد صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ دودہ ضلع سرگودہا۔

حضرت صوفی محمد یعقوب صاحب قندھاری کمپونڈر نور ہسپتال قادیان

ولادت:۱۸۹۱ء[38] زیارت:۱۹۰۶ء بیعت:۱۹۰۸ء[39] وفات:۲۷/اگست ۱۹۶۹ء[40]

آپ میاں غلام بلورے شاہ صاحب کے فرزند تھے۔آپ کے بیٹے جناب نصر اللہ صاحب صاحب رقمطراز ہیں:۔

''میرے والد حضرت صوفی محمد یعقوب صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ بچپن میں ہی والدین کے سایۂ شفقت سے محروم ہو گئے اور ان کی پرورش ان کے چچوں نے کی۔مڈل

کرنے کے بعد تعلیم کا سلسلہ بند ہو گیا۔ بچپن سے پنجگانہ نمازی تھے۔ ہمارا گاؤں (کڑی افغاناں ڈاکخانہ خاص کاہنووان نزد قادیان) قادیان کے قریب ہی صرف چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ چونکہ آپ کو تعلیم کا بہت شوق تھا اس لئے آپ نے قادیان کا رخ کیا اور قادیان جاتے ہی ان کا حضرت مولوی شیر علی صاحب اور حضرت خلیفہ اول جیسے بزرگوں سے تعلق قائم ہو گیا۔ جنہوں نے ان کی تمام ضروریات اور پڑھائی کا بوجھ برداشت کیا۔ مرحوم وہاں رہ کر تعلیم حاصل کرنے لگے۔ اکثر اوقات حضرت خلیفہ اوّل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا بھی شرف حاصل ہوا۔ حق کی شناخت کے لئے بہت دعائیں کرتے تھے۔ بالآخر دو تین خوابوں میں اللہ تعالیٰ سے بشارت پانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر ۱۹۰۶ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ دورانِ تعلیم میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریک اور حکم کے مطابق منارۃ المسیح کے لئے چندہ دیا اور ان کا نام منارۃ المسیح میں ۱۱۱ نمبر پر کندہ کیا گیا۔[41] آخر تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کو بمقام کاٹھگڑھ ضلع ہوشیار پور مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر کی ملازمت ملی۔ فرمایا کرتے تھے کہ ''مجھے ملازمت تو مل گئی لیکن تسکینِ قلب نہ حاصل ہوئی کیونکہ میں قادیان میں رہ کر سلسلہ کی خدمت کرنے کی خواہش رکھتا تھا''۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے جلد ہی قادیان میں مستقل رہائش کے سامان پیدا کر دیئے آپ بیمار ہو گئے۔ پانچ چھ ماہ تک نور ہسپتال قادیان میں حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب جیسے پاکباز بزرگ کے زیر علاج رہ کر صحت یاب ہو گئے اور دوران بیماری ڈاکٹر صاحب موصوف کے زیر سایہ ڈسپنسر کا کام سیکھنا شروع کر دیا۔ چونکہ آپ بہت محنت اور دلچسپی سے کام سیکھتے تھے اس لئے حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب بھی شفقت اور محبت سے راہنمائی فرماتے اور آخر نور ہسپتال میں ہی مستقل کمپونڈر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دینے لگے اور تینتیس سال کی خدمت کے بعد پنشن لی۔

دورانِ ملازمت آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود، صحابہؓ کرام اور بزرگان سلسلہ و دیگر جماعت کے افراد کی خدمت کا موقع ملا۔ ہمیں یاد ہے کہ آپ کئی کئی دن گھر نہ آتے اور ہسپتال میں کھانا منگوا لیتے۔ اکثر اوقات ہسپتال سے رات کے دس گیارہ بجے گھر آنا ان کا معمول تھا۔ کیونکہ اس وقت سٹاف بہت کم تھا اس لئے رات کو دفتری کام بھی آپ ہی مکمل کیا کرتے تھے اور پھر چابیاں وغیرہ پاس ہوتی تھیں۔ جب بھی کوئی دوائی لینے آتا تو فوراً دوائی اسے دیتے۔ کئی دفعہ اکثر بزرگوں اور دوستوں کے گھر

جا کر دوائیاں دیتے یہاں تک کہ قریبی گاؤں میں خود جا کر طبی خدمات انجام دیتے۔خاص کر جلسہ سالانہ کے موقع پر کئی کئی روز متواتر ہسپتال میں ہی رہتے۔آپ مریضوں سے بہت ہی خوش خلقی، شفقت اور ہمدردی سے پیش آتے یعنی اکثر اوقات انڈور مریضوں کی ضروریات گھر سے ہی پوری کر دیا کرتے تھے۔

اوّل تو آپ چھٹی لیتے ہی نہ تھے اور اگر اتنی لمبی ملازمت میں آپ نے دو یا تین مرتبہ رخصت لی بھی تو آپ نے گھر نہیں گذاری بلکہ تبلیغ دین کے لئے باہر چلے جایا کرتے اور اس طرح کئی ایک گھرانے ان کی وجہ سے احمدیت میں داخل ہو گئے اور ہمارے گاؤں کے بھی چند ایک آدمی ان کے اخلاق اور اخلاص کی وجہ سے احمدی ہو گئے‘‘۔[42]

آپ تحریک جدید کے پانچہزاری مجاہدین میں بھی شامل تھے۔اور اسماء مجاہدین کی فہرست میں آپ کا نمبر شمار ۲۶۰۶ ہے۔آپ کی اہلیہ اور بچے بھی پانچہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔

ڈاکٹر محمد احمد صاحب ابن حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب کی چشم دید شہادت ہے کہ:۔

’’میں نے دیکھا ہے کہ ہر وقت خدمت کے لئے حاضر رہا کرتے تھے۔چونکہ ان دنوں میں عملہ بہت تھوڑا تھا۔ہسپتال کا دفتر کا کام بھی وہی سرانجام دیتے تھے اور بعض اوقات رات کے دس بجے سے گیارہ بجے تک بھی والد صاحب کے ساتھ کام کیا کرتے تھے اس سے مراد تحریری یا دفتری کام ہے۔ آپ میں کمال خوبی تھی کہ آپ لگا تار دو تین روز کام کرنے کے بعد بھی تھکتے نہ تھے آپ کو قادیان میں بطور طبّی خادم ہونے کے بہت سے بزرگان سلسلہ اور صحابۂ کرام کی خدمت کا موقع ملا تھا۔جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر آپ کمر ہمت کس لیتے تھے اور لگا تار دن رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی طبّی خدمت سرانجام دیا کرتے تھے۔ مجھے ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۷ء تک نور ہسپتال قادیان میں بطور آنریری ڈاکٹر کے خدمت کا موقع ملا ہے اور صوفی صاحب کے ساتھ کبھی انڈور مریضوں کی نگرانی کا کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے صوفی صاحب کو ہر وقت حاضر باش اور بہت محنتی پایا۔تقریباً قادیان کے سب پرانے لوگ ان کی شخصیت سے واقف ہوں گے وہ بہت محبت وخوش خلقی سے بیماروں کی خدمت کیا کرتے تھے۔تقسیم ملک کے بعد بھی آپ، جب تک مرکز سلسلہ لاہور میں رہا اور نور ہسپتال بھی وہیں رہا آپ وہاں بھی کام کرتے رہے پھر اس کے بعد ربوہ میں مرکز منتقل ہوا تو

شفاخانہ نور بھی مرکز منتقل ہو گیا اور آپ بھی ربوہ میں شفاخانہ میں خدمات بجالاتے رہے اور کچھ عرصہ بعد پیرانہ سالی اور علالت کی وجہ سے شفاخانہ سے آپ ریٹائر ہو گئے اور گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں اپنے خاندان کے افراد کے پاس مقیم ہو گئے اور تاوفات وہیں مقیم رہے......

محترم صوفی صاحب مرحوم کو قادیان کے ساتھ بے حد انس و محبت تھی اور قادیان کو بہت یاد کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں جب رات کو سوتا ہوں تو میں قادیان میں ہوتا ہوں لیکن جب اٹھتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ وہی گکھڑ منڈی ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان سے انہیں کس قدر اور بے انتہا محبت تھی''۔43

اولاد:

آپ کی اہلیہ کا نام سکینہ بیگم صاحبہ تھا۔آپ سے مندرجہ ذیل اولاد ہوئی۔

نصر اللہ خاں صاحب۔فتح اللہ خاں صاحب (گکھڑ منڈی)۔ظفر اللہ خاں صاحب (نصرت آباد ربوہ)۔نصرت اللہ عابدہ صاحبہ اہلیہ انور حسین صاحب اوورسئیر محکمہ انہار لاہور۔فرحت اللہ صادقہ صاحبہ اہلیہ محمد احمد خاں صاحب ملتان۔عصمت اللہ راشدہ صاحبہ اہلیہ عبید الرحمٰن صاحب لاہور۔

(مکرم مدثر احمد خاں صاحب واقف زندگی دفتر وکالت مال اول تحریک جدید ربوہ آپ کے پوتے ہیں۔)44

حضرت بابو عبدالحمید صاحب آڈٹ آفیسر ریلوے

ولادت:۱۸۸۴ء45 بیعت:اگست ۱۹۰۳ء46 وفات:۲۵/۲۶ستمبر ۱۹۶۹ء47

آپ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ کے بھائی حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب سیالکوٹی (والد ماجد چوہدری شبیر احمد صاحب بی اے واقف زندگی سابق وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ) کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔محترم سردار صاحب نے پہلی بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت مارچ ۱۹۰۶ء میں قادیان دارالامان میں کی۔آپ شروع میں کچھ عرصہ پٹیالہ میں ملازم رہے اور پھر تبادلہ کے بعد دسمبر ۱۹۱۰ء میں لاہور میں تشریف لے آئے۔خلافت اُولیٰ کے بابرکت دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کا آنریری آڈیٹر مقرر فرمایا۔48 اور اسی زمانہ میں آپ نے حضور کی اجازت سے خطبات نور کے دو حصے (اشاعت طبع

اوّل نومبر۱۹۱۲ء)اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈائری ۱۹۰۱ء کی شائع کی۔

خطباتِ نور حصہ اوّل کے عرض حال میں آپ نے تحریر فرمایا۔

''جب سے میری تبدیلی پٹیالہ سے لاہور ہوئی مجھے بفضل خدا حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر ہونے کا زیادہ موقعہ مل گیا۔جب کبھی قادیان جانے کا ارادہ کرتا تو یہ خیال آتا کہ حضرت صاحب کے لئے ایسی کیا چیز بطور نذرانہ لے جائی جاوے جو حضور کی خوشی کا باعث ہو۔خورد و نوش تو حضور کی اصل خوشی کا موجب نہیں اور ہرگز نہیں کیونکہ اگر حضور کو یہ چیزیں مرغوب ہوتیں تو اپنا گھر بار چھوڑ کر ایک گاؤں میں کیوں سکونت اختیار فرماتے۔اس لئے میں نے اپنی سمجھ کے مطابق ان خطبات کو ہی بہتر نذرانہ سمجھا۔اس تحریک کے ساتھ میں نے خطبات کو جمع کرنا اور ترتیب دینا شروع کر دیا۔ایک مرتبہ جب میں حاضر خدمت ہوا تو میں نے مسودہ جو بدر اور الحکم میں سے کاٹ کر علیحدہ کر لیا ہوا تھا حضور کے پیش کیا۔حضور دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ میرے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی ان کو جمع کرے گا۔بڑی محنت کی ہے جیسی آپ نے ان سے محبت کی ہے خدا آپ سے محبت کرے۔

حضرت صاحب کے اس اظہار مسرّت کو دیکھ کر میری خوشی کی تو کوئی انتہا نہ رہی خدا کا شکر ہے کہ میری محنت قبول ہوئی۔حضور نے اس پہلے حصہ کا پروف ملاحظہ فرما لیا ہے اور حضور ہی نے اس کا نام خطباتِ نور تجویز فرمایا ہے''۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے اپنے قلم مبارک سے یہ اجازت نامہ لکھا۔

''بابو عبدالحمید صاحب نے میری اجازت سے اور مجھے مسوّدات دکھانے کے بعد میرے خطبات کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا انتظام کیا۔اللہ تعالیٰ اس اخلاص کے واسطے انہیں جزائے خیر دے اور ان کے کام کو بابرکت کرے۔نورالدین۔۲۰ جون ۱۹۱۲ء''[49]

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار ''بدر'' نے خطباتِ نور پر حسب ذیل تبصرہ سپرد قلم فرمایا:۔

''اسی نور کے منور کلام کو ہمارے پیارے دوست بابو عبدالحمید صاحب سیالکوٹی نے الحکم و بدر کے کالموں سے نقل کر کے اور حضرت صاحب کو دکھا کر اور ان کی اجازت حاصل کر کے چھپوانا شروع کیا ہے۔کاغذ اعلیٰ،لکھائی خوشخط،چھپائی عمدہ ہر لازمی احتیاط کے ساتھ بابو صاحب نے اس کام کو شروع کیا ہے۔

یہ نسخہ نور میرے ریویو یا تعریف کا محتاج نہیں۔جن لوگوں نے ان خطبات کو سنا یا پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ کس قدر ضروری مسائل اور دلوں پر تاثیر کرنے والے پاک وعظ اور عملی قوت کو مدد دینے والے مجرّب نسخے اور ظاہری شیاطین کے دفعیہ کے واسطے کاری حربے ان میں موجود ہیں‘‘۔[50]

کتاب کے دوسرے حصہ کی اشاعت اخبار ’’بدر‘‘ قادیان ۳۰ جنوری ۱۹۱۳ء کے صفحہ ۷ اپر حسب ذیل نوٹ شائع ہوا:۔

’’بابو عبدالحمید صاحب لکھتے ہیں۔’’میں نے خطبات نور کی نسبت ایک خواب دیکھا جو بہت ہی مبارک خواب ہے۔ میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر واقعہ سیالکوٹ تشریف شریف لائے اور میری والدہ سے خطبات کی تالیف پر بہت ہی اظہار مسرت فرمایا۔ مجھے طلب فرمایا لیکن میں اس وقت گھر پر نہ تھا۔ جب میں گھر گیا تو والدہ صاحبہ نے حضور پُر نور کا تشریف لانا اور اظہار خوشنودی فرمانے کا ذکر مجھ سے کیا‘‘۔(فالحمدللہ)[51]

لاہور میں آپ کو عرصہ دراز تک سلسلہ کی عظیم الشان خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔آپ کی پُر جوش تبلیغی مساعی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نہایت درجہ مسرت کا اظہار فرمایا۔اس ضمن میں حضور کے مندرجہ ذیل دو مکتوب قابل ذکر ہیں۔

۱۔ ’’مکرمی بابو عبدالحمید صاحب

السلام علیکم

آپ کی تبلیغی کوششوں کی رپورٹ پڑھ کر بہت ہی خوشی ہوئی۔اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل فرمائے اور ان دوسرے دوستوں پر بھی جو اس کام میں حصہ لے رہے ہیں۔ایک لمبا عرصہ تک نو مسلموں کا خیال رکھنا اور پختہ کرنا ضروری ہوگا۔

محمد یوسف کی بیوی میرے نزدیک اسلام پر زیادہ پختہ ہے وہی انہیں کھینچ کر قادیان لائی تھی۔واللہ اعلم۔

خاکسار مرزا محمود احمد‘‘

۲۔ ’’مکرمی بابو عبدالحمید صاحب

السلام علیکم

آپ کی تبلیغی کوششوں سے آپ کے تازہ خطوط سے اطلاع ملی۔اللہ تعالیٰ

برکت دے۔ سنتا ہوں مسیحیوں میں سخت گھبراہٹ ہے اور غیر احمدیوں پر بھی اچھا اثر ہے۔ اگر یہ تحریک عقل اور فکر سے جاری رکھی جائے اور جلدی اور لاپرواہی سے کام نہ لیا جائے تو امید ہے بہت مفید ہو۔ جاوی لڑکوں کا معاملہ ناظر متعلقہ کے پاس گیا ہے چونکہ مالی حالت سخت کمزور ہے اس لئے ہر کام میں سوچ بچار ضروری ہوگئی ہے۔

خاکسار مرزا محمود احمد‘‘ 52

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے زمانہ امارت لاہور میں آپ کو جولائی و اگست ۱۹۲۶ء میں قائمقام امیر کے فرائض سرانجام دینے کی توفیق ملی۔

جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت قریشی محمد حسین صاحب مفرح عنبری والے خاص خدمات بجالاتے تھے اور حضرت اقدس کی ضرورت کی چیزیں خرید کر قادیان پہنچایا کرتے تھے اسی طرح خلافت ثانیہ میں ۱۹۲۱ء سے لے کر ۱۹۲۹ء تک یہ خدمت آپ کے سپرد رہی۔ اس دوران خاندانِ مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین مبارکہ کا قیامِ لاہور عموماً آپ ہی کے مکان پر ہوا کرتا تھا۔ نیز دیگر معززینِ جماعت کی مہمان نوازی بھی اکثر آپ ہی کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعود نے مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء میں دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے لئے سات ممبروں پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر فرمایا جس کے صدر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب تھے آپ کو بھی حضور نے اس کا ممبر نامزد فرمایا۔ 53 یہ اہم کام آپ تقسیم برصغیر تک برابر سرانجام دیتے رہے۔

اکتوبر ۱۹۴۰ء میں حضرت مصلح موعود نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی تمام نظارتوں، دفتر محاسب اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے لئے آنریری آڈیٹر مقرر فرمایا۔ یہ خدمت بھی آپ نہایت اخلاص اور ذوق وشوق سے بجالاتے رہے بلکہ ایک عرصہ تک آپ نے لاہور سے قادیان تک کا کرایہ آمدورفت بھی وصول نہیں کیا۔ 54

آپ کی زندگی کا آخری کارنامہ یہ ہے کہ پیرانہ سالی کے باوجود آپ نے خطبات نور کو نہایت اہتمام سے دوبارہ مرتّب فرمایا اور ان میں اضافہ کر کے ان کی پہلی جلد دسمبر ۱۹۶۸ء میں اور دوسری مارچ ۱۹۶۹ء میں شائع کرادیں۔

اولاد:۔ ۱۔ چوہدری عبدالمجید صاحب کارکن دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ ۲۔ چوہدری عبدالباری صاحب بی اے سابق نائب ناظر بیت المال ہومیو پیتھک ڈاکٹر مدینہ کالونی لاہور۔

۳۔ چوہدری عبدالنور صاحب بی ایس سی ٹیوب ویل ڈیلر گلبرگ لاہور۔ ۴۔ بلقیس بیگم صاحبہ اہلیہ خان بہادر مولوی محمد صاحب ایم اے ایل ایل بی مدراس۔ ۵۔ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر محمد عمر صاحب (لکھنؤ)۔ ۶۔ سارہ بیگم صاحبہ مرحومہ (شادی سے پہلے فوت ہو کر بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون)۔ ۷۔ سلمیٰ بیگم صاحبہ اہلیہ الحاج چوہدری شبیر احمد صاحب (سابق) وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ۸۔ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری بشارت احمد صاحب ملٹری اکاؤنٹس کراچی۔ 55

حضرت پیرزادہ رشید احمد صاحب ارشد آف گولیکی

ولادت: قریباً ۱۸۹۹ء بیعت وزیارت: ۲۵مئی ۱۹۰۸ء وفات: ۹/اکتوبر ۱۹۶۹ء

جناب پیر رشید احمد صاحب ارشد کا شمار آخری صحابۂ مسیح موعود علیہ السلام میں ہوتا ہے جیسا کہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔ ”۲۲/اپریل ۱۹۰۸ء کو میرے والد صاحب (حضرت پیر محمد رمضان صاحب) فوت ہوئے اور میں چھوٹا سا آٹھ نو سالہ یتیم رہ گیا۔ ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور رونق افروز ہوئے اور آخر مئی ۱۹۰۸ء میں برادر محترم قاضی (ظہور الدین) اکمل صاحب نے جو حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھے ہمیں لاہور بلوا بھیجا۔ تا کہ حضور علیہ السلام کی زیارت کی جاسکے۔ چنانچہ اخویم قاضی صاحب موصوف کے برادر اصغر جناب اجمل صاحب مجھے گولیکی سے ساتھ لے کر لاہور پہنچے اور غالباً ظہر کی نماز کے وقت میں پہلی مرتبہ حضور کی زیارت سے مشرّف ہوا۔ جبکہ میں چھت کا پنکھا حضور (علیہ السلام) پر کرتا رہا۔ اس کے بعد عصر کی نماز کا وقت آیا اور اخویم مکرم قاضی اکمل صاحب نے مجھے حضور علیہ السلام کی خدمت میں بریں الفاظ پیش کیا کہ میرا پھوپھی زاد بھائی ہے اور اس کا باپ فوت ہو گیا ہے۔ یتیم کی والدہ کی استدعا ہے کہ حضور اس پر اپنا دست شفقت پھیریں۔ اس پر حضور (علیہ السلام) نے اس عاجز یتیم بچے کی پیٹھ پر ایک دو مرتبہ دستِ مبارک پھیرا اور تین مرتبہ تھپکی دی۔ (جیسے شاباش کہنے پر کیا جاتا ہے) اس کے بعد بیعت ہوئی اور خاکسار بھی دستی بیعت سے مشرّف ہوا۔ بعد ازاں حضور (علیہ السلام) اندرون خانہ تشریف لے گئے اور ہم دونوں بھائی رات کی گاڑی سے واپس اپنے وطن گولیکی روانہ ہو گئے۔

گھر پہنچنے پر غالباً دوسرے یا تیسرے دن یہ سانحہ جانگداز سنا گیا کہ حضور (علیہ السلام) کا وصال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گھر بھر میں کہرام مچ گیا اور سخت صدمہ و رنج ہوا۔ حضور (علیہ

السلام) کے دستِ شفقت پھیرنے سے اس قدر خوشی و بشاشت ہوئی کہ باوجود ایک معمولی دیہاتی یتیم وبیکس کے بے انداز فخر محسوس کرتا تھا اور اب اس صحبت قدمی کا اثر ہے کہ نیازمند سلسلہ عالیہ کی ناچیز خدمات بجالا رہا ہے اور اکثر تنہائی میں وہ وقت بلکہ منظر سامنے آتا ہے تو بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں''۔[56]

پیرزادہ صاحب دس سال کی عمر میں قادیان آگئے تھے۔تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک پاس کیا اور نیوسکول آف آرٹس سے ڈپلومہ لیا اور ٹائپ وغیرہ سیکھ کر اپنے تئیں سلسلہ احمدیہ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور ۴۲ سال تک صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں قابل قدر خدمات بجالاتے رہے اور آڈیٹر ومحاسب صدر انجمن احمدیہ کے عہدہ پر پہنچ کر ریٹائر ہوئے۔طبیعت میں انکسار، نفاست اور حلیمی پائی جاتی تھی اور تندہی، محنت اور جفاکشی کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔یتیم اور نادار طلباء کی فیس کی معافی اور مفت کتب مہیا کرنے کا خاص خیال رکھتے تھے اور اپنی ٹائپ مشین پر احباب کی درخواستیں مفت ٹائپ کر دیا کرتے تھے۔شعر وادب سے بھی خاص لگاؤ تھا۔یادگارِ سعید اور انگریزی کا ایک تبلیغی پمفلٹ آپ کی علمی یادگار رہے۔آپ نے اپنے پسماندگان میں تین لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑیں۔[57]

حضرت چوہدری علی محمد صاحب امیر حلقہ ریتی چھلہ قادیان

ولادت: تخمیناً ۱۸۹۵ء بیعت: پیدائشی احمدی زیارت: ۱۹۰۵ء[58]

وفات: ۱۴؍ اکتوبر ۱۹۶۹ء

آپ کا اصل وطن گوکھووال ضلع لائل پور تھا۔آپ کے والد ماجد کا نام چوہدری غلام دین صاحب تھا۔چوہدری علی محمد صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جب وہ بچپن میں قادیان آئے تو اکثر دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ باہر سیر کو ہم لوگ جایا کرتے تھے۔حضرت اقدس کبھی مشرق کی طرف کبھی شمال کی طرف اور کبھی ریتی چھلہ کی طرف تشریف لے جاتے تھے[59]۔آپ سالہا سال تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مختار عام کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔۱۹۲۴ء کے پہلے تاریخی سفر یورپ میں آپ کو بطور خادم خاص حضور کے ہمراہ جانے کا خصوصی شرف حاصل ہوا۔ہجرت کے بعد چک 39 D.B ضلع سرگودھا میں آباد ہو گئے۔[60]

اولاد: زوجہ اول: فاطمہ بی بی صاحبہ۔ ان سے مندرجہ ذیل اولاد ہوئی۔

سلطان محمد صاحب۔ برہان محمد صاحب۔ لقمان محمد صاحب۔ امۃ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ عنایت احمد صاحب۔ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ عنایت اللہ صاحب۔ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ جمال دین صاحب۔ عزیزہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام مصطفیٰ صاحب۔ قدسیہ بیگم صاحبہ اہلیہ عنایت احمد صاحب۔ (امۃ اللہ بیگم صاحبہ کی وفات کے بعد قدسیہ بیگم صاحبہ کی ان سے شادی ہوئی تھی۔)

زوجہ دوم: بیگم بی بی صاحبہ۔ ان سے مندرجہ ذیل اولاد ہوئی۔

نصیر محمد صاحب۔ منیر محمد صاحب۔ جمیل محمد صاحب (صدر جماعت ۳۹ ڈی۔ بی ضلع خوشاب)۔

نسیم محمد صاحب۔ سلیم محمد صاحب۔ جمیلہ بیگم صاحبہ اہلیہ یوسف بیگ صاحب۔

حضرت ملک امام الدین صاحب سمبڑیالوی

ولادت: ۱۸۹۰ء بیعت: ۱۹۰۵ء وفات: ۸ نومبر ۱۹۶۹ء

حضرت حاجی ملک امام الدین صاحب سمبڑیالوی منشی اللہ رکھا صاحب کے فرزند اکبر تھے۔ آپ کی زندگی کے بعض واقعات بہت ہی سبق آموز ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد آپ فوراً پنجاب تشریف لے آئے۔ مگر آپ کو علم نہیں تھا کہ ایسے حالات درپیش ہوں گے کہ بعد میں سفر پر پابندی عائد ہو جائے گی۔ یہاں آ کر آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کی اور حضور سے ہدایات لے کر ان پر عمل کیا۔ جس کے نتیجے میں ان کی تمام جائیداد اور سرمایہ محفوظ رہا اور آپ بخیریت ہندوستان سے مستقل طور پر پاکستان ہجرت کر آئے۔ واپس تشریف لانے کے بعد آپ لاہور گئے۔ تو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران آپ نے عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ کاروبار میں مدد فرمائے۔ میں ایک سال کی آمدنی خرچہ نکال کر تحریک جدید کو دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیس ہزار روپیہ نفع دیا۔ دس ہزار روپیہ اپنے لیے اور دس ہزار روپیہ تحریک جدید کے لیے جیب میں ڈال کر آپ کراچی سے سمبڑیال کے لیے جا رہے تھے کہ دس ہزار روپیہ چوری ہو گیا تو اسے اپنے حصہ میں شمار کر لیا اور الگ سے دس ہزار روپیہ آپ نے تحریک جدید میں دے دیا۔

چندہ کی ادائیگی کی طرف احباب اور عزیز و اقارب کو اکثر تلقین فرماتے رہتے۔ عرصہ تک سمبڑیال کی جماعت کے سیکرٹری اصلاح و ارشاد کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ عبادت گزار تھے۔

اکثر آدھی رات کو مسجد میں جا کر قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ بعض دوست ان سے پہلے جانے کی کوشش کرتے مگر ہر روز ہی پہلے وہ آپ کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے پاتے۔ آپ چونکہ موصی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل کر چکے تھے۔ اس لیے بہشتی مقبرہ میں قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔ 61

حضرت منشی عبدالسمیع صاحب کپورتھلوی

ولادت: قریباً ۱۸۸۵ء (الحکم ۲۸/اپریل ۱۹۳۵ء صفحہ ۳ سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۳۵ء میں آپ کی عمر ۵۰ سال تھی جس سے سال ولادت ۱۸۸۵ء متعیّن ہوتا ہے) بیعت: ۱۸۹۸ء 62

وفات: ۲۸/۲۹ نومبر ۱۹۶۹ء 63

جناب منشی عبدالسمیع صاحب کپورتھلوی نے مولوی عبدالرحمٰن انور صاحب بوتالوی کو بتایا کہ ''میرے والد صاحب مجھ سے پہلے بیعت شدہ تھے۔ (آپ کے والد حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحب نے ۲۴ مارچ ۱۸۹۷ء کو بیعت کا شرف حاصل کیا۔ از اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۱۸ طبع دوم مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے اشاعت دسمبر ۱۹۶۸ء۔ انہوں نے لدھیانہ میں بیعت کی تھی) میں بیعت کے بعد جلسہ سالانہ پر بھی حضرت صاحب کے زمانہ میں قادیان آتا رہا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مل کر کھانا کھانے کا موقع بھی ملا ہے...... ریویو آف ریلیجنز کے اجراء کے وقت ایک جلسہ کیا گیا جو مسجد اقصیٰ میں ہوا۔ آپ نے اس میں تقریر کی...... مقدمہ کرم دین میں مَیں بہت دفعہ حضرت صاحب کے پاس گورداسپور جاتا رہا ہوں۔ گورداسپور میں جب کھانا پکتا تھا تو ملک غلام حسین صاحب کھانا پکایا کرتے تھے اگر سو آدمی آ جائیں تب بھی وہی وزن ہوتا تھا اگر ڈیڑھ سو آ جائیں تب بھی وہی وزن ہوتا تھا۔ سردار فضل حق نے جو گورداسپور میں مسلمان ہوا تھا گورداسپور میں دریافت کیا کہ عورتوں کی تعلیم کتنی ہونی چاہیے۔ فرمایا ''اتنی ہونا چاہیے کہ نماز روزہ دینیات سے واقف ہو دوسرے یہ کہ خط لکھنا جانتی ہو خط لکھانے کے وقت غیر شخص پر اپنا حال نہ ظاہر کرنا پڑے''۔ 64

منشی صاحب کی خودنوشت روایات میں ہے:۔

''جیسا کہ اور لوگوں کا حال ہوتا ہے کہ جب ان پر کوئی مقدمہ ہو جائے تو مارے فکر کے برا حال ہو جاتا ہے۔ گورداسپور کرم دین کے مقدمہ میں حضور کو دیکھا گیا کہ عدالت میں آواز پڑنے سے قبل

حضور بالکل اطمینان سے بلا کسی تردّد عام مجلس میں بیٹھے باتیں کرتے رہتے تھے۔ جب عدالت میں حضور کو آواز پڑتی تو بلا کسی تردّد کے شیر کی طرح عدالت کے کمرہ کی طرف تشریف لے جاتے اور بڑی تیزی سے جاتے۔ کسی قسم کا فکر چہرہ مبارک پر ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

گورداسپور کے مقام پر (حضرت) میاں شریف احمد صاحب جو ابھی کمسن تھے کھیلتے کھیلتے اِدھر اُدھر ہو گئے۔ معلوم ہونے پر حضور نے فوراً دوستوں کو تلاش کے واسطے دوڑایا۔ چنانچہ (حضرت) میاں صاحب جلدی ہی مل گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر سے ایک کھڑکی کے راستہ تشریف لاتے تھے تو میں کھڑکی کے پاس کھڑا ہوتا تھا کہ حضور سے مصافحہ کروں اور سلام عرض کروں۔ لیکن بہت کم اتفاق ہوتا اور عموماً حضور ہی اوّل السلام علیکم باہر تشریف لانے پر فرماتے۔ معمولی معمولی بات کا حضور فوراً زبانی یا تحریری کسی رقعہ کے حضور کو ملنے پر جواب ارشاد فرماتے تھے“۔[65]

آپ کی اہلیہ کا نام محترمہ عزیز فاطمہ صاحبہ تھا۔

اولاد: بیٹے: شریف احمد صاحب (ان کے بیٹے لئیق احمد صاحب آجکل زعیم انصار اللہ کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ ہیں)، عبداللطیف صاحب، حنیف احمد صاحب، عبداللہ صاحب، عبدالحلیم صاحب

بیٹیاں: مریم صدیقہ صاحبہ اہلیہ حضرت حکیم مولوی نظام الدین صاحب آف بیگم کوٹ شاہدرہ لاہور، امۃ القدیر صاحبہ اہلیہ ظہور الحق صاحب، امۃ الرشید صاحبہ اہلیہ غلام حیدر صاحب پاپوش نگر کراچی، امۃ الحمید صاحبہ اہلیہ غلام حیدر صاحب

(امۃ الرشید صاحبہ کی وفات کے بعد امۃ الحمید صاحبہ کا نکاح بھی غلام حیدر صاحب سے ہو گیا تھا)

حضرت سردار بی بی صاحبہ اہلیہ حضرت قریشی محمد شفیع صاحب

ولادت:۱۸۸۸ء بیعت:۱۹۰۵ء وفات:۳۰ نومبر ۱۹۶۹ء

آپ کے خاوند حضرت قریشی محمد شفیع صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے حقیقی بھانجے تھے۔ آپ لمبا عرصہ قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خدمت میں رہیں۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پڑھائی جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔[66]

اولاد: قریشی مشتاق احمد صاحب کراچی۔ قریشی غلام احمد صاحب (مختار عام صدر انجمن احمدیہ

ربوہ)۔قریشی احمد شفیع صاحب (سابق امیر ضلع میانوالی)۔قریشی محبوب الٰہی صاحب کراچی۔امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ ماسٹر خدا بخش صاحب سرگودہا۔(قریشی اسماعیل عبدالماجد صاحب ریٹائرڈ مینیجر M.C.B بینک ربوہ آپ کے پوتے ہیں جو کہ دارالصدر غربی حلقہ لطیف ربوہ میں مقیم ہیں۔)

حضرت میاں عمر دین صاحب

ولادت:۱۸۸۹ء بیعت:۱۹۰۶ء وفات:۸دسمبر۱۹۶۹ء

آپ مکرم میاں نبی بخش صاحب کے بیٹے تھے۔آپ صحابی تھے اور سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔آپ جہاں جہاں بھی رہے جماعتی تنظیموں کے عہدہ دار رہے۔آپ کی تبلیغ سے کئی احباب حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔آپ کی نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پڑھائی اور بعد میں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔[67]

حضرت سیّد امجد علی شاہ صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ

ولادت:۱۸۸۷ء بیعت:۱۹۰۰ء وفات:۱۰دسمبر۱۹۶۹ء[68]

آپ حضرت سیّد فضیلت علی شاہ صاحب کے صاحبزادہ تھے۔قادیان میں تعلیم پائی اور مارچ ۱۹۱۴ء میں غیر مبایعین سے وابستہ ہو گئے اور کچھ عرصہ تک آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے بھی محبت و الفت کا قلبی تعلق قائم رکھا۔۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کو حضرت مصلح موعود نے دعویٰ مصلح موعود فرمایا جس کے دو ماہ بعد اپریل ۱۹۴۴ء میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دست مبارک پر بیعت کر لی اور پھر آپ جماعت احمدیہ سیالکوٹ میں نہایت اخلاص و محبت سے سیکرٹری تعلیم و تربیت، سیکرٹری نشر و اشاعت، قضاء، امارت ضلع اور امیر جماعت سیالکوٹ شہر کے فرائض نہایت احسن رنگ میں سرانجام دیتے رہے۔احراری تحریک نے جب قیام پاکستان کے بعد سر اٹھایا تو آپ نے سیکرٹری نشر و اشاعت کی حیثیت سے مسلسل کئی ٹریکٹ اور ہینڈ بل شائع کر کے جہاد بالقلم کا حق ادا کر دیا۔آپ ایک عالم باعمل اور نہایت متدیّن بزرگ شخصیت تھے۔[69]

خالدِ احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے آپ کی وفات پر تحریر فرمایا:۔

''حضرت سیّد امجد علی شاہ صاحب مرحوم آف سیالکوٹ سے میرا تعارف اس وقت ہوا تھا جب

آپ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور (غیر مبائعین) کے جنرل سیکرٹری ہوا کرتے تھے۔ان کی طبیعت میں شرافت تھی اور انہیں افرادِ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دوسرے غیر مبائع صاحبان کے طریق پر بغض اور دشمنی نہ تھی بلکہ وہ اس طرز عداوت اختیار کرنے والے غیر مبائعین کو ناپسند کرتے تھے۔ان کی دلی خواہش تھی کہ جماعت احمدیہ کے دونوں فریقوں میں مکمل اتحاد نہ ہو سکے تو کم ازکم مصالحت ضرور ہو جائے۔انہیں قادیان آنے کی بھی دعوت دی گئی جسے انہوں نے بخوشی منظور کر لیا اور قادیان پہنچے۔

ہمارے استاد حضرت میر محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت نے اپنی طبیعت کے مطابق پورا پورا اکرام ضیف کیا۔ مجھے یاد ہے کہ خاکسار نے جب حضرت شاہ صاحب مرحوم کو کھانے پر اپنے گھر بلایا تو مذہبی گفتگو بھی نہایت پیارے انداز سے ہوئی۔حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ کوئی ایسا طریق ہونا چاہیے کہ دونوں فریق کے اخبارات ایک دوسرے کے خلاف سخت زبانی نہ کریں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو کچھ مشکل نہیں۔ ہمارے ہاں تو پہلے ہی بڑی احتیاط کی جاتی ہے۔ میں ان دنوں رسالہ ”فرقان“ قادیان کا ایڈیٹر تھا جو ان دنوں صرف غیر مبائعین کے متعلق مقالات شائع کرتا تھا اور ان کے اعتراضات کے جوابات دیا کرتا تھا۔میں نے عرض کیا کہ آپ اس رسالہ کے کسی مضمون یا کسی فقرہ کے متعلق فرمائیں کہ وہ نازیبا ہے تو اس کے بارے میں معذرت شائع کر دی جائے گی اور آئندہ مزید احتیاط کی جائے گی۔ جماعتی روزنامہ الفضل بھی حضرت امام ہمام کے منشاء کے مطابق اس بارے میں بالکل خاموشی بھی اختیار کر سکتا ہے مگر آپ فرمائیں کہ ”پیغام صلح“ کو کون روکے گا؟ حضرت شاہ صاحب اس پر سوچ میں پڑ گئے اسی مرحلہ پر میں نے یہ بھی عرض کیا کہ اصل بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی مہمّات کی راہ میں آپ لوگوں (غیر مبائعین) کا ذکر بالکل غیر ضروری ہے۔ ہمارا سیدھا مسلک ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ قادیان میں پیدا ہوئے۔وہیں آپ کا مدفن ہے اور وہی شروع سے جماعت احمدیہ کا مرکز رہا ہے اور وہی آج ہمارا مرکز ہے۔آپ کا دعویٰ مسیح موعود اور غیر تشریعی امتی نبی ہونے کا ہے جسے جماعت احمدیہ روزِ اوّل سے مانتی ہے اور یہ بات سب غیر احمدی بھی جانتے ہیں۔ جماعت کا عملی مؤقف بھی سب کو معلوم ہے۔اس سارے موضوع میں غیر مبائعین کے ذکر کی کہیں ضرورت نہیں پڑتی۔اس لئے ہماری تبلیغ تو آپ لوگوں کے ذکر کے بغیر ہو سکتی ہے اور ہو رہی ہے مگر آپ (غیر مبائعین) نے جو غلط مؤقف اختیار کیا ہے اس میں آپ اپنی تبلیغ یہاں سے شروع

کرتے ہیں کہ ہمارا مرکز لاہور ہے قادیان نہیں اور قادیانی تمہیں یہ یہ کہتے ہیں اور ہم تمہارے بارے میں یہ خیالات رکھتے ہیں۔ میں نے حضرت شاہ صاحب مرحوم سے یہ ساری باتیں کھل کر دردمندانہ انداز میں کی تھیں۔

حضرت استاذنا المحترم سیّد محمد اسحاق صاحب نے متعدد موقعوں پر حضرت شاہ صاحب سے نہایت مؤثر انداز میں گفتگو فرمائی تھی۔سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی حضرت شاہ صاحب کے اعزاز میں دعوت دی تھی۔ خاکسار کو بھی حاضری کا شرف حاصل تھا۔اس مجلس میں میں نے حضور سے عرض کیا کہ حضور، شاہ صاحب کی خواہش ہے کہ اخبارات میں ایک دوسرے کے متعلق تلخ لہجہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ فریقین میں مصالحت ہو جانی چاہیے۔حضور نے فرمایا کہ ہماری طرف سے تو صرف جواب دیا جاتا ہے اگر اُدھر سے زیادتی نہ ہو تو ہماری طرف سے تو غیر مبائعین کا ذکر کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔اگر شاہ صاحب پیغام صلح کے بارے میں انتظام کرا سکیں گے تو ہم ہر طرح ایسی مصالحت کے لئے تیار ہیں بلکہ اسے پسند کریں گے۔

حضور کے ارشادات کا حضرت شاہ صاحب پر خاص اثر تھا اس کے تھوڑے عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق عطا فرما دی کہ بیعت خلافت کر کے جماعتی خدمات میں حصہ لیں چنانچہ حضرت شاہ صاحب مجسّم تبلیغ بن گئے۔خاندانی شرافت و وجاہت کے علاوہ بہت سی ذاتی خوبیوں کے آپ مالک تھے گفتگو کا انداز محبت سے پُر ہوتا تھا۔طبیعت میں جود و سخاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔صاحب علم بزرگ تھے ان کی گفتگو میں روحانیت کا رنگ جھلکتا تھا۔مہمان نوازی ان کا خاص وصف تھا۔ سیالکوٹ کی جماعت کے سالانہ جلسوں کے موقعہ پر مجھے کئی مرتبہ حضرت شاہ صاحب کے ہاں قیام کرنے کا موقع ملا ہے وہاں روحانی ماحول میسر آتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے انہیں جماعتہائے ضلع سیالکوٹ کے امیر کے طور پر بھی خدمات بجالانے کی سعادت عطا فرمائی‘‘۔[70]

تالیفات

۱۔(کتاب)’’تحقیق حق‘‘(ناشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)۲۔(پمفلٹ) مولانا مودودی کے عقائد میں تبدیلی (۱۲دسمبر ۱۹۵۱ء)۳۔(پمفلٹ) یہ بالکل جھوٹ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے مسلمانوں کو گالیاں دی ہیں۔۴۔بنی نوع انسان کو خالص توحید کی دعوت۔۵۔آل پارٹیز کانفرنس کا پروگرام۔۶۔دھوکہ کون دے رہا ہے۔۷۔مدافعت نمبر ا عطاء اللہ بخاری صاحب کی

اسکیم۔۸۔مکالمہ مخاطبہ اولیاء اور ہمارا دین۔۹۔احرار احمدی تنازع کے متعلق میاں ممتاز محمد دولتانہ صدر صوبہ مسلم لیگ کی تقریر۔۱۰۔ختم نبوت کا منکر کون۔۱۱۔خاتم ولایت اور اس کی بہن۔۱۲۔علماء شر کی نشانیاں۔۱۳۔ازالہ شر۔۱۴۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی حقیقت۔۱۵۔قادیانیوں کے بعد شیعوں کی باری۔فتویٰ باز علماء کے ارادے۔ ۱۶۔ جماعت احمدیہ کے عقائد۔کیا وہ ہیں جو احرار کہتے ہیں یا جو وہ خود کہتے ہیں۔۱۷۔کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا۔۱۸۔ایڈیٹر صاحب اعتصام کا مشورہ اور ہماری گذارش۔(مندرجہ بالا پمفلٹ سیالکوٹ شہر کے جن مطابع میں چھپوائے گئے ان کے نام یہ ہیں۔تعلیمی پریس۔مسلم الیکٹرک پریس۔ریملگا میٹڈ پریس۔نعیمی پریس۔ممتاز برقی پریس)

اولاد: سیدہ سلمٰی صاحبہ (اہلیہ سید محمود احمد صاحب)۔ڈاکٹر علی اسلم صاحب آف نیروبی۔سیدہ رُشدیٰ اہلیہ سید ارشد حسین صاحب۔ڈاکٹر سید علی احسن صاحب۔سیّد علی اعظم صاحب[71]

حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب آف کھارا متّصل قادیان

ولادت:۱۸۹۱ء بیعت:۱۹۰۳ء وفات:۲۷دسمبر ۱۹۶۹ء[72]

آپ کے فرزند صوبیدار طفیل محمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

’’میرے والد ۱۸۹۱ء کے ابتدائی ایام میں پیدا ہوئے۔بچپن کے ایام آپ نے قادیان کی مقدس بستی میں ایک طالب علم کی حیثیت سے گذارے اور (اللہ تعالیٰ نے) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا ہم جماعت ہونے کا شرف عطا فرمایا۔قادیان میں تعلیم الاسلام سکول کے اوّلین طلبہ میں سے تھے۔حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی زیارت کے مواقع کثرت سے میسر آتے۔حضور کے پاک کلمات سن کر ایمان کی مضبوطی حاصل ہوئی۔

۱۹۱۰ء میں آپ نے میٹرک میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔اسی سال تعلیم الاسلام ہائی سکول (قادیان) میں پڑھانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے آپ کو مقرر فرمایا۔اس وقت آپ کو پولیس میں سب انسپکٹر اور پوسٹ آفس سے پوسٹ ماسٹر کی ملازمت کے لئے پیشکش ہوئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے حضور حاضر ہونے پر حضور نے آپ کو فرمایا۔میاں! آپ خدمتِ سلسلہ کریں۔اس عرصہ میں آپ نے مزید تعلیم کے لئے ۱۹۱۱ء تا ۱۹۱۳ء لاہور کے ایک کالج میں داخلہ لیا اور پھر دوبارہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں اپنی ملازمت پر حاضر ہو گئے (’’قادیان گائیڈ‘‘ (مؤلّفہ محمد یامین

صاحب تاجر کتب قادیان) کے صفحہ ۴۲-۴۳ پر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے سٹاف کی فہرست کے نمبر ۸ پر آپ کا نام لکھا ہے۔ یہ کتاب پہلی اور آخری بار ۲۵ نومبر ۱۹۲۰ء کو شائع ہوئی)۔ آپ کی عرصہ دراز ملازمت میں ہزاروں طالب علم آپ سے علم حاصل کر کے اس وقت اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں آپ نے تمام عمر اپنی ڈیوٹی کو محنت سے سرانجام دیا۔ ۱۹۴۶ء میں جس وقت آپ سکول سے ریٹائر ہوئے اس وقت سکول کے ہیڈ ماسٹر حضرت سیّد محمود اللہ شاہ صاحب تھے جو حضرت والد صاحب کے بہت عزیز شاگردوں میں سے تھے۔ اس موقع پر الوداعی ایڈریس حضرت شاہ صاحب نے پیش کیا جس میں انہوں نے دلی جذبات اور نمناک آنکھوں سے الوداع کہتے ہوئے فرمایا۔ آج میں اپنے ایک ایسے بزرگ استاد کو الوداع کہہ رہا ہوں جن کی جدائی کی وجہ سے میں بہت تکلیف اور اپنے سکول میں بہت بڑا خلا محسوس کر رہا ہوں۔ حضرت شاہ صاحب جب بھی سکول کی کلاسوں کے معاینہ کرنے جاتے جب والد صاحب کی کلاس کے پاس سے گذرتے تو اپنی آنکھوں پر رومال رکھ کر گذرتے اور فرمایا کرتے کہ میں اپنے شفیق استاد کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ پھر فرماتے میں ان کے کام کو کس طرح چیک کروں جبکہ میں ذاتی طور پر بچپن سے جانتا ہوں کہ آپ نے کبھی اپنا وقت ضائع نہیں کیا۔ بچوں کو بہت محنت سے پڑھاتے ہیں ان سے محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد فوری طور پر جس گاؤں میں رہائش اختیار کی وہاں مسجد تعمیر کروائی جس میں سب احمدی دوست نماز ادا کرتے تھے۔...... ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ اوّل نے جو وصیت حضرت نواب محمد علی خانصاحب کی کوٹھی پر تحریر فرمائی تھی اس کا ذکر بھی بار بار کرتے۔ جب حضور نے مولوی محمد علی صاحب سے وہ وصیت پڑھوا کر سنی تو اس وقت آپ بھی اس مجلس میں موجود تھے اور پھر حضرت خلیفہ اوّل کی وفات پر اوّلین فرصت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کی سعادت حاصل کی‘‘۔ [73]

آپ بہت مخلص، سادہ مزاج اور دعا گو بزرگ تھے۔ خود بھی باقاعدگی سے نماز باجماعت ادا کرتے اور دوسروں کو بھی نماز باجماعت کی تلقین فرماتے۔ ایک لمبا عرصہ تک اپنے گاؤں (کھارا) میں صدر حلقہ رہے اور ہجرت کے بعد نائب امیر حلقہ اور پھر امیر حلقہ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ مرکز سے آنے والے بزرگوں کا بڑا احترام کرتے اور اپنی اولاد کو بار بار یہی نصیحت فرماتے کہ ’’مرکز کے ساتھ مضبوط تعلق رکھنا۔ مرکزی نقطہ خلافت ہے سب سے بڑھ کر عزت واحترام خلیفۃ المسیح کا رکھنا باقی سب ان کے تابع ہیں‘‘۔ [74] (حضرت) صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور (حضرت) صاحبزادہ

مرزا طاہر احمد صاحب آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔

اولاد: چوہدری محمد طفیل صاحب صوبیدار۔ چوہدری عبدالحمید صاحب آفیسر محکمہ انکم ٹیکس۔ چوہدری عبدالعزیز صاحب واقف زندگی سابق مہتمم مقامی ربوہ حال لندن ۔ چوہدری عبدالمجید صاحب ۔ چوہدری عبدالرشید صاحب کنٹرولر ریڈیو پاکستان ۔ چوہدری عبدالوحید صاحب ۔ چوہدری عبدالکریم صاحب ۔ چوہدری عبدالحکیم صاحب ۔ چوہدری عبدالحلیم صاحب طیّب قائد ضلع لاہور۔ (ماخوذ از مکتوب چوہدری عبدالمجید صاحب ڈوگر مورخہ ۳را کتوبر ۱۹۹۲ء)

۱۹۶۹ء میں وفات پانے والے مخلصین جماعت

۱۹۶۹ء میں دیگر بہت سے بزرگ اور مخلصین جماعت بھی اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے جن کا اجمالی تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر عبیداللہ صاحب بٹالوی ہومیو پیتھ لاہور

(وفات: ۹ جنوری ۱۹۶۹ء)

حضرت خلیفہ اوّل کے دست مبارک پر بیعت کی اور عرصہ تک آپ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی زندگی کے تین پہلو بہت نمایاں تھے۔ نماز باجماعت۔ عشق قرآن اور خدمت خلق۔ علمی ذوق بہت بلند تھا اور حلقۂ احباب نہایت وسیع۔ کئی لوگ آپ کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔75

مکرم بشیر الدین احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ نماز باجماعت کا یہ عالم تھا کہ بارش ہو آندھی ہو کچھ بھی ہو۔ ڈاکٹر صاحب نماز فجر مسجد میں آ کر ادا کرتے۔ پیرانہ سالی کا عالم ضعف کی حالت مکان مسجد سے تقریباً ایک میل دور لیکن اس کے باوجود ہر روز بلا ناغہ نماز فجر مسجد میں ادا کرتے۔ ضعف کی وجہ سے راستے میں بیٹھ بیٹھ کر آتے لیکن آتے ضرور۔ تلاوت قرآن کریم کا شوق ہی نہیں بلکہ انہیں اس سے عشق تھا۔ جب تک نظر کام کرتی تھی اپنا زیادہ سے زیادہ وقت تلاوت قرآن کریم میں گزارتے۔ جب نظر بہت کمزور ہو گئی تو مسجد میں آنے والے دوستوں سے خواہش کرتے کہ مجھے قرآن کریم سناؤ۔76

مولوی سیّد فضل کریم صاحب آف کلکتہ

(وفات: ۱۵ جنوری ۱۹۶۹ء)

مدرسہ احمدیہ قادیان کے تعلیم یافتہ تھے۔ پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔ اپنی سائیکل پر سینکڑوں میل کا سفر اختیار کرتے۔ قریہ قریہ پیغام حق پہنچاتے تھے۔ نہایت غیوّر اور خلافت کے فدائی اور شیدائی تھے اردو، بنگلہ اور انگریزی زبانوں میں گفتگو کا خاص ملکہ رکھتے تھے۔ اپنی تبلیغی گفتگو میں مذہبی دلائل کے اندر عقلی، سیاسی اور سائنسی چاشنی یوں سمو دیتے تھے کہ لطف دوبالا ہو جاتا اور مخاطب قائل ہوئے بغیر نہ

رہ سکتا تھا۔[77]

چوہدری عبیداللہ صاحب منہاس سابق امیر بہوڑ و چک نمبر ۱۸ ضلع شیخوپورہ

(وفات: ۲۰۔۲۱ جنوری ۱۹۶۹ء)

آپ پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔تحریک جدید کے ویرووال مشن میں بھی تبلیغی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔[78]

ڈاکٹر عنایت اللہ احمد صاحب سیالکوٹی

(وفات: ۲۶ جنوری ۱۹۶۹ء)

عرصہ تک سیکرٹری اصلاح وارشاد رہے۔طرز گفتگو ایسی تھی کہ سننے والا احمدیت کا مداح ہو جاتا تھا۔تحریک وقف عارضی کے مجاہد تھے۔جوش اور غیرت ایمانی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔[79]

چوہدری عبدالرحمٰن صاحب آف کریام حال چک نمبر ۸۸ ج ب فیصل آباد

(وفات: ۲۷ جنوری ۱۹۶۹ء)

آپ کے والد چوہدری مولا بخش صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کا خط لکھا تو آپ کا نام بھی اس میں درج کر دیا اس وقت آپ کی عمر صرف ۹ سال تھی۔مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔تقسیم سے قبل جماعت احمدیہ کریام کے نائب امیر تھے اور چک نمبر ۸۸ میں آباد ہونے کے بعد پریذیڈنٹ کے عہدہ پر فائز رہے۔[80]

میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ ضلع راولپنڈی

(وفات: ۲۷ جنوری ۱۹۶۹ء)

آپ ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں رحیم بخش صاحب تلونڈی کھجوروالی ضلع گوجرانوالہ کے اکلوتے صاحبزادے تھے جو ۱۹۰۷ء کے اوائل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے۔آپ کا نام ''سلسلہ حقہ کے نئے ممبر'' کے زیر عنوان فہرست میں بدر ۹ مئی ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ کالم ۴ نمبر ۸۴ پر اشاعت پذیر ہوا۔

میاں عطاء اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

’’مجھے احمدیت جیسی نعمت ورثہ میں بہت ہی سستی ملی۔ میں نے مڈل گوجرانوالہ مشن ہائی سکول سے پاس کیا۔ والد صاحب مرحوم نے میرے نام اخبار ’’البدر‘‘ جاری کروا رکھا تھا۔ اور میں بے خوفی سے بائیبل ٹیچر پر بائیبل کے پیریڈ (گھنٹی) میں سوالات کی بوچھاڑ کیا کرتا تھا اور عموماً یہ گھنٹی میری بطور سزا بنچ پر کھڑے گذرتی۔ بحیثیت طالب علم میں نالائق نہ تھا لیکن مشن والوں کو میں پسند نہ تھا۔

نویں جماعت کی پڑھائی ابھی شروع نہ ہوئی تھی اور کچھ چھٹیاں تھیں۔ میں نے ایک مضمون لکھا جو کئی صفحات پر مشتمل تھا۔ میں اسے اپنی جیب میں ہی لے کر سکول گیا تو سکول کے ایک عیسائی طالب علم نے جو ہماری جماعت میں ہی پڑھتا تھا لیکن عمر میں باقی طالب علموں سے کافی بڑا تھا۔ دراصل بڑا ہو کر اسے منادی بن جانے کا خیال آیا اس لئے مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے وہ مضمون میری جیب سے اُچک لیا اور وہ چونکہ قد اور جسم میں مجھ سے بڑا تھا میں کچھ نہ کر سکا۔ اس نے وہ مضمون پڑھ کر ہیڈ ماسٹر کو جو بنگالی عیسائی تھا دیدیا۔ اُس نے مجھے بلایا اور دھمکی دی۔ میں نے کہا کہ یہ میرے مذہب کی بات ہے۔ اُس نے کہا کہ تم سکول چھوڑ دو۔ میرے دل میں قادیان کے سکول میں تعلیم حاصل کرنے کا شوق پہلے سے تھا۔ (اور میرے ہم جماعت طلباء نے بھی اس مدرسہ کو چھوڑ کر قادیان کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ہم سے آپ کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی) اس طرح یہ واقعہ میرے لئے سببِ خیر بنا اور میں ۱۹۱۵ء میں نویں جماعت میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخل ہوا۔

میرا بھائی بہن کوئی نہ تھا۔ میرے والدین چار بھائیوں اور دو بہنوں کا صدمہ دیکھے ہوئے تھے۔ جن میں سے دو جواں سال ہو کر فوت ہو گئے تھے، ان میں سے ایک نہایت خوش شکل اور مضبوط جسم بعمر پندرہ سال نویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ دوسرے کی عمر بارہ سال تھی لیکن بڑا ہی ذہین تھا۔ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آخری تقریر لاہور میں والد صاحب مرحوم کے ساتھ سنی تھی۔ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد والد صاحب مرحوم نے حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کو غم غلط کرنے کے لئے بلایا ہوا تھا۔ ایک دن ہر دو بزرگان حضور علیہ السلام کی آخری تقریر کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے تو برادرم مرحوم پاس کھڑا تھا۔ کہنے لگا حضور نے یوں نہیں۔ یوں فرمایا تھا۔ تو مولانا صاحبان نے بچے کی جرأت کو دیکھ کر پوچھا کہ حضور نے اور کیا فرمایا تھا۔ تو برادرم مرحوم نے حضور علیہ السلام کی ساری تقریر فقروں کے فقرے جو یاد تھے سنا

دئے۔ دونوں بزرگوں نے اسے سینہ کے ساتھ لگا لیا اور دعائیں دیں کہ خدا اسے لمبی عمر دے۔ لیکن وہ ۱۲-۱۹۱۱ء میں فوت ہو گیا۔ اور اس صدمہ سے والد صاحب کی رہی سہی صحت بھی برباد ہو گئی۔ اور پھر اس پر بعض ٹھیکوں میں ایک دم خطرناک گھاٹوں میں پڑ گئے اور مَیں ایک نادار طالب علم کی حیثیت سے قادیان میں وارد ہوا''۔

اس طرح آپ نے دینی ماحول میں تربیت پائی۔ خلافتِ اولیٰ کے ایام میں ۱۹۱۰ء کا جلسہ سالانہ آپ نے دیکھا تھا۔ اس وقت سے حضرت مصلح موعود کی محبت آپ کے دل میں گھر کر گئی تھی۔ ۱۹۱۵ء میں قادیان میں آجانے پر آپ حضور کی نوازشات کے مورد ہونے لگے۔ جن کا تسلسل حضور کی طرف سے ہمیشہ جاری رہا۔ اور آپ کے لئے دینی و دنیوی برکات کا موجب ہوا۔

آپ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ میٹرک کے امتحان کے قریب آپ کی والدہ ماجدہ محترمہ مہتاب بی بی صاحبہ شدید بیمار ہو گئیں۔ اُن سے دریافت کیا گیا آیا آپ کے بیٹے کو قادیان سے بلوایا جائے تو انہوں نے منع کر دیا۔ اور فرمایا کہ مدرسہ کی تعلیم کا آخری سال ہے۔ میں اس کی تعلیم کا حرج کرنا نہیں چاہتی۔ کئی بچے فوت ہو چکے تھے اور میاں صاحب ہی واحد اولاد تھے اور طبعاً ان سے والدہ ماجدہ کو بے حد پیار تھا۔ اس کے باوجود اس دانشمند اور دُور بین اور صابرہ خاتون نے اپنے جگر گوشہ کی تعلیم کو اپنے جذبات پر ترجیح دی اور آخری ملاقات کے بغیر ہی اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو سدھار گئیں۔ مرحومہ کی تدفین موضع تلونڈی کھجور والی میں ہی ہوئی تھی۔ میاں صاحب کو امتحان کے بعد ہی والدہ محترمہ کی وفات کا علم ہوا اور یہ غم آپ کی ساری زندگی پر اثر انداز ہوا۔ لیکن ساتھ ہی آپ کو یہ احساس بھی ہو گیا کہ والدہ ماجدہ کی نظر میں حصولِ علم کیسی اہمیت کا حامل تھا۔ میٹرک میں کامیاب ہو کر آپ نے اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ انہی ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے احمدی گریجوایٹس کے لئے احمدیہ ہوسٹل کا انتظام فرمایا تھا۔ تا احمدی نوجوان حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم **المسلم مرآۃ المسلم** (کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے) کے مطابق ایک دوسرے کی تعلیم و تربیت میں ممد و معاون بن سکیں۔ حضور جب بھی لاہور میں تشریف لاتے تو آپ کا قیام ازراہِ شفقت احمدیہ ہوسٹل میں طلباء کے پاس ہوتا۔ حضور وہیں نمازیں پڑھاتے، درس دیتے اور تربیت فرماتے اور کھانا تناول فرماتے۔ اس طرح دنیوی تعلیم کے ساتھ ہی طلباء حضور کے ذریعہ روحانی علوم و فیوض سے بہرہ اندوز ہوتے۔[81]

احمدیہ ہوسٹل لاہور میں قیام کے دوران ہی آپ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ تحریک شدھی کے خلاف جہاد کے لئے آپ بھی دوسری سہ ماہی کے پہلے وفد میں علاقہ ارتداد میں تشریف لے گئے۔ یہ وفد ۲۰ جون ۱۹۲۳ء کو بعد نماز عصر قادیان سے روانہ ہوا۔ سیدنا حضرت مصلح موعود مع قادیان کے تمام احمدی احباب کے حسب دستور بیرون قصبہ کے بیرون تک ساتھ رہے اور پُرخلوص دعاؤں سے الوداع کہا۔ اس موقع پر سیدنا حضرت مصلح موعود نے تمام ارکان وفد کو شرف مصافحہ بھی بخشا۔ اخبار الفضل ۲۵ جون ۱۹۲۳ء صفحہ ۱-۲ پر وفد کی روانگی کے کوائف اور اس کے معزز ممبران میں آپ کا یہ نام گرامی نمبر ۲۷ پر درج ہے۔

’’میاں عطاء اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی سٹوڈنٹ لاہور‘‘

۱۹۲۸ء میں قانون کا امتحان پاس کرنے کے بعد نواں شہر ضلع جالندھر میں پریکٹس کا آغاز کیا۔

۱۹۳۵ء کا سال سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک ہنگامہ خیز سال ہے جبکہ مسٹر جے ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور نے عطاء اللہ بخاری کی اپیل کے سلسلہ میں اپنے رسوائے عالم فیصلہ میں سلسلہ احمدیہ اور اس کی بزرگ شخصیتوں پر ایسے ایسے کمینے حملے کئے جو کسی فاضل جج کے شایان شاں تو ایک طرف رہے، کسی شریف انسان کو بھی زیب نہ دیتے تھے۔

اس فیصلہ کے جواب میں میاں عطاء اللہ صاحب کے قلم سے ’’مقدمہ سرکار بنام عطاء اللہ شاہ بخاری اور مسٹر کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کے فیصلہ پر ایک تنقیدی نظر‘‘ کے زیر عنوان ایک معرکہ آراء اور باطل شکن رسالہ شائع ہوا جو پچاس صفحات پر مشتمل اور اسلامک پریس گوجرانوالہ میں طبع ہوا تھا۔ اس رسالہ نے قانونی نقطہ نگاہ سے جسٹس کھوسلہ کے فیصلہ کے دجل و تلبیس کو چاک چاک کر کے اصل حقائق روز روشن کی طرح واضح کر دئے اور احرار ہندو کانفرنس اور حکومت پنجاب کی متحدہ کوششیں پیوند خاک ہوگئیں جسے میاں صاحب کے ایک شاہکار کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

اس رسالہ کی روشنی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے آنریبل مسٹر جسٹس کولڈسٹریم جج ہائیکورٹ لاہور کی عدالت میں فیصلہ کھوسلہ کے خلاف نگرانی دائر کی گئی جس میں جماعت احمدیہ کو فتح مبین حاصل ہوئی اور کھوسلہ کے شرمناک ریمارکس خارج کر دئے گئے چنانچہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی سالانہ رپورٹ ۳۶-۱۹۳۵ء کے صفحہ ۱۵۲-۱۵۳ میں لکھا ہے:۔

’’مقدمہ مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری کے سلسلہ میں سال گذشتہ کی رپورٹ میں اس حد تک

ذکر کیا جا چکا ہے کہ دیوان سُکھ آنند صاحب سپیشل مجسٹریٹ گورداسپور نے مولوی عطاء اللہ صاحب کو زیر دفعہ ۱۵۳الف تعزیرات ہند مجرم قرار دیتے ہوئے چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی۔ اس سلسلہ میں سال زیر رپورٹ میں جو کارروائی ہوئی۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ مولوی عطاء اللہ صاحب نے اس فیصلہ کے خلاف مسٹر جے۔ ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کی عدالت میں اپیل دائر کی۔ جس میں مسٹر کھوسلہ نے ملزم کے جرم کو محض اصطلاحی قرار دیتے ہوئے تابر خاستگی عدالت کی برائے نام قید کی سزا دی۔ نیز اپیل کا فیصلہ کرتے ہوئے مسٹر کھوسلہ نے اپنے فیصلہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کی بزرگ ہستیوں پر ایسے ایسے کمینہ حملے کئے جو کہ ایک جج کے شایانِ شان نہ تھے۔ گویا وہ فیصلہ مولوی عطاء اللہ صاحب کے متعلق نہیں تھا بلکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی شان والا صفات کے خلاف گندہ دہنی کا ایک پلندہ تھا۔ یہ فیصلہ ۶ جون ۱۹۳۵ء کو کیا گیا۔ از روئے قواعد سرکاری تاریخ فیصلہ کے دو ماہ بعد تک گورنمنٹ اس کے خلاف اپیل کر سکتی تھی۔ کیونکہ گورنمنٹ اس مقدمہ میں مدعی تھی۔ اور ہمیں قوی امید تھی کہ گورنمنٹ برطانوی انصاف کے ماتھے پر اس سیاہ داغ کو کبھی بھی پسند نہ کرے گی۔ اور اس کے خلاف عدالت عالیہ لاہور میں اپیل کرے گی۔ مگر افسوس کہ گورنمنٹ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ اور بزرگان سلسلہ کی عزت کا ذرا بھی پاس نہ کیا اور صرف اپنے متعلق امور پر ہی عدالت عالیہ میں نگرانی دائر کی۔ اب ضرورت تھی کہ ہم خود اپنی اور سلسلہ عالیہ کی پوزیشن کو صاف کرنے کیلئے میدان میں آئیں اور قانونی چارہ جوئی کریں۔ اس کے لئے نظارت بیت المال کی امداد سے اندازاً ۱۲۰۰۰ روپیہ احبابِ جماعت سے مقدمہ کے اخراجات کے لئے جمع کیا گیا۔ اور عدالت عالیہ لاہور میں اس غیر منصفانہ فیصلہ کے ایسے حصوں کے خلاف جن میں سلسلہ کی توہین کی گئی تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی طرف سے نگرانی دائر کی گئی۔ مکرم جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور کو اس مقدمہ کا پیروکار مقرر کیا گیا۔ مقدمہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک کثیر رقم بطور فیس برداشت کر کے ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو بیرسٹر ایٹ لاء الہ آباد ہائیکورٹ کو اس مقدمہ میں پیشی کے لئے بلایا گیا۔ اس مقدمہ کے لئے بہت سا ریکارڈ جمع کیا گیا اور سلسلہ کے بہت سے مخلص اصحاب اور کارکنان رات دن نہایت محنت سے کام کرتے رہے۔ آخر بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۹۳۵ء آنریبل مسٹر جسٹس کولڈسٹریم جج عدالت عالیہ لاہور نے اس نگرانی کا فیصلہ کیا۔ جس میں مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کی دھجیاں اڑاتے ہوئے بہت سے ایسے فقرے قلمزن کئے جو

کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور بزرگان سلسلہ احمدیہ کی توہین کا موجب تھے۔مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے خلاف سخت ریمارکس کئے اور تحریر کیا کہ سیشن جج نے خواہ مخواہ اپنا راستہ چھوڑ کر ایسے فریق کو کوسا ہے جو فریق مقدمہ نہیں تھا۔اس سے شبہ پڑتا ہے کہ جج نے فیصلہ کو منصفانہ نگاہ سے نہیں دیکھا۔مگر چونکہ مدعی (گورنمنٹ) کی طرف سے اس فیصلہ کے خلاف کوئی اپیل دائر نہیں تھی اس لئے جسٹس کولڈسٹریم اس سارے فیصلے پر غور نہیں کر سکتے تھے۔مگر تاہم جس حد تک قانون ان کو اجازت دیتا تھا انہوں نے نہایت انصاف سے کام لیا۔اس مقدمہ میں مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور۔جناب مرزا عبدالحق صاحب پلیڈر گورداسپور۔ڈاکٹر سرتیج بہادر سپرو الہ آباد۔مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر قادیان۔جناب چوہدری اسداللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء ایم۔ایل۔سی لاہور۔جناب پیر اکبر علی صاحب ایڈووکیٹ ایم۔ایل۔سی فیروزپور۔جناب مسٹر سلیم صاحب بیرسٹر لاہور اور مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری کی سعی اور محنت قابلِ شکریہ و امتنان ہے۔

جسٹس کولڈسٹریم جج عدالت عالیہ لاہور کے اس فیصلہ کو بزبان انگریزی دس ہزار کی تعداد میں چھپوایا گیا اور ہندوستان اور ممالک غیر میں بھجوایا گیا اور بھجوایا جا رہا ہے تا کہ مسٹر کھوسلہ کے گمراہ کن فیصلہ سے جو مکروہ اثر انگریزی دان دنیا میں پھیلا ہوا ہے وہ زائل ہو سکے"۔[82]

میاں عطاء اللہ صاحب اپریل ۱۹۳۷ء میں کورٹ آف کشنیر کے عہدہ پر فائز ہو کر نواں شہر سے امرتسر منتقل ہو گئے۔اس موقع پر ضلع گورداسپور کے مخلص احمدیوں کو ایک پُرخلوص الوداعی ایڈریس پیش کیا گیا۔

امرتسر میں بھی ملک کے بٹوارہ (اگست ۱۹۴۷ء) تک سلسلہ احمدیہ کی خدمات کے قیمتی مواقع میسر آئے۔قبل ازیں آپ ۱۹۲۹ء سے گورداسپور اور پھر ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۷ء تک نواں شہر یا کریام کے نمائندہ کی حیثیت سے مجلس مشاورت قادیان شرکت فرماتے رہے۔امرتسر میں آپ ۱۹۴۴ء کے سوا ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۷ء تک باقاعدگی سے مشاورت میں امرتسر کی نمائندگی کا کمال خوبی سے فریضہ ادا کیا۔نظارت علیا، نظارت امور عامہ، نظارت امور خارجہ، نظارت بہشتی مقبرہ و تالیف وتصنیف و نظارت بیت المال کی کمیٹیوں کے رکن کی حیثیت سے اہم خدمات بجالاتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ ہجرت کر کے راولپنڈی میں مقیم ہو گئے اور سالہا سال تک جماعت احمدیہ راولپنڈی کی امارت سنبھالی اور وہ از سرنو ترقی کی راہ پر گامزن ہوگئی۔مسجد نور مری روڈ راولپنڈی

کی تعمیر آپ کے زمانہ امارت کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔

آپ اردو، فارسی اور عربی کے فاضل بزرگ، بہترین انشاء پرداز اور قادر الکلام لیکچرار تھے۔ جلسہ سالانہ ربوہ کے مقدس سٹیج سے درج ذیل عنوان پر آپ کی علم و معرفت سے لبریز تقاریر ہوئیں اور بہت مقبول ہوئیں اور سلسلہ کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے شائع کی گئیں۔

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء)

۲۔ حیات مسیح کے عقیدہ کے نقصانات (جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء)

۳۔ معجزات حضرت مسیح موعود علیہ السلام (جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء)

۴۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور عبادات (جلسہ سالانہ جنوری ۱۹۶۰ء)

حافظ شفیق احمد صاحب

(وفات: ۳۱ جنوری/ یکم فروری ۱۹۶۹ء)

سلسلہ کے بزرگ شاعر جناب قیس مینائی صاحب نجیب آبادی کے برادرِ اصغر تھے۔ ۱۹۳۶ء سے تادم آخر حافظ کلاس کے معلم کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔ جماعت احمدیہ کے بہت سے حفّاظ آپ کے شاگرد تھے۔ حق تعالیٰ نے انہیں لحن داؤدی عطا فرمایا تھا۔ قرآن کریم بہت خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر سالہا سال تک آپ کو تلاوت قرآن مجید کا شرف حاصل ہوا۔ بہت صابر و شاکر، کم گو اور مرنجان مرنج طبیعت رکھنے والے درویش صفت بزرگ تھے۔ جن کی زندگی مولانا ابوالعطاء صاحب کے الفاظ میں ’’قابل رشک مومنانہ زندگی تھی‘‘۔ 83

الحاج احمد عُکاشی صاحب

(وفات: ۲ فروری ۱۹۶۹ء)

علاقہ اروشہ (تنزانیہ، مشرقی افریقہ) کے ایک نہایت مخلص اور مخیّر بزرگ اور نہایت دلیر مبلّغ تھے۔ جماعتی کاموں اور مالی جہاد میں نہایت شوق سے حصہ لیتے تھے۔ تبلیغ کا تو جنون تھا چنانچہ اپنے علاقہ میں آپ نے اکثر بڑے افسران کو تبلیغ کی۔ اپنے قریبی رشتہ دار کے ایک یتیم بچہ کی بڑی محبت سے پرورش کی اور پھر اسے اپنے خرچ پر جامعہ احمدیہ ربوہ میں بغرضِ تعلیم بھیجا۔ یہ نوجوان محمد عبدی تھے۔ آپ نے وفات سے قبل اپنے تمام خاندان کو جمع کر کے اپنی آخری وصیت ٹیپ ریکارڈ کی جس

میں پورے خاندان کو جماعت احمدیہ سے ہردم وابستہ رہنے کی تاکید کی اور کہا کہ اس بات میں ذرا بھر شبہ نہیں کہ رُوئے زمین پر صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس میں شامل ہوکر انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرسکتا ہے۔ وصیت میں آپ نے اپنے مکانوں میں سے ایک مکان جماعت احمدیہ کے نام وقف کیا۔[84]

راجہ محمود امجد خان صاحب جنجوعہ (سرگودھا)

(وفات: ۹ فروری ۱۹۶۹ء)

آپ میجر جنرل افتخار جنجوعہ ہلال جرأت کے والد تھے۔ حضرت ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحب کے چچازاد بھائی کے فرزند تھے۔ بہت مخیّر اور فیّاض ہونے کے علاوہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ آبائی وطن ڈنگہ ضلع گجرات تھا۔[85]

شمس الدین خان صاحب امیر جماعت پشاور و ڈیرہ اسماعیل خان ڈویژن

(وفات: ۱۴ فروری ۱۹۶۹ء)

آپ پیر کوٹھا شریف سیّد امیر احمد صاحب کے مرید خاص خلیفہ حافظ حاجی نور محمد صاحب نقشبندی کے فرزند اور مولوی مسیح الدین صاحب پشاور کے برادر اصغر تھے۔ ۷ ستمبر ۱۹۲۰ء کو داخل احمدیت ہوئے اور سلسلہ کے اخلاص و فدائیت میں جلد جلد ترقی کرنے لگے اور بالخصوص قیام پاکستان کے بعد پشاور و ڈیرہ اسماعیل خان ڈویژن کے امیر کی حیثیت سے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ آپ سلسلہ احمدیہ کے ایک غیّور اور جانثار سپاہی تھے۔ صاحب رؤیا و کشف اور فدائی بزرگ تھے۔ ان کے دل میں زبردست تڑپ تھی کہ احمدی نوجوان دینی شعائر کے پابند ہوں اور اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ بن جائیں۔ اپنی عظیم الشان خدمات کے باعث حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی منظوری سے بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ کرام میں سپرد خاک کئے گئے۔[86]

آپ کی اہلیہ امتہ العزیز بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں کہ آپ جب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تو آپ کے دل میں خیال گذرا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے غیر تشریعی نبی امتی نہیں گذرا۔ اس لئے حضور کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا ہے۔ تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ حضور فرماتے ہیں ’’میں خدا تعالیٰ کا پیارا نبی ہوں‘‘۔[87]

حضرت امۃ الحمید بیگم صاحبہ

(وفات: ۲۷فروری ۱۹۶۹ء[88])

آپ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئیں۔آپ محترم چوہدری احمد جان صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کی اہلیہ،سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور مخلص صحابی حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی پٹواری (یکے از اصحاب کبار۳۱۳)[89] کی صاحبزادی،حضرت بابا محمد حسن صاحب واعظ (موصی اوّل۔والد ماجد حضرت مولانا رحمت علی صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا) کی بھتیجی،حضرت مولوی محمد الدین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ کی نسبتی بہن اور چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان کی ماموں زاد بہن تھیں۔آپ پیدائشی احمدی تھیں۔

حضرت مولوی محمد الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

''میں تصدیق کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو دیکھا ہوا تھا''۔

آپ کو حضرت سیّدہ امّ طاہر صاحبہ حرم سیدنا حضرت مصلح موعود کی مبارک اولاد کی رضاعی والدہ ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔اور جیسا کہ حضرت ام متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے اپنی ۸دسمبر ۱۹۸۲ء کی تحریر میں رقم فرمایا آپ لجنہ کی ابتدائی ممبرات میں سے تھیں۔کلکتہ،لکھنؤ،کوئٹہ اور راولپنڈی وغیرہ مقامات میں آپ نے سیکرٹری لجنہ اماء اللہ اور صدر لجنہ اماء اللہ کی حیثیت سے ۳۶ سال تک بے لوث خدمات سرانجام دیں۔خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد سے بہت محبت وعقیدت رکھتی تھیں اور ان کی خدمات بجالانے میں سرشار رہتی تھیں۔مرحومہ نے تین لڑکے اور چھ لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑیں۔[90]

فاطمہ بیگم صاحبہ زوجہ حکیم یوسف علی خان صاحب

(وفات: ۲۷فروری ۱۹۶۹ء)

آپ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئیں۔آپ کے والد صاحب حضرت قریشی غلام حسین صاحب اور والدہ صاحبہ دونوں کو ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔آپ کل پانچ بہن بھائی تھے۔آپ کی بڑی ہمشیرہ حیات بیگم صاحبہ کی شادی حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری سے ہوئی۔

آپ کی شادی کم عمری میں ہی حکیم یوسف علی خان صاحب سے ہوئی مگر آپ نے احسن طریق سے گھر چلایا۔طبیعت کی حلیم اور صابرہ وشاکرہ خاتون تھیں۔آپ کافی عرصہ قادیان بھی رہیں اور بطور سیکرٹری مال کے خدمات بھی سرانجام دیتی رہیں۔آپ کو بری رسومات اور بدعات سے سخت نفرت تھی۔غیر احمدی مستورات کو بھی بری رسومات کے نقصانات سے آگاہ کرتی رہتی تھیں۔ایک دفعہ آپ کا پوتا طاہر منصور سخت بیمار ہوگیا۔بہت علاج کئے مگر جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا۔بعض غیر احمدی خواتین نے مشورہ دیا کہ آپ کسی پیر فقیر کی درگاہ پر جائیں اور منت مانیں۔آپ نے کہا کہ اے میرے پیارے خدا مجھے شرک سے بچائیو اگر اس بچے کی زندگی ہے تو تیرے در سے ہی ملے گی۔چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کے ذریعہ بچہ کو معجزانہ شفا دی۔حضرت خلیفۃ المسیح کی جانب سے جب بھی چندہ کی تحریک ہوتی تو آپ اس میں حصہ لیتی تھیں۔ہر سال جلسہ سالانہ میں شرکت کرتیں اور ہمہ تن گوش ہوکر جلسہ کی کارروائی سنتیں۔آخری بیماری میں بھی جلسہ پر گئیں۔آپ کمزوری کے باعث چل نہیں سکتی تھیں مگر پھر بھی اپنی بڑی ہمشیرہ صاحبہ کے ساتھ تانگہ میں سوار ہوکر جلسہ گاہ تک آئیں اور حضور انور کی تقریر سنی۔آپ غرباء ومساکین اور گھریلو ملازمہ سے بھی اچھا سلوک کرتیں۔قرآن شریف کی روزانہ تلاوت کرتی تھیں اور جب تک صحت اچھی رہی پورے روزے رکھتی رہیں۔مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۶۹ء بروز عیدالاضحیٰ بوقت ۲ بجے شب آپ نے وفات پائی۔آپ موصیہ تھیں۔اسی دن صبح جنازہ ربوہ لایا گیا۔بعد از نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے دعا کرائی۔[91]

ملک امان خان صاحب آف بالاکوٹ

(وفات: ۵ مارچ ۱۹۶۹ء)

آپ جماعت احمدیہ بالاکوٹ کے ابتدائی بیعت کرنے والوں میں سے تھے۔جماعت احمدیہ بالاکوٹ کے قیام کے بعد آپ کو شدید مشکلات پیش آئیں لیکن آپ نے استقامت کا نمونہ دکھایا۔سلسلہ کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء سے بہت محبت رکھتے تھے۔[92]

جناب عبدالقادر صاحب آف ڈیٹن،اوہایو،امریکہ

(وفات ۱۶ مارچ ۱۹۶۹ء بعمر ۸۷ سال)

آپ ڈیٹن جماعت کی روحِ رواں تھے۔ جب میجر عبدالحمید صاحب مربی سلسلہ نے ڈیٹن میں مسجد کی تعمیر کی تجویز پیش کی تو آپ نے سب سے پہلے ایک ہزار ڈالر اس نیک مقصد کے لئے پیش کر دیئے اور پھر ساری جماعت نے اس نیک نمونہ کی پیروی کی۔ بعدازاں تحریک پر آپ نے پانچ ہزار ڈالر مزید ادا کر دئے۔ بڑھاپے کے باوجود آپ باقاعدگی سے مسجد میں حاضر ہو کر نماز ادا کرتے اور دوسری جماعتی تقریبات میں شریک ہوتے۔[93] مرحوم آخر تک مسجد ڈیٹن کے مؤذّن رہے۔ آپ کی آواز میں خاص کشش تھی۔[94]

بھائی محمد حسین صاحب کھوکھر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جنجہ (یوگنڈا)

(وفات: یکم اپریل ۱۹۶۹ء)

اصل وطن تر گڑی ضلع گوجرانوالہ۔ یوگنڈا کے نہایت ہی باعمل پُر جوش اور سرگرم احمدی تھے۔ سلسلہ احمدیہ کے لئے قربانی مبلّغین کا خصوصی احترام اور تعاون، مہمان نوازی اور دعوت الی اللہ آپ کا طرّہ امتیاز تھا۔ جنجہ کی خوبصورت مسجد اور احمدیہ مشن ہاؤس دونوں عمارتیں آپ کی جدوجہد اور سعی بلیغ کا ثمر ہیں۔[95] مہمانوں کی خدمت کے لیے وہ خود اور ان کا گھرانہ وقف تھا۔ افسروں میں اپنی دیانت وامانت اور فرض کی ادائیگی کے لیے بہت قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ غیراز جماعت دوست ان کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے اور ان کے خلوص اور نیک روی کے باعث بہت عزت کرتے۔

کرنل ڈاکٹر محمد یوسف صاحب انچارج احمدیہ ڈسپنسری لیگوس

(وفات: ۵/اپریل ۱۹۶۹ء بمقام لیگوس)

وطن مالوف مدینہ ضلع گجرات۔ نائیجیریا میں سلسلہ کے اوّلین میڈیکل مشنری تھے۔ آپ زندگی وقف کرنے کے بعد ۱۹۶۱ء میں اسلام اور انسانیت کی خدمت کے لیے نائیجیریا روانہ ہو گئے۔ ان دنوں آپ کی صحت بھی کوئی ایسی اچھی نہ تھی اور ڈسپنسری کے آغاز کے لیے محنت بھی معمولی سے زیادہ درکار تھی لیکن ڈاکٹر صاحب نے شبانہ روز محنت کر کے تمام ضروری امور سرانجام دیے اور ان تمام عوامل کو جمع کیا جو ڈسپنسری کے لیے ضروری تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو آٹھ سال تک اس ڈسپنسری کے ذریعہ خدمت خلق کا قابل رشک موقع عطاء فرمایا۔ طبی قابلیت کے علاوہ آپ میں مریضوں سے ہمدردی کا جذبہ بھی موجود تھا۔ ڈسپنسری بند ہو جانے کے بعد بھی آپ کے گھر مریض

آ جاتے تھے۔بعض اوقات تو بیان کرتے کہ آدھی رات کے وقت ایک مریض آ گیا اور مجھے اتنی دیر تک اس کے علاج کے لیے مصروف رہنا پڑا کہ تھک گیا اور یوں معلوم ہونے لگا کہ دل کی تکلیف شروع ہوگئی ہے۔آپ کے اس ہمدردی کے جذبہ نے ہی آپ کو ہر دلعزیز بنایا ہوا تھا اور لوگوں میں دیگر ڈاکٹروں کی نسبت آپ کی بہت زیادہ عزت تھی۔یوم التبلیغ کے موقعہ پر یا اتوار کے روز تبلیغی پروگراموں میں آپ نہایت ذوق وشوق سے حصہ لیا کرتے۔لیگوس سے کئی میل دور سڑک کے کنارے چھوٹے چھوٹے جھونپڑوں کے سامنے پمفلٹ ہاتھ میں لیے آپ لوگوں کو اسلام کا پیغام پہنچاتے۔خدا کے فضل سے آپ کے ذریعہ ہزارہا نفوس صحت یاب ہوئے۔نہایت پُر جذب شخصیت کے حامل تھے۔واقفین زندگی کا آپ کے دل میں بے حد احترام تھا اور آپ ان کی غیر معمولی طور پر حوصلہ افزائی فرماتے۔جلسہ سالانہ نائیجیریا کے موقع پر میڈیکل ایڈ کے آپ ہی منتظم ہوتے تھے۔[96]

حضرت چوہدری محمد حسین صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ ملتان

(وفات: ۷/اپریل ۱۹۶۹ء)

عالمی شہرت کے پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبیل انعام یافتہ کے والد ماجد تھے۔۲ستمبر ۱۸۹۱ء کو جھنگ میں پیدا ہوئے۔۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ اوّل کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۴۵ء تک جماعت احمدیہ ملتان کے مختلف عہدوں پر ممتاز رہے اور بالآخر امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع ملتان کے منصب پر فائز ہوئے۔اپریل ۱۹۵۹ء سے دسمبر ۱۹۶۲ء تک لندن میں قیام فرما رہے۔اس دوران آپ نے سیکرٹری تعلیم وتربیت جماعت احمدیہ لندن کے فرائض سرانجام دیئے اور ۱۷۰ کے قریب لیکچر دیئے۔۱۹۶۲ء میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق مستجاب الدعوات، صاحب کشف بزرگ اور اہل اللہ میں سے تھے۔ملک حبیب الرحمٰن صاحب انسپکٹر سکولز و ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ تحریر فرماتے ہیں۔’’آپ کی شادی کو ابھی تین ماہ ہی ہوئے تھے کہ آپ نے دیکھا ایک فرشتہ ہے جو ایک خوبصورت بچہ کو ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے کہ یہ آپ کا عبدالسلام ہے۔اسی طرح ایک دفعہ دیکھا کہ محترم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے پاس ایک نہایت خوبصورت چوغہ ہے۔چوہدری صاحب نے آپ سے فرمایا۔یہ عبدالسلام کے لئے ہے۔عزیزم عبدالسلام ابھی بچہ ہی تھا کہ آپ نے دیکھا کہ عزیز ایک نہایت بلند کھجور پر چڑھ رہا ہے اور اتنی بلندی پر

پہنچ گیا ہے کہ نظر نہیں آتا۔ یہ عزیز کے غیر معمولی بلند مقام کی طرف اشارہ تھا۔غرضیکہ اللہ تعالیٰ کا سلوک ان سے ایک فرمانبردار متقی بندے کا سا تھا‘‘۔

یہ کشوف جس شان سے پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں اس کی تفصیل محتاج بیان نہیں۔ 97

(آپ کی مفصّل سوانح حیات ’’چوہدری محمد حسین‘‘ کے نام سے مولانا شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی (متوفی ۱۲/۱۱ اکتوبر ۱۹۷۲ء) نے مرتّب فرمائی جو پہلی بار ۱۹۷۴ء میں نقوش پریس اردو بازار لاہور سے چھپی اور محمد احمد اکیڈمی رام گلی نمبر۳ لاہور نے شائع کی)

محترم چوہدری محمد حسین صاحب والد مکرم پروفیسر عبد السلام صاحب نوبل انعام یافتہ کے سوانح آج سے ۱۵-۲۰ سال قبل محمد احمد اکیڈیمی رام گلی نمبر۳ نے شائع کئے تھے۔پیش لفظ کے طور پر محترم محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے لکھا۔

’’جناب چوہدری محمد حسین صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان منتخب افراد میں سے تھے جنہوں نے اپنی زندگی نہایت صلح صفائی، پاکیزگی اور طہارت، ایمانداری اور سچائی، صدق و دیانت اور حُسن و احسان کے ساتھ گذاری۔ اپنے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دئے۔لوگوں سے ہمیشہ اخلاق و مروّت سے پیش آئے۔جائز ہمدردی ہر شخص سے کی۔ناجائز طرفداری کبھی کسی کی نہ کی۔حق بات کے کہنے میں اور صداقت کے اظہار میں کبھی لومتہ لائم کی پرواہ نہیں کی۔ دعوت الی اللہ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ جب تک ملازم رہے نہایت نرمی، ملائمت اور دلائل کے ساتھ لوگوں سے گفتگو کرتے رہے۔ جب ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور دن رات نہایت انہماک کے ساتھ دعوت الی اللہ میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ مولائے حقیقی سے جا ملے۔اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علّیین میں جگہ دے۔اور ان پر رحمتوں کی بارش برسائے اور ان کی اولاد کو مذہبی اور اخلاقی لحاظ سے ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔خوش قسمتی سے اپنے اس ملفوظات کا ایک کافی ذخیرہ حضرت چوہدری صاحب اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ یہ مختلف یادداشتوں، نوشتوں، تحریروں اور شذرات کا مجموعہ ہے جو ان کے لائق فرزند ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے پاس محفوظ تھا اور جس کو میں نے ان سے لے کر ایک ترتیب کے ساتھ خود چوہدری صاحب کے اپنے الفاظ میں یہاں درج کر دیا ہے۔ اور اس طرح اس کتاب کی شکل ایک (Autobiography) آٹو بائیوگرافی (خودنوشت سوانح حیات) کی ہوگئی ہے۔ یہ خودنوشت حالات امید ہے بہت سوں کی

ہدایت کا موجب ہوں گے۔ اور اکثر لوگ ان کو پڑھ کر اپنے افعال و اعمال کو زیادہ بہتر اور زیادہ پسندیدہ بنا سکیں گے۔ حضرت چوہدری صاحب نے اپنی نجی زندگی اور اپنے سوانح حیات کے جو واقعات و حالات وقتاً فوقتاً اپنی ڈائریوں میں لکھے وہ میں نے سب ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں اور انہیں سے اس کتاب کی ابتدا کی ہے۔

اس کے بعد چوہدری صاحب نے جو بکثرت حالات و واقعات اور مشاہدات مختلف اوقات میں اپنی ڈائریوں میں درج کئے وہ بھی قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے گئے ہیں۔ کتاب کا مغز اور عطر دراصل یہی حصہ ہے۔ جس میں آپ کو ہر قسم کے حالات و افکار ملیں گے۔ کتاب کے بعض اہم حصے آپ کے لائق اور قابل فرزند ڈاکٹر عبدالسلام نے مرتّب کئے ہیں۔ آپ کی وفات کے کوائف اور تدفین کی کیفیت اخبارات سے لے کر میں نے شاملِ کتاب کر دی ہے۔ حضرت چوہدری صاحب کے ارتحال پر جن بزرگوں نے آپ کے متعلق اپنے مضامین میں نہایت پُر جوش اور نہایت پُر خلوص الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا میں نے الفضل میں ان سب مضامین کا مطالعہ کر کے ان کا خلاصہ آخر کتاب میں شاملِ اشاعت کر دیا ہے۔ میرا دوستی اور محبت کا تعلق حضرت چوہدری صاحب کے ساتھ ۱۹۳۲ء سے تھا جبکہ میں جھنگ کے ایک نیم سرکاری اخبار ''عروج'' کا ایڈیٹر تھا۔ اور حضرت چوہدری صاحب محکمہ تعلیم جھنگ کے ہیڈ کلرک تھے۔ اس لئے مجھے ان کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ جب میں جھنگ سے چلا آیا اور حضرت چوہدری صاحب بھی ملتان تبدیل ہو گئے اور پھر ریٹائر ہو گئے۔ اس کے بعد بھی ہم دونوں کے باہمی تعلقات میں فرق نہ آیا بلکہ محبت اور مودّت برابر بڑھتی رہی۔ یہاں تک کہ موت کے زبردست ہاتھ نے ان کو مجھ سے جدا کر دیا۔ اس تمام طویل عرصے میں مَیں نے ہمیشہ ان کو نہایت شفیق و خلیق، ہمدرد و ملنسار، مستعد و ہشیار، ایماندار و کارگذار، خلوص و الفت اور امانت و دیانت کا پیکر پایا۔ ریا اور عجب سے وہ کوسوں دور تھے۔ تکبر اور غرور ان میں نام کو بھی نہ تھا۔ خاکساری اور فروتنی ان کی جبلّت میں داخل تھی۔ خشونت و غضب سے وہ ہمیشہ مجتنب رہے۔ بلا لحاظ مذہب و ملت لوگوں کے ساتھ رفق و مدارات سے پیش آتے اور ہر شخص سے نرمی و ہمدردی کا برتاؤ کرتے تھے۔ ان کی باتوں میں شیرینی اور ان کے کلام میں مٹھاس تھی۔ ان کے سمجھانے کا طریق نہایت دلنشیں، ان کی نصیحت کا اسلوب بہت مرغوب، ان کی دعوت الی اللہ کا طرز نہایت مؤثر ہوتا تھا۔ وہ نہایت پابندی کے ساتھ احکام شریعت بجالانے والے تھے۔ اور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ

اپنی نمازیں اور دیگر عبادات ادا کرتے تھے۔قال اللہ وقال الرسول ان کا معمول تھا۔فضولیات اور لغویات سے انہیں نفرت تھی۔بے فائدہ اور لایعنی مشاغل میں مصروف رہنے کی نہ انہیں فرصت تھی نہ عادت تھی۔لوگوں کی برائیاں بیان کرتے اور غیبت کرتے ہوئے میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا۔انہوں نے ہمیشہ اپنے کام سے کام رکھا اور دوسرے کے کام اور دوسرے کے فعل سے کوئی سروکار نہ رکھا۔جھگڑوں،بکھیڑوں میں پڑنے اورلڑنے بھڑنے سے ہمیشہ احتراز کرتے اوراس فرمانِ خداوندی پر پوری طرح عامل تھے کہ جب جاہل انہیں خطاب کرتے ہیں تو وہ سلام کہہ کرگذر جاتے ہیں۔

کتاب کے متن میں محترم محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے حضرت چوہدری صاحب کی دینی مصروفیات کا جو اجمالی خاکہ پیش کیا ہے وہ درج ذیل ہے۔حضرت چوہدری صاحب کی زندگی نہایت مصروف زندگی تھی۔جو آپ نے تمام تر دینی خدمت،اعلائے کلمۃ الحق،وعظ ونصیحت اور درس و تدریس میں گذاری۔وہ قبولِ احمدیت کے بعد عمر کے ہر حصہ میں والہانہ شوق کے ساتھ اس مقدس مشغلے میں منہمک رہے۔اصول اسلام کی اشاعت اور دعوت الی اللہ کی ذیل میں جو مخلصانہ کوششیں حضرت چوہدری صاحب نے جھنگ،ملتان،لندن،کراچی اور شیخوپورہ وغیرہ میں ایک طویل عرصے تک کیں ان کا ایک اجمالی خاکہ ان کے قابل فرزند ڈاکٹر عبدالسلام نے کھینچا ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ چوہدری صاحب کی رہائش جھنگ شہر میں ۱۹۴۱ء تک رہی وہاں آپ جھنگ مگھیانہ میں ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع جھنگ کے دفتر کے ہیڈکلرک تھے۔سرکاری فرائض کی سرانجام دہی سے جو وقت بچتا وہ سارے کا سارا آپ دینی خدمت میں خرچ کر دیتے تھے۔چنانچہ جھنگ شہر کی بیت الحمد آپ ہی کی پُرخلوص جدوجہد کا نتیجہ ہے۔جماعت احمدیہ کی بنیاد بھی جھنگ شہر میں آپ ہی نے ڈالی۔وہاں آپ بیت الحمد کے امام الصلوٰۃ بھی رہے اور جماعت جھنگ کے امیر بھی۔

۲۔۱۹۴۱ء میں آپ کا تبادلہ انسپکٹر آف سکولز ملتان ڈویژن کے ہیڈکلرک کے طور پر ہو گیا اور ۱۹۵۰ء میں آپ یہیں سے ریٹائر ہوئے۔مگر ۱۹۵۵ء تک ملتان میں ہی سکونت پذیر رہے۔یہاں کی بیت الحمد کو آپ نے آباد کیا اور اس کی امامت کے فرائض انجام دئے۔اس دوران میں آپ جماعت احمدیہ ملتان اور ازاں بعد جماعت ہائے احمدیہ ضلع ملتان کے امیر رہے۔اسلام اور احمدیت کی خدمت کا سب سے زیادہ موقعہ آپ کو ملتان ہی میں ملا۔

۳۔۱۹۵۵ء میں آپ اپنے آبائی وطن جھنگ شہر میں واپس تشریف لے آئے۔ جہاں اصل کام آپ کا یہ تھا کہ جھنگ کی جماعت کو مضبوط بنائیں۔اور وعظ ونصیحت کے ساتھ ان کو دین کی خدمت اور اصلاحِ اخلاق کی طرف متوجہ کریں۔آپ جھنگ کی جماعت کے امیر تھے۔

۴۔اپریل ۱۹۵۹ء میں چوہدری صاحب اپنے فرزند ڈاکٹر عبدالسلام کے پاس لندن تشریف لے گئے۔آپ کا لندن جانا حضرت میاں بشیر احمد صاحب (اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند کرتا رہے) کے ارشاد کی تعمیل میں ہوا کیونکہ حضرت میاں صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ جماعت کی بزرگ ہستیاں جن کا ظاہری، اخلاقی اور روحانی اثر نئی پود لے سکے ضرور لندن میں رہنی چاہئیں۔چنانچہ جب حضرت میاں صاحب کی خواہش کے مطابق چوہدری صاحب لندن گئے۔تو حضرت میاں صاحب نے کئی باران کوتحریر فرمایا کہ میں آپ کی ہمت پر رشک کرتا ہوں اور اس بات پر بھی رشک کرتا ہوں کہ کس طرح اس پیرانہ سالی میں آپ جماعت کی خدمت بجالا رہے ہیں۔قیامِ لندن کے ایام میں آپ کا سارا وقت دینی مصروفیات میں بسر ہوتا تھا۔دعوت الی اللہ کے وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت اچھے موقعے دئے۔اس عرصے میں آپ نے وہاں بکثرت لیکچر اردو اور انگریزی میں دئے۔

۵۔لندن میں آپ دسمبر ۱۹۶۲ء تک رہے۔

۶۔جنوری ۱۹۶۳ء میں آپ کراچی آ گئے۔اور چند وقفوں کے علاوہ وفات کے وقت تک کراچی میں رہے۔مگر برابر دعوت الی اللہ میں مصروف رہے۔قیام کراچی کے دوران آپ کئی ماہ جھنگ شہر، ملتان اور شیخوپورہ میں بھی جا کر رہے۔مگر جہاں بھی جاتے احباب جماعت کو برابر وعظ ونصیحت کرتے رہتے۔

ربوہ بھی نہایت شوق کے ساتھ اکثر جایا کرتے تھے۔اس بات پر بڑے خوش تھے کہ پاکستان میں مرکز احمدیت ان کے اپنے ضلع میں واقع ہے۔ جھنگ میں ان کی عمر کا بہت کافی حصہ گذرا تھا۔اور وہ ان کا آبائی وطن بھی تھا۔اس لئے آخری عمر میں جھنگ جا کر مستقل طور پر رہنے کی اکثر بڑی تمنا اور آرزو کیا کرتے تھے۔مندرجہ بالا سطور میں جونقشہ حضرت چوہدری صاحب کی دینی مصروفیات کا ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے کھینچا ہے اسی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت چوہدری صاحب کو خداوند کریم کے کلمات، حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات لوگوں تک پہنچانے کا کتنا زیادہ شوق تھا اور کس قدر زیادہ ذوق تھا۔حقیقت یہ ہے

کہ تربیت و ہدایت اور نصیحت اور مواعظت ان کی روحانی غذا تھی۔اس کے بغیر وہ رہ ہی نہیں سکتے تھے۔جب تک سرکاری ملازم رہے۔دفتر میں بیٹھے ہوں یا دورے پر ہوں۔برابر اپنے ملنے والوں کو دعوت الی اللہ کرتے رہتے تھے۔صحیح معنوں میں وعظ و تذکیر ان کا اوڑھنا بچھونا بن گیا تھا۔جس میں وہ وفات کے وقت تک منہمک رہے۔

یہ اجمالی خاکہ محترم محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے نہیں بلکہ محترم پروفیسر عبدالسلام صاحب نے تحریر کیا۔صرف تعارفی الفاظ محترم محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کے ہیں۔[98]

صدر مملکت کا اظہار تعزیت

صدر مملکت اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل اے۔ایم یحییٰ خان نے پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے نام ایک تعزیتی پیغام ارسال فرمایا۔آپ نے اپنے پیغام میں فرمایا:

''آپ کے والد کی وفات کے متعلق معلوم کر کے مجھے گہرا صدمہ ہوا۔براہ مہربانی میری طرف سے دلی تعزیت قبول فرمائیں۔اللہ تعالیٰ ان کی روح کو سکینت عطا کرے۔اور آپ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔''[99]

ملک غلام ربانی صاحب آف ٹورانٹو کینیڈا

(وفات: ۲۵/اپریل ۱۹۶۹ء)

آپ حضرت حکیم شیخ فضل حق صاحب بٹالوی کے داماد اور جناب عبدالجلیل صاحب عشرت لاہور کے ہم زلف تھے۔۱۹۵۴ء میں پاکستان سے ٹورانٹو تشریف لے گئے اور کینیڈا میں آباد البانیا، یوگوسلاویہ اور مشرقی یورپ کے دیگر ممالک کے مہاجرین کی اسلامی تعلیم کے انتظام کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔آپ کی کوشش سے مسلمانوں میں خاصی بیداری پیدا ہوگئی جس کے نتیجہ میں یہاں پہلا اسلامک سنٹر قائم ہوا۔ابتدائی ایام میں کینیڈا ریڈیو نے آپ کی مختلف تقاریر نشر کیں۔نارتھ یارک لائبریری (North York Library) میں اسلام کے موضوع پر آپ کے متعدد لیکچر ہوئے۔آپ ایک طرف خود تعلیم حاصل کرتے تھے۔دوسری طرف کینیڈا کے مسلمانوں کی تعلیمی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی بے لوث خدمات کا صلہ آپ کو دینی و دنیوی عزت کے رنگ میں عطا فرمایا۔آپ جماعت احمدیہ ٹورانٹو کے نائب صدر تھے۔[100]

سید امیر الدین صاحب قاضی ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر دھاروار

(وفات: ۲۶/اپریل ۱۹۶۹ء)

جماعت احمدیہ وہبلی (جنوبی ہند) کے روح رواں تھے۔خلافت احمدیہ سے دلی وابستگی اور بے حد عقیدت رکھتے تھے۔تبلیغ کا شوق جنون کی حد تک تھا۔سلسلہ کے مبلّغین کرام اور دیگر احباب سے بہت محبت تھی۔نیک دل، درویش طبع، نڈر اور سلسلہ کے مالی جہاد میں حصہ لینے والے بزرگ تھے۔دھاروار شہر میں اپنے خرچ پر جلسے کرواتے اور پیغام حق پہنچاتے تھے۔[101]

شیخ محمد صدیق صاحب شملوی

(وفات: یکم مئی ۱۹۶۹ء)

آپ ۱۸۹۴ء میں اپنے آبائی شہر چنیوٹ میں پیدا ہوئے۔اگرچہ آپ پیدائشی احمدی تھے لیکن آپ کو دستی بیعت کا موقع ۱۹۱۰ء میں ملا۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیصحابی حضرت بابو امیر الدین صاحب شملوی کے صاحبزادے تھے۔دینی تعلیم آپ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے پائی۔آپ کو حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے ہم جماعت ہونے کا شرف حاصل تھا۔بہت مخلص اور خلافت احمدیہ سے دلی وابستگی رکھنے والے فدائی بزرگ تھے۔[102]

چوہدری محمد حسین صاحب مہار منگولہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ

(وفات: ۴/مئی ۱۹۶۹ء)

بڑے مرنجان مرنج بزرگ تھے اور اشاعت احمدیت کے لئے ان کے دل میں ایک خاص جوش تھا۔چنانچہ ان کے خاندان کے بیسیوں افراد کو ان کے ذریعہ احمدیت کی نعمت نصیب ہوئی۔اپنے خاندان کے اکثر یتیم بچوں کی پرورش کر کے ان کی شادیاں بھی کیں۔عرصہ پانچ سال سے سندھ میں مقیم تھے اور جماعت احمدیہ دیہہ گڑھو کے پریذیڈنٹ تھے۔[103]

سیدہ ممتاز بیگم صاحبہ

(وفات: ۲۱ مئی ۱۹۶۹ء)

آپ سید محمد اشرف صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی اور سید سردار حسین شاہ صاحب افسر تعمیرات ربوہ کی اہلیہ تھیں۔ اپنے حلقہ کی لجنہ اماء اللہ کی صدر تھیں۔ اپنے حلقہ اثر میں لڑکیوں اور دیگر مستورات کو قرآن کریم پڑھاتیں تھیں۔ قادیان میں اپنے محلّہ کے ایک غریب بچہ کو آپ نے پالا اور پڑھایا جو بعد میں سلسلہ کا ایک بڑا عالم بنا۔ آپ موصیہ تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ 104

حضرت مہر النساء صاحبہ اہلیہ حضرت سردار امام خان صاحب آف سیالکوٹ چھاؤنی

(وفات: ۲۱ مئی ۱۹۶۹ء)

آپ نے اپنے خاوند کے داخل سلسلہ ہونے کے بعد ۱۸۹۶ء میں ہی تحریری بیعت کر لی تھی لیکن قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکیں۔ بہت مخلص نیک اور دعا گو خاتون تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت و عقیدت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے اور دو بیٹیاں عطاء فرمائیں۔ ان میں سے ایک صاحبزادے محمد احسن خان صاحب آرڈیننس آفیسر راولپنڈی اور ایک صاحبزادی زیب النساء صاحبہ والدہ ڈاکٹر اقبال احمد صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ مظفر گڑھ ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پڑھائی جس کے بعد آپ کی بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ 105

بویوغ مالک صاحب آف سنگاپور

(وفات: ۲۱ مئی ۱۹۶۹ء بمقام کوچیغ سراواق)

جماعت احمدیہ کوالالمپور کے پریذیڈنٹ اور جناب اسماعیل بن کرسہ کے خسر اور نہایت مخلص احمدی تھے۔ 106

چوہدری عبدالرحیم صاحب صدر حلقہ اسلامیہ پارک لاہور

(وفات: ۲۹ مئی ۱۹۶۹ء)

آپ ۱۳ مئی ۱۸۹۸ء کو دھاریوال میں پیدا ہوئے۔آپ صاحب کشف ورؤیا بزرگ تھے۔آپ نے خواب میں دیکھا کہ بالمقابل مسجد میں اذان ہو رہی ہے۔پھر کسی نے نماز پڑھائی۔آنکھ کھلی تو صبح کی نماز کا وقت تھا آپ پھر سو گئے۔پھر دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔حجرہ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چارپائی پڑی ہے اور آپ حضور کے پاؤں دبا رہے ہیں۔حضور نے فرمایا عبدالرحیم میں تمہارے واسطے بڑی دور سے چل کر آیا ہوں۔پھر حضور نے نماز کمرہ کی چھت پر پڑھائی اور عبدالرحیم صاحب اکیلے مقتدی تھے۔اسکے بعد حضور علیہ السلام بیٹھ گئے اور حضور نے فرمایا کہ میں ایسا ہی سچا ہوں جیسے پہلے مامور سچے تھے۔چنانچہ آپ نے کچھ عرصہ بعد بیعت کرلی۔[107]

آپ نے اپنی ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''جس خواب کا حضرت مغل صاحب (حضرت میاں عبدالعزیز مغل صاحب) نے ذکر کیا ہے وہ میں نے ۱۹۱۷ء میں اپنے گھر واقعہ امرتسر میں دیکھی تھی۔ان دنوں میں احمدیت کا اشد مخالف تھا۔میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے دائیں طرف سے مجھے ایک گھڑی دی ہے اور اس کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں اس کی مرمت کروں۔وہ کہتا ہے یہ آنحضرت ﷺ کی گھڑی ہے کیا اس کی مرمت ہو سکتی ہے۔؟ میں نے کہا جب آنحضرت ﷺ کی گھڑی ہے تو اس کی مرمت کیوں نہیں ہوسکتی۔چنانچہ جب میں نے اسے کھول کر دیکھا تو وہ ایک نہایت ہی قیمتی گھڑی تھی۔اس کا ہر پرزہ نہایت ہی شاندار تھا۔مین سپرنگ (Main Spring) بھی دو تھے۔آج تک میں نے دو مین سپرنگوں والی جیبی گھڑی نہیں دیکھی۔اس میں جو ہیرا لگا ہوا ہے وہ بھی بہت اعلیٰ ہے۔خیر خواب میں ہی میں نے اس کی مرمت کی۔جب مرمت کر چکا تو خواب میں زور سے آندھی آئی جس سے میں بیدار ہوگیا۔۱۹۲۰ء کے شروع میں میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگیا۔۱۹۲۲ء کے شروع میں کسی تقریب پر لاہور میں حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغل کے مکان پر آنے کا اتفاق ہوا۔مغل صاحب اوپر سے ایک گھڑی لائے اور دائیں طرف سے مجھے دکھا کر فرمایا۔کیا آپ اس گھڑی کی مرمت کر سکتے ہیں؟ نیز فرمایا کہ آپ کو علم ہے کہ کس کی گھڑی ہے؟ میں نے کہا مجھے تو علم نہیں۔فرمایا۔یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گھڑی ہے جو حضور کے وصال کے دوسرے سال حضرت ام المومنین نے مجھے لاہور میں ہمارے مکان پر عطا فرمائی تھی۔میں نے جب اس گھڑی کو دیکھا تو میری حیرت کی انتہاء نہ رہی کیونکہ یہ وہی گھڑی تھی جس کی میں ۱۹۱۷ء میں خواب میں مرمت کر چکا تھا اور جس کے متعلق مجھے کہا گیا تھا کہ یہ

آنحضرت ﷺ کی گھڑی ہے۔ میں وہ گھڑی امرتسر اپنے گھر لے گیا۔ بچوں کو دکھائی اور بتایا کہ خواب میں آنحضرت ﷺ کی جس گھڑی کا واقعہ میں آپ لوگوں کو کئی مرتبہ سنا چکا ہوں وہ گھڑی یہ ہے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔ چوہدری صاحب نے یہ واقعہ سنا کر فرمایا کہ میں نے حضرت مغل صاحب سے عرض کی تھی کہ یہ میری زندگی تک آپ کو جب بھی اس گھڑی کی مرمت کی ضرورت پیش آئے میری خدمات حاضر ہیں۔ **اللّٰھم صل علیٰ محمد و آل محمد**

محترم چوہدری صاحب نے فرمایا۔ یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ جس طرح ۱۹۱۷ء کی خواب میں گھڑی کی مرمت کے بعد زور سے آندھی آگئی تھی۔ ۱۹۲۲ء میں گھڑی کی مرمت کے بعد رات کو زلزلہ آیا جس سے شور پڑ گیا''۔ [108]

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس گھڑی کے بارے میں جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۹۹ء کے موقع پر فرمایا:

''یہ گھڑی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت اماں جان نے حضرت عبدالعزیز صاحب کو دی تھی۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کو آٹھ روز کے بعد چابی دی جاتی ہے۔ اس کی دو دفعہ مرمت کرائی گئی ہے۔ ایک گھڑی ساز نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ کی گھڑی مرمت کے لیے اس کے پاس آئی ہے۔ چند دن کے بعد یہی گھڑی مرمت کے لیے اس کے پاس لے جائی گئی۔ گھڑی ساز حیران ہوا کہ یہ تو وہی گھڑی ہے جو خواب میں مجھے دکھائی گئی تھی۔''

حضور نے فرمایا کہ اس خاندان کا جماعت پر بڑا احسان ہے کہ اس نے اس گھڑی کی حفاظت کی ہے۔ ایک انگریز کاریگر نے سو سال کے بعد اس کے نئے پرزے بنائے ہیں۔ حضور نے ہاتھ میں گھڑی لے کر حاضرین جلسہ کو اس کی زیارت کروائی اور ایم ٹی اے کی وساطت سے دنیا بھر کے کونے کونے میں ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہوئے احمدی احباب نے اس بابرکت اور مقدس گھڑی کی زیارت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے محبت اور عقیدت سے اس گھڑی کو بوسہ دیا۔ جب حضور نے یہ گھڑی ہاتھ میں پکڑی تھی تو اس کی ٹک ٹک کی آواز مائیک میں آرہی تھی اور ساری دنیا میں نشر ہو رہی تھی۔ [109]

آپ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں سے تھے۔ عمر بھر مختلف جماعتی عہدوں پر فائز رہے۔ عرصہ تک صدر حلقہ ہونے کے علاوہ امام الصلوٰۃ اور امین بھی رہے۔ گھر میں حکم دے رکھا تھا کہ جس وقت بھی کوئی ملاقاتی آئے اور وہ سو رہے ہوں ان کو جگا دیا جائے۔ [110]

وائی اے صافی آف نائیجیریا

(وفات: مئی ۱۹۶۹ء)

آپ وزارت اطلاعات میں سینئر پبلسٹی آفیسر تھے اور حکومت کے اس پرچے کے مدیر اعلیٰ تھے جو بچوں اور نوجوانوں کے لئے وسیع پیمانے پر شائع کیا جاتا تھا۔ نائیجیریا کی حکومت نے آپ کو جماعت کے اخبار ''ٹروتھ'' کے لئے انگلستان میں جرنلزم کی تعلیم کے لئے وظیفہ دیا تھا۔ یہ تعلیم کامیابی کے ساتھ مکمل کر کے جب واپس نائیجیریا پہنچے تو جماعت کی اجازت سے حکومت نے آپ کی خدمات حاصل کر لیں اور محکمہ اطلاعات میں متعین کر دیا۔

آپ ایک ٹرینڈ استاد تھے اور اسکاؤٹنگ میں خاص دلچسپی لیتے تھے۔ چنانچہ ترقی کرتے کرتے آپ مغربی نائیجیریا کے سکاؤٹ کمشنر ہو گئے تھے۔ اخبار ٹروتھ کے اجراء اور اس کے انتظام اور وسعتِ اشاعت میں آپ نے نہایت مخلصانہ کوششیں صرف کی تھیں۔ 111

حکیم محمد دین صاحب انصاری

(وفات: ۸ جون ۱۹۶۹ء)

حکیم محمد دین انصاری صاحب اکتوبر نومبر ۱۹۰۵ء میں جبکہ آپ طبیہ کالج دہلی میں زیر تعلیم تھے دہلی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیدار سے مشرّف ہوئے۔ ایک درویش صفت بزرگ، ماہر طبیب اور عالم باعمل تھے۔ آپ کے ذریعہ بیسیوں نفوس داخل احمدیت ہوئے اور سینکڑوں افراد نے آپ سے قرآن کریم پڑھا۔ آپ جماعت احمدیہ ڈنڈپور کھرولیاں ضلع سیالکوٹ کے پریذیڈنٹ تھے۔ حضرت مولوی محمد اعظم صاحب (والد ماجد قاضی محمد رشید صاحب سابق وکیل المال تحریک جدید) کے چھوٹے بھائی اور مولوی محمد سعید صاحب انصاری (مبلّغ سنگاپور، انڈونیشیا۔ ملایا) کے چچا تھے۔ آپ کے بیٹے حکیم عطاء الرحمٰن صاحب وقف جدید کے معلم تھے۔ 112

چوہدری محمد الدین صاحب

(وفات: ۱۰ جون ۱۹۶۹ء)

بہت چھوٹی عمر میں احمدیت قبول کی جس کے بعد بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ جن کا نہایت خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ تمام عمر خدمت دین میں گذری اور ہمیشہ مقامی جماعت کی ترقی میں کوشاں

رہے۔آپ پریذیڈنٹ بھڈال ضلع سیالکوٹ و نائب امیر حلقہ بھی رہے۔ بہت نیک، مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ 113

رشیدہ حسین صاحبہ ایم۔اے

(وفات: ۱۱جون۱۹۶۹ء)

مولوی محمد حسین صاحب فاضل عربی کی صاحبزادی تھیں۔نحیف ونزار ہونے کے باوجود خدمت اسلام کے کاموں اور اپنے عزم اور محنت و جانفشانی میں ایک چٹان کی حیثیت رکھتی تھیں۔حضرت سیدہ ام متین صاحبہ تحریر فرماتی ہیں کہ ۱۹۶۳ء میں میں نے ان کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ میں شامل کیا اور نائب سیکرٹری مال کا عہدہ دیا تا وہ کام سیکھ لیں۔انہوں نے اتنا اچھا کام کیا کہ ۱۹۶۴ء میں جب مجلس عاملہ کی تشکیل کی گئی تو ان کو سیکرٹری مال لجنہ مرکزیہ بنا دیا گیا۔اس وقت سے جس دن تک وہ فوت ہوئیں نہایت تندہی، جانفشانی، انہماک اور خلوص سے انہوں نے کام کیا۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں جن میں یہ جذبہ پایا جاتا ہے کہ جو کام ان کے سپرد کیا گیا وہ اس طرح کریں کہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔رشیدہ حسین نے جب سے یہ عہدہ سنبھالا اتنی اچھی طرح یہ کام سنبھالا کہ مجھے احساس ہوا کہ واقعی مجھے لجنہ کے کاموں میں ایک دست راست مل گئی ہے۔ 114

بابو فہیم اللہ صاحب کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان

(وفات: ۱۵جون۱۹۶۹ء)

آپ نے ملٹری سروس سے پنشن پانے اور اس کے بعد ریلوے میں سرکاری ملازمت چھوڑ کر معمولی مشاہرہ پر صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت اختیار کر لی۔ بہت نیک دل، دعا گو، سلسلہ اور مرکز قادیان سے محبت رکھنے والے اور صدر انجمن احمدیہ کے مستعد کارکن تھے۔ 115

شیخ اکبر علی صاحب بٹالوی برادر نسبتی حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی

(وفات: ۱۶جون۱۹۶۹ء)

آپ نے بذریعہ خواب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دست مبارک پر ۱۹۰۸ء میں بیعت کی تھی اور بیعت کرنے کے بعد آپ کی تبلیغ کے نتیجہ میں آپ کے تین بھائی اور خاندان کے بہت سے افراد بھی سلسلہ میں داخل ہو گئے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ قبل از بیعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بٹالہ

میں مصافحہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی تھی۔آپ بہت دعا گو،عبادت گذاراور ملنسار بزرگ تھے۔[116]

ملک خیر الدین صاحب درویش

(وفات: ۲۳ جون ۱۹۶۹ء)

آپ پیدائش کے لحاظ سے موضع لودی ننگل کے رہنے والے تھے۔آخری عمر قادیان میں گزارنے کے ارادہ سے ۱۹۴۰ء کے لگ بھگ گاؤں سے ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے۔۱۹۴۷ء میں جب حالات قابو سے باہر ہوگئے اور قادیان کی آبادی کو مجبوراً ہجرت کرنا پڑی تو ان ایام میں بوڑھوں بچوں اور خواتین کو ترجیحی بنیاد پر ٹرکوں پر بھجوانے کا سلسلہ جاری تھا۔ملک صاحب بھی ایک کنوائے میں پاکستان چلے گئے۔کچھ دنوں کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات ہوئی تو حضور نے پوچھا کہ آپ تو زندگی کے آخری دن قادیان میں گزارنے کے لئے وہاں گئے تھے۔آپ یہاں کیوں چلے آئے تو عرض کیا حضور مجھ سے غلطی ہوگئی۔انتظام کرنے والوں نے مجھے بوڑھا سمجھ کر ٹرک میں بٹھا دیا میں یہاں چلا آیا۔اب پچھتا رہا ہوں کہ میں کیوں آیا اور اب کس طرح واپس جاؤں۔حضور نے فرمایا دفتر میں واپس قادیان جانے والوں میں اپنا نام لکھوا دو۔میں نے دفتر میں آکر اپنا نام قادیان جانے والوں کی فہرست میں لکھوا دیا اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں پھر قادیان پہنچ گیا۔[117]

چوہدری نواب دین صاحب آف تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور

(وفات: ۲۴ جون ۱۹۶۹ء)

آپ صوم وصلوٰۃ اور احکام شریعت کی پابندی کرنے والے ابتدائی عمر سے باقاعدگی کے ساتھ تہجد پڑھنے والے متقی اور بزرگ تھے۔ایک لمبا عرصہ بطور ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔۱۹۴۷ء میں پارٹیشن کے بعد بطور پنشنر صدر انجمن احمدیہ ریٹائر ہوئے۔تقسیم ملک تک جماعت تلونڈی جھنگلاں کے اور ہجرت کے بعد چک ۲۱۹ ر۔ب ملوئیاں والا ضلع فیصل آباد کے پریذیڈنٹ کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور اپنی زمین میں سے ایک حصہ پر پختہ مسجد تعمیر کرنے کی توفیق پائی۔سچائی اور غرباء کی ہمدردی ان کا شعار تھا۔آپ کے فرزند چوہدری حفیظ احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے پرائیویٹ طور پر تعلیم حاصل کی اور پھر پہلے پولیس کے شعبہ میں اور بعد میں پٹوار کے شعبہ میں ملازمت کی۔لیکن ان محکموں میں جھوٹ اور رشوت کا دور دورہ تھا

اس لیے ان کو چھوڑ کر چک ۳۰/R.L ضلع ساہیوال میں بطور ٹیچر ملازمت شروع کر دی لیکن دیار حبیب سے دور ہونے کے باعث اس ملازمت کو چھوڑ کر قادیان میں جا کر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ملازمت اختیار کی۔آپ گرمیوں کی رخصتوں کو دینی خدمت میں بسر کرتے۔ایک دفعہ مرکز نے ایک وفد جلال آباد ضلع گورداسپور بھجوایا۔آپ بھی اس میں شامل تھے۔جب یہ وفد جلال آباد پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے انتہائی تکالیف دیں۔لیکن ان کی تمام باتوں کو صبر اور تحمل سے برداشت کیا اور مرکز کے حکم کے مطابق اپنا پورا وقت گذار کر واپس آئے۔آپ کی کوششوں سے کئی لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تحریک تعلیم القرآن کو اپنے چک میں جاری فرمایا اور اس مبارک تحریک کو تمام جماعت میں پھیلایا۔۱۹۴۷ء کے پرآشوب زمانہ میں بھی آپ جماعت تلونڈی جھنگلاں کے پریذیڈنٹ تھے۔آپ نے اس زمانہ میں گاؤں کے لوگوں کے حوصلوں کو بلند رکھا اور دن رات یہ تلقین کرتے تھے کہ گاؤں کو اس وقت تک مت چھوڑیں جب تک کہ حضرت مصلح موعود کی طرف سے حکم نہیں آتا۔

ایک زمین کے ٹکڑا کے لیے دیوانی عدالت میں دعویٰ دائر تھا۔فریق مخالف کو آپ پر یقین تھا کہ آپ سچ ہی بولیں گے چنانچہ انہوں نے آپ کی گواہی رکھ لی۔جب مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے تمام واقعات بتا دیے۔اس پر جج نے فریق مخالف کے حق میں فیصلہ کر دیا۔آپ نے فرمایا کہ میں جھوٹ بول کر اپنی عاقبت خراب نہیں کرنا چاہتا خواہ مجھے ظاہراً نقصان ہی کیوں نہ ہو۔118

سیّد محمد ہاشم صاحب بخاری مولوی فاضل او۔ٹی

(وفات: ۲۸ جون ۱۹۶۹ء)

حضرت حافظ سیّد مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کے حقیقی بھانجے تھے۔عرصہ دراز تک بطور مدرس کام کرتے رہے۔ریٹائر ہونے کے بعد آپ خدمت دین کے لئے وقف ہو گئے اور قریباً چار سال تک غانا اور سیرالیون میں تبلیغی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔مغربی افریقہ سے واپسی کے بعد آپ نظارت اصلاح وارشاد میں انسپکٹر کی حیثیت سے آخر دم تک دینی خدمات بجالاتے رہے۔119

مولوی فضل الدین صاحب آف ملیانوالہ سیالکوٹ

(وفات: ۱۱ جولائی ۱۹۶۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دست مبارک پر آپ نے بیعت کی اور اس کے بعد مخالفت کے طوفانوں کا جوانمردی سے سامنا کیا۔آپ گورداسپور کے رہنے والے تھے۔قیام پاکستان کے بعد ملیانوالہ سیالکوٹ میں قیام پذیر ہوئے۔ملیانوالہ کے نواح میں آپ کی پُرزور تبلیغ کے نتیجہ میں جماعتیں قائم ہوئیں۔آپ آنریری طور پر اصلاح وارشاد کا کام بھی کرتے رہے۔ڈاکٹر سلطان احمد مجاہد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بعض احباب کو تبلیغ کر رہا تھا تو ضمناً آپ کا ذکر بھی آ گیا۔ایک غیر احمدی نے کہا کہ گو میں احمدی نہیں ہوں لیکن مجھے یقین ہے اگر کوئی آدمی بھوکا ہو اور وہ مولوی فضل الدین صاحب کی زیارت کرے تو ان کی برکت سے اسے کھانا مل جاتا ہے۔آپ موصی تھے۔جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو آپ کا علم ہوا تو حضور باوجود اس کے کہ نماز عشاء پڑھ کر قصر خلافت میں تشریف لے جا چکے تھے واپس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ میں انہیں جانتا ہوں اور پھر جنازہ پڑھایا۔[120]

ایمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ قاضی محمد شریف صاحب لائکپور

(وفات: ۱۶جولائی ۱۹۶۹ء)

آپ نے اپنی اوائل ازدواجی زندگی میں خود محنت اور شوق سے لکھنے پڑھنے کا ملکہ پیدا کیا۔عبادت گزار اور کثرت سے دعائیں کرنے والی خاتون تھیں۔آپ میجر ڈاکٹر محمود احمد صاحب شہید کی والدہ تھیں۔اپنے فرزند کی المناک شہادت پر قابل تعریف صبر کا نمونہ دکھایا۔سلسلہ کی تحریکات میں شوق سے حصہ لیتیں۔شہر لاہور کی لجنہ کی ابتدائی دور میں پریذیڈنٹ بھی رہیں۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔[121]

ابواحمد مرزا جمال احمد صاحب

(وفات: جولائی ۱۹۶۹ء)

آپ صدر جماعت احمدیہ بیروت (لبنان) تھے۔فرمایا کرتے تھے کہ قیام لاہور کے دوران انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔پہلی جنگ عظیم کے دوران مشرق وسطی میں تھے اور خاتمہ جنگ کے بعد حیفا میں آباد ہو گئے اور مولانا ابوالعطاء صاحب کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔تقسیم فلسطین کے بعد بیروت میں آباد ہو گئے۔جماعت کے روح رواں اور اپنی ذات میں

تبلیغی مرکز تھے۔ ملاقاتوں کے ذریعہ بھی پیغام حق پہنچاتے اور کتابیں منگوا کر لوگوں میں تقسیم کرتے رہتے تھے۔[122]

حاجی اونکو اسماعیل بن عبدالرحمٰن صاحب

(وفات: جولائی ۱۹۶۹ء)

آپ ریاست جوہور ملایا کے شاہی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ملائی، انگریزی اور عربی میں خاص دسترس رکھتے تھے۔ مولوی محمد صادق صاحب سماٹری مبلّغ ملائیشیا کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پہنچا اور مسلسل چار سال کی تحقیق کے بعد ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو بیعت فارم پُر کیا۔ بعض لوگوں نے احمدیت کی وجہ سے تکلیف دینے اور ہتک کرنے کی کوشش کی مگر وہ وقار بن کر احمدیت پر ڈٹے رہے اور ان کی تحریک پر ان کی بہن اونکو فاطمہ اور دوسری اہلیہ سعدیہ نے بھی بیعت کر لی۔ حاجی اونکو صاحب چودہ برس تک مجسٹریٹ پھر محکمہ شرعیہ جوہور کے سربراہ بعد ازاں پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین رہے اور اس دوران بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ان کا یہ تقرر دو سال کے لئے تھا جس کے بعد انہیں فارغ کر دیا گیا۔ پھر مرکزی حکومت نے دوبارہ انہیں اپنی ریاست میں مجسٹریٹ درجہ اوّل مقرر کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے اور زندگی کے بقیہ ایام عبادت اور تبلیغ کے لئے وقف کر دیے۔[123]

کمال فولمر صاحب سوئٹزرلینڈ

(وفات: اگست ۱۹۶۹ء)

آپ کے والد ماجد سوئٹزرلینڈ کی یونیورسٹی میں قانون کے پروفیسر تھے۔ آپ کو ٹریکٹروں کی ایک فرم کے نمائندہ کی حیثیت سے مسلم ممالک خصوصاً مراکش میں جانے کا موقع ملا جس سے اسلام میں دلچسپی پیدا ہوئی اور آپ نے احمدیہ مشن سوئٹزرلینڈ سے رابطہ پیدا کیا اور ۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء کو بیعت کر لی۔ ان کی تحریر میں شوکت اور قلم میں روانی تھی۔ ہسپانوی، فرانسیسی اور اطالوی زبانوں کو جانتے تھے۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ امام مسجد محمود سوئٹزرلینڈ نے ان کی قابلیت اور دینی اور علمی شعور کی بناء پر انہیں جماعتی لٹریچر کے ترجمہ کی خدمت سپرد کی۔ چنانچہ انہوں نے ہماری تعلیم (انتخاب کشتی نوح) اور سیرۃ النبی ﷺ (مؤلفہ حضرت مصلح موعود) اور ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے جرمن زبان میں بلند پایہ تراجم کئے۔ ماہنامہ اسلام اور اخبارات کے لئے انہوں نے کثیر تعداد میں مضامین اور خطوط لکھے۔

وہ ایک غیّور احمدی تھے اور اسلام کے خلاف لکھی ہوئی تحریر دیکھ کر ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی تھی اور جب تک وہ اس کا جواب نہ لکھ لیتے تھے انہیں چین نہ آتا تھا۔۱۹۶۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں جماعت سوئٹزرلینڈ کی طرف سے ایڈریس پیش کرنے کی سعادت آپ ہی کو حاصل ہوئی۔ اس مجاہد سوئس بھائی کا جنازہ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ نے پڑھایا۔[124]

ڈاکٹر عبدالکریم صاحب امیر جماعت احمدیہ ملتان

(وفات: ۲۹/اگست ۱۹۶۹ء)

موضع منددراں والی ضلع فیروزپور میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد ملتان تشریف لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پریکٹس میں بڑی برکت پیدا کی۔ ملک عمر علی صاحب کی وفات (۱۰ مئی ۱۹۶۴ء) کے بعد ضلع ملتان کی جماعتوں کے امیر منتخب ہوئے اور اس اہم ذمہ داری کو مرتے دم تک پوری ذمہ داری، اخلاص اور فرض شناسی کے ساتھ نبھایا اور اس سلسلہ میں اپنی پریکٹس اور گھر کے کاموں کی کوئی پرواہ نہ کی۔ سچ مچ فنافی الخلافۃ تھے اور مرکزی ہدایات پر کماحقہ عمل کرنا جزو ایمان سمجھتے تھے۔ سلسلہ کے معاملہ میں نہایت درجہ غیّور تھے۔ مرکزی مبلّغوں اور کارکنوں سے بے حد محبت و شفقت سے پیش آتے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں آپ ان کی خدمت اور مہمان نوازی نہایت خندہ پیشانی اور خلوص دل سے کرتے تھے اور انہیں ادویہ مفت دیتے تھے۔

مکرم عبدالمنان شاہد صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مکرم ڈاکٹر صاحب کے دل میں دینی کام سرانجام دینے کا بے پناہ جذبہ تھا۔ اور اس کے لئے اپنی پریکٹس کی کوئی پرواہ نہ کرتے تھے۔ ایک دو سال آپ کو مالی کمزوری آئی تو بعض کم فہم لوگوں نے کہا کہ آپ دوکان پر کم بیٹھتے ہیں اور ہر وقت جماعتی کام کرتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے کمزوری ہے۔ آپ امارت کا کام چھوڑ دیں تو مکرم ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ یہ جو تھوڑی بہت آمد مجھے ہو رہی ہے یہ دراصل امارت ہی کی برکت سے ہے۔ آپ مرکزی مہمانوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ انہیں ادویہ مفت دیتے جو بھی مربی سلسلہ مرکز کی طرف سے مقرر ہوتا اس کی عزت کرتے اور اس کی ضروریات کا خیال رکھتے بلکہ مجھے ایک دفعہ بتلایا کہ میں تمام غیر احمدی مولویوں اور طالب علموں کو بھی مفت دوا دیتا ہوں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کارکنان کا ادب و احترام کرتے تھے اور ان سے بے حد محبت و شفقت اور

ہمدردی سے پیش آتے تھے۔اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں اوران کی خدمت اورمہمان نوازی نہایت خندہ پیشانی اورخلوص دل سے کرتے تھے۔[125]

الطاف حسین خان صاحب شاہجہانپوری

(وفات ۳۰ راگست ۱۹۶۹ء)

اودے پور کٹیا مولد تھا جو شاہجہانپور کے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کے ذریعہ احمدیت کی نعمت اور تبلیغی تربیت نصیب ہوئی۔آپ اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔بیعت کے بعد آپ کی بہت مخالفت بھی ہوئی اور گھر سے بھی نکال دیے گئے مگر آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔آپ خدا کے حضور دعاؤں میں لگے رہے کہ آپ کا خاندان بھی ہدایت پا جائے چنانچہ آپ کی دعائیں رنگ لائیں اور آپ کا خاندان اور رشتہ دار احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔آپ گاؤں سے پندرہ میل دور تک جاتے اور لٹریچر تقسیم کرتے۔ملکانہ تحریک کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔بہت نڈر اور جوشیلے احمدی تھے۔احمدیت کا پیغام پہنچانا ان کی روح کی غذا تھی اور بعض اوقات وہ سارا سارا دن اسی میں مصروف رہتے تھے۔بہت سے لوگ آپ کی تبلیغ اور نمونہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔اودے پور کٹیا کی مخلص جماعت جس کے آپ ہجرت پاکستان سے قبل صدر رہے۔آپ کی بہترین یادگار ہے اس طرح اس جماعت کی خوبصورت مسجد بھی۔سلسلہ احمدیہ کی بیش قیمت کتابوں کا خاصا ذخیرہ آپ کے پاس موجود تھا۔آریوں اور عیسائیوں کو ایسا مدلّل اور مسکّت جواب دیتے کہ اسے دم مارنے کی مجال نہ ہوتی۔آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق تھا۔بیماری کے ایام میں بھی ہسپتال میں آپ بستر پر ہی لیٹے لیٹے حضور علیہ السلام کے اشعار پڑھتے اور ساتھ ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔[126]

منشی غلام محمد صاحب پنشنر آف موضع ہجکہ بھیرہ

(وفات ۳/۴ ستمبر ۱۹۶۹ء)

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پایا۔کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کرنے کے بعد دل سے مصدق ہو گئے تھے اور ایمان لے آئے مگر بیعت حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر کی۔آپ موصی تھے۔آپ کی امانتاً تدفین اپنے گاؤں میں ہوئی۔[127]

میجر عزیز احمد صاحب ڈائریکٹر شاہنواز لیمیٹڈ کراچی

(وفات ۱۱ستمبر ۱۹۶۹ء)

آپ چوہدری عبدالمالک صاحب تحصیلدار کے فرزند تھے۔آپ کا دینی جذبہ اور دینی غیرت قابل تعریف تھی۔سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثالث نے کراچی میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا کہ مرحوم بڑے مخلص اور دعا گو انسان تھے۔نیز مرحوم کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دیر تک دعا کی۔[128]

شیخ حبیب اللہ صاحب ایڈووکیٹ نابھ سٹیٹ حال حافظ آباد

(وفات:۱۷ستمبر ۱۹۶۹ء)

آپ نے ۱۹۰۸ء میں بیعت کی لیکن یہ تعیین نہیں ہوسکی کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف بھی پایا تھا کہ نہیں۔آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور بہت متقی انسان تھے۔آپ نہایت غریب پرور تھے۔کئی غریب بچوں،بچیوں کی تعلیم،علاج معالجہ اور شادیوں میں مثالی تعاون فرماتے رہے۔آپ ایک معروف وکیل تھے۔آپ جماعت احمدیہ حافظ آباد کے صدر رہے۔[129]

چوہدری مختار احمد صاحب ایاز ایجوکیشن آفیسر تنزانیہ

(وفات ۲۷ستمبر ۱۹۶۹ء)

اصل وطن میانی ضلع سرگودھا۔۱۹۲۶ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔اوائل ۱۹۲۸ء میں آرسنل راولپنڈی میں ملازم ہو گئے بعد ازاں جوگندرنگر ضلع کانگڑہ راولپنڈی اور کوئٹہ میں ملازمت کی اور ۱۹۳۸ء کے آخر میں مشرقی افریقہ میں آباد ہو گئے۔آپ حضرت بابو فخر دین صاحب آف گھوگھیاٹ کی تبلیغ سے جلسہ سالانہ ۱۹۱۸ء پر احمدی ہوئے اور پھر اپنے نمونہ اور تبلیغ سے اپنے والد حاجی جلال الدین صاحب کو احمدیت میں لانے کا باعث بنے۔آپ نے تحریک جدید کے ابتدائی مشن مکیراں ضلع ہوشیارپور میں دو ماہ امیر کی حیثیت سے تبلیغی خدمات بجالاتے رہے۔آپ کے ذریعہ چوہدری عبدالکریم صاحب رئیس مکیریاں بھی احمدی ہوئے۔صوم وصلوٰۃ کے بہت پابند تھے۔تہجد بھی پڑھا کرتے تھے۔گھر میں سب کو نمازوں کی تلقین کرتے۔نماز فجر کے بعد ہمیشہ تلاوت قرآن کریم کرتے۔افریقہ میں بھی آپ کے ذریعہ کئی لوگوں نے احمدیت قبول کی۔کمپالہ میں آپ نے اپنی کوشش سے بشیر ہائی سکول جاری کیا اور جب چند سال میں کامیابی سے چل نکلا تو آپ نے اس کو

انجمن کی تحویل میں دے دیا۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ ۱/۳ حصہ کی وصیت کی اور تمام رقم اپنی زندگی میں ہی ادا کر دی۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ آپ کی امانتاً تدفین دارالسلام افریقہ میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور احباب جماعت کو بھی ارشاد فرمایا کہ مرحوم کا جنازہ پڑھیں۔[130]

یونس الوگوس (Olughose)

(وفات: اکتوبر ۱۹۶۹ء)

احمدیہ جماعت ابیوکوٹا (Abeokuta) نائیجیریا کے ایک مخلص احمدی تھے جو چار فوجی سپاہیوں کے ہاتھوں اکتوبر ۱۹۶۹ء میں شہید کر دیئے گئے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور چندوں میں پیش پیش رہتے تھے۔[131]

میاں محمد یوسف صاحب پشاوری ککے زئی ساکن کوٹلہ فیل بانہ پشاور

(وفات ۱۱/ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

اہل حدیثوں سے جنوری ۱۹۲۴ء میں احمدیت سے وابستہ ہوئے اور باوجود مذہبی تعلیم کم ہونے کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی برکت سے مبلّغ بن گئے۔ قبول احمدیت کے باعث بہت تکالیف اور مشکلات برداشت کیں۔ پیغام حق پہنچانے کا انہیں غیر معمولی شوق بلکہ جنون تھا۔ تبلیغی اشعار سنانے کے باعث لوگوں کی توجہ کا خاص مرکز بن جاتے تھے۔ برجستہ جواب دیتے تھے۔ گفتگو میں لطیف مزاح کا رنگ تھا۔[132]

مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی سابق مجاہد جرمنی

(وفات یکم نومبر ۱۹۶۹ء)

آپ ۱۹۱۳ء میں قادیان جا کر حضرت خلیفہ اوّل کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور قادیان میں ایک عرصہ تک مقیم رہ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے دینی تعلیم حاصل کرتے رہتے پھر بعد میں اپنے وطن بنگال واپس جا کر شب و روز تبلیغ احمدیت میں مصروف رہے۔ ازاں بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے ابتدائی زمانہ خلافت میں جماعت کے انگریزی داں نوجوانوں کو اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے کی تحریک فرمائی تو اس تحریک

پر لبیک کہتے ہوئے خانصاحب نے اپنی سرکاری ملازمت چھوڑ کر اسلام کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور نے خانصاحب کو پہلے انگلستان اور بعد میں جرمنی میں مبلّغ مقرر فرمایا۔ فریضہ تبلیغ کی بجا آوری کے بعد خانصاحب جنوری ۱۹۲۵ء میں اپنے وطن واپس تشریف لے آئے اور دوبارہ محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کر لی اور اس دوران میں بھی دن رات احمدیت کی تبلیغ میں مشغول رہے۔ ۱۹۴۰ء میں آپ مشرقی بنگال کے صوبائی امیر مقرر ہوئے اور ۱۹۵۰ء تک اس عہدے پر فائز رہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ 133

برکت علی خاں صاحب برمی

(وفات: ۷ نومبر ۱۹۶۹ء)

آپ نے ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بیعت کی تھی۔ مگر چھٹی نہ ملنے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت سے محروم رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ میں قادیان آگئے اور دستی بیعت کی۔ خلافت ثانیہ میں عمر کا بیشتر حصہ برما میں گذارا۔ ۱۹۴۲ء میں برما پر جاپان نے حملہ کیا تو آپ بیوی بچوں سمیت وہاں سے پیدل چل پڑے اور بہت سی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے قادیان پہنچے اور وہیں مقیم ہوگئے۔ تقسیم ملک کے بعد آپ نے گجرات میں رہائش اختیار کی۔ آپ نے سات بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑے۔ آپ موصی تھے۔ 134

چوہدری محمد عالم صاحب صدر فتح پور ضلع گجرات

(وفات: ۱۲ نومبر ۱۹۶۹ء)

۱۹۳۲ء میں داخل احمدیت ہوئے۔ اپنی پوری لائبریری جو قیمتی اور نایاب کتب پر مشتمل تھی مقامی جماعت کی لائبریری کے لئے وقف کر دی۔ فتح پور مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے آپ نے دن رات ایک کر کے نئے کمرے تعمیر کرائے۔ ایک سکول ماسٹر نے کہا کہ چوہدری محمد عالم اس علاقہ کے سرسیّد ہیں جو قوم کے نونہالوں کے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں۔ بہت سے طلباء کی فیس اپنی گرہ سے دیتے۔ چند اوباش لوگوں نے ایک لڑکی اغوا کر لی آپ نے اس کے برآمد کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اوباشوں نے چیلنج دیا کہ ہم تمہارا خاتمہ کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا خواہ میری لاش کتے گھسیٹتے پھریں میں لڑکی کو ضرور برآمد کر کے رہوں گا۔ آپ نے ان بدمعاشوں کا اس رنگ میں ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ ان

کے مکان اور مویشی تک نیلام ہو گئے اور آپ معصوم لڑکی کو واپس لانے میں کامیاب ہوئے۔غرباء پروری آپ کا خاص وصف تھا۔ نظام سلسلہ کے خلاف کوئی بات برداشت نہ کر سکتے تھے اور ان کی ساری زندگی نظم وضبط سے عبارت تھی۔[135]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جب وقف زندگی کی تحریک فرمائی تو آپ نے زندگی وقف کر دی اور عرصہ تک ضلع جہلم اور سیالکوٹ میں فریضہ تبلیغ ادا فرماتے رہے۔فراغت کے بعد بھی تبلیغ ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔مسجد کی آبادی کا آپ کو بہت خیال رہتا تھا۔نماز فجر سے پہلے رستہ میں احمدیوں کو جگاتے۔ایک دن مسجد میں چراغ روشن نہ تھا۔چشم پرآب ہو کر فرمایا خانہ خدا میں اندھیرا! پیسے پاس نہ تھے۔ایک آدمی سے کئی سیر تیل قرض لے کر مسجد میں رکھوا دیا۔مسجد کی ملحقہ زمین میں ایک کمرہ تعمیر کروایا۔ بعد میں وہاں نلکا اور دروازے بھی لگوا دیے۔غرباء پروری آپ کا خاص وصف تھا۔ایک دن ایک غریب آدمی کے گھر گئے۔دیکھا کہ سردی کے مارے اس کا برا حال ہے۔اپنا گرم بستر اٹھا کر اس کے گھر رکھ آئے۔آپ کی اہلیہ نے کہا خود کیا کرو گے۔فرمایا میں چادر میں گزارا کر لوں گا۔[136]

رقیہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد یوسف صاحب غوث گڑھی احمد نگر

(وفات: ۱۲ نومبر ۱۹۶۹ء)

آپ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئیں۔آپ نے ایک خواب کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانہ میں ۱۹۱۷ء میں احمدیت قبول کی۔۱۹۲۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سفر یورپ اختیار کیا اور عورتوں سے مسجد لنڈن کے لئے چندہ دینے کا ارشاد فرمایا تو آپ نے اپنا سارا زیور خانہ خدا کی خاطر وقف کر دیا۔آپ اہل حدیث فرقہ کے ایک جید عالم کی بیٹی تھیں۔۱۸۹۴ء میں آپ کی پیدائش کے وقت جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی جا چکی تھی اور مخالفت زوروں پر تھی۔اس لئے آپ کے خاندان کا بھی جماعت کی مخالفت کرنا دور از قیاس نہ تھا۔آپ کے گاؤں غوث گڑھ ریاست پٹیالہ میں احمدیت حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری کے ذریعہ آئی۔خلافت ثانیہ کا دور تھا مگر آپ کا خاندان ابھی احمدیت سے محروم تھا کہ آپ کی شادی چوہدری یوسف صاحب نمبردار سے طے پا گئی۔بارات میں اہل حدیث اور احمدی مخلوط افراد شامل تھے۔جب آپ کے خاندان کے بعض احمدیوں نے اپنی نماز علیحدہ پڑھی تو شور مچ گیا اور متعصب افراد نے یہ خبر آپ کے والد صاحب تک پہنچا دی اور یہ سکیم تیار کی کہ

نکاح سے قبل محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ کے سسر سے حلف لیا جائے کہ وہ احمدی نہیں ہیں۔ان کے اس امر کا حلف دینے پر نکاح ہوا۔شادی کے بعد آپ کے خاوند مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب نے حضرت چوہدری عطاء اللہ صاحب سے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے کرتے صداقت اثر کر گئی اور آپ نے بیعت کر لی۔جب یہ خبر آگ کی مانند پھیلتی ہوئی مکرم محمد یوسف صاحب کے گھر پہنچی تو آپ شدید مخالفت پر اتر آئیں اور ہر قسم کا بائیکاٹ کیا۔زمیندارہ ماحول میں کھانا بند کر دیا گیا۔خاوند کی اندرونی و بیرونی امداد بند کر دی گئی حتّٰی کہ کلام تک نہ کرتی تھیں۔مکرم محمد یوسف صاحب کے والد صاحب ناراض ہو کر گھر کو خیر باد کہہ گئے۔جب مخالفت شدت اختیار کر گئی اور کئی ماہ کا عرصہ گزر گیا تو حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری آپ کے گھر تشریف لائے اور مکرمہ رقیہ بیگم صاحبہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ استخارہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے صداقت ڈھونڈیں۔آپ کو یہ تجویز پسند آئی اور اگلے روز استخارہ شروع کر دیا اور خواب کی بناء پر آپ نے بیعت کر لی۔آپ کی بیعت کا علم جب آپ کے سسر صاحب کو ہوا تو وہ گھر واپس آ گئے اور کچھ عرصہ بعد سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو گئے۔قبول احمدیت کی خبر آپ کے میکے والوں پر بجلی کی طرح گری۔ان کے نزدیک ان کی ناک کٹ گئی۔آپ کے والد صاحب اس خبر کے صدمہ کو برداشت نہ کر سکے۔یہ خبر سنتے ہی بیٹی کا ہمیشہ کے لئے بائیکاٹ کر دیا اور خود بیمار ہو گئے۔اس کے بعد تیرہ سال زندہ رہے لیکن باپ بیٹی ایک دوسرے کی شکلوں کو بھول چکے تھے۔باپ اپنی ظاہری عزت کے خاک میں ملانے کا رونا رو رہا تھا اور بیٹی کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔آخر ایک ایک کر کے تیرہ سال ختم ہوئے اور آپ کے والد صاحب کی وفات ہو گئی۔

۳ فروری ۱۹۵۸ء کو آپ کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔آپ کے میکے والوں نے اس عرصہ میں بھی پوری کوشش کی کہ آپ کو کسی نہ کسی طریق سے سسرال سے لے جائیں اور عقائد بدل دیں مگر آپ احمدیت پر مضبوطی سے قائم رہیں۔[137]

جناب محمد سلطان صاحب ظفر کینیڈا ابن ماسٹر محمد عیسیٰ ظفر صاحب کا بیان ہے:۔

''محترمہ رقیہ بی بی صاحبہ نظام وصیت میں بھی شامل ہوئیں۔آپ کا وصیت نمبر ۴۱۶۱ تھا۔نیز آپ تحریک جدید دفتر دوم کی مجاہدہ بھی تھیں۔آپ ایک دعا گو اور صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔آپ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کیا کرتی تھیں کہ وہ آپ کو اپنی اولاد کے کم از کم دو دو بچے دیکھنا ضرور نصیب کرے۔ہمارے والد صاحب کے تمام بہن بھائیوں کے ہاں تو اللہ کے فضل وکرم سے دو سے

زائد بچے تھے لیکن ہمارے والد ماسٹر محمد عیسیٰ ظفر صاحب اور والدہ صاحبہ حلیمہ بی بی صاحبہ کے ہاں، ان کی شادی کے پانچ سال بعد ہمارے بڑے بھائی مکرم محمد احمد ظفر صاحب (حال کارکن دفتر امور عامہ، صدر انجمن احمدیہ ربوہ) پیدا ہوئے۔اور پھر مزید تین سال کے انتظار کے بعد ہمارے دوسرے بھائی مکرم محمد منور ظفر صاحب (سابق کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ، حال مسی ساگا، کینیڈا) اکتوبر ۱۹۶۹ء میں پیدا ہوئے تو ان کی پیدائش کے صرف ڈیڑھ ماہ بعد ۲ رمضان المبارک بمطابق ۱۲ نومبر ۱۹۶۹ء کو ۷۵ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبولیت بخش کر آپ کو اپنی تمام اولاد کے کم از کم دو دو بچوں کی پیدائش آپ کی زندگی میں دکھا دی۔

ایک وقت تھا کہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے چوہدری محمد یوسف صاحب نے اپنی آدھی جائیداد دے کر ایک شخص کو اپنا بھائی بنا لیا اور رقیہ بی بی صاحبہ نے اسلام احمدیت کے لئے اپنے ماں باپ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔لیکن خدا نے ہمیشہ ان کا ساتھ دیا اور آج ان کی نسل آسٹریلیا سے لے کر کینیڈا تک پوری دنیا میں پھیل چکی ہے۔اور حتی المقدور اسلام احمدیت کی خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔نیز کئی سعید روحوں کو احمدیت کی سچائی سے روشناس کر چکی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایک خطبہ جمعہ میں حضرت عبداللہ سنوری صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''ان کے ذریعہ غوث گڑھ میں جن لوگوں نے احمدیت قبول کی مجھے یقین ہے کہ ان کی نسلیں پوری دنیا میں پھیل چکی ہوں گی۔''[138]

بابا فضل احمد صاحب درویش ولد میر داد صاحب ساکن گھٹیالیاں

(وفات: ۷ نومبر ۱۹۶۹ء)

۱۹۴۷ء میں ۱۵ نومبر کو آخری قافلہ پاکستان جانے کے بعد جو درویشان قادیان میں رہ گئے تھے وہ سوائے ۱۰،۱۲ افراد کے جو انصار اللہ کی عمر میں تھے باقی تمام درویش نوجوان تھے اس لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود نے ۱۹۴۸ء میں جن درویشوں کا تبادلہ ناگزیر تھا ان کی جگہ تبادلہ میں معمر افراد کو بھجوایا۔۱۳ مئی ۱۹۴۸ء میں جو قافلہ آیا وہ سب بزرگ افراد پر مشتمل تھا۔اسی قافلہ میں مکرم چوہدری (بابا) فضل احمد صاحب آف گھٹیالیاں قادیان آکر درویشان میں شامل ہوئے تھے۔زبان ٹھیٹھ پنجابی، لباس ٹھیٹھ پنجابی، آواز بلند رعب دار، قد لمبا، جسم بھرا ہوا۔گاؤں میں آپ نمبردار تھے۔چال ڈھال، بول چال اور رکھ رکھاؤ میں خالص نمبردار، سوال کرنے کی عادت نہیں تھی۔اپنا چھوٹا موٹا جو بھی کام

درپیش ہو خود کرتے تھے۔ بزرگوں کی روٹی لنگر خانہ سے لا کر دینے اور احمدیہ شفا خانہ سے بوقت ضرورت دوائی لا کر دینے کے لئے خدام ڈیوٹی پر موجود تھے مگر بابا جی جب تک چلنے پھرنے کے قابل تھے یہ جملہ کام خود ہی کر لیا کرتے تھے۔ اپنے کپڑے بھی خود دھولیا کرتے۔ [139]

مرزا بشیر احمد صاحب درویش ولد مرزا بہادر بیگ موضع نسووالی سوہل خورد ضلع گجرات

(وفات: ۲۶ نومبر ۱۹۶۹ء)

آپ بھی ان خدام میں سے تھے جنہیں مستقل خدمت کے لیے قادیان بلوایا گیا تھا اور انہیں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے کچھ گزارا بھی دیا جاتا تھا۔ ۱۹۵۲ء میں جب دیگر درویشان کے بال بچے قادیان آئے تھے تو ان کی فیملی بھی قادیان آ گئی تھی۔ کثیر العیال تھے اور گزارا تنگی سے ہوتا تھا۔ نہایت سادہ طبیعت پائی تھی۔ کئی دفاتر میں بطور مددگار کارکن خدمت کی توفیق پائی۔ ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۴ء تک آپ مہمانوں کو کھانا کھلانے کی ڈیوٹی پر متعین تھے۔ تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی اپنے دستخط کر لیتے تھے۔ ٹھیٹھ پنجابی زبان بولتے تھے مگر قادیان کے ماحول سے متاثر ہو کر اردو پنجابی ملی جلی گفتگو بھی کر لیتے تھے جو نہایت پیاری لگتی تھی۔ جس ڈیوٹی پر بھی لگایا جاتا بڑی توجہ اور فرمانبرداری سے اسے بجالاتے۔ وفا کا مادہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ افسران کی اطاعت دل وجان سے کرتے تھے۔ اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کرتے تھے۔ نہایت درجہ کے صابر تھے۔ اپنے معاملہ میں کسی غرض سے شور مچانے والے نہ تھے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے نتیجہ میں ایک دم قیمتیں بڑھ گئی تھیں اور مہنگائی نے اوسط درجہ کے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔ اس وقت بعض بعض گھروں میں چولہا تک نہ جلتا تھا اور سالن تو اکثر گھروں میں روزانہ نہ پکتا تھا۔ نمک مرچ اچار سے کام چلتا تھا۔ جن درویشان کے کسی روز چولہا نہ جلنے کی خبر ملتی فوراً لنگر خانہ سے ان کے طعام کا انتظام کیا جاتا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا حکم تھا کہ کوئی بھوکا نہ رہے۔ مرزا صاحب بھی کثیر العیال تھے اور آمد بہت کم۔ آپ کے گھر بھی چولہا نہ جلا اور آپ نے صبر اور وفا پر عمل کرتے ہوئے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔ دوسرے روز یہ خبر عام ہوگئی تو فوراً کھانے کا انتظام کیا گیا۔ آپ وضو کر کے نماز کے لیے تیار تھے۔ اہلیہ نے کہا کھانا آ گیا ہے کھالیں کہنے لگے تم سالن گرم کرو میں اتنی دیر میں نماز پڑھتا ہوں۔ اہلیہ سالن گرم کر کے تیار ہوگئیں کہ مرزا صاحب سجدہ سے سر اٹھائیں تو کھانا پیش کر دیں۔ مرزا صاحب ہیں کہ سجدہ سے سر ہی نہیں اٹھا رہے۔ آخر قریب آ کر دیکھا تو مرزا صاحب وفات پا چکے تھے۔ [140]

مولوی محمد یٰسین صاحب محرر لنگر خانہ

(وفات: ۷دسمبر ۱۹۶۹ء)

اصل وطن موضع ہمسولہ ضلع جہلم۔ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے۔ حافظ غلام علی صاحب (خسر منور احمد صاحب جہلمی کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ) نے ان کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ ۱۹۲۸ء کے قریب ہجرت کر کے قادیان چلے گئے اور ہجرت تک قادیان میں دھونی رمائے بیٹھے رہے۔ قادیان میں جب حضرت سیّد میر محمد اسحٰق صاحب کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے تو ایثار و قربانی میں جلد ترقی کرنے لگے۔ حضرت میر صاحب کی بے مثال شفقت علیٰ خلق اللہ اور ہمدردی کا مولوی صاحب پر ایسا گہرا اثر پڑا کہ حضرت میر صاحب کی جھلک ان میں بھی نظر آنے لگی اور اُن کے دل میں بھی حضرت میر صاحب کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت اور غرباء کی حاجت روائی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ آپ بہت خلیق، صوفی منش اور درویش طبع بزرگ تھے۔ پیغام حق پہنچانے کا بہت شوق تھا اور تبلیغی خطوط لکھتے رہتے تھے۔141

بھائی شیر محمد صاحب آسٹریلیا والے

(وفات: ۱۱، ۱۲دسمبر ۱۹۶۹ء)

آپ نے عمر عزیز کا بیشتر حصہ آسٹریلیا میں گذارا اور تجارت کے ساتھ ساتھ آنریری مبلّغ کے فرائض انجام دیتے رہے اور لٹریچر وغیرہ کا تمام خرچ خود برداشت کرتے رہے۔ پھر آپ لاہور آگئے اور وہیں آپ کی وفات ہوئی۔142

سردار سلطان احمد صاحب

(وفات: ۱۶دسمبر ۱۹۶۹ء)

آپ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل مسکن ڈھیر یوالہ نزد قادیان تھا۔ آپ کے والد صاحب کا نام جواہر سنگھ تھا۔ سکھ ہونے کی حالت میں آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں پڑھتے رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت سے تین سال تک مشرف ہوتے رہے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد گوردوارہ امرتسر میں ملازم ہوئے۔ آپ کی بیوی ڈھیر یوالہ میں پڑھایا کرتی تھی۔ آپ چونکہ قادیان ہائی سکول میں پڑھے ہوئے تھے اس لیے قادیان آنا جانا تھا۔ ایک دفعہ آپ قادیان آئے

تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کی۔ آپ کے ہمراہ آپ کی بیوی اور ایک بچہ بھی تھا۔ آپ کی بیوی بچہ سمیت حضرت اماں جان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہاں تین دن تک رہی۔ اور حضرت اماں جان کا پاکیزہ طرز عمل اور اسلامی ماحول دیکھ کر وہ دل و جان سے اسلام پر فدا ہو گئیں۔ چوتھے دن آپ نے مائی کاکو مرحومہ کے ذریعہ اپنی بیوی کو پیغام بھیجا کہ آؤ چلیں مگر اس نے کوئی جواب نہ بھیجا۔ آپ نے مائی کاکو صاحبہ کو ایک روپیہ بطور انعام دیا اور ان کے ذریعہ اپنی بیوی کو پھر پیغام بھیجا۔ اس نے کہلا بھیجا ''میں نہیں آؤں گی۔ میں نے جو نور پانا تھا پالیا۔'' تین چار بار بلایا پر آپ کی بیوی نہ آئی پھر آپ اپنی ملازمت پر امرتسر چلے گئے۔ آپ نے جب وہاں اپنے بہنوئی سے اس بات کا ذکر کیا تو اس نے ہنس کر کہا کہ ''اب وہ نہ آئی''۔ اس کے بعد آپ قادیان آتے جاتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سردار محمد یوسف صاحب مرحوم ایڈیٹر نور کو ہدایت فرمائی کہ وہ آپ کو اسلامی تعلیم سے آگاہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ آپ نے خود ہی اسلامی کتب کا ازسرنو مطالعہ کرنا شروع کر دیا اور اسلام کی صداقت آپ پر واضح ہو گئی۔ سردار محمد یوسف صاحب بیعت کے لئے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں لے گئے اور آپ نے ۱۹۲۷ء میں حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔

آپ کی جوانی کی عمر تھی اور صحت بہت اچھی تھی۔ ایک دفعہ قادیان ریتی چھلہ میں مخالفین کا جلسہ ہوا۔ ان کے بلائے ہوئے مقررین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں بہت گستاخی کی۔ آپ سے برداشت نہ ہو سکا۔ غصہ کی حالت میں حضرت مصلح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور آپ کو گالیاں سن کر برداشت کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ مگر میں تو برداشت نہیں کر سکتا۔ میں ان سے ضرور بدلہ لوں گا۔ حضور ناراض ہوئے اور فرمایا میں اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ البتہ تمہارے لئے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی صبر کی توفیق دے۔

۱۹۴۷ء میں جبکہ فرقہ وارانہ فسادات زوروں پر تھے۔ آپ اپنے گاؤں کے سکھوں کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر اپنے چار بیٹوں چار بہوؤں اور پوتوں اور پوتیوں کے ساتھ اپنے گھر ڈھپرانوالہ سے نکل کر قادیان کی طرف چل پڑے۔ نہر تتلہ والی پار کر کے آپ کو پاخانہ کی حاجت ہوئی۔ آپ ایک طرف ہو گئے۔ اتنے میں سکھوں کا ایک جتھہ نمودار ہوا اور اس نے آپ کے بال بچوں پر حملہ کر دیا۔ آپ کے چار بیٹے اور پوتے کافی جوان تھے۔ انہوں نے عورتوں اور بچوں کو علیحدہ کر کے جتھہ کا

جوانمردی سے مقابلہ کیا۔کئی سکھ ہلاک کئے مگر چونکہ وہ مقابلہ میں بہت زیادہ تھے اس لئے آپ کے چاروں جوان بیٹے چار جوان پوتے دس پوتے پوتیاں کل اٹھارہ افراد خاندان وہاں شہید ہو گئے۔آپ بچ گئے اور قادیان پہنچ گئے۔(حضرت) مرزا ناصراحمد صاحب ان دنوں قافلوں کے انچارج تھے۔انہوں نے آپ کو لاہور بھجوا دیا۔آپ صدمہ کی وجہ سے ذہنی مریض ہو گئے چنانچہ مینٹل ہسپتال میں آپ کا علاج ہوتا رہا۔کچھ عرصہ بعد آپ کو صحت ہوگئی اور ربوہ آ گئے۔آپ کافی عرصہ اعصابی مرض میں مبتلا رہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ازراہ شفقت آپ کی خدمت کے لئے ایک خادم رحیم بخش صاحب کو مقرر کیا ہوا تھا۔جنہوں نے آپ کی بہت خدمت کی۔جب تک آپ کی ٹانگوں میں جان رہی مکرم چوہدری عبدالواحد صاحب بی۔اے ودیارتھی کے پاس تشریف لاتے رہے اور حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے چٹھیاں لکھواتے۔143

حکیم محمد موہیل صاحب ولد محمد لقمان صاحب

(وفات: ۲۵دسمبر ۱۹۶۹ء)

حکیم محمد موہیل صاحب صدر جماعت احمدیہ کمال ڈیرہ ضلع نواب شاہ سندھ تھے۔کمال ڈیرہ علاقہ سندھ کا وہ قصبہ ہے جہاں سب سے اول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی حضرت میاں محمد رمضان صاحب کی بیعت کے ذریعہ احمدیت قائم ہوئی۔آپ نے قادیان جا کر ۱۸۹۸ء میں بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔محترم حکیم صاحب حضرت میاں محمد رمضان صاحب کے نواسے تھے۔آپ نہایت بے باک مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ نمازوں کو پابندی کے ساتھ بجالاتے اور اسلامی شعار پر قائم رہتے تھے۔حضور علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی کرتے نیز آپ کے مضامین بھی سندھی اخبارات میں شائع ہوتے رہتے تھے اور بعض تبلیغی ٹریکٹ بھی آپ نے شائع کئے۔مرکز کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔قریباً ہر سال جلسہ سالانہ میں شامل ہوتے۔مرحوم موصی تھے بروقت جنازہ ربوہ پہنچانے کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے امانتاً دفن کیا گیا تھا۔بعد میں ۲۹ جنوری ۱۹۷۱ء کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کیا گیا۔144

ماسٹر رانا محمد بخش صاحب

(وفات: ۲۵دسمبر ۱۹۶۹ء)

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے سینئر ٹیچر تھے۔ایک لمبا عرصہ اس مرکزی ادارہ میں پڑھانے

کے باعث آپ کے شاگردوں کا ایک وسیع حلقہ تھا۔آپ کے شاگرد ہمیشہ آپ کو ایک ہمدرد اور بے تکلّف دوست کی طرح ملتے تھے۔ بہت جوشیلے، صاف باطن اور دینی غیرت رکھنے والے انسان تھے۔اگر دو دوستوں میں شکر رنجی دیکھتے تو اپنی گرہ سے کچھ خرچ کر کے بھی ان میں صلح کروا دیتے۔ اپنے دوستوں سے تعلقات اخوت کو آخر دم تک نبھایا۔[145]

چوہدری بقاءاللہ صاحب المعروف بگا صاحب

(وفات: ۲۷دسمبر ۱۹۶۹ء)

آپ جماعت احمدیہ گوئی (آزاد کشمیر) کے ایک بزرگ اور مخلص احمدی تھے۔آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔احمدیت کے شیدائی تھے۔آپ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تحریری طور پر آپ علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر قادیان جا کر بیعت کی۔اسی طرح خلافت ثانیہ کے دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی۔آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔سلسلہ کی خاطر ہر قسم کی قربانی پر کمربستہ رہتے تھے۔تقریباً اسّی سال کی عمر میں وفات پائی۔[146]

صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب بازید خیل ضلع پشاور

(وفات ۲۸،۲۹نومبر ۱۹۶۹ء)

موضع بازید خیل کا ایک حصہ عیدگاہ کہلاتا ہےاسی جگہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کابل طالب علمی کے زمانہ میں قیام فرما رہے ہیں۔یہیں صاحبزادوں کا ایک قدیم اور معزز علمی خاندان آباد ہے۔صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب اسی معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔آپ نے خلافت اولیٰ میں احمدیت قبول کی۔۱۹۴۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کر کے خلافت سے وابستہ ہو گئے جس کے نتیجہ میں آپ کا خاندان جو پہلے غیر مبائعین میں شامل ہو گیا تھا نظام خلافت کی آغوش میں آ گیا۔آپ دعا گو اور فدائی احمدی تھے۔ بعد میں آئے مگر بہتوں سے آگے نکل گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، قادیان دارالامان اور حضرت مصلح موعود سے اس قدر والہانہ محبت اور عشق تھا کہ ان کے ذکر پر تڑپ اٹھتے اور بے ساختہ رو پڑتے تھے جس سے ملاقات کرنے والوں پر بھی عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ حضرت خلیفہ اوّل کی محبت بھری باتیں بیان کر کے خود روتے اور دوسروں کو رُلا دیتے تھے۔[147]

حوالہ جات

(صفحہ 194 تا273)

1 الفضل ۱۶۔۱۷ مئی ۱۹۶۹ء

2 الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

3 الفضل یکم فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۶

4 الفضل ۷ فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

5 ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ

6 ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ

7 الفضل ربوہ ۸/اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

8 رجسٹر روایات صحابہ جلد ۷ صفحہ ۵۸، ۵۹

9 مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۲ تا ۱۵۷۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۵۹۰ تا ۵۹۵

10 تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵ طبع اول۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۹۳۔ الناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ سن اشاعت ۳۰ مارچ ۱۹۶۸ء

11 البدر ۲۳، ۳۰ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵

12 الفضل ۱۳/اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

13 کیفیات زندگی صفحہ ۶۰ تا ۶۲

14 مرکز احمدیت قادیان صفحہ ۳۴۵ از شیخ محمود احمد صاحب عرفانی سال اشاعت ۳-۱۹۴۲ء۔ الفضل ربوہ ۲۲۔ ۳۱ مئی و ۳ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۵۔ رسالہ مصباح ربوہ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۶۰ تا ۷۰۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوئم صفحہ ۶۰۶ تا ۶۰۸ مرتبہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ تاریخ اشاعت ۲۵ دسمبر ۷۲ء

15 البدر ۲۳ نومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۹

16 الفضل ۳۱ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۵ و ۳ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۵، ۶

17 مصباح سالنامہ ۱۹۶۹ء صفحہ ۶۴، ۶۵

18 الفضل ۵ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

19 ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ و الفضل ربوہ ۳ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

20 رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۱۳ صفحہ ۴۲۵ تا ۴۲۷

21 رجسٹر روایات صحابہ نمبر۱۴ صفحہ ۲۹۹ تا ۳۰۳

22 رجسٹر روایات صحابہ نمبر۱۳ صفحہ ۴۳۰۔روایات حضرت منشی عبدالسمیع صاحب

23 الفضل ۲۷ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

24 الفضل ۳ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

25 ریکارڈ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ

26 اصحاب احمد جلد دہم صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۹ مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔ ناشر احمدیہ بک ڈپو ربوہ پاکستان طبع اوّل ۱۹۶۱ء۔الفضل ۲۹ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

27 الفضل ۲۹ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۵ مضمون چوہدری احمد دین خان صاحب لائل پور

28 ریکارڈ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ والفضل ۲۶ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲

29 ریکارڈ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ۔صحابہ مسیح موعود قادیان کی فہرست مشمولہ ضمیمہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۵۰ نمبر ۳۱۰ کے مطابق آپ کی بیعت اور زیارت کا سال ۱۸۹۷ء ہے

30 الفضل ۲۲ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۸۔اخبار بدر قادیان ۳۱ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۷۔تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۱۷۰ حاشیہ۔کتاب ''تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین'' صفحہ ۱۱ مرتبہ حضرت چوہدری برکت علی خان صاحب قادیانی گڈشنکری پنشنر وکیل المال تحریک جدید ناشر تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ۔اشاعت جون ۱۹۵۹ء

31 الفضل ۲۱/اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

32 انصاراللہ ربوہ فروری ۱۹۶۵ء صفحہ ۳۶ تا ۳۹

33 الفضل ۱۴/اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

34 الفضل ۱۴ و ۲۲/اگست، ۲۱ و ۲۳ ستمبر ۱۹۶۹ء

35 انصاراللہ ربوہ فروری ۱۹۶۵ء صفحہ ۳۶ تا ۳۹

36 الفضل ۲۲/اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

37 الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

38 ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ

39 ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ

40 الفضل ۳۱/اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

41 نمبر ۱۱۱ پر نام لکھا ہوا ہے۔''صوفی محمد یعقوب صاحب کڑی افغاناں'' احمدی جنتری قادیان ۱۹۳۷ء صفحہ ۳۸ مرتبہ مولوی محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان

42 الفضل ربوہ ۴ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۶

43 الفضل ۹ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

44 ریکارڈ شعبہ تاریخ احمدیت
45 ریکارڈ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ
46 الحکم ۱۷/اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۰
47 الفضل ۲۷ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
48 ’’لاہور تاریخ احمدیت‘‘ صفحہ ۳۲۶ مولفہ مولانا شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ
49 خطبات نور حصہ اوّل سرورق صفحہ ۲ طبع اوّل
50 خطبات نور سرورق صفحہ ا طبع اوّل
51 اخبار بدر قادیان ۳۰ جنوری ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۷
52 ’لاہور‘ تاریخ احمدیت مؤلفہ شیخ عبدالقادر سابق سوداگرمل صفحہ ۳۲۹، ۳۳۰
53 رپورٹ مجلس مشاورت اپریل ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۱۶
54 لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۳۲۸ مؤلفہ مولانا شیخ عبدالقادر صاحب
55 الفضل ۲۸ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
56 رجسٹر روایات صحابہ جلد ۷ صفحہ ۸۳
57 الفضل ۱۰ و ۱۷/اکتوبر ۱۹۶۹ء و رسالہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَت صفحہ ۱۶۔ مرتبہ میاں عبدالعظیم صاحب درویش قادیان پروپرائیٹر احمدیہ بک ڈپو قادیان دارالامان
58 فہرست صحابہ مسیح موعود علیہ السلام قادیان زیر نمبر ۱۵۹ مشمولہ ضمیمہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۴۳
59 رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۸ صفحہ ۱۰۴
60 الفضل ۲۳/اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
61 الفضل ۲۶/اگست ۱۹۷۱ء
62 فہرست صحابہ قادیان مرتبہ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی مشمولہ ضمیمہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ ۳۶ نمبر ۱۴
63 الفضل ۲ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ا
64 الحکم ۲۸/اپریل ۱۹۳۵ء صفحہ ۳
65 رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۷ صفحہ ۱۳۱
66 الفضل ۵ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ا
67 الفضل ۲۳ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۶
68 ریکارڈ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ
69 الفضل ۲۳ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵
70 الفضل ۲۳ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

71 فہرست اولاد مرتبہ سید جواد علی صاحب سابق مجاہد امریکہ
72 ریکارڈ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ
73 روزنامہ الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۷۰ صفحہ ۵ و ۱۷ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
74 الفضل ۳ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۸ ۔ الفضل ۱۷ نومبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
75 الفضل ۱۵ جنوری ۔ ۲۹ / اپریل ۔ ۴ جون ۱۹۶۹ء
76 الفضل ۲۹ / اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۵
77 اخبار بدر قادیان ۲۳ جنوری، ۶ فروری و ۸ مئی ۱۹۶۹ء
78 الفضل ۲۸ جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۶
79 الفضل ۳ / اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۴
80 الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۶
81 تابعین اصحاب احمد جلد ہشتم صفحہ ۹ تا ۱۴ مولفہ ملک صلاح الدین ایم اے طبع اوّل مارچ ۱۹۷۶ء ناشر احمدیہ بک ڈپو ربوہ
82 رپورٹ سالانہ یکم مئی ۱۹۳۵ء لغایت ۳۰ / اپریل ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۵۱-۱۵۲
83 الفضل ۴، ۵، ۱۳ فروری و ۵ جون ۱۹۶۹ء و رسالہ الفرقان ربوہ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۴۳
84 الفضل ۱۳ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۴
85 الفضل ۱۵ فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
86 الفضل ۱۸ فروری ۔ ۳۰ مارچ ۔ ۲۶ / اپریل ۔ ۲۳ مئی ۱۹۶۹ء
87 مصباح مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۱
88 الفضل ۴ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۸ ۔ مسل وصیت نمبر ۳۰۹۲ بہشتی مقبرہ ربوہ
89 ضمیمہ رسالہ ''انجام آتھم'' روحانی خزائن جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۳۲۵ فہرست ۳۱۳
90 الفضل ۴ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
91 الفضل ۲۵ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
92 الفضل ۱۶ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۶
93 رسالہ تحریک جدید حصہ انگریزی مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۶ ۔ الفضل ۲۸ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۴
94 الفضل ۲۸ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۴
95 الفضل ۱۲ ۔ ۲۲ اپریل ۔ ۲۰ ۔ ۲۵ مئی ۔ ۷ ۔ ۸ / اگست ۱۹۶۹ء
96 الفضل ۹ ۔ ۲۰ ۔ ۲۴ ۔ ۲۶ / اپریل ۔ ۳ مئی ۱۹۶۹ء ۔ رسالہ تحریک جدید مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۷ تا ۲۳
97 الفضل ۹ ۔ ۱۲ ۔ ۱۵ ۔ ۱۶ ۔ ۲۲ / اپریل ۔ ۲ ۔ ۴ ۔ ۶ ۔ ۹ ۔ ۱۰ ۔ ۱۱ ۔ ۲۱ مئی ۔ ۱۶ ۔ ۱۷ ۔ ۱۹ / اگست ۱۹۶۹ء
98 الفضل ۱۰ / اگست ۱۹۸۹ء صفحہ ۶ ۔ ۷

99 الفضل ۱۳/اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

100 الفضل ۱۰ مئی و ۲۸ جون ۱۹۶۹ء

101 اخبار بدر قادیان ۸ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۱

102 الفضل ۷ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

103 الفضل ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

104 الفضل ۴ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

105 الفضل ۲۵ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

106 الفضل ۲۹ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

107 الفضل ۲۹ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

108 لاہور تاریخ احمدیت صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵

109 الفضل ۲۳/اگست ۱۹۹۹ء صفحہ ۲

110 الفضل ۳۔۱۲۔۲۹ جون۔۱۴ ستمبر۔۱۲۔۱۴۔۱۶/اکتوبر ۱۹۶۹ء۔ کتاب ''تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین'' صفحہ ۹۵۔ بشارات رحمانیہ حصہ اول صفحہ ۱۱۴ تا ۱۲۲۔ طبع اوّل مرتبہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر مطبوعہ الہ بخش سٹیم پریس قادیان ۱۹۳۹ء

111 الفضل ۲۹ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

112 الفضل ۱۸ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۶

113 الفضل ۱۹ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

114 الفضل ۱۵، ۱۸ جون ۱۹۶۹ء

115 اخبار بدر قادیان ۱۹ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۲

116 الفضل ۲۸ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۶

117 وہ پھول جو مرجھا گئے صفحہ ۲۴۶۔۲۴۷

118 الفضل ۴ جولائی و ۲۳، ۲۵ نومبر ۱۹۶۹ء

119 الفضل یکم جولائی ۱۹۶۹ء

120 الفضل ۲۵ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۶، ۷

121 الفضل ۲۵ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۶

122 الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۶

123 الفضل یکم اگست۔۱۶۔۱۹ ستمبر ۱۹۶۹ء

124 الفضل ۲۱/اگست و ۲۰ ستمبر ۱۹۶۹ء

125 الفضل ۲، ۹، ۲۶ ستمبر ۱۹۶۹ء

126 الفضل ۵/ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵۔ و ۲۷ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵۔
127 الفضل ۷ استمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۷
128 الفضل ۱۶ و ۲۳ ستمبر و یکم اکتوبر ۱۹۶۹ء
129 الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۰۔ ریکارڈ شعبہ تاریخ احمدیت
130 الفضل ۳۰ ستمبر، ۵۔ ۱۱۔ ۲۸۔ ۳۰/ اکتوبر ۱۹۶۹ء
131 الفضل ۱۱/ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵
132 الفضل ۱۷/ اکتوبر و ۲ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵
133 الفضل ۱۲ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸ و ۲ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۵۔ تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۳۸۷-۳۸۶
134 الفضل ۲۹ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۶
135 الفضل ۱۸ و ۲۲ نومبر ۱۹۶۹ء
136 الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵
137 الفضل ۳ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
138 الفضل انٹرنیشنل ۲۶ دسمبر ۲۰۰۳ء
139 وہ پھول جو مرجھا گئے صفحہ ۲۴۸ تا ۲۵۰
140 وہ پھول جو مرجھا گئے صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۴
141 الفضل ۳۱ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
142 الفضل ۲۵ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
143 الفضل ۲۶ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
144 الفضل ۲۵ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۵
145 الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۶
146 الفضل ۱۴ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۰
147 الفضل ۱۴ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵۔ تاریخ احمدیت سرحد صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۸ مؤلفہ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی قاضی خیل ہوتی ضلع مردان امیر جماعت احمدیہ سرحد۔ اشاعت ۱۹۵۹ء

۱۹۶۹ء کے متفرق اہم واقعات

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں خوشی کی تقاریب

ولادت:

اس سال کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سیدنا حضرت مصلح موعود کے پہلے پڑپوتے کی ولادت ہوئی یعنی مرزا محمود احمد صاحب ابن مرزا مجیب احمد صاحب جو ۱۲ جنوری ۱۹۶۹ء کو پیدا ہوئے۔[1] اس کے علاوہ مندرجہ ذیل نفوس کا اضافہ ہوا۔

امۃ الحی منوّرہ صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب (ولادت ۹/اپریل ۱۹۶۹ء)[2]

مرزا نصیر احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب (ولادت ۱۰ جون ۱۹۶۹ء)[3]

مرزا بشیر الدین فخر احمد صاحب ابن ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب (ولادت ۳۰ جون ۱۹۶۹ء)[4]

درِثمین صاحبہ بنت ملک فاروق احمد صاحب کھوکھر (ولادت ۴ جولائی ۱۹۶۹ء)[5]

ملک بابر ظہیر احمد صاحب ابن میجر ملک شیر احمد صاحب (ولادت ۲۸ جولائی ۱۹۶۹ء)[6]

صائمہ صاحبہ بنت نوابزادہ مصطفیٰ احمد خان صاحب (ولادت ۲۷ جولائی ۱۹۶۹ء)[7]

مرزا نصر احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب (ولادت ۲۱/اگست ۱۹۶۹ء)[8]

امۃ الاعلیٰ نصرت صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (ولادت ۲۳ ستمبر ۱۹۶۹ء)[9]

امۃ المالک وردہ صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب (ولادت ۳/اکتوبر ۱۹۶۹ء)[10]

امۃ السمیع سمیرا احمد صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا شمیم احمد صاحب (ولادت ۲۸ نومبر ۱۹۶۹ء)[11]

سیّد خالد مقصود احمد صاحب ابن میر مسعود احمد صاحب (ولادت ۳۰ دسمبر ۱۹۶۹ء)[12]

احمدیوں کی نمایاں کامیابیاں اور اعزازات

اس سال سیرالیون کے احمدیہ سیکنڈری سکول بوؔ نے فٹ بال نیشنل چیمپیئن شپ جیت کر مسلمان سکولوں کی نیک نامی میں اضافہ کیا۔[13]

اسی طرح پاکستان میں ایک احمدی نوجوان ملک عبدالوحید خان صاحب جو تھرڈ ائیر مکینیکل

انجینئرنگ کے طالب علم تھے۔ ویسٹ پاکستان انجینئرنگ یونیورسٹی کے آٹھویں سالانہ کھیلوں کی چیمپیئن شپ میں بہترین کھلاڑی قرار دئے گئے۔ انہوں نے مختلف کھیلوں میں حصہ لیا اور چار میں اول پوزیشن اور انعامات حاصل کئے۔ انہیں یونیسکو کے پروفیسر ڈاکٹر ڈنکن سمتھ نے یونیسکو ٹرافی عطا کی۔ نیز آپ نے یونیورسٹی کے بہترین کھلاڑی کی ٹرافی حاصل کی۔[14]

علمی میدان میں یہ سال احمدی نوجوانوں کی علمی برتری اور غیر معمولی علمی کامیابیوں اور کامرانیوں کا پیغام لے کر آیا۔ انہیں قومی اعزاز سے نوازا گیا اور دنیا کی مختلف یونیورسٹیوں سے مختلف علوم سے متعلق نہایت اعزاز کے ساتھ اعلیٰ ڈگریاں حاصل کیں۔ کئی احمدی یونیورسٹیوں کے امتحانات میں اول یا دوم رہے اور کئی احمدی تعلیمی اداروں کے نتائج سو فیصد رہے۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالمنان خان صاحب (ابن الحاج ملک عبدالمالک صاحب آف لاہور) نے امریکہ کی سائنس اور ٹیکنالوجی کی مشہور یونیورسٹیوں ایم۔ آئی۔ ٹی بوسٹن اور پرڈیو سٹیٹ یونیورسٹی انڈیانا سے ایم۔ ایس۔ سی اور پی۔ ایچ۔ ڈی نیوکلیئر انجینئرنگ کی ڈگریاں حاصل کیں۔[15]

احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن کے ایک طالب علم نے جی سی ای کے امتحان میں مغربی افریقہ میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔[16]

محمد عقیل صاحب اطہر ولد ڈاکٹر محمد زبیر صاحب لکھنوی نے لندن یونیورسٹی سے اینٹی بائیٹک میں پی۔ ایچ۔ ڈی کا امتحان پاس کیا۔ پاکستان میں اس مضمون کے آپ پہلے پی۔ ایچ۔ ڈی ہیں۔[17]

مربی سلسلہ گیانی واحد حسین صاحب کے صاحبزادہ مرزا محی الدین صاحب سینئر سائنٹیفک آفیسر پاکستان اٹامک انرجی کمیشن نے البرٹا یونیورسٹی کینیڈا سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔[18]

جناب منظور احمد صاحب قریشی کے فرزند ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی پونے آٹھ سال انگلینڈ میں مقیم رہے اور وہاں سے ایم۔ آر۔ سی۔ پی اور ڈی۔ سی۔ ایچ کا امتحان پاس کیا اور واپس پاکستان آ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ہدایت پر فضل عمر ہسپتال ربوہ میں طبّی خدمات بجالانے لگے۔[19]

الحاج ڈاکٹر غلام اللہ خان صاحب ڈائریکٹر ریسرچ پاکستان فاریسٹ انسٹی ٹیوٹ پشاور کو صدرِ پاکستان محمد یحییٰ خان کی طرف سے تمغۂ قائداعظم کا اعزاز عطا کیا گیا۔ یہ اعزاز ان کو پھلدار درختوں اور جنگلوں کو نقصان پہنچانے والے حشرات الارض کی روک تھام کے سلسلہ میں ریسرچ اور اعلیٰ کارکردگی کے صلہ میں دیا گیا۔[20]

ڈائریکٹر آف ایجوکیشن راولپنڈی ریجن کی طرف سے جامعہ نصرت سے ۱۹۶۸ء میں بی۔اے کا امتحان دینے والی مندرجہ ذیل طالبات کو گورنمنٹ سکالرشپ کا حقدار قرار دیا گیا۔نصرت تنویر صاحبہ، امینہ بیگم صاحبہ،شاہدہ نجمہ صاحبہ،فرحت احمد صاحبہ،ریحانہ سعید صاحبہ،شمیم اختر صاحبہ۔[21]

صبیحہ فرزانہ شمسی صاحبہ بنت ماسٹر خادم حسین صاحب مڈل سٹینڈرڈ کے امتحان میں ضلع تھرپارکر سے لڑکیوں میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔[22]

لطف الرحمٰن صاحب ابن جناب عبدالرحمٰن صاحب صابر جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گوجرانوالہ نے دسویں کا امتحان بحالتِ بیماری دیا لیکن محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ احمدی نوجوان اپنے سکول میں اوّل اور ضلع میں دوم آیا۔[23]

عبدالکریم صاحب زاہد ابن صوبیدار رحیم بخش صاحب زیروی پشاور کینٹ نے پشاور یونیورسٹی سے ایم۔ایس۔سی ریاضی کا امتحان نمایاں کامیابی کے ساتھ پاس کیا اور یونیورسٹی میں سیکنڈ آئے۔[24]

عبدالرشید صاحب ابن ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب راولپنڈی اس سال ثانوی تعلیمی بورڈ سرگودھا کے انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں اوّل آئے۔نیز ایف ایس سی پری میڈیکل گروپ میں ایک اور احمدی نوجوان عزیزم منیر احمد صاحب سہیل ابن چوہدری محمد دین صاحب انور نے بورڈ میں دوسری اور گورنمنٹ کالج سرگودھا میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

خلیل محمود صاحب ابن اے۔آر سلیم صاحب بی اے۔ایل ایل بی سیکشن آفیسر (گورنمنٹ آف پاکستان کراچی) ثانوی تعلیمی بورڈ کراچی کے ایف ایس سی کے امتحان میں اوّل رہے۔[25]

کلیۃ الطب بالجامعۃ الاحمدیہ ربوہ کے ایک ہونہار طالب علم فارقلیط احمد صاحب نے بورڈ آف یونانی اینڈ آیورویدک سسٹم آف میڈیسن پاکستان میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔[26]

مرزا ناصر احمد صاحب ابن مرزا آفتاب احمد صاحب نے پشاور یونیورسٹی میں بی ایس سی آنرز (ایگریکلچر) کا امتحان اعلیٰ فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور یونیورسٹی بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے کے علاوہ اپنے خاص مضمون فوڈ ٹیکنالوجی میں فرسٹ ڈویژن کا اعزاز حاصل کیا۔[27]

تعلیم الاسلام مڈل سکول کھاریاں، کلیۃ الطب بالجامعۃ الاحمدیہ اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ ایم۔اے عربی کے نتائج سو فیصد رہے۔مؤخر الذکر مرکزی ادارہ کی دو طالبات امۃ الباسط شریف صاحبہ بنت چوہدری محمد شریف صاحب مجاہد گیمبیا اور امۃ الرفیق صاحبہ بنت قریشی فضل حق صاحب گولبازار

ربوہ پنجاب یونیورسٹی کے امتحان ایم۔اے عربی میں بالترتیب دوئم اور سوئم رہیں۔ نیز حلیمہ زاہدہ صاحبہ اور امۃ الرؤف صاحب نے یونیورسٹی میں چھٹی اور ساتویں پوزیشن حاصل کی۔[28] یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ۱۹۶۹ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی سات طالبات ایم۔اے عربی کے امتحان میں شریک ہوئیں۔ سبھی نہ صرف پاس ہوئیں بلکہ مذکورہ بالا چار پوزیشنیں بھی حاصل کیں۔

مسجد خضر سلطانہ کی تعمیر

سیّدہ خضر سلطانہ صاحبہ (وفات ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء) بیوہ محمد یونس صاحبہ دہلوی نے ایک قطعہ واقع محلّہ دارالرحمت وسطی ربوہ مسجد کی تعمیر کے لئے وقف کیا تھا۔ اس سال یہاں مسجدِ خضر سلطانہ تعمیر ہوئی جس کا سنگ بنیاد حضرت سیّدہ امّ متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے ۱۹ جنوری ۱۹۶۹ء کو بعد نماز عصر رکھا۔[29] لیڈی ڈاکٹر سعیدہ اختر صاحبہ آف کراچی (بنت حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔اے مہر سنگھ) حج بیت اللہ کے بعد میدانِ عرفات اور صفا و مروہ کے دو ٹکڑے پتھر کے بطور تبرّک ساتھ لائی تھیں اس نیت کے ساتھ کہ خدا کے کسی گھر میں نصب کروں گی۔ چنانچہ مسجد خضر سلطانہ کے اندرونی پلستر کے دوران ۴ جولائی ۱۹۶۹ء کو ایک پتھر مولوی محمد صدیق صاحب صدر عمومی نے محراب میں اور دوسرا ملک محمد شفیع صاحب نوشہروی صدر محلّہ دارالرحمت وسطی نے نصب کیا۔[30] خدا کے اس گھر کی تعمیر مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور سابق اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح کی نگرانی میں پایۂ تکمیل تک پہنچی۔

قادیان میں یوم جمہوریت

۲۶ جنوری ۱۹۶۹ء کو بھارت کا قومی تہوار یومِ جمہوریت تھا۔ جو ملک بھر میں منایا گیا۔ قادیان دارالامان میں بھی یہ تقریب منائی گئی۔ جس میں دیگر شہریوں کے علاوہ باقاعدہ تنظیم سے اور اپنی سابقہ روایات کے مطابق درویشانِ قادیان کی کثیر تعداد نے اس میں شرکت کی جن میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان خاص طور پر قابل ذکر تھے۔ جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی گئی تو تمام حاضرین اس کے اعزاز میں کھڑے رہے۔ دو احمدی بچوں نے اس موقعہ کے مناسبِ حال نظمیں سنائیں۔ متعدد مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور شاعروں نے نظمیں پیش کیں۔ آخر میں صدرِ جلسہ سردار ستنام سنگھ صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں بتایا کہ سب بھارتیوں کی کوششوں ہی سے ملک کی ترقی ممکن ہے۔[31]

مسجد احمدیہ شیموگہ کا افتتاح

۳۱ جنوری ۱۹۶۹ء کو مولوی حکیم محمد دین صاحب انچارج مبلّغ نے شیموگہ (میسور سٹیٹ بھارت) کی مسجد احمدیہ کا دعاؤں کے ساتھ افتتاح کیا۔ان دنوں سیّد مدار صاحب جماعت احمدیہ شیموگہ کے پریذیڈنٹ تھے۔[32]

وقار عمل کی ایک دلچسپ رپورٹ

پرائمری گرلز سکول چک نمبر ۸۶ ضلع سرگودہا کو مڈل سکول میں تبدیل کرنے کے لئے دو مزید کمروں کی ضرورت تھی۔مگر فنڈ کی کمی کی وجہ سے کمروں کے اندر بھرتی نہیں ڈالی جاسکتی تھی۔اس مشکل کو دیکھتے ہوئے چوہدری غلام رسول صاحب نگران حلقہ نے مقامی یونین کونسل کے چیئرمین اور معزز زمینداروں کو بتایا کہ اگر وہ پسند کریں تو ہم وقار عمل کے ذریعہ یہ کام مفت کر سکتے ہیں۔انہوں نے پیشکش کو نہایت خوشی سے قبول کیا۔لہٰذا چوہدری غلام رسول صاحب نگران حلقہ نے ان کو بتایا کہ ہم ۲۳ فروری بروز اتوار وقار عمل منائیں گے۔

اس بابرکت وقار عمل کے شروع ہونے سے قبل ہی نیک نتائج پیدا ہونے شروع ہو گئے۔جب گاؤں کے لوگوں کو علم ہوا کہ وقار عمل میں شامل ہونے کے لئے سرگودہا اور ربوہ سے بھی احمدی آرہے ہیں تو ان میں سے ایک نے ان لڑکوں کو جنہوں نے دیواروں پر مرزائی کافر لکھا ہوا تھا۔مٹا ڈالنے کے لئے کہا اور ان کو سمجھایا کہ یہ بہت بری بات ہوگی کہ وہ یہاں آکر ہمارے کام کریں۔اور ہم ان کے خلاف لکھ لکھ کر دیواریں بھر دیں لہٰذا وہ الفاظ مٹا دیئے گئے۔اس میں حلقہ چک نمبر ۸۶ جنوبی کی چار مجالس یعنی ۸۶،۳۵، ۸۱ اور ۳۳ جنوبی کے ۲۱ خدام، ۱۰/اطفال اور ۶/انصار شامل ہوئے۔اس کے علاوہ غیر از جماعت احباب میں سے چوہدری محمد اکرم صاحب ایل ایل بی چیئرمین اور چوہدری ریاض احمد صاحب ممبر یونین کونسل نمبر ۹۴ بھی اس وقار عمل میں شریک ہوئے کل حاضری ۳۴ تھی۔یہ وقار عمل ساڑھے تین گھنٹے تک جاری رہا۔

وقار عمل کے اختتام پر قائد ضلع سرگودہا نے تمام حاضرین کے سامنے جن میں غیر از جماعت احباب بھی شامل تھے حضرت مصلح موعود کے ارشادات کی روشنی میں وقار عمل کی ضرورت واہمیت اور فوائد پر مختصر تقریر کی۔آخر پر محمد حسین صاحب پریذیڈنٹ چک نمبر ۸۶ جنوبی نے دعا کرائی۔[33]

ربوہ کے ڈاکٹرز کے متعلق ایک خبر

اس سال کے ابتداء میں پاکستان میں ملک گیر ہڑتالوں کا سلسلہ تشویشناک صورت اختیار کر گیا۔ لیکن مرکز احمدیت ربوہ نے اپنی امتیازی اور منفرد شان برقرار رکھی اور اس کے کسی شہری نے ان ہنگاموں میں حصہ نہیں لیا اور وہ برابر تعمیر وطن میں مصروفِ عمل رہے۔ چنانچہ روزنامہ ''مشرق'' نے یہ خبر شائع کی:۔

''ربوہ کے ڈاکٹروں نے ہڑتال نہیں کی

ربوہ ۵ مارچ (نامہ نگار) ربوہ غالباً مغربی پاکستان میں واحد شہر ہے جہاں کے ڈاکٹر ملک گیر ہڑتال میں شریک نہیں ہوئے اور باقاعدہ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ مقامی تعلیمی ادارے بدستور کھلے ہیں اور ان میں سالانہ امتحان شروع ہو گئے ہیں۔ مقامی ڈاک خانہ کے ملازمین بھی ہڑتال میں شریک نہیں ہوئے''۔[34]

۱۹۶۹ء کے احمدی حجاج

نظارت اصلاح وارشاد کے ریکارڈ کے مطابق سال ۱۹۶۹ء میں مندرجہ ذیل احمدی احباب کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

ا۔قریشی محمد اقبال صاحب (گوجرانوالہ) ۲۔محمد ہاشم خان صاحب (اردن) ۳۔مبارک احمد صاحب مع خاندان (عراق) ۴۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب (راولپنڈی) ۵۔ میاں مبارک احمد صاحب مع اہلیہ (لائلپور) ۶۔ کے پی اَسوّ صاحب (کالی کٹ کیرالہ) ۷۔ کے احمد کنجی صاحب (کالی کٹ کیرالہ) ۸۔ ایم اے محمد صاحب (کالی کٹ کیرالہ) ۹۔ اُنی معین صاحب (کالی کٹ کیرالہ) ۱۰۔احمد توفیق صاحب بنگالی (مشرقی پاکستان) ۱۱۔ڈاکٹر بشیر احمد صاحب (مشرقی افریقہ) ۱۲۔نوابزادہ چوہدری محمد سعید صاحب (حیدرآباد) ۱۳۔عزیزہ بیگم صاحبہ (حیدرآباد) ۱۴۔عبدالرحمٰن صاحب اختر (شیخوپورہ) ۱۵۔امینہ خاتون صاحبہ (شیخوپورہ) ۱۶۔ چوہدری محمود احمد صاحب (لاہور) ۱۷۔مرزا عمر الدین صاحب (نارووال) ۱۸۔ زینب بی بی صاحبہ (نارووال) ۱۹۔ مرزا معظم بیگ صاحب مع اہلیہ وبچگان (کوئٹہ) ۲۰۔ چوہدری شہاب الدین صاحب (شیخوپورہ) ۲۱۔سردار بی بی

صاحبہ(شیخوپورہ)۲۲۔مرزا عبدالوحید بیگ صاحب(کراچی)۲۳۔حفیظ بیگم صاحبہ(کراچی)۲۴۔ چوہدری اعظم علی صاحب(لاہور)۲۵۔سید ادیب الدین صاحب(کراچی)۲۶۔راجہ نصراللہ خان صاحب(ڈلوال ضلع جہلم)۲۷۔ایک ڈچ مسلمان خاتون(ہالینڈ)۲۸۔Ali Seray (سیرالیون)۲۹۔محمد یوسف صاحب مع اہلیہ(کوالالمپور)۳۰۔ڈاکٹر احمد دھلان صاحب (جکارتہ)۳۱۔عبدالحی صاحب بٹ(یوگنڈا)۳۲۔چوہدری رحمت علی صاحب(گوکھووال ضلع لائلپور)۳۳۔عبدالسمیع صاحب(لائلپور)۳۴تا ۳۶۔تین ہمشیرگان مبارک احمد صاحب (لائلپور)۳۷۔ضیاء اللہ صاحب مع اہلیہ(چک ۸۸ضلع لائلپور)۳۸۔مبارک احمد صاحب(چک ۸۸ضلع لائلپور)۳۹۔ولی محمد صاحب(جھنگ مگھیانہ)۴۰۔ڈاکٹر عزیز احمد صاحب(ایڈنبرا سکاٹ لینڈ)۴۱۔زہرہ فاطمہ صاحبہ(گوجرہ)۴۲۔خورشید احمد صاحب(گوجرہ)۴۳۔اقبال بیگم صاحبہ (گوجرہ)۴۴۔بولید بن طالب صاحب(سنگاپور)۴۵۔فاطمہ بنت مپوزی صاحبہ(سنگاپور)۴۶۔ سید احمد صاحب(سنگاپور) 35

احمدیہ محلّہ قادیان میں وزیراعلیٰ پنجاب کی آمد

۲۳مارچ ۱۹۶۹ء کو آنریبل چیف منسٹر پنجاب سردار گورنام سنگھ صاحب احمدیہ محلّہ قادیان میں تشریف لائے۔آپ کے ہمراہ دیگر سرکاری افسران کے علاوہ جنرل راجندر صاحب سپیرو اور سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل اے بھی تھے۔احمدیہ چوک میں آپ کا پُر جوش نعروں سے استقبال کیا گیا۔صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قائمقام ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے معزز مہمان سے مصافحہ کیا اور ہار پہنائے۔آپ کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے تمام ممبران نے بھی مصافحہ کیا اور ہار پہنائے۔ بعد ازاں تمام معزز مہمان مہمان خانہ میں تشریف لے گئے۔جہاں مشروب اور مٹھائی سے تمام مہمانوں کی تواضع کی گئی۔اس موقعہ پر آنریبل چیف منسٹر صاحب نے جماعت احمدیہ کے ایک نمائندہ وفد سے علیحدگی میں بھی ملاقات کی جس کے دوران صاحبزادہ صاحب نے انہیں قرآن کریم اور دیگر دینی لٹریچر پیش کیا۔36

جامعہ احمدیہ کے سالانہ تقریری مقابلے

جامعہ احمدیہ ربوہ کے سالانہ تقریری مقابلے اردو،انگریزی،اور عربی تینوں زبانوں میں

بالترتیب ۲۴، ۲۵ اور ۲۶ مارچ کو منعقد ہوئے۔ آخری روز مقابلوں کے اختتام پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے تشریف لا کر طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے۔[37]

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا ایک خصوصی اجلاس

۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء کو بزم سیاسیات تعلیم الاسلام کالج کے زیر انتظام ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس کی خبر روزنامہ ''امروز'' ۲۹ مارچ ۱۹۶۹ء نے درج ذیل الفاظ میں دی:۔

''اسلامی احکام پر عمل کئے بغیر اسلام کا اقتصادی نظام قائم نہیں ہوسکتا

ربوہ ۲۸ مارچ۔ممتاز عالم مولانا دوست محمد شاہد نے کہا ہے کہ احکام خداوندی پر عمل پیرا ہو کر ہی دنیا میں صحیح اقتصادی نظام قائم ہوسکتا ہے۔ مولانا گزشتہ روز بزم سیاسیات تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ایک اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے مزید کہا کہ اسلامی اقتصادی نظام کا ایک نقشہ خلافت راشدہ کے وقت دنیا میں اپنی برکات ظاہر کر چکا ہے۔ اسلامی دنیا کی تمام مشکلات کا حل قرآن مجید کے اصولوں کو اپنانے میں مضمر ہے۔ آپ نے کہا کہ قرآن مجید کے مطابق وہی شخص معزز ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا کرے۔ صرف دولت کے لحاظ سے کوئی شخص معزز نہیں قرار پا سکتا''۔[38]

سفیر سعودی عرب کو قرآن مجید انگریزی کا بیش قیمت تحفہ

ہز ایکسیلنسی انس یوسف یٰسین سفیر سعودی عربیہ (برائے ہند) کے اعزاز میں انڈو عرب ایسوسی ایشن حیدر آباد نے ۶/ اپریل ۱۹۶۹ء کو ایک تقریب کا اہتمام کیا۔ جس میں حیدر آباد کے ممتاز شہریوں کی کثیر تعداد شریک تھی۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ حیدر آباد کے ایک بزرگ قاضی جناب احمد حسین صاحب جماعت کے نمائندہ کی حیثیت سے مدعو تھے۔ جنہوں نے قرآن کریم انگریزی کا ایک نسخہ اور دیگر انگریزی کتب کا ایک خوبصورت پیکنگ آنریبل سفیر صاحب کو پیش کیا جسے انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول فرمایا۔ دوسرے روز مقامی اخبارات نے اس خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا۔[39]

صدر جمہوریہ ہند کا انتقال اور قادیان میں تعزیتی جلسہ

۳ مئی ۱۹۶۹ء کو صدر جمہوریہ ہند جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب دلّی میں صبح گیارہ بج کر بیس منٹ پر انتقال کر گئے جونہی یہ افسوسناک خبر آل انڈیا ریڈیو سے نشر ہوئی ملک بھر میں گہرے رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل کے حکم سے

اسی وقت انجمن کے جملہ ادارے بند کر دیئے گئے اور اگلے روز ۴مئی کو بھی بند رہنے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس سلسلے میں میونسپل کمیٹی قادیان کے زیر اہتمام ۷ بجے شام ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں درویشانِ قادیان بھاری تعداد میں شامل ہوئے۔جلسہ میں متفقہ طور پر تعزیتی قرارداد پاس کی گئی جس کی پُر زور تائید جماعت احمدیہ کے نمائندہ کی حیثیت سے حکیم بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان نے کی۔ نیز گیانی عبداللطیف صاحب نے اپنی مختصر مگر جامع تقریر میں اس المناک سانحہ پر جماعت احمدیہ کی طرف سے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور مرحوم صدر کی شاندار قومی اور ملکی خدمات پر مفصّل روشنی ڈالی۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان اخبار ''بدر'' نے ۸مئی ۱۹۶۹ء کے صفحہ اوّل پر صدر جمہوریہ ہند کے انتقال پر مفصّل خبر سپرد اشاعت کی اور ان کی عظیم الشان قومی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ 40

تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں ماہرین تعلیم کی آمد

۴مئی ۱۹۶۹ء کو پاکستان کے دو مشہور ماہرینِ تعلیم جناب ڈاکٹر ایل ایم چاولہ صاحب پرنسپل سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور اور ڈاکٹر سید نذیر احمد شاہ صاحب سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور تعلیم الاسلام انٹرمیڈیٹ کالج گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں تشریف لائے۔وہ کالج کی منظوری کے سلسلہ میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کی ہدایات کے ماتحت آئے تھے۔انہوں نے کالج بلڈنگ،طلباء کی اقامت گاہ (ہوسٹل)، سٹاف کے رہائشی کوارٹرز، لائبریری اور کالج گراؤنڈ کا نہایت دلچسپی سے معاینہ کیا۔تعلیم الاسلام ہائی سکول کو بھی دیکھا اور اس پسماندہ علاقہ میں کالج کے ارباب حل وعقد کی مساعی کو سراہا نیز اپنے قیمتی خیالات سے لیکچرار صاحبان اور طلبہ کو نوازا۔41

کالی کٹ انڈیا میں تبلیغی نمائش

جماعتہائے احمدیہ کیرالہ (جنوبی ہند) کے زیر اہتمام ۶مئی سے ۱۱مئی ۱۹۶۹ء تک کالی کٹ کے ٹاؤن ہال میں ایک عظیم الشان تبلیغی نمائش منعقد ہوئی جس کا افتتاح مسٹر سن کرن نرائن میئر کالی کٹ نے فرمایا اور اپنی افتتاحی تقریر میں جماعت احمدیہ کی عالمی تبلیغی سرگرمیوں اور غیر معمولی کامیابیوں کا تذکرہ فرمایا اور بتایا کہ قدیم زمانہ میں مذہب کے نام پر جنگیں ہوا کرتی تھیں لیکن اب تقریروں، تحریروں اور اس قسم کی نمائشوں کا زمانہ ہے اور جماعت احمدیہ اپنے نظریات وعقائد کی اشاعت کیلئے ان ذرائع کو خوب استعمال کرتی ہے۔

یہ نمائش اپنے علاقے میں اپنی طرز کی ایک انوکھی نمائش تھی جس میں نہایت قرینہ اور سلیقہ کے ساتھ بہتر ۷۲ مختلف قطعات بہت خوبصورت اور جاذبِ نظر لکھائی میں آویزاں تھے۔ علاوہ ازیں اسے بہت سی تصاویر سے مزیّن کیا گیا جن سے جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی دین کی خدمت کی عکاسی ہوتی تھی۔ نمائش میں جماعت احمدیہ کا مختلف زبانوں پر مشتمل لٹریچر قرآن کریم کے تراجم، مختلف زبانوں کی کتب اور اکنافِ عالم سے شائع ہونے والے جرائد ورسائل بھی رکھے گئے تھے۔

۹ مئی کو نمائش ہال میں ایک پریس کانفرنس ہوئی جس میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کی تفصیلات پر روشنی ڈالی گئی۔ کانفرنس کی نمائندگی مکرم مولوی ابوالوفا صاحب مبلّغ انچارج کیرالہ نے کی۔ اس نمائش اور پریس کانفرنس کا ذکر کیرالہ کے سرکردہ اخباروں نے نمایاں طور پر شائع کیا اور جماعت احمدیہ کی عالمگیر تبلیغی سرگرمیوں کو سراہا۔ نمائش دیکھنے والوں کی آراء معلوم کرنے کیلئے نمائش ہال کے دونوں دروازوں کے پاس ایک ایک Visitor's Book رکھی گئی تھی۔ ان ہردو Books میں مالایالم، تامل، اردو، انگریزی، عربی، گجراتی اور ہندی زبانوں میں ناظرین نے اپنی قیمتی آراء تحریر فرمائیں۔ بعضوں نے لکھا کہ نمائش دیکھنے کے بعد تحریکِ احمدیت کے بارے میں دل میں عزت و احترام کے جذبات پیدا ہوئے اور احمدیت کے متعلق کئی شکوک رفع ہوگئے۔ بعض نے لکھا کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے سورۃ تکویر پیشگوئیوں کی عملی تصویر دیکھی اور دجال و یاجوج و ماجوج کی حقیقت و اصلیت کا علم ہوا۔ بعض نے لکھا کہ واقعی احمدیہ جماعت اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا دوسرا نام ہے۔ نمائش نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اسلام کی حقیقت اور اس کی سچائی دنیا میں روزِ روشن کی طرح صرف جماعت احمدیہ ہی پیش کرسکتی ہے۔

ہندوؤں، عیسائیوں اور مسلمانوں نے اپنی آراء میں خوب تعریفی کلمات لکھے۔ بعض ملاحظہ ہوں:۔

(۱) پی۔ ایم محمد صاحب

میری عمر اب ۵۵ سال ہے۔ میں نے اپنی ساری زندگی میں اتنی اچھی علمی نمائش نہیں دیکھی۔ اس کی ترتیب دینے والوں کی خدمت میں میں محبت وعقیدت کے پھول نچھاور کررہا ہوں۔

(۲) عبداللہ صاحب ولا پٹنم:۔

میں نے مسلسل تین روز تک روزانہ ایک ایک گھنٹہ نمائش کا تفصیلی جائزہ لیا۔ جس طرح مذاہب عالم کے درمیان اسلام مختلف غلط فہمیوں کا شکار ہے اسی طرح اسلامی سلسلوں میں جماعت احمدیہ کو بھی

غلط رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ٹاؤن ہال میں منعقدہ اس نمائش کا چارٹران غلط فہمیوں پر ایک کاری ضرب ہے۔ نہایت خوبصورتی، سجاوٹ اور قرینہ وترتیب کے ساتھ لگائی گئی نمائش اپنوں اور غیروں کی مبارکباد قبول کر رہی ہے۔

(۳) ڈاکٹر ستیش ۔کینا نور:۔

مجھے اسلام کی خوبی اور فضیلت دیکھنے کا آج ہی موقعہ ملا ہے۔ میں احمدیہ جماعت کا شکر گزار ہوں جس نے اس کے لئے راہ ہموار کر دی۔

(۴) ایک ہندو سکالر:۔

کیرالہ میں اس قسم کی نمائش پہلی دفعہ دیکھنے میں آئی ہے۔ یہ نمائش اسلام کی ترقی کا ایک سنگِ میل ہے۔ احمدیہ جماعت کے بارے میں آنکھیں بند کر کے اعتراض کرنے والوں کیلئے نمائش ایک کاری ضرب ہے۔

الغرض یہ نمائش اپنے ظاہری حُسن وخوبی اور خوبصورتی کے علاوہ ایک ٹھوس اور معلوماتی کارنامہ تھا۔ جو جماعت احمدیہ کالی کٹ کے نوجوانوں نے سرانجام دیا۔[42]

ایک درویشِ قادیان کی آل انڈیا ریڈیو جالندھر سے تقریر

۱۶ مئی ۱۹۶۹ء کو گیانی عبداللطیف صاحب درویشِ قادیان کی ایک تقریر پنجابی زبان میں آل انڈیا ریڈیو جالندھر سے نشر کی گئی۔ جس کا عنوان تھا ''وقت کی پابندی قرآن اور حدیث کی روشنی میں''۔[43]

ربوہ میں سیرت النبی ﷺ کا عظیم الشان جلسہ

۲۹ مئی ۱۹۶۹ء کو لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام مسجد مبارک میں محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کی زیر صدارت سیرت النبی ﷺ کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں علمائے سلسلہ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیات طیبہ اور سیرت مقدسہ پر ایمان افروز تقاریر کے دوران حضور ﷺ کے انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ نیز بعض اصحاب نے آنحضور ﷺ کی شان اقدس میں حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام کا عربی اردو کلام سنانے کے علاوہ متعدد شعراء نے اپنا نعتیہ کلام پیش کر کے آنحضور ﷺ کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔[44]

تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں سے ڈپٹی کمشنر ضلع سیالکوٹ کا خطاب

۱۴ جون ۱۹۶۹ء کو تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں تقسیم انعامات اور سالِ دوم کے طلبہ کی الوداعی تقریب تھی۔ اس موقع پر میاں اصغر علی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سیالکوٹ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اس علاقہ میں جن لوگوں نے یہ اعلیٰ اور عمدہ ادارہ قائم کیا ہے وہ قابل صد مبارکباد ہیں۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی ہے کیونکہ اسلام تعلیم کی اہمیت پر بہت زور دیتا ہے۔ آپ نے طلباء کو نصیحت کی کہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ محنت اور خلوص سے کام کریں۔ آج تو مسلمان آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں میں جا کر تعلیم حاصل کرنا فخر سمجھتے ہیں لیکن ایک زمانہ وہ تھا کہ بادشاہوں کے بیٹے قرطبہ کی مسلم یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنا موجب فخر سمجھتے تھے۔ آپ نے اس علاقہ کے لوگوں پر بھی واضح کیا کہ اس کالج کا یہاں کھلنا ساری قوم پر احسان ہے اور اس ادارہ کی ہر ممکن مدد نہ کرنا اور یہاں اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے نہ بھیجنا ناشکر گزاری ہوگی۔[45]

ڈاکٹر حمید الدین صاحب کا فکر انگیز خطبہ اسناد

۲۹ جون ۱۹۶۹ء کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد وانعامات منعقد ہوا۔ اس سادہ اور پُر وقار تقریب میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے چیئرمین جناب ڈاکٹر حمید الدین صاحب نے ایک پُر مغز خطبۂ اسناد ارشاد فرمایا اور بتایا کہ طلباء قوم کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہیں اور قوم کے مستقبل کا دارومدار انہی پر ہے۔ اگر ہمارے طلباء خلوص وصداقت اور جائز استحقاق کے اوصاف سے پورے طور پر متصف ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو دنیا کی عظیم طاقتوں میں شمار ہونے سے روک نہیں سکتی۔ اس کے ساتھ ہی طلباء کی خود فریبی، فریب کاری اور بلا استحقاق حصول کامیابی کے خطرناک رجحان پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم مذہب کے معاملات میں بھی تصنع اور فریب سے باز نہیں آتے۔ ہمارے اکثر نوجوان اس مرض کا شکار ہیں بجائے اس کے کہ وہ دیانتداری کے ساتھ اسلام قبول کریں یا اس کا انکار کریں وہ منہ سے تو اس کا اقرار کرتے ہیں لیکن اپنی زندگی کے کسی میدان میں اس کے اصولوں کو اپنانا پسند نہیں کرتے اور اس کے باوجود ہمارے اکثر نوجوان ظاہرداری کا لباس اوڑھے پھرتے ہیں۔ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور بھول کر بھی وہ کام نہیں کرتے جو ایک سچے مسلمان کو کرنے چاہئیں۔

اس تلخ حقیقت کے اسباب وعوامل کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد آپ نے فرمایا کہ جہاں تک آپ کا تعلق ہے جو یہاں میرے سامنے اس ہال میں تشریف فرما ہیں میں آپ کے نظم وضبط اور اخلاق کا بہت مداح ہوں۔ مجھے آپ لوگوں کو بڑے قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ علمی میدان میں بھی اور کھیل کے میدان میں بھی۔ جہاں میں آپ کو آپ کی علمی ترقیات پر اور کھیل کے میدان میں ٹھوس کامیابیاں حاصل کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ وہاں میں اس سے بڑھ کر آپ کو آپ کے نظم وضبط، آپ کے سلیقہ اور آپ کے صبر وتحمل پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ نے مسلسل عملی مشکلات کے باوجود کبھی حوصلہ نہیں ہارا۔ آپ اپنے نتائج پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں اور اپنی مختلف انجمنوں یعنی کالج یونین، مجلس ارشاد، مجلسِ عربی، بزمِ اردو، سائنس سوسائٹی، مجلسِ ریاضی، بزمِ شماریات، بزمِ سیاسیات، بزمِ تاریخ، بزمِ فارسی اور مجلس اقتصادیات کی شاندار کارکردگی پر بھی۔[46]

پنجاب میں جنت۔ احمدیہ محلہ قادیان

پارٹیشن کے بعد جب کہ پنجاب کے تمام شہر مسلمانوں سے خالی ہو گئے تھے اس وقت محض اللہ کے فضل سے قادیان کی مقدس بستی ایک فعال اور منظّم مرکز کی حیثیت سے برقرار رہی۔ اس دوران قرب وجوار کے ہزاروں بااثر مسلم اور غیر مسلم احباب قادیان آتے تا کہ جماعت احمدیہ سے متعارف ہوں اور اس کے دائمی مرکز کو بچشم خود دیکھ سکیں۔ اس قسم کے زائرین نے مختلف مواقع پر جماعت احمدیہ اور اس کے مرکز کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ درج ذیل مضمون بھی اسی نوعیت کے ایک پنجابی مضمون ”پنجاب وچ جنت“ کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ مضمون ڈاکٹر گیان سنگھ مسکین پردھان پنجابی سبھا ترسکا امرتسر نے لکھا کہ

”مغل خاندان کے بادشاہ جہانگیر نے اپنی کتاب ”تزک جہانگیری“ میں لکھا ہے کہ کشمیر کے خوبصورت اور دل کو موہ لینے والے خطہ کو آسمان سے نازل شدہ جنت کا خطاب دیا گیا ہے۔ جس نے بھی ایک بار اس جنت کو دیکھا اس کا دل ہر سال ہی اسکو دیکھنے کے لئے بیتاب رہتا ہے۔ لیکن اگر آپ نے اس جنت (یعنی کشمیر) کے دیدار ابھی تک اپنی گھریلو مصروفیات کے باعث نہ کئے ہوں تو ترسکے سے تیس چالیس میل کی دوری پر آسمان سے اتری ہوئی جنت کو دیکھ سکتے ہیں اور وہ ہے قادیان۔ مجھے ایک روز اس خوبصورت جنت کو دیکھنے کا موقع میسر آیا۔ میں ترسکہ سے ہرگوبند پورہ اور ہر چووال

ہوتا ہوا فردوس نما قصبہ قادیان میں پہنچا۔بس سے اتر کر میں ایک فوٹو گرافر کی دوکان پر کھڑا ہو گیا جس کا مالک ہندو تھا۔میں نے اس سے دریافت کیا کہ بابو جی! احمدیہ جماعت کا دفتر کہاں ہے؟ اس نے جھٹ بہت ہی پیار سے سڑک پر کھڑے ہو کر کہا کہ یہ بازار سیدھا احمدیہ چوک کو جائے گا۔میں اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چل پڑا۔راستہ میں مجھے ایک سکھ دوست ملے۔میں نے انہیں ست سری اکال بلا کر دریافت کیا کہ احمدیہ جماعت کا دفتر کس طرف ہے؟ سردار جی نے بڑے پیار سے جواب دیا کہ کاکا جی! احمدیہ چوک یہاں سے کوئی بیس پچیس قدم پر ہے۔وہاں پہنچ کر آپ کسی بھی مسلمان سے احمدیہ دفتر کے بارہ میں دریافت کرلیں۔سو میں جلدی جلدی احمدیہ چوک میں جا پہنچا۔ایک مسلمان دوکاندار کو السلام علیکم کہی اور اس سے احمدیہ دفتر کے بارہ میں پوچھا۔انہوں نے بڑے ہی پیار سے مجھے اپنی دکان پر بٹھالیا۔اور دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔جس پر میں نے جواب دیا کہ میں ضلع امرتسر سے آرہا ہوں اسکے میٹھے اور پیارے الفاظ کا میرے دل پر بہت اچھا اثر پڑا۔اتنی دیر میں ادھر سے ایک چھوٹا سا بچہ گزرا جسے انہوں نے میرے ساتھ بھجوادیا۔اور اس لڑکے نے مجھے احمدیہ دفتر میں پہنچا دیا۔

دفتر والوں نے جماعت کے بارہ میں میری راہنمائی کی اور سری گورونانک اور سری گورو گوبند جی مہاراج کے کلام میں سے مثالیں دے کر اس بات کو میرے ذہن نشین کروادیا کہ سب روحانی لوگ انسانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے کروانے آتے ہیں۔اس کے بعد میں نے مینار دیکھا۔دفتر والوں کے نیک برتاؤ کا بھی میرے دل پر بہت اچھا اثر پڑا۔میرا دل چاہتا تھا کہ ان سے دیر تک گفتگو کرتا رہوں مگر وقت کی قلت کے باعث میں ایسا کرنے سے محروم رہا۔اس کے بعد مجھے جنت (بہشتی مقبرہ) دیکھنے کا موقع ملا۔قادیان کے کرمچاریوں نے مجھے بہت ہی پیار کیا جس سے میرا دل باغ باغ ہو گیا۔میں یوں محسوس کر رہا تھا جیسے میں واقعی جنت میں گھوم رہا ہوں۔اس کے بعد میں احمدیہ جماعت کے مہمان خانہ میں آیا۔لنگر خانہ کے کارکنان نے بھی میرے ساتھ جو نیک برتاؤ کیا اس کے نقوش بھی میرے دل پر ابھی تک موجود ہیں۔مولوی بشیر احمد صاحب کی خوش خلقی بھی میرے دل پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکی۔مہمانخانہ میں مجھے ایک کمرہ دے دیا گیا جس میں بجلی کی لاٹ اور پنکھے وغیرہ کا خاطر خواہ انتظام تھا رات کو کھانے وغیرہ سے میری تواضع کی گئی۔

جماعت احمدیہ کے کارکنان کے میٹھے الفاظ اور ان کے نیک برتاؤ کا نظارہ میرے دل میں بار بار

چکر لگا رہا ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ قادیان درحقیقت جنت ہے ۔ اور اس میں رہائش رکھنے والے تمام احمدی دیوتے (فرشتے) ہیں ۔‘‘[47]

ربوہ میں یوم دفاع

۶ ستمبر ۱۹۶۹ء کو ربوہ میں یوم دفاع کی تقریب اہتمام کے ساتھ منائی گئی ۔ جملہ دفاتر اور تعلیمی ادارہ جات میں تعطیل رہی ۔ نماز فجر کے بعد تمام مقامی مساجد میں پاکستان کی سلامتی اور استحکام اور شہداء کی بلندی درجات کے لئے دعائیں کی گئیں ۔ عمارتوں پر پاکستانی پرچم لہرایا گیا ۔ بعد نماز عصر سرگودھا ڈویژن باسکٹ بال ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام شہداء کی یاد میں باسکٹ بال کا ایک میچ ہوا ۔ جس میں لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک مرحوم اور بریگیڈئیر احسن رشید شامی مرحوم کی ٹیموں نے حصہ لیا ۔ اس موقع پر آرمی سٹیشن ہیڈ کوارٹر سرگودھا کے نمائندہ کی حیثیت سے میجر جنرل عبدالقادر صاحب تشریف لائے اور کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے ۔[48]

پانچواں آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ

۲۶ ستمبر سے ۲۸ ستمبر ۱۹۶۹ء تک ربوہ میں پانچویں آل پاکستان کبڈی ٹورنامنٹ کا انعقاد عمل میں آیا ۔ ٹورنامنٹ کا افتتاح ائیر کموڈور ظفر چوہدری صاحب سٹیشن کمانڈر پی ۔ اے ۔ ایف سرگودھا نے کیا اور اس کے اختتام پر چوہدری محمد صدیق صاحب سیکرٹری پاکستان کبڈی فیڈریشن نے انعامات تقسیم کئے ۔ کلب سیکشن میں ریلوے کی نامی گرامی ٹیم اور کالج سیکشن میں اسلامیہ کالج لائل پور کی ٹیم چیمپئین قرار پائی ۔ ہر دو سیکشنوں میں علی الترتیب ربوہ اور میونسپل کالج وزیر آباد کی ٹیمیں رنرز اَپ رہیں ۔

اس ٹورنامنٹ میں ربوہ کے علاوہ لاہور، لائل پور (فیصل آباد)، سرگودھا، سیالکوٹ، وزیر آباد اور جھنگ کی ۱۳ نامور ٹیموں نے شرکت کی جن میں ملک گیر شہرت کے حامل متعدد مایہ ناز کھلاڑی بھی شامل تھے اور انہوں نے طاقت و توانائی، عزم و حوصلہ، چستی، چابکدستی اور داؤ پیچ کے بل پر نہایت بلند پایہ کھیل کا مظاہرہ کر کے شائقین سے خوب داد وصول کی ۔ اس موقع پر بیرونی مقامات کے کثیر التعداد شائقین کے علاوہ نیشنل سپورٹس کی متعدد نامور شخصیتیں بھی ربوہ آئیں ۔ ٹورنامنٹ کے اختتام پر ٹورنامنٹ کمیٹی کی طرف سے ٹورنامنٹ میں شرکت کرنے والے کھلاڑیوں کے اعزاز میں وسیع پیمانہ پر ظہرانہ دیا گیا جس میں متعدد مہمانوں نے بھی شمولیت فرمائی ۔[49]

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی سکھ نیشنل کالج قادیان میں ایک تقریر

۷/ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو سکھ نیشنل کالج قادیان کی اتہاسک سوسائٹی کی طرف سے بابا نانک صاحب کی پانچصد سالہ برسی کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں کالج سٹاف اور طلباء کے علاوہ متعدد مقامی معززین اور شملہ سے جناب پروفیسر عبدالمجید خان صاحب سابق ممبر سروس کمیشن پنجاب بھی مدعو تھے۔ سوسائٹی کی خواہش پر صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے حضرت بابا نانک کی سوانح و تعلیمات پر ایک حقیقت افروز تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت بابا صاحب خدا کے ولی اور بزرگ تھے۔ آپ نے توحیدِ باری تعالیٰ کی تعلیم دینے اور اسی کا پرچار کرنے میں اپنی تمام مساعی کو وقف فرما دیا۔ یہ آپ کے پرچار کا مخصوص اور پسندیدہ طریق تھا جو صُلحِ کل دستور العمل پر مبنی تھا۔ آپ کو خدا سے ہمکلامی کا بھی شرف حاصل تھا۔ دین اسلام اور مسلمانوں سے غیر معمولی محبت اور اُلفت رکھتے تھے۔ مسلم علماء اور فقراء کی صحبت سے فیضیاب ہونے اور روحانی باتیں کرنے میں دلی مسرت پاتے۔ اس موقعہ پر دیگر مقامی مقررین کے علاوہ جناب پروفیسر عبدالمجید خان صاحب کی فاضلانہ تقریر بھی ہوئی۔ جسے حاضرین نے بہت پسند فرمایا۔ آپ نے حضرت بابا نانک کی زندگی کے متعدد دلچسپ واقعات اور شلوک سنا کر مجلس کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ آخر میں شریمتی سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ نے کالج کے طلباء کو خطاب کرتے ہوئے انہیں نصیحت کی کہ ایسی دھارمک تقاریر کو بڑی توجہ اور خاموشی سے سنا جانا چاہیئے کہ یہ ان کے لئے بے حد فائدہ بخش ہیں۔ جناب پرنسپل صاحب نے سب کا شکریہ ادا کیا۔[50]

امریکن چرچ کے وفد کی قادیان میں آمد

۱۴/ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو قادیان کی مقدس سرزمین نے پیشگوئی ''یاتون من کلّ فج عمیق'' (ترجمہ: اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گی)۔[51] کا ایک نہایت ایمان افروز نظارہ دیکھا جبکہ امریکن یونائیٹڈ پریس بائی ٹیرین چرچ (The United Presbyterian Church in U.S.A) کے ۲۶/ افراد پر مشتمل ایک وفد قادیان کے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کیلئے پہنچا۔ یہ وفد انیس خواتین اور سات مردوں پر مشتمل تھا۔ یہ سب افراد ریٹائرڈ تھے اور چرچ میں گہری دلچسپی رکھنے والے مذہبی لوگ تھے۔ جو سات کاروں پر مرکز احمدیت میں آئے تھے۔ احمدیہ محلّہ میں ان معزز مہمانوں کا اھلاً وَّ سھلًا وَّ مرحباً کے نعروں کے

ساتھ پُر تپاک استقبال کیا گیا۔صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی قیادت میں انگریزی دان مقامی احبابِ جماعت نے اراکینِ وفد کوضروری معلومات بہم پہنچا ئیں اور جملہ ارکانِ وفد مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، دارالمسیح اور بہشتی مقبرہ کی زیارت کے بعد مہمان خانہ میں تشریف لائے جہاں ایک خوشنما شامیانے کے نیچے ان کی نشست کا اہتمام کیا گیا تھا۔ازاں بعد ایک مختصر اجلاس منعقد ہوا۔صدارتی کرسیوں پر حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل اور صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ کے علاوہ معزز مہمانوں کے پارٹی لیڈر جیمز ڈی نسبت (James D. Nesbitt) تشریف فرما تھے۔محترم صاحبزادہ صاحب نے شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔اے ناظر جائیداد سے خواہش کی کہ صاحبزادہ صاحب کی طرف سے مہمانوں کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پڑھ کر سنائیں۔چنانچہ جناب عاجز صاحب نے نہایت خوش اسلوبی سے انگریزی زبان میں ایڈریس پڑھا۔جس کا خلاصہ یہ تھا کہ قادیان میں اس وفد کی آمد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا زندہ نشان ہے۔جماعت احمدیہ دنیا کے اکناف تک پھیل چکی ہے۔جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو الہاماً خبر دی گئی تھی کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“۔جماعت احمدیہ قرآنی تعلیم کی روشنی میں حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا برگزیدہ نبی اور پیارا بندہ سمجھتی ہے جسے خدا نے اپنے خاص فضل وکرم کے ساتھ صلیب کی لعنتی موت سے بچالیا۔صلیبی واقعہ کے بعد آپ یروشلم سے ہجرت کر کے کشمیر تشریف لے آئے اور سرینگر محلّہ خانیار میں طبعی وفات پائی۔وہاں آپ کا مقبرہ اب بھی موجود ہے یہ وہ انکشاف ہے جو زمانہ حاضر میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس بانی نے زبردست دلائل کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ایڈریس میں جماعت احمدیہ کی عالمگیر تبلیغی مساعی، وصیت اور وقفِ زندگی کے نظام اور جماعت کی وسعت اور ترقی پر مختصراً روشنی ڈالنے کے بعد گیمبیا کے احمدی گورنر جنرل کے اخلاص اور ان کی خدمات کا خصوصی ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ ہمارے موجودہ امام نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ پچیس سے تیس سال کے اندر ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہونے والا ہے۔

یہ ایڈریس وفد کے ہر رکن نے پوری توجہ اور انہماک سے سنا۔متعدد ارکان نے اپنے طور پر نوٹ بھی لئے۔بعض نے اجلاس کی کارروائی بذریعہ ٹیپ محفوظ کر لی۔

ایڈریس ختم ہونے پر پارٹی لیڈر مسٹر جیمز نے وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے مختصر خطاب کیا۔موصوف نے کہا کہ ہم لوگ امریکہ کی مختلف سٹیٹس کے باشندے ہیں اور چرچ کی طرف سے دو ماہ

کیلئے ہندوستان بھر کا دورہ کرنے آئے ہیں۔اس موقعہ پر جہاں ہم مسیحی مشنوں کا معاینہ کر رہے ہیں اوران مقامات کے مشنریوں کے کام کا جائزہ لے رہے ہیں وہاں اس ملک کے دیگر مذاہب کے مراکز اوران کی مذہبی مساعی کا مطالعہ بھی ہمارے مدنظر ہے۔اسی کے مطابق ہمارا باقاعدہ پروگرام جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان آنے کا بھی تھا۔چنانچہ اسی پروگرام کو پورا کرتے ہوئے ہم سب آج یہاں وارد ہوئے ہیں اور ہمیں آپ کا مرکز دیکھ کر اور آپ کی باتیں سن کر بہت خوشی ہوئی ہے۔آپ کے خیالات ہمارے لئے جدید معلومات کا باعث ہوئے ہیں۔ہم آپ کا محبت سے دیا گیا لٹریچر بغور مطالعہ کریں گے۔آخر میں مسٹر جیمز نے وفد کے ممبران کی طرف سے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

اجلاس کے بعد مہمانوں سے درخواست کی گئی کہ ملحقہ کمرہ میں جماعت کا لٹریچر موجود ہے۔خود تشریف لے جا کر حسبِ پسند انتخاب فرمالیں۔چنانچہ سبھی اراکین نے اشتیاق اور دلچسپی سے جماعت کا یہ سارا لٹریچر ملاحظہ کیا اور اپنی اپنی پسند کی کتب اور پمفلٹ انتخاب کئے۔پارٹی لیڈر مسٹر جیمز کو ان کی خواہش کے مطابق جملہ لٹریچر کی ایک ایک کاپی مع ایک نسخہ انگریزی ترجمۃ القرآن صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بطور ہدیہ پیش کیا۔اسی موقعہ پر آنے والے امریکن معزز مہمانوں کا ایک گروپ فوٹو بھی ہوا۔وفد کے جملہ افراد جماعت احمدیہ کی خوش اخلاقی،مہمان نوازی،تنظیم،اسلام کی ٹھوس تبلیغ و اشاعت کے صحیح جذبہ سے بہت متاثر ہوئے اور بار بار شکریہ ادا کرتے ہوئے خوشی اور مسرت کے ساتھ حسب پروگرام واپس روانہ ہوگئے اور اسی روز امرتسر سے بذریعہ طیارہ دہلی پہنچ گئے۔[52]

راٹھ (یُو۔پی) میں احمدیہ صوبائی کانفرنس

جماعتہائے احمدیہ اُتّر پردیش میں احمدیہ کانفرنس کا سلسلہ ۱۹۶۵ء سے جاری تھا۔اس سال یہ صوبائی کانفرنس ۲۲،۲۳/اکتوبر ۱۹۶۹ء کو راٹھ ضلع ہمیر پور علاقہ بندھیل کھنڈ میں منعقد ہوئی۔کانفرنس کے جملہ انتظامات کیلئے ایک مجلسِ استقبالیہ کا قیام عمل میں آیا جس کے صدر مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج مبلّغ دہلی اور سیکرٹری انوار محمد صاحب آف راٹھ مقرر ہوئے۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس کانفرنس کے نام حسب ذیل برقی پیغام ارسال فرمایا:۔

''احباب جماعت احمدیہ راٹھ! اللہ تعالیٰ آپ کی کانفرنس اور مشوروں میں برکت دے اس میں شمولیت کرنے والوں کو میرا السلام علیکم پہنچادیں''۔(خلیفۃ المسیح)

یہ مبارک پیغام مولوی بشیر احمد صاحب مبلّغ دہلی نے پڑھ کر سنایا۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کانفرنس نہایت درجہ کامیاب رہی اور اس میں قادیان، بریلی، شاہجہانپور، لکھنؤ، مودہا، مسکرا، پنواڑی، کونچ، صالح نگر، مکھریا، فتح پور، امروہہ، دہلی، کلکتہ اور میرٹھ سے کثیر تعداد میں احمدی احباب تشریف لائے۔ سامعین کی تعداد ڈیڑھ پونے دو ہزار ہوگی جن میں اکثریت غیر مسلم معززین کی تھی۔

فاضل مقررین میں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سب سے ممتاز تھے۔ آپ کے علاوہ مولوی بشیر احمد صاحب فاضل، مولوی بشیر احمد صاحب خادم، مولوی غلام نبی صاحب فاضل یادگیر نے خطاب کیا۔ اس موقع پر درج ذیل غیر مسلم معززین نے بھی فاضلانہ لیکچر دیئے۔ جناب کملا کانت ترپاٹھی۔ شری برہمانند جی ممبر پارلیمنٹ۔ شری رام گوپال گپتا صدر ضلع پریشد۔ پروفیسر شری لکشمی نرائن آنند جی۔ شری سُر یندرت باجپئی صاحب، مسٹر لال جی۔ آنریبل سوامی پرشاد سنگھ جی وزیر قانون یوپی گورنمنٹ۔ (وزیر قانون صاحب نے کانفرنس کے اجلاس کی صدارت کی اور اس اعزاز کے لئے جماعت احمدیہ کا دلی شکریہ ادا کیا)۔

کانفرنس کے آغاز میں شری موہن لال صاحب ایم ایل اے راٹھ نے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے آپ کا شکریہ ادا کریں۔ ہم آپ کے بڑے احسان مند ہیں اور بار بار آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے پوتے ہیں جو پنجاب پرانت کی ایک بستی قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے خدائی حکم کے مطابق سچی پرارتھنا، الہام اور روحانی تعلیم کے ذریعہ دیش داسیوں کو خواہ وہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی کسی بھی مذہب کے ہوں۔ جیون کے مقاصد سمجھائے اور انہیں نیک مقاصد کو پورا کرنے کے لئے احمدیہ جماعت کی استھاپنا کی۔ ہمارے معزز مہمان، صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی اسی مشن کو پورا کرنے میں اپنا تن، من، دھن لگائے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک کو اس قسم کی روحانی تعلیم کی بے حد ضرورت ہے۔ ہمیں امید ہے کہ خدا آپ کو اپنے کام میں کامیابی دے گا اور دنیا سے نفرت اور مذہبی جھگڑے ختم ہو کر انسانی ہمدردی پیدا ہو جائے گی۔

صاحبزادہ صاحب نے سپاسنامہ کے جواب میں فرمایا کہ اختلافِ رنگ و بُو بھی قدرت کا ایک حُسن اور اس کی جلوہ گری ہے۔ مگر اس اختلاف کو محبت والفت کا ذریعہ بنانا زیادہ اچھا ہے۔ بمقابلہ

نفرت اور دوری کے۔محبت، محبت پیدا کرتی ہے اور نفرت سے بُعد اور دوری پیدا ہوتی ہے۔اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ حکمت، دانائی اور عقلمندی کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے۔ جہاں بھی اس کو پائے حاصل کرلے۔اگر ایک سچا مسلمان ایسا نہیں کرے گا تو وہ پچھڑ جائے گا۔مقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی جماعت کو اس بات کی خصوصیت کے ساتھ تلقین کی۔مگر افسوس کہ اس وقت کی دوسری دنیا اس مفید بات کو اپنانے کیلئے تیار نہیں۔ جماعت احمدیہ اپنے مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ہر مذہبی پیشوا کی عزت کرتی ہے۔قرآن کریم میں جتنے انبیاء کا ذکر ہے۔ان کے علاوہ شری کرشن جی مہاراج اور شری رام چندر جی کو بھی ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے نیک بندے اور بزرگ یقین کرتی ہے۔اسی عقیدہ کے مطابق ہی کسی کی محبت حاصل کی جاسکتی ہے۔ جماعت احمدیہ مذہبی جبر کی قائل نہیں۔اس لئے کہ طاقت اور زور سے زبان تو بند کی جاسکتی ہے لیکن محبت پیدا نہیں کی جاسکتی۔جماعت احمدیہ باہمی محبت والفت پیدا کرنے کی قائل ہے۔[53]

لائبریری مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا افتتاح

۲۹؍اکتوبر ۱۹۶۹ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے بابرکت ہاتھوں سے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی لائبریری کا افتتاح عمل میں آیا۔لائبریری میں اردو، عربی، فارسی اور انگریزی کی قریباً ایک ہزار کتب جمع ہو چکی تھیں اور منیر الحق صاحب شاہد ایم اے نے ان کو کمال محنت و جانفشانی سے ترتیب دیا تھا۔حضور نے ارشاد فرمایا کہ لائبریری میں ''الفضل'' کے مکمل فائل ہونے چاہئیں۔معاینہ کے بعد حضور نے پروفیسر رفیق احمد صاحب ثاقب معتمد مرکزیہ کی درخواست پر اپنی پسند کی ایک کتاب اپنے دستخط مبارک سے جاری کروا کے لائبریری کا باضابطہ افتتاح کیا اور اجتماعی دعا کرائی۔[54]

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام وقار عمل

۷ نومبر ۱۹۶۹ء بروز جمعہ مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام وسیع پیمانہ پر وقار عمل منایا گیا۔ یہ وقار عمل ریلوے سٹیشن اور لنگر خانہ نمبر ا کے درمیانی حصہ میں شمال مغربی جانب تقریباً تین فرلانگ کے فاصلہ تک مختلف جگہوں پر منایا گیا۔کم و بیش چھ صد خدام و اطفال نے بڑے جوش اور ذوق وشوق سے اس میں حصہ لیا۔اس وقار عمل کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اپنے مرکزی عہدیداران کے ساتھ اس وقار عمل میں شامل ہوئے۔ یہ وقار عمل تقریباً

اڑھائی گھنٹہ تک جاری رہا۔مختلف جگہوں پر شکستہ سڑکوں کی مرمت کی گئی۔گڑھوں کو پر کیا گیا اور پانی کے نکاس کے لیے نالیاں کھودی گئیں۔ جملہ خدام واطفال نے بڑی دلچسپی سے اس میں حصہ لیا۔دعا کے ساتھ یہ وقارعمل اختتام پذیر ہوا۔[55]

مجلس ارشاد مرکزیہ کے اجلاسات

۱۱مارچ ۱۹۶۶ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مسجد مبارک ربوہ میں نماز مغرب کے بعد علمی تقاریر کا ایک نہایت ہی مبارک سلسلہ شروع فرمایا تھا۔اس سال بھی علمی تقاریر کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ ذیل میں ان اجلاسات کی مختصر کارروائی تحریر ہے۔

(۱)۸نومبر ۱۹۶۹ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں مجلس ارشاد مرکزیہ کا اجلاس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی زیر صدارت منعقد ہوا۔تلاوت قرآن اور نظم کے بعد چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب،مولوی دوست محمد شاہد صاحب اور مولانا ابوالعطاء صاحب نے علی الترتیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام انی احافظ کل من فی الدار ،حضرت عمر بن عبدالعزیز اور تصوف اور اسکی تعریف کے موضوعات پر بہت ٹھوس اور پر مغز مقالہ جات پڑھے۔آخر میں حضور نے احباب سے خطاب کرتے ہوئے انہیں اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اسلام کی اصل اور بنیادی حقیقت یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اور یہ کہ جسے اس کا قرب حاصل کرنا ہو وہ صفات الٰہیہ کا مظہر بننے کی کوشش کرے۔ ہر علم جو قرآن مجید میں بیان ہوا ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ فلاں فلاں علم سے تعلق رکھنے والی فلاں فلاں صفات ہیں ان کے مظہر بن جاؤ تو یہ علوم تمہیں حاصل ہو جائیں گے۔اور جب اس رنگ میں تم علم حاصل کرو گے تو اس کے نتیجہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔تصوف کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا اسلام نے جو تصوف پیش کیا ہے وہ بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنے۔جو اصل اور حقیقی صوفی تھے وہ یہی کہتے تھے کہ اصل تصوف کی بنیاد تخلقوا باخلاق اللہ ہی ہے۔صوفیاء نے جو حقیقت بیان کی ہے وہ مختلف الفاظ میں یہی تھی کہ اللہ کا رنگ اختیار کرو اور اللہ کی صفات کا مظہر بنو۔حضور نے فرمایا نئی نسل کو اسی رنگ میں رنگین کرنا ضروری ہے کیونکہ زندگی کا مزا تب ہی ہے کہ اللہ سے زندہ تعلق ہو اور زندہ تعلق خدا سے اسی کا ہوتا ہے جس نے صفات الٰہیہ کا رنگ اپنی زندگی پر چڑھایا ہوا ہو۔[56]

(۲) ۱۴ دسمبر ۱۹۶۹ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں مجلس ارشاد مرکزیہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد پر صدارت کے فرائض مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ نے ادا فرمائے۔ اس موقع پر مولانا بشارت احمد بشیر صاحب نے وفات مسیح علیہ السلام (تین آیات قرآنیہ سے) کے موضوع پر اور عطاء المجیب راشد صاحب نے نبی اکرم ﷺ کا افاضہ کمالات روحانی کے موضوع پر ٹھوس اور پر مغز مقالے پڑھے۔ بعدہ صاحب صدر کے صدارتی ارشادات کے بعد اجلاس دعا پر اختتام پذیر ہوا۔[57]

حضرت اماں جان کی خادمہ کے بچوں کا نکاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۹ء بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترمہ صادقہ بیگم صاحبہ بنت محترم چوہدری محمد یوسف صاحب نائب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ یہ نکاح دو ہزار روپے حق مہر پر محترم چوہدری منیر احمد صاحب ابن محترم چوہدری نذیر احمد صاحب ربوہ کے ساتھ ہونا قرار پایا ہے۔

خطبہ مسنونہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

”جس نکاح کے اعلان کے لئے میں اس وقت کھڑا ہوا ہوں۔ ان دونوں لڑکی اور لڑکے کی دادی صاحبہ بچپن سے حضرت اماں جان کے پاس رہی ہیں اور حضرت اماں جان نے انہیں گھر کے ایک فرد کی طرح رکھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے انہیں عمر دی اور پوتے اور پوتیوں سے نوازا۔ جن کی اب شادیاں ہو رہی ہیں اور بھی ہوں گی انشاءاللہ۔

اس نسبت کے ساتھ جو ان کی دادی کو ہے حضرت اماں جان کے پیار اور خیال رکھنے کی وجہ سے ہماری بہن کی طرح ہیں۔ اور یہ تعلق محبت اور تعلق شفقت بھی ایک قرب اور رشتہ کو قائم کرتا ہے۔ اس رشتہ کے نتیجہ میں دل سے دعا نکلتی ہے۔ آپ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس قائم ہونے والے رشتہ کو بہت ہی بابرکت کرے اور ایک ایسی نسل اس سے چلے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم مہم غلبہ اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے جاری کی ہے۔ اس میں سب کام کرنے والے،

قربانیاں دینے والے اور ایثار دکھانے والے ہوں اگلی نسل بھی اور موجودہ نسل بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی وارث بنے‘‘۔

ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور نے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بننے کے لئے حاضرین سمیت لمبی دعا کرائی۔[58]

قابل رشک قربانی کا مظاہرہ

ناظم مال وقف جدید صدر انجمن احمدیہ نے اخبار الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء میں لکھا کہ وقف جدید کے زیر انتظام علاقہ نگر پارکر (سندھ) میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کے متعدد معلّم شب و روز تبلیغ اسلام کے مقدس جہاد میں مصروف ہیں یہ علاقہ ایسا ہے جہاں موسمی اور اقتصادی اعتبار سے بہت زیادہ مشکلات ہیں۔ یہاں کی ذمہ داریوں کا احساس جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی جماعتوں کو ہوا وہاں بعض افراد نے بھی اس سلسلے میں قابل رشک قربانی کا مظاہرہ کیا ہے چنانچہ ملک منور احمد صاحب جاوید قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور (حال نائب ناظر ضیافت ربوہ) نے اس سلسلے میں پہل کرتے ہوئے ایک مشن کا مکمل خرچ اپنے عزیز بھائی ملک محمود احمد خالد صاحب (ایڈووکیٹ حال گوجرانوالہ) کی طرف سے ادا کرنے کا عہد فرمایا اور وہ اپنے عہد کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی سے نباہ رہے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے حکیم عبدالحمید صاحب اعوان (المشہور دواخانہ گوجرانوالہ) ابن حکیم نظام جان صاحب گوجرانوالہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ وہ وقف جدید کے زیر اہتمام علاقہ نگر پارکر سندھ میں ایک اور تبلیغی مشن کا مکمل خرچ برداشت کرنے کی سعادت حاصل کریں۔[59]

بیرونی ممالک میں جماعتی مساعی

آئس لینڈ

سید کمال یوسف صاحب انچارج احمدیہ مشن سکنڈے نیویا ماہ اپریل کے تیسرے ہفتے آئس لینڈ تشریف لے گئے۔ تاریخ میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ اسلام کے ایک مبلّغ کے ذریعہ ٹیلی ویژن، پریس اور لیکچروں میں وسیع پیمانہ پر اسلام کی اشاعت ہوئی۔ آپ ۲۱/اپریل کی شام کو آئس لینڈ کے صدر مقام ریکجاوک (Reyjavik) میں پہنچے۔ ۲۳/اپریل کو یہاں کے مشہور ہفت روزہ ویکن (The Vikan) کے ایڈیٹر کو ایک گھنٹہ تک انٹرویو دیا۔ ازاں بعد لوتھرن بشپ ریورنڈ انرسن (Rev. Einarsson) سے اسلام کے موضوع پر آپ نے تبادلہ خیالات کیا۔ اور آپ نے قرآن مجید اور انجیل کے مقام و حیثیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے متعلق بائبل کی پیشگوئیوں پر روشنی ڈالی۔ جب آپ نے وفات مسیح کے بارہ میں جماعت کا موقف پیش کیا تو وہ حیران رہ گئے۔ آپ نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تالیف اسلامی اصول کی فلاسفی پیش کی۔ ۲۴/اپریل کو آپ کی کیتھولک بشپ اور ہالینڈ کے مشہور ماہر علم المذاہب ڈاکٹر ایچ فریڈن (Dr. H. Fridon) سے ملاقات ہوئی اور ان سے عیسائیت کے تازہ رجحانات، سپین میں مذہبی آزادی کی مشکلات، مدینہ میں وفدِ نجران کی آمد، حضرت مسیح موعود کا مقام، طلاق و تعدّد ازدواج وغیرہ سے متعلق اسلامی نظریہ اور دیگر مسائل پر آپ کی دو گھنٹے تک تفصیلی گفتگو ہوئی۔ آئس لینڈ میں قیام کے دوران ٹیلی ویژن پر آپ کا انٹرویو نشر ہوا جس سے آئس لینڈ میں اسلام کا چرچا ہوا۔ ازاں بعد اخبارات نے دلچسپی لینا شروع کی۔ پہلے ایک اخبار نے آپ کا انٹرویو مع تصویر شائع کیا اور لکھا کہ آئس لینڈ کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ کوئی اسلامی مبلّغ یہاں آیا۔ اس کے بعد پے در پے اخبارات کے انٹرویو چھپنے شروع ہوئے۔ ۲۹/اپریل ۱۹۶۹ء کو تھیوسافیکل سوسائٹی کے ہال میں آپ کا لیکچر ہوا۔ سارا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تقریر کا وقت صرف ایک گھنٹہ تھا مگر سامعین نے اتنی دلچسپی لی کہ اجلاس دو گھنٹہ سے قبل ختم نہ ہوسکا۔ 60

امریکہ

مشن کی مطبوعہ سہ ماہی رپورٹ (یکم جنوری تا ۳۱ مارچ ۱۹۶۹ء) کے مطابق قریشی مقبول احمد

صاحب مبلغ انچارج اور سیّد جواد علی صاحب سیکرٹری امریکہ مشن کو تقاریر اور ملاقاتوں کے ذریعہ ہزاروں افراد تک پیغام حق پہنچانے کا موقع ملا۔ان دنوں مشی گن ریاست کے شہر ایسٹ لینگس میں سید حضرت اللہ پاشا صاحب حصول تعلیم کی غرض سے وہاں مقیم تھے آپ نے مسلم ایسوسی ایشن کی ایک خاص میٹنگ کا اہتمام کیا جس میں قریشی مقبول احمد صاحب کو ''اسلام ہر زمانہ میں ایک قابل عمل مذہب ہے'' کے موضوع پر تقریر کی۔تقریر کے بعد سوالات کا سلسلہ جاری رہا۔میٹنگ بہت کامیاب رہی۔اس میں سعودی عرب،مصر،ہندوستان،پاکستان اورامریکہ کے باشندے شریک ہوئے۔[61]

عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا مبارکباد کا پیغام موصول ہوا جو تمام جماعتوں میں بھجوا دیا گیا۔ڈیٹن میں نماز عید کے بعد دو دعوتیں کی گئیں جن میں غیر مسلم احباب بھی شریک ہوئے۔واکیگن میں نماز عید کے بعد دعوت ہوئی جس میں ۲۰۰ ؍احباب نے شرکت کی۔[62]

قریشی مقبول احمد صاحب نے یونیورسٹی آف ڈیٹن کے مسلمان طلباء میں اسلامی شادی کے موضوع پر ایک تقریر کی۔اس تقریب کو ٹیلی ویژن کی خبروں میں بھی دکھایا گیا۔آپ نے ڈیٹن کے ایک چرچ میں دوصد حاضرین کے سامنے لیکچر دیا اور پھر سوالوں کے جوابات بھی دیئے۔ڈیٹن کے ایک مقامی ہائی سکول کی دو کلاسز کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا۔بعد میں طلباء دیر تک سوالات کر کے مزید معلومات حاصل کرتے رہے۔اسی طرح ویلری ہائی سکول کے طلباء کو بھی آپ نے اسلام کے بنیادی اصولوں پر تقریر کی۔یہاں بھی سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا۔بالٹی مور کی ایک مختصر یہودی فیملی جس کے سربراہ یحیٰ عبداللہ شریف تھے،جو پچھلے سال اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ان کے مسلمان ہونے پر یہودی تنظیم میں چہ میگوئیاں ہوئیں اور منتظمین نے اس نوجوان کو بلا کر تقریر کروائی کہ اس نے اسلام کیوں قبول کیا۔جس کے بعد مبلغِ امریکہ سیّد جواد علی صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا اور پھر حاضرین کے سوالوں کے جوابات دئے۔یہ پہلا موقع تھا کہ کسی یہودی تنظیم کے سامنے ان حضرات کو اسلامی تعلیمات پیش کرنے کا موقع ملا۔واشنگٹن کے ایک مقامی چرچ میں ہندوازم،عیسائیت،یہودیت،بدھ ازم اور اسلام کے نمائندگان پر مشتمل ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔سیّد جواد علی صاحب نے مذاکرہ میں اسلام کی نمائندگی کا فریضہ ادا کیا نیز سوالوں کے جوابات دینے کے علاوہ سامعین اور نمائندگان میں لٹریچر بھی تقسیم کیا۔اس موقع پر کسی اور نمائندہ کی طرف سے کوئی لٹریچر تقسیم نہیں ہوا۔آپ نے واشنگٹن کے ایک میتھوڈسٹ چرچ میں موازنہ مذاہب سے دلچسپی رکھنے

والے ایک گروپ میں اسلام پر تقریر کی اور سامعین کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دئے۔ حلقہ شکاگو میں شکر الٰہی صاحب حسین کی سرکردگی میں یومِ تبلیغ منایا گیا۔ اس موقع پر پندرہ ہزار اسلامی اشتہارات چھپوا کر تقسیم کئے گئے۔ اس سلسلہ میں سیّد جواد علی صاحب نے بھی چار قسم کے اشتہارات شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ بعض اشتہارات بیس ہزار کی تعداد میں چھپوائے گئے۔ نیویارک مشن کی طرف سے بھی یوم التبلیغ منایا گیا۔ جناب سید جواد علی صاحب نے اس موقع پر ''قرآن کریم دنیا کیلئے ہدایت ہے'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔[63]

۲۳ ؍اگست سے ۲۹ ؍اگست تک امریکہ مشن کے زیر انتظام ایک تعلیمی و تربیتی کلاس کا انعقاد ہوا جس میں چھبیس طلباء نے حصہ لیا۔ احمدی نوجوانوں کو کھانا پکانے اور گھڑ سواری کی مشق بھی کرائی گئی۔

۳۰ و ۳۱ ؍اگست ۱۹۶۹ء کو ڈیٹن میں امریکہ کی احمدی جماعتوں کا کامیاب سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ قریشی مقبول احمد صاحب انچارج مشن نے افتتاحی تقریر سے قبل حضور کا برقی پیغام پڑھ کر سنایا۔

پیغام حضور انور

حضور انور نے فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے اور ہر ممبر کو خدمت دین اسلام کی توفیق بخشے۔ عملی نمونہ سے تبلیغ اسلام کریں اور ہر فرد پر واضح کریں کہ دنیا کا امن مذہبِ امن (اسلام) کی پیروی کرنے سے ہی قائم ہوسکتا ہے۔ نیز تمام ممبران کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ''

اس کانفرنس میں محمد قاسم صاحب امیر ڈیٹن مشن، منیر احمد صاحب امیر سینٹ لوئس مشن، سید جواد علی صاحب، بشیر افضل صاحب امیر نیویارک مشن، ڈاکٹر بشیر الدین اسامہ امیر ڈیٹرائٹ مشن، ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر اور قریشی مقبول احمد صاحب انچارج مشن اور بعض دیگر اصحاب نے خطاب فرمایا۔ کانفرنس میں تمام جماعتوں کے امراء نے اپنے اپنے مشن کی سالانہ رپورٹ پیش کی نیز انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی ذیلی تنظیموں کے الگ الگ اجلاس ہوئے۔[64]

مشن کے مختلف تبلیغی مراکز میں زائرین کی آمد کا سلسلہ اس سال بھی زور و شور سے جاری رہا اور ڈیٹن، واشنگٹن اور شکاگو سنٹرز ملک کے مختلف حلقوں اور بیرونی ملک سے آنے والے احباب تک پیغامِ حق پہنچانے اور انہیں لٹریچر مہیا کرنے میں سرگرمِ عمل رہے۔ قریشی مقبول احمد صاحب ایک

مقامی سکول میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے متواتر کئی گھنٹے مختلف کلاسز میں اسلام کی تعلیمات پر لیکچر دیا جس کے بعد سوال وجواب کا موقع بھی دیا گیا۔ شکاگو کے مبلغ صاحب کو ایک چرچ میں تقریر کی دعوت ملی جہاں کاروباری طبقہ سے کثیر احباب بھی آئے تھے۔ چنانچہ تقریر کی گئی جس کے بعد سوال وجواب بھی ہوئے۔ واشنگٹن کی ایک نواحی بستی Bethesda کے ایک یونیٹیرین چرچ کی جانب سے طلباء کی ایک کلاس میں لیکچر کی دعوت ملی۔ یہ کلاس چرچ میں موازنہ مذاہب کے پروگرام کے ماتحت منعقد ہوئی تھی۔ چنانچہ ان کو اسلام کے بنیادی اصولوں کے بارے میں آگاہ کیا گیا جس کے بعد طلباء نے سوالات پوچھے۔ اس کامیاب پروگرام کے ماتحت ان کو اسلامی لٹریچر بھی دیا گیا۔

شکاگو میں ایک ٹیلیویژن سٹیشن نے ہفتہ میں دوبار اسلام پر مختصر سا پروگرام نشر کیا۔ یہ پروگرام گفتگو پر مشتمل تھا۔ چوہدری شکر الٰہی صاحب نے اس میں باقاعدہ حصہ لیا۔ اس طریقے سے لاکھوں افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔ اس پروگرام کے دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر چھ دفعہ ٹیلیویژن پر دکھائی گئی۔ یوم التبلیغ کے موقع پر پٹسبرگ، نیویارک اور کلیولینڈ میں جلسے منعقد کیے گئے۔ ان جلسوں کے متعلق اشتہارات اخباروں میں دیے گئے۔ چنانچہ بہت سے غیراز جماعت احباب نے بھی ان میں شرکت کی۔ اس طرح اسلام کا پیغام پہنچانے کا موقع ملا۔

خدام الاحمدیہ کا ایک اجتماع تین دن کے لیے زیرسرکردگی نائب صدر مکرم قریشی مقبول احمد ڈیٹن میں منعقد ہوا۔ جس میں تیس کے قریب نمائندگان شامل ہوئے۔[65]

سال کی آخری سہ ماہی میں تبلیغ کا کام سارے حلقوں میں کامیابی سے جاری رہا۔ کئی احباب کو تبلیغی خطوط لکھے گئے۔ ایک اشتہار Jesus Christ and the Bible تین بار شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔ چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب بنگالی جو ماہِ اکتوبر ۱۹۶۹ء میں دوبارہ یہاں خدمتِ دین کے لئے تشریف لائے اور آتے ہی اشاعتِ حق میں گرمجوشی سے مصروف ہو گئے اور بسوں کے اڈوں، سٹوروں اور دفتروں میں جا کر اشتہارات تقسیم کرتے رہے۔ سید جواد علی صاحب نے واشنگٹن کے قریباً نوّے افراد تک بذریعہ ملاقات احمدیت کا پیغام پہنچایا اور بیرونِ واشنگٹن کے ستر افراد کو لٹریچر بھجوایا۔ تیس کے قریب غیر مسلم اصحاب جن میں واشنگٹن یونیورسٹی کے ایک طالب علم اور نیویارک میں کولمبیا یونیورسٹی کے ایک طالب علم بھی تھے واشنگٹن مشن ہاؤس آئے جن سے آپ نے احمدیت پر خاصی دیر تک تبادلۂ خیالات کیا اور لٹریچر بھی پیش کیا۔ اسی طرح واشنگٹن کی ایک نواحی بستی ہائیٹس وِل، میری

لینڈ (Hyattsvile MD) کے ایک کیتھولک گرلز ہائی سکول کی ہسٹری کلاس میں آپ کا لیکچر ہوا اور خاصی دیر تک دلچسپ سلسلہ سوال و جواب جاری رہا۔

قریشی مقبول احمد صاحب نے کلیو لینڈ مشن کا دورہ کیا اور کولمبس اور سنسناٹی تشریف لے گئے جہاں آپ نے اشتہارات تقسیم کئے اور انفرادی رنگ میں پیغام حق پہنچایا۔آپ نے سنٹرول میں Seventh Day Adventist Church کے ایک سکول میں دو بار لیکچر دیئے۔[66]

امریکہ میں عیدالفطر اسلامی روایات کے مطابق منائی گئی۔کلیو لینڈ میں وہاں کے ایک مقامی اخبار پلین ڈیلر نے عیدالفطر پر مختصر سا نوٹ دیا۔اس کے علاوہ واشنگٹن میں بھی عیدالفطر خاص خوشی سے منائی گئی۔۵۰۰ کے قریب احباب نے نماز عید میں شرکت کی۔[67]

انڈونیشیا

ستمبر ۱۹۶۹ء کے آغاز میں جماعتہائے احمدیہ انڈونیشیا کا جلسہ سالانہ جکارتہ میں نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔مہنگائی اور دیگر مشکلات کے باوجود ملک کے تمام علاقوں سے احمدی مخلصین بکثرت شاملِ جلسہ ہوئے۔اس موقع پر ایک تبلیغی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا اور ایک تبلیغی کانفرنس بھی منعقد ہوئی جس میں سینکڑوں غیر از جماعت اصحاب نے بھی شرکت فرمائی۔ملک کی اہم شخصیتوں کو دینی لٹریچر دیا گیا۔اس موقعہ پر قرآن کریم کے پہلے سپارہ کی انڈونیشی تفسیر کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔اس تقریب پر خدام الاحمدیہ انڈونیشیا کا اپنا الگ اجتماع بھی منعقد ہوا اور یہ ایام مرکزی اجتماع کی طرح خیموں میں گذارے۔جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں درخواست کی جائے کہ حضور انور ازراہِ شفقت انڈونیشیا کو اپنے مبارک وجود سے برکت دیں اور اپنی زیارت سے انڈونیشین احمدیوں کو مشرف فرمائیں۔[68]

مورخہ ۷ نومبر ۱۹۶۹ء کو مولانا محمد صادق صاحب سماٹری رئیس التبلیغ انڈونیشیا نے ایک گاؤں تانگے رنگ (Tangerang) میں ایک نئی مسجد کا افتتاح فرمایا۔اس مسجد کا نام مسجد نور رکھا گیا۔[69]

۹ نومبر ۱۹۶۹ء کو انڈونیشیا کے مبلغین کا اجلاس ہوا جو آٹھ بجے سے لے کر ایک بجے تک جاری رہا اور اس میں مختلف امور سے متعلق اہم فیصلے کئے گئے۔

مولوی محمد صادق صاحب سماٹری رئیس التبلیغ انڈونیشیا نومبر دسمبر ۱۹۶۹ء کی رپورٹ میں رقمطراز

ہیں کہ انڈونیشین زبان میں جو ہماری تفسیر چھپ رہی ہے اس میں روپیہ کی کمی کی وجہ سے روک پیدا ہو رہی تھی۔اس کے لئے مکرم میاں عبدالحی صاحب نے تشویش کا اظہار کیا۔میں نے انہیں کہا کہ یہ روپیہ انشاء اللہ تعالیٰ جمع ہو جائے گا۔اس کے بعد وہ ۱۹ دسمبر کو بنڈونگ سے جاکرتہ آئے۔چنانچہ تفسیر کے خرچ وغیرہ کے متعلق انہیں پوری تفصیل کا علم تھا۔اس لئے میں نے اور مولوی ابوبکر صاحب نے انہیں کہا کہ خطبہ جمعہ آپ پڑھائیں اور ہم آپ کی تائید کریں گے۔انہوں نے خطبہ جمعہ پڑھا۔مولوی ابوبکر صاحب نے مختصر سی تقریر میں اعلان کیا کہ اس تفسیر کے تین نسخوں کی قیمت پیشگی ادا کرتا ہوں۔ بس پھر کیا تھا سارے دوستوں نے پیشگی قیمت ادا کرنے کے لئے وعدے لکھوائے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے چار لاکھ پچاس ہزار روپے کے قریب وعدے ہوئے اور دو لاکھ روپیہ سے زائد رقم اسی وقت جمع ہوگئی۔الحمدللہ علیٰ ذالک۔مکرم احمد صاحب پولیس افسر جاکرتہ نے ایک لاکھ بیس ہزار کی رقم دی اور مکرم لیفٹیننٹ کولونیل محمد صاحب نے ایک لاکھ روپیہ کی رقم دی۔[70]

انگلستان

امسال عیدالاضحیٰ ۲۷ فروری کو مذہبی جوش و جذبہ کے ساتھ منائی گئی۔گلاسگو میں نماز عید مکرم بشیر احمد آرچرڈ صاحب نے پڑھائی اور قربانی کا فلسفہ بیان کیا۔پریسٹن، برمنگھم، بریڈفورڈ، لیڈز، ہڈرزفیلڈ اور برسٹل میں بھی نماز عید باجماعت ادا کی گئی۔

لندن میں تقریباً ۱۶۰۰/افراد نے نماز عید میں شرکت کی۔لئیق احمد طاہر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی جانب سے عید مبارک کا درج ذیل پیغام پڑھ کر سنایا۔پیغام کا ترجمہ یہ ہے:

> ’’تمام احباب جماعت احمدیہ انگلستان کو السلام علیکم اور عید مبارک۔خدا تعالیٰ آپ کو عیدالاضحیٰ کی اہمیت اور اس کے مقاصد سمجھنے کی پوری توفیق عطا فرمائے۔آمین‘‘

عیدالاضحیٰ کے تیسرے دن یکم مارچ کو مشن میں عید ملن پارٹی کا انعقاد کیا گیا جس میں متعدد غیراز جماعت احباب نے بھی شرکت کی اور تبلیغ کا موقع میسر آیا۔[71]

یہ سال تبلیغی نقطہ نگاہ سے ایک نمایاں حیثیت کا حامل تھا جس میں لاکھوں افراد تک نہایت کامیابی سے پیغامِ حق پہنچا۔اس سال جماعت احمدیہ انگلستان نے دو بار یوم التبلیغ منایا۔(۱۶ مارچ و ۲۱ ستمبر ۱۹۶۹ء) اس کے علاوہ دو بار ہفتہ ہائے تبلیغ کا انعقاد عمل میں آیا۔پہلے یوم التبلیغ کے موقعہ پر احباب

جماعت کو ذاتی رابطہ، اخبارِ احمدیہ اور سرکلر خطوط کے ذریعہ اس بارہ میں مطلع کیا گیا۔ جناب غلام احمد صاحب چغتائی نے موزوں پلے کارڈ تیار کئے جسے احباب جماعت ملک کے مختلف حصوں میں لے گئے۔تبلیغی گروپس کو عام تقسیم کی غرض سے ضروری لٹریچر فراہم کیا گیا۔گو اس روز صبح بہت سردی تھی لیکن نوجوانوں اور بوڑھوں کے علاوہ بچوں کی ایک بڑی تعداد لندن مشن ہاؤس میں جمع ہوگئی۔جنہیں جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد فضل نے خطاب کرتے ہوئے ان کے حلقہ ہائے تبلیغ اور تبلیغی روابط بڑھانے کے بارہ میں ضروری ہدایات دیں۔ جماعت ہڈرزفیلڈ کے احباب نے جنرل ہسپتال میں مریضوں کی عیادت کی جس کی خبر ایک مقامی اخبار نے شائع کی۔[72]

دوسرے یوم التبلیغ کے موقعہ پر پچاس ہزار کی تعداد میں ایک انگریزی پمفلٹ شائع کیا گیا نیز سو سے زائد پلے کارڈ بھی تیار کئے گئے۔احمدی احباب قریباً ساڑھے دس بجے مسجد فضل لندن میں جمع ہوئے۔سب جذبۂ تبلیغ سے سرشار تھے اور دعاؤں میں مصروف۔خان بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد فضل نے جماعت سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ تین سالوں میں جب سے ہمارا نو نکاتی پروگرام شروع ہوا ہے تقریباً ستّر اخبارات نے جماعت احمدیہ اور مسجد فضل کی تصاویر کے ساتھ تفصیلی مضامین شائع کئے جو بڑی کامیابی ہے۔تبلیغ کے لئے احباب کو گروپس میں تقسیم کر کے ان کا ایک ایک لیڈر مقرر کیا گیا۔اس روز لندن کو پندرہ حلقوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ بڑے تو بڑے چھوٹے اور کمسن احمدی بچوں کے جذبۂ تبلیغ کا یہ عالم تھا کہ شام کو چھ بجے جب سب دوست واپس آئے تو ایک گروپ میں شامل بچہ نے بتایا کہ ہمارے گروپ نے دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا۔سارا دن بھوکا رہ کر تبلیغ کی ہے۔ قریباً سب کا یہی حال تھا۔خان بشیر احمد صاحب رفیق،خواجہ نذیر احمد صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت اور غلام احمد صاحب چغتائی کی رفاقت میں میسٹ سٹریٹ تشریف لے گئے اور اخبار ڈیلی مِرر (The Daily Mirror) کے اسسٹنٹ نیوز ایڈیٹر کو دو گھنٹہ تک انٹرویو دیا جس کے بعد آپ ایسوسی ایٹڈ پریس کے دفتر میں گئے اور انٹرویو دیا اور شام کو اپنے ہاں تین ترک دوستوں کو مدعو کیا جن میں سے ایک انقرہ یونیورسٹی کے پروفیسر اور ایک جرنلسٹ تھے۔خان صاحب نے نہایت عمدگی کے ساتھ احمدیت کا پیغام پہنچایا جس سے وہ بہت متاثر ہوئے اور اس بات کا برملا اظہار کیا کہ آج اسلام کی صحیح خدمت صرف جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔شام کے چھ بجے جملہ تبلیغی گروپ مسجد فضل میں پہنچ گئے اور اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی جو بہت خوشکن تھی۔

لندن کے علاوہ انگلستان کی متعدد دوسری جماعتوں مثلاً ہڈرز فیلڈ نے بھی کامیاب یوم تبلیغ منایا جس کے نتیجہ میں انگلستان کے احمدیوں میں تبلیغ کا زبردست جذبہ پیدا ہو گیا۔

جماعتِ انگلستان نے پہلا ہفتہ تبلیغ ۱۸ مئی سے ۲۵ مئی تک منایا۔ یہ ہفتہ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور پریس سے رابطہ کے لئے مخصوص تھا چنانچہ اس کے دوران برطانیہ کے ہر اخبار اور رسالہ کو تبلیغی خطوط لکھے گئے۔ نیز بی بی سی پر خان بشیر احمد صاحب رفیق کی ایک تقریر بھی نشر ہوئی۔ علاوہ ازیں متعدد احمدی احباب برطانیہ کے اہم اخبارات کو فرداً فرداً ملنے کے لئے ان کے دفاتر میں پہنچے اور ان پر اسلام کی تعلیمات واضح کیں نیز احمدیہ مشن لندن کی کارگذاری سے ان کو متعارف کرایا۔ لندن کے اخبار ویمبلڈن برو (The Wimbledon Borough News) نے خان بشیر احمد صاحب رفیق کا ایک مفصّل انٹرویو مسجد فضل اور آپ کی تصویر کے ساتھ نمایاں رنگ میں شائع کیا۔ یہ انٹرویو نومزید اخبارات میں بھی شائع ہوا۔ جلنگھم (کینٹ) کے ایک اخبار نے بھی آپ کی تقریر کے اقتباسات معہ تصویر شائع کئے اور جماعت کا تعارف بھی پیش کیا۔

دوسرا ہفتہ تبلیغ اردو دان طبقہ سے مخصوص تھا۔ اس غرض کیلئے اردو میں ایک پمفلٹ ''احمدیت کا پیغام'' دس ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا اور کثرت سے اردو دان حلقوں میں تقسیم کیا گیا جو بہت سے غیراز جماعت پاکستانی دوستوں کی غلط فہمیوں کے ازالہ کا موجب بنا۔[73]

رسالہ الفرقان (مئی ۱۹۶۹ء) سے پتہ چلتا ہے کہ ان ایام میں ساؤتھ آل لندن میں جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق کا ایک پادری صاحب سے وفات مسیح اور رفع الی السماء کے موضوع پر ایک کامیاب مناظرہ ہوا جس کے آخر میں پادری صاحب نے کھڑے ہو کر اقرار کیا کہ امام صاحب کئی پوائنٹس پر ہم سے آگے نکل گئے ہیں لیکن ہم دوبارہ ان کو بلا کر اسی قسم کی محفل منعقد کریں گے۔ اس کے علاوہ آپ کے دلائل کا وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔[74]

اس سال برطانیہ کی احمدی جماعتوں کا کامیاب چھٹا سالانہ جلسہ ۲۶۔۲۷ جولائی ۱۹۶۹ء کو وانڈزورتھ ٹاؤن ہال میں ہوا جس میں انگلستان کی اٹھارہ جماعتوں سے پندرہ سو مخلصین نے شرکت فرمائی۔ خان بشیر احمد صاحب رفیق نے جلسہ کے انتظامات کے لئے خواجہ رشید الدین صاحب قمر قائد مجلس خدام الاحمدیہ لندن کو انچارج مقرر کیا تھا جنہوں نے اپنے مندرجہ ذیل معاونین بشیر اصغر باجوہ صاحب (ناظم رہائش)، چوہدری اعجاز احمد صاحب (ناظم جلسہ گاہ)، خالد اختر صاحب (ناظم

خوراک)، رشید جاوید صاحب (محصّلِ اعلیٰ)، خواجہ نذیر احمد صاحب (ناظم پبلسٹی)، خواجہ بشیر احمد صاحب (ناظم بکسٹال)، میر مظفر احمد صاحب (منتظم سٹال) کی مستعد ٹیم کے ساتھ نہایت کامیابی سے جملہ انتظامات کیے۔ نمائشِ کتب کا انتظام غلام احمد صاحب چغتائی، عقیل اظہر صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب کے سپرد تھا۔ نمائش میں سلسلہ کا لٹریچر، سینکڑوں تصاویر اور قرآن مجید رکھے گئے تھے۔ ہزاروں افراد نے اس کو دیکھا۔ استقبال کا شعبہ عبدالعزیز دین صاحب اور بشیر احمد صاحب شیدا کے سپرد تھا۔ پہلے دن جلسہ کی کارروائی سَر پیری گرین ہینیکر ہیٹن (Sir Peregrine Henniker-Heaton) (اینگلو عرب سوسائٹی انگلستان کے سابق سیکرٹری۔ آپ لمبے عرصہ تک عرب سیاسیات سے بھی وابستہ رہے) کی زیرِ صدارت ہوئی جس میں بالترتیب جناب بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلّغ گلاسگو اور بلدیہ ساؤتھ آل کے رکن مسٹر کینتھ ریوز (Mr. Kenneth Reeves) اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا ''خدا کا تصور موجودہ معاشرہ میں'' (The Concept of God in the Current Society)۔ آپ کا یہ ایمان افروز خطاب سوا گھنٹہ تک جاری رہا۔ آپ نے اپنی تقریر میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور تعلق باللہ پر خاص زور دیا۔ اس تقریر سے حاضرین بے حد متاثر ہوئے چنانچہ ایک انگریز خاتون نے امام صاحب مسجد فضل سے کہا مجھے خدا پر یقین تو تھا لیکن اس تقریر کے بعد خدا تعالیٰ پر مضبوط اور پختہ ایمان پیدا ہو گیا ہے۔ یہ اجلاس انگریزی تقاریر کیلئے مختص تھا جس میں انگریز مدعوئین خاصی تعداد میں موجود تھے۔ شام کو مسجد فضل میں صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ انگلستان، مجلس عاملہ لندن اور جماعت کے دوسرے صائب الرائے افراد پر مشتمل ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مالیات، تبلیغ کی توسیع اور تربیتی امور وغیرہ پر تفصیلی بحث ہوئی۔ دوسرے دن مولوی عبدالکریم شرما صاحب سابق مبلّغ مغربی افریقہ، جناب بشیر احمد صاحب آرچرڈ، اسلم جاوید صاحب اور لئیق احمد صاحب طاہر نائب امام کی تقاریر ہوئیں۔ آخر میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ایک پُر اثر خطاب فرمایا جس میں احباب جماعت کو مغربیت کے اثر سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ رات کو تیرہ مختلف زبانوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پُر معارف اقتباس کا ترجمہ سنایا گیا۔ اس محفل خاص کا اہتمام چوہدری اعجاز احمد صاحب نے فرمایا تھا۔ جلسہ کے موقعہ پر انگلستان کی احمدی خواتین کی طرف سے دستکاری کی ایک نمائش کا انتظام بھی کیا گیا۔ [75]

ڈنمارک کی دونومسلم احمدی خواتین عائشہ صاحبہ اور طیبہ صاحبہ جولائی کے اواخر میں انگلستان کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے کوپن ہیگن سے لندن آئیں۔ انہوں نے جلسہ میں شرکت کے بعد لندن مشن کے زیر اہتمام شائع ہونے والے دینی مجلّہ دی مسلم ہیرلڈ کے ایڈیٹر کے نام ایک خط میں جلسہ سالانہ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ اس خط میں مس جیٹے عائشہ وش نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ مجھے انگلستان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ لندن میں جناب بی۔ اے رفیق اور ان کی بیگم نے استقبال کیا۔ وہاں سے ہم سیدھے مسجد گئے تا کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں ایک نئے شہر میں داخل ہونے پر نفل ادا کرسکیں۔ اس جلسہ کے انعقاد میں جو روح کارفرما ہے اس سے اور اپنے دینی بھائیوں اور بہنوں کے جذبات سے (جن سے ہمیں ملاقات کا موقع ملا) ہم دونوں بہت متأثر ہوئیں اپنی دینی بہنوں کی صحبت میں وقت گزارنے کی سعادت ہم دونوں کے لئے بے حد مسرت بخش ثابت ہوئی۔

ڈنمارک کی ان دونومسلم احمدی خواتین کی برطانیہ کی ایک نومسلم احمدی خاتون سلمیٰ صاحبہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ جلسہ کے بعد سلمیٰ صاحبہ نے اپنی ڈینش بہن طیبہ صاحبہ کو لندن سے جو خط لکھا اسکے بعض اقتباسات کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

’’تم (مراد طیبہ صاحبہ) سے اور بہن عائشہ سے ملاقات میرے لئے جلسہ کو اور بھی زیادہ مسرت انگیز بنانے کا موجب ثابت ہوئی۔ تم دونوں سے ملاقات کے بعد میں اپنے اندر ایک نئی زندگی اور نئی امید محسوس کرتی ہوں۔ اپنے اپنے ملکوں میں احمدیت کے چند ابتدائی سفیروں کی حیثیت سے جو ذمہ داریاں اور فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں تم دونوں سے مل کر ان کی شدت اور وسعت کا احساس اور بھی زیادہ گہرا ہو گیا ہے۔ ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم الشان فضل سے نوازا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ایک عظیم الشان کام بھی ہمارے سپرد فرمایا ہے۔ میں دعا کرتی ہوں کہ ہمارا قادر وعزیز اور رحیم خدا ہمیں ہمت، طاقت اور صلاحیت عطا کرے تا کہ ہم غلبہ اسلام کے ضمن میں وہ کردار ادا کرسکیں جو احمدی ہونے کی حیثیت میں ہمیں ادا کرنا چاہئیے۔

میری بڑی ہی خواہش ہے کہ ہم ایک دوسرے سے جلدی جلدی اور بار بار مل سکیں۔ اس طرح اور باتوں کے علاوہ تم دونوں مجھے صحتمند مسابقت کی روح سے ہمکنار کرسکو گی۔ اسلامی زندگی کے دوسرے پہلوؤں کے اعتبار سے جو فوائد مجھے حاصل ہوں گے ان سے قطع نظر کرتے ہوئے مجھے یقین

ہے اس طرح میں عربی زبان سیکھنے میں بھی دن دگنی رات چوگنی ترقی کرسکوں گی۔تم بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد انگریزی بولنے والے لوگوں کی ایک کثیر تعداد کو اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا موجودہ خلا پر ہوسکے۔'' 76

مندرجہ بالا خطوط خاص اہمیت کے حامل ہیں اس لیے کہ یہ یورپ میں رونما ہونے والے روحانی انقلاب کے آئینہ دار ہیں۔ 77

دو سال قبل مسجد فضل لندن کو ایک کمپنی کے ذریعہ پینٹ کروایا گیا تھا جس پر ساڑھے تین سو پاؤنڈ خرچ ہوئے۔اس سال اسے دوبارہ رنگ و روغن کرنے کی ضرورت پیدا ہوئی جس پر خان بشیر احمد صاحب رفیق کی تحریک پر لندن کے احمدی نوجوانوں نے پانچ دن صرف کر کے مسجد فضل اندر اور باہر سے پینٹ کر دی۔ یہ مشکل کام تھا خصوصاً اونچائی پر کام کرنا خطرہ سے خالی نہ تھا لیکن خدام نے کمال شوق اور ولولۂ خدمت سے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔خدا کے گھر کی تزئین اور رنگ و روغن کی یہ عظیم الشان خدمت خواجہ رشید الدین صاحب قمر اور سیکرٹری وقارعمل چوہدری اعجاز احمد صاحب کی زیر قیادت سرانجام پائی جس سے مشن کو قریباً ڈھائی سو پاؤنڈ کی بچت ہوئی اور سارا کام سو پاؤنڈ میں مکمل ہو گیا۔ 78

جلنگھم میں عرصہ سے ایک مخلص جماعت قائم تھی۔ یہاں کے ایک احمدی طفل فرید احمد صاحب ابن لئیق احمد صاحب کھوکھر اُن دنوں اپنے ہم جماعت طلباء میں پورے جوش کے ساتھ اسلامی تعلیم کی اشاعت میں مصروف تھے۔ان کے اسکول میں اسمبلی کے دوران دینیات کے استاد نے اسلام کے خلاف بعض نازیبا کلمات کہے۔ یہ بھی کہا کہ قرآن کریم میں کسی قسم کی سماجی اور معاشرتی تعلیم نہیں۔ اس پر عزیز موصوف فوراً ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس پہنچے اور ان ریمارکس پر احتجاج کیا اور انہیں اسلامی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں سے بھی روشناس کرایا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے اس غیّور احمدی بچہ کی جرأتِ ایمانی پر خوشنودی کا اظہار کیا اور استاد کی طرف سے خود معافی مانگی اور وعدہ کیا آئندہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ بعد میں انہوں نے اس استاد کو بھی تنبیہہ کی۔اسی طرح اس نے اپنی تبلیغی کارگزاری میں لکھا کہ میں نے تبلیغ کے لیے اپنے ہم جماعت Mr. Bradley کو گھر آنے کی دعوت دی۔انہوں نے دعوت قبول کر لی لیکن بعد میں یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ انہیں نارتھمپٹن میں چرچ کے کام کے سلسلہ میں جانا ہے اس لیے وہ نہیں آ پائیں گے۔لیکن اگلے دن وہ آ گئے۔ مجھے اس پر حیرت ہوئی۔ دریافت

کرنے پر Mr. Bradley نے بتایا کہ انہوں نے رات کو خواب دیکھی ہے جس میں کسی نے ان کو زور سے کہا کہ Surrender to God۔ جب ان کو یہ بتایا گیا کہ اسلام کے معنی ہی یہی ہیں تو وہ سخت حیران ہوئے اور اسلام میں گہری دلچسپی لینے لگے۔[79]

۱۱دسمبر ۱۹۶۹ء کو ویمبلڈن ٹاؤن ہال لنڈن میں عیدالفطر کی مبارک تقریب منعقد ہوئی۔ اخبار ویمبلڈن برو نیوز نے ۱۹دسمبر ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں لکھا کہ انگلستان میں مقیم ہزار ہا مسلمانوں کے لیڈر امام بشیر احمد رفیق نے عالمِ عرب میں مذہبی اتحاد کو مشرق وسطیٰ میں امن کا واحد ذریعہ قرار دیا۔ امام صاحب نے یہ بیان ویمبلڈن ٹاؤن ہال میں تین ہزار احمدیوں کے سامنے دیا جو رمضان کے اختتام پر عیدالفطر کی تقریب کے لئے جمع ہوئے تھے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ موجودہ زمانہ میں عالمِ اسلام کا سب سے بڑا المیہ فلسطین ہے جہاں لاکھوں مسلمان اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے ہیں اور کیمپوں میں رہائش کے لئے مجبور ہیں اور ہزاروں قلتِ غذا اور مختلف بیماریوں کے باعث لقمۂ اجل بن رہے ہیں اور اس صورتحال کا علاج صرف مسلمانوں کا باہمی اتحاد ہے۔ (گلاسگو میں نماز عید جناب بشیر احمد صاحب آرچرڈ نے پڑھائی۔ انگلستان کے قریباً بارہ مقامات پر احمدی احباب نے اجتماعی طور پر عید منائی)[80]

برما

کرن اسٹیٹ کے شہر پھاآن میں مقامی اسلامک کونسل نے دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کی نمائش کا انتظام کیا۔ چنانچہ کونسل کی درخواست پر جماعت نے پانچ زبانوں میں تراجم مہیا کیے۔ جماعت کی اس مساعی کی تعلیم یافتہ طبقہ نے کھلے دل سے پذیرائی کی۔

۲۳ مارچ کو جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس کے پہلے اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا دل نواز پیغام سنایا گیا۔ نیز محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور وکالت تبشیر کے پیغامات سنائے گئے۔ احباب نے جلسہ کی تقاریر سے بہت فائدہ اٹھایا۔ ۲۷ مارچ کو چھٹی کے روز سیر کے لیے ۴۰/۴۲ افراد رائل لیک گئے۔ جہاں دعا کے بعد کبڈی، فٹ بال، تیراکی اور تقاریر کے مقابلہ جات ہوئے۔ تمام احباب اس سے بہت لطف اندوز ہوئے۔ تبلیغ کے نتیجہ میں ایک ہندو دوست اور چار چینی احباب نے اسلام قبول کیا۔[81]

تنزانیہ

مشن کی پہلی سہ ماہی کی مطبوعہ رپورٹ کے مطابق اس سال کے شروع میں مولوی جمیل الرحمٰن صاحب رفیق نے موروگورو، ارنگا، موشی، ماپامے اور مابوگینی کا دورہ کیا۔ یہ سارا سفر ایک ہزار میل کا تھا۔اس دورہ میں ارنگا کے ریجنل پولیس کمانڈر اوران کے سیکرٹری سے طویل تبلیغی گفتگو کا موقعہ میسر آیا اور وہ بہت متاثر ہوئے۔ چوہدری عنایت اللہ صاحب نے موروگورو کے قرب و جوار میں بار بار دورے کر کے پیغامِ حق پہنچایا۔مکویونی میں لوگوں نے آپ کی باتیں نہایت ذوق وشوق سے سنیں جامع مسجد میں آپ نے نمازِ ظہر پڑھائی تو کثرت سے غیراز جماعت احباب بھی شامل ہوئے۔حافظ محمد سلیمان صاحب نے جن کا اُن دنوں ہیڈکوارٹر موانزا تھا، گردونواح کے علاقوں کے دورے کر کے کثیر افراد تک پیغامِ احمدیت پہنچایا۔شنیانگا کے دورہ کے دوران آپ نے ایریا کمشنر اوران کے سیکرٹری صاحب سے ملاقات کی۔سیکرٹری صاحب کے دفتر میں اس وقت حُرمتِ خنزیر کی وجوہ پر بحث ہورہی تھی۔حافظ صاحب نے اس کی حکمت پر بالوضاحت روشنی ڈالی جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ہائیکورٹ کے ایک جج سے ملاقات کر کے انہیں مسیح کی آمدِ ثانی کی خوشخبری سنائی۔آپ ایک سکول میں گئے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے آپ سے درخواست کی کہ مسلمان بچوں کو آپ ہی دینیات پڑھائیں۔حافظ صاحب نے اس روز تمام مسلمان طلباء کو دینیات پڑھائی اوران کے سوالوں کے جوابات دئے۔کہاما میں آپ نے بعض سرکاری افسران سے ملاقات کی اورایک چرچ میں دو پادریوں سے گفتگو کا موقع ملا۔قصبہ اٹانڈا (Itanda) میں اکثر عربوں کی دکانیں ہیں۔آپ نے بعض عربوں کوسلسلہ کا لٹریچر دیا اوراپنے بچوں کو دین سکھانے کی طرف توجہ دلائی۔Ukerewe کے چھوٹے سے جزیرہ میں بھی آپ پہنچے اورایریا کمشنر سے ملاقات کر کے انہیں مولانا جلال الدین صاحب شمس کی کتاب (Where did Jesus Die?) پیش کی۔ایک اوردورہ میں جواڑھائی سومیل کے علاقہ میں پھیلی ہوئی بستیوں پر محیط تھا آپ نے دکانوں، ہوٹلوں اور بازاروں میں منادی کی۔ایک بہائی سے تبادلہ خیالات کا موقع ملا۔پانچ چینیوں سے ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر گفتگو کی۔الغرض آپ کے یہ دورے بہت کامیاب رہے اوراس دوران خاصا لٹریچر فروخت ہوا۔

بکوبا مشن کے انچارج اور افریقن مبلغ شیخ یوسف عثمان صاحب شاہد (آپ نے جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کا امتحان پاس کیا اور پھر واپس وطن پہنچ کر دینی خدمات میں مصروفِ عمل ہوگئے) نے

ایک سوشل چرچ میں اسلام پر تقریر کی جس سے سامعین بہت متاثر ہوئے۔آپ ہر اتوار جیل خانہ کے قیدیوں کو قرآن مجید سکھاتے رہے اور بکوبا بندرگاہ پر تبلیغ کا سلسلہ باقاعدہ جاری رکھا اور پانچ بار قریبی علاقوں میں تبلیغی دورے کئے۔جن افراد تک آپ نے پیغامِ حق پہنچایا ان میں مذہبی زعماء، اساتذہ، طلباء اور سرکاری افسران شامل تھے۔نیز ایک پادری سے آپ نے خاص طور پر تبادلۂ خیالات کیا۔82

۷ جولائی ۱۹۶۹ء کو تنزانیہ کی آزادی کا دن تھا۔ جماعت احمدیہ تنزانیہ نے اس قومی جشن منانے میں بھر پور حصہ لیا۔ٹبورا میں مولوی عبدالرشید صاحب رازی اور مولوی عبدالباسط صاحب نے ایک شاندار احمدیہ بکسٹال لگایا جو اپنی انفرادیت اور افادیت کے اعتبار سے بہت کامیاب رہا۔ ہزاروں افراد تین روز تک اسے بڑے شوق سے دیکھتے اور سراہتے رہے۔زائرین کی آمد اور ان کے ساتھ تبلیغی گفتگو کا سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔موروگورو میں چوہدری عنایت اللہ صاحب احمدی نے تبلیغی لٹریچر کی ایک خصوصی نمائش کا اہتمام کیا اور اُسے دیدہ زیب بورڈوں، کتبات اور بینرز سے سجایا۔ایک نقشہ کے ذریعہ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کو واضح کیا گیا۔یہ نمائش بھی بہت کامیاب اور مفید رہی۔ ہزاروں زائرین جن میں افریقن کے علاوہ یوروپین، عرب، ہندو، سکھ، آغاخانی، ہندوستانی اور پاکستانی دوست سٹال دیکھنے کیلئے تشریف لائے اور گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔سٹال کو کامیاب بنانے میں ڈاکٹر طفیل احمد صاحب ڈار اور چوہدری افتخار احمد صاحب ایاز اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے نمایاں حصہ لیا۔83

اس سال کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی قبولیت دعا کا ایک عظیم الشان نشان اس سرزمین میں ظاہر ہوا۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے ایک عرب نوجوان عبداللہ سالم سیف صاحب اُن دنوں ٹانگا شہر میں رہائش پذیر تھے فرقہ اباضیہ (سلطنت عمان کا سرکاری مذہب اباضیہ ہے۔اس فرقہ کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ خلیفۂ راشد تھے مگر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ واجب القتل۔) سے تعلق رکھتے تھے اور جماعت احمدیہ کی دینی خدمات کے مداح تھے۔ انہوں نے مولوی محمد منور صاحب مبلغ انچارج ٹانگانیکا مشن اور مقامی مبلغ شیخ ابوطالب صاحب عیدی ساندھی صاحب کو اپنے ہاں چائے پر مدعو کیا اور بتایا کہ وہ پندرہ سال سے بیمار ہیں۔ ہر دو تین روز کے بعد شدید بخار ہو جاتا ہے۔علاج سے وقتی طور پر افاقہ ہوتا ہے لیکن مرض پھر عود کر آتا ہے۔ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔شدید نقاہت لاحق ہو جاتی ہے۔سارے طریقہ ہائے علاج کو آزما لیا ہے مگر

کوئی کارگر نہیں ہو سکا اور درخواست کی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں دعا کیلئے لکھا جائے۔مولوی محمد منور صاحب نے وعدہ کیا کہ آپ خود اپنی کیفیت تفصیل سے حضور کی خدمت میں میری معرفت لکھ بھیجیں۔میں آپ کے سواحیلی خط کا ترجمہ حضور کی خدمت میں پہنچا دوں گا اور عبداللہ سالم سیف صاحب نے ساتھ ہی نہایت عاجزی سے ستر شلنگ نذرانہ پیش کیا جو مولوی صاحب نے مقامی مسجد کے رنگ و روغن کے لئے دیدیا۔ بعد ازاں عبداللہ سالم سیف صاحب نے اپنا خط بھی مولوی صاحب کو بھجوا دیا جس کا ترجمہ آپ نے حضور کی خدمت میں بھجواتے ہوئے مزید حالات بھی عرض کئے اور بڑے الحاح اور عاجزی سے ان کی شفایابی کیلئے درخواستِ دعا کی۔حضور کی طرف سے فوری جواب پہنچا کہ عبداللہ سالم صاحب آف ٹانگا کے لئے دعا کی گئی ہے۔اس کے بعد اس عرب نوجوان کے مرض میں حیرت انگیز طور پر افاقہ ہونا شروع ہو گیا حتی کہ وہ چند ماہ کے اندر مکمل طور پر شفایاب ہو گئے چنانچہ انہوں نے ۱۰ مارچ ۱۹۷۰ء کو مولوی محمد منور صاحب کو ایک خاص اطلاع دی کہ حضور کی دعاؤں اور توجہ کے طفیل انہیں بہت روحانی اور جسمانی فائدہ ہو رہا ہے۔ عام حالات میں انہیں ایک ماہ میں بارہ ٹیکے لگتے تھے اور پھر بھی بیماری دور نہیں ہوتی تھی لیکن اب بفضلہٖ تعالیٰ انہیں ایک ٹیکا بھی لگوانے کی ضرورت پیش نہیں آئی اور نہ اس بیماری کا حملہ ہوا۔انہوں نے مولوی صاحب سے یہ بھی خواہش کی کہ وہ ان کی طرف سے مبارکباد اور دلی شکریہ حضور کی خدمت میں پہنچا دیں کہ حضور کی دعا کی برکت سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا۔[84]

جاپان

اس سال ۸ ستمبر ۱۹۶۹ء کو جاپان مشن کا احیاء عمل میں آیا جب میجر (ریٹائرڈ) عبدالحمید صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد پر فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کے لئے جاپان کے دارالسلطنت ٹوکیو وارد ہوئے۔[85]

قریباً چونتیس سال قبل ۴ جون ۱۹۳۵ء کو صوفی عبدالقدیر نیاز صاحب کے ذریعہ دارالتبلیغ جاپان کا قیام ہوا تھا۔آپ تین سال تک پیغامِ حق کی اشاعت میں مصروف رہے اور ۱۲ جولائی ۱۹۳۸ء کو قادیان تشریف لے آئے۔آپ کے بعد مولوی عبدالغفور صاحب کو پانچ سال تک تبلیغی خدمات بجالانے کی سعادت نصیب ہوئی اور آپ ۳۰/ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو واپس قادیان پہنچے۔[86] ازاں بعد مرکز کی طرف سے کوئی اور مبلّغ بھجوائے جانے کا انتظام نہ ہو سکا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالحمید صاحب مبلغ جاپان کو بھی پہلے مبلّغین کی طرح شروع میں زبان اور قیام کے سلسلہ میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تاہم عارضی طور پر ایشیا سنٹر میں جگہ مل گئی اور جاپانی زبان سیکھنے کیلئے آپ نے ۱۶ ستمبر کو شیبویا (Shibuya) میں واقع جاپانی سکول میں داخلہ لے لیا۔ یہ سکول عیسائیوں نے شروع شروع میں پادریوں کی سہولت کے لئے کھولا تھا تا کہ وہ جاپانی زبان سیکھ کر آسانی سے عیسائیت کا پرچار کر سکیں۔

ایشیا سنٹر میں انگریز، امریکن، کینیڈین، آسٹریلین، افریقن، رشین الغرض بہت سے ملکوں کے لوگ ٹھہرے ہوئے تھے جنہیں آپ نے اپنی بساط کے مطابق اسلام کا پیغام پہنچانا شروع کر دیا۔ جن دوستوں نے دلچسپی کا اظہار کیا ان کے پتے مرکز میں بھجوا دئے اور انہیں بلا تاخیر لٹریچر مہیا کر دیا گیا۔ اِن لوگوں میں ایک صاحب ڈاکٹر عیسیٰ بھی تھے جو جنوبی کوریا کے دارالحکومت سیول میں پریکٹس کر رہے تھے اور حاجی صابری صاحب (جنوبی کوریا کی مسلم ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ) کے بھتیجا تھے۔ مبلغِ جاپان کا بیان ہے ''پہلا سمسٹر ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ سکول میں ایک تقریب عمل میں آئی جس میں طالب علموں کو دعوت دی گئی کہ اگر وہ کسی مضمون پر تقریر کرنا چاہیں تو اپنا نام لکھوا دیں۔ چنانچہ میں نے بھی اپنا نام لکھوا دیا۔ میں نے ایک لیکچر مسیح کی آمدِ ثانی پر تیار کیا۔ اسے رومن الفاظ میں لکھ کر اپنے استاد سے اس کی اصلاح کروائی۔ سکول کے عملہ نے جاپانی الفاظ کا صحیح تلفظ ادا کرنے کی پریکٹس کروائی۔ چنانچہ وہ لیکچر زبانی تیار کر کے دیا۔ باہر سے لوگ بھی آئے ہوئے تھے۔ طالبعلموں، استادوں، استانیوں اور زائرین سے ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ طالبعلم اکثر یورپین اور امریکن تھے جن میں سے بعض عیسائی مشنری تھے اور بعض ٹورسٹ (سیاح) تھے۔ اس لیکچر سے میری کافی حوصلہ افزائی ہوگئی۔ اس زمانہ میں شیبویا ریلوے اسٹیشن کے سامنے ایک کھلی جگہ پر جہاں سے لوگوں کی آمد و رفت کا صبح سے شام تک تانتا بندھا رہتا تھا۔ بعض عیسائی لڑکے اور لڑکیاں جاپانی زبان میں بائبلیں لے کر کھڑے رہتے اور انفرادی طور پر لوگوں کو عیسائیت کی تبلیغ کرتے۔ میں بھی ان کے پاس کھڑا ہو جاتا اور ٹوٹی پھوٹی زبان میں انہیں تبلیغ کرتا۔ یہ فرقہ ایک نئے چرچ سے تعلق رکھتا تھا جس کے بانی (Reverend Sunmyung Moon) ریورنڈ سن میونگ مون ہیں جو جنوبی کوریا کے باشندے ہیں...... ہر روز اس فرقہ کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں تبلیغ کرتے۔ میں ان کے پاس چلا جاتا اور انہیں کہتا کہ آپ بائبل کے بعض حوالہ جات ایک ایک کر کے پڑھیں جو انہیں میں زبانی بتلاتا۔ تو اس طرح

سوال کر کر کے میں انہیں بتلاتا کہ وہ انتہائی غلطی خوردہ ہیں۔ جب وہ میرے بتائے ہوئے حوالہ جات میں پڑھتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صرف بنی اسرائیلوں کی خاطر آئے تھے۔ یا ان کی تعلیم مکمل نہیں بلکہ ان کے بعد ایک سچائی کی روح آئے گی اور انہیں تمام باتیں سکھلائے گی یا بائبل الہامی کتاب نہیں ہوسکتی کیونکہ اس میں تناقض پایا جاتا ہے یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسرائیل کے بھائیوں میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا ایک نبی برپا ہوگا جس کو ماننا اور جس کی مدد کرنا نہایت ضروری ہوگا تو وہ بڑے حیران رہ جاتے۔ ان میں سے بعض میرے گھر آ جاتے۔ انہی دنوں کی بات ہے کہ آؤیاما یونیورسٹی (Aoyama University) کے ایک طالب علم میرے گھر آئے۔ میں نے اسی طریق سے اسے تبلیغ کرنا شروع کی۔ وہ ایک دن بھی آیا اور دوسرے دن بھی آیا۔ دوسرے دن اس نے مجھ سے کہا کہ آپ میں زبردست طاقت ہے۔ اگر میں ایک بار پھر آیا تو مجھے ڈر ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ تو میں نے کہا پھر مسلمان ہو جاؤ۔ مگر کہنے لگا کہ متحدہ چرچ والوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ مجھے امریکہ بھجیں گے۔ اس لئے میں مسلمان نہیں ہونا چاہتا تا کہ میں اس چانس سے محروم نہ ہو جاؤں۔ اسی طرح اس گروپ کے بیشمار عیسائی لڑکوں اور لڑکیوں کو تبلیغ کی۔ ایک دفعہ مجھے ان کے ایک مرکز میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں بیشمار لڑکے اور لڑکیاں تربیت حاصل کر رہے تھے۔ ان کے لیڈر نے مجھے بھی دعوت دی کہ میں تقریر کروں۔ مجھے اس وقت جاپانی زبان میں مہارت نہیں تھی۔ میں نے کہا کہ میں انگریزی میں تقریر کروں گا۔ آپ کسی انگریزی دان کو ساتھ کھڑا کر دیں جو ساتھ ساتھ میری تقریر کا جاپانی زبان میں ترجمہ سناتا رہے۔ انہوں نے میری بات مان لی۔ مگر جب میں نے دیکھا کہ جس جاپانی کو انہوں نے کھڑا کیا ہے وہ صحیح ترجمانی نہیں کر رہا تو میں نے اس سے کہا کہ آپ بیٹھ جائیں۔ میں نے وہی تقریر جو سکول میں کی تھی یہاں بھی کر دی۔ سامعین بڑے محظوظ ہوئے۔ میں نے اس گروپ کے عیسائیوں سے رابطہ قائم رکھا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ میں بہت جلد جاپانی بولنا سیکھ گیا‘‘۔ [87]

جرمنی

پاکستان میں سفارت خانہ جرمنی کے ترجمان ’’اطلاعاتِ جرمنی‘‘ نے مسجد نور فرینکفرٹ کی دو تصاویر کے ساتھ یہ نوٹ لکھا:۔

''فرینکفرٹ کی مسجد نور۔جس کے امام مسعود احمد جہلمی ہیں جو پانچ زبانیں بڑی روانی سے بولتے ہیں۔ ہر ہفتے فرینکفرٹ اوراس کے قرب وجوار کی بستیوں سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے پہنچتی ہے۔ بہت سے مسلمانوں کے لئے خواہ وہ مراکش کے ہوں یا انڈونیشیا کے، مشرقی افریقہ کے ہوں یا مغربی افریقہ کے، امام مسجد مسعود کی حیثیت ایک مشفق والد، ہمدرد، بہی خواہ، ترجمان اور پیرو مرشد کی ہے۔ان کی مسلسل دینی وثقافتی سرگرمیوں سے جرمن لوگوں میں اسلامی ثقافت ونظریات سے دلچسپی میں اضافہ ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ ایک خوبصورت مسجد میونخ میں زیر تعمیر ہے جس کا سنگ بنیاد ۱۹۶۷ء میں رکھا گیا تھا۔اس مسجد کی تعمیر میں مشرق ومغرب کے مختلف اسالیب کو نہایت ہی دلکش پیرائے میں سمونے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مجموعی طور پر وفاقی جمہوریہ جرمنی میں دولاکھ ساٹھ ہزار کے لگ بھگ مسلمان باشندے بستے ہیں۔ان میں ایک بڑی تعداد ۱۹۴۵ء میں سوویٹ یونین سے ہجرت کر کے یہاں چلے آنے والے روسی مسلمانوں کی بھی ہے۔ نئے اسلام قبول کرنے والے جرمنوں کی تعداد وفاقی جمہوریہ کی حدود میں ایک ہزار کے لگ بھگ ہے''۔[88]

فرینکفورٹ میں جماعت احمدیہ کے قیام اور تعمیر مسجد پر دس سال کا کامیاب عرصہ گذرنے پر ۱۸/اپریل ۱۹۶۹ء کو مشن کے زیر انتظام ایک پُر وقار تقریب منعقد ہوئی۔اس تقریب کے روحِ رواں حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت انصاف ہیگ سے خاص طور پر اس تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے اور تین روز تک مشن ہاؤس میں قیام فرما رہے اور دورانِ قیام دیگر دینی مصروفیات کے علاوہ فرینکفورٹ کے اعلیٰ دینی اور علمی حلقوں میں مؤثر تقاریر کر کے فریضۂ اعلاءِ کلمۃ اللہ کی بجا آوری کا حق ادا کر دیا۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب پروگرام کے مطابق ۱۷/اپریل کی شام کو ہیگ سے بذریعہ ٹرین فرینکفورٹ تشریف لائے۔اسی شام چوہدری عبد اللطیف صاحب انچارج مبلّغ جرمنی بھی ہمبرگ سے فرینکفورٹ پہنچ گئے۔ ۱۸/اپریل انتہائی مصروفیت کا دن تھا۔صبح ۹ بجے سے رات ۱۱ بجے تک حضرت چوہدری صاحب نے یکساں بشاشت اور خندہ پیشانی کے ساتھ چھ مختلف تقاریب میں شرکت فرمائی۔ پروگرام کا آغاز آپ کی ولولہ انگیز تقریر ''مسیح کی آمدِ ثانی'' کے ساتھ ہوا۔ یہ تقریر کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھنے والے ایک اہم ادارہ میں تھی جو بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔حضرت چوہدری صاحب نے اس موضوع پر ایک پُر مغز اور نہایت معلومات افروز اور فکر انگیز تقریر فرمائی جو

قرآن مجید اور بائبل کے حوالوں سے مرصع تھی۔ آپ نے ثابت کیا کہ مسیح کی آمدِ ثانی کے بارہ میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنے بیان اور عقیدہ کے عین مطابق اور مسیح کے ظہورِ ثانی سے متعلق سبھی علامات پوری ہو چکی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زمانہ اور اس کے حالات ایک آسمانی رہنما کا تقاضا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ رحمان کے مطابق گذشتہ زمانوں کی طرح اس زمانہ میں بھی ایک ہادیٔ برحق کو مبعوث فرمایا۔ وہ شخص ایک ایسے گمنام گاؤں میں مبعوث ہوا جس کی واحد درسگاہ ایک پرائمری سکول تھا۔ اس شخص نے دعویٰ کیا کہ خدا تعالیٰ نے اسے الہام سے نوازا ہے۔ اس شخص کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لئے وہ روحانی راہنمائی مہیا فرمائی جس کا یہ زمانہ مقتضی تھا۔ چنانچہ آپ کے جذبِ روحانی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج آپ کے متبعین میں اخلاق و روحانیت کی ایسی روح جلوہ گر نظر آتی ہے جو اس زمانہ کا گوہر نایاب ہے۔ تقریر کے بعد بیس منٹ تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد فرینکفورٹ کے ایک بہت بڑی انشورنس کے ادارہ کی طرف سے دعوت تھی۔ اس ادارہ کے ایک ڈائریکٹر ڈاکٹر کیوسی تھے جنہوں نے احمدی مبلّغین کے اشتراکِ عمل سے قرآن پاک کا اسپرانٹو زبان میں پہلا ترجمہ کیا اور اس کا پیش لفظ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے تحریر فرمایا تھا۔ ڈاکٹر کیوسی حضرت چوہدری صاحب کے قیام کے دوران ہمہ وقت اپنی کار سمیت مصروفِ خدمت رہے۔ دوپہر کے کھانے کی دعوت مسٹر حسن الافرادی کی طرف سے فرینکفورٹ کے سب سے بڑے ہوٹل فرینکفورٹ ہوف میں مقرر تھی جس میں شہر کے میئر بھی مدعو تھے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد جمعہ وعصر کی نمازیں مشن ہاؤس میں جمع کر کے ادا کی گئیں جس کے بعد تین بجے بعد دوپہر فرینکفورٹ کے میئر کی طرف سے اس تاریخی ہال میں حضرت چوہدری صاحب کے اعزاز میں استقبالیہ تھا جہاں ہولی رومن امپائر کے دور میں بادشاہوں کی رسم تاجپوشی ادا ہوتی تھی۔

میئر صاحب نے حضرت چوہدری صاحب کو ایوانِ قیصر کا معاینہ بھی کرایا۔ جس میں اُن تمام شہنشاہوں کی تصاویر آویزاں تھیں جن کی رسمِ تاجپوشی وہاں ادا ہوئی۔

پروگرام کے مطابق شام چھ بجے پریس کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ریڈیو، اخبارات اور اہم خبر رساں ایجنسیوں کے نمائندے موجود تھے۔ ملکی ریڈیو کے علاوہ سمندر پار پروگرام کے تحت اردو اور انگریزی کے بھی مختلف پروگراموں میں حضرت چوہدری صاحب کے انٹرویونشر کئے گئے۔

شام سات بجے فرینکفرٹ میں جماعت احمدیہ کے قیام کی دس سالہ پُر وقار تقریب مشن ہاؤس کے لیکچر ہال میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں ہالینڈ، سپین، سویڈن کے سفارتی نمائندوں اور فرینکفورٹ کے میئر ڈاکٹر فائے نے بھی شمولیت اختیار کی۔علاوہ ازیں شرکاء میں بلدیہ کے بعض اہم افسران، سیاسی پارٹی .C.D.U کے سربراہ Hans Von Moog، محکمہ ریلوے کے افسرِ اعلیٰ Dr. Wendler، مقامی مجسٹریٹ Dr. Volde، دفتر روزگار کے ڈائریکٹر Dr. Schmidt اور جرمنی کے ممتاز قانون دان Dr. Janike اور متعدد دوسرے معززین شہر اور اہم مذہبی شخصیات، بشپ کے صاحبزادہ بطور نمائندہ بشپ، اہم کیتھولک پادری Dr. Baum وغیرہ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کے بعد مسعود احمد صاحب جہلمی نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں نہایت ہی مخلص احمدی اور سعید الفطرت جرمن نوجوان محمود اسمٰعیل زولش نے مشن کی دس سالہ رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں بتایا کہ گذشتہ دس برس کے عرصہ میں اسلام پر مختلف زبانوں کے لٹریچر اور خصوصاً جرمن اور انگریزی میں قرآن کریم کے تراجم کی یہاں سے بڑی کثرت کے ساتھ اشاعت ہوئی ہے۔ فرانکفورٹ یونیورسٹی میں اسلام پر سیمینار منعقد ہوئے۔ مشن ہاؤس میں اور باہر سکولوں، گرجوں، کلبوں اور مختلف سوسائٹیوں میں مبلّغین اور ان کے رفقاء کی طرف سے اسلام پر گذشتہ دس برس میں کم وبیش پانچ سو تقاریر ہوئیں۔ سکولوں اور سوسائٹیوں کی طرف سے گذشتہ کئی ماہ سے تقاریر کے مطالبات اس کثرت سے آرہے ہیں کہ تقریباً ہر ہفتہ ایک اور بعض اوقات زیادہ تقاریر کی دعوت آجاتی ہے۔

رپورٹ کے بعد فرینکفرٹ کے میئر Dr. W. Fay نے حضرت چوہدری صاحب کو خوش آمدید کہتے ہوئے اس امر کی یقین دہائی کرائی کہ وہ اور ان کے رفقاء کار مسجد اور مشن کی ہر ممکن اخلاقی مدد کیلئے ہمیشہ ممد ومعاون رہیں گے۔ اس کے بعد محترم چوہدری صاحب موصوف نے حاضرین سے مختصر خطاب کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض وغایت بیان کی اور فرمایا کہ آپ سے منسلک ہو کر خدا تعالیٰ پر محض عقلی ایمان یعنی خدا ہونا چاہیے سے بڑھ کر ذاتی اور زندہ ایمان حاصل ہوتا ہے جبکہ انسان خدا تعالیٰ کو مشاہدہ کر لیتا ہے اور اس کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے۔

اگلے روز ۱۹/اپریل کو حضرت چوہدری صاحب کا پبلک لیکچر ”عصرِ حاضر کا مذہب“ کے موضوع پر ہوا۔ لیکچر کا اہتمام فرینکفرٹ کے معروف سنگن برگ میوزیم کے لیکچر ہال میں تھا۔ باوجودیکہ لیکچر

انگریزی زبان میں تھا جرمن سامعین کی خاصی تعداد موجود تھی۔آپ نے اپنے فاضلانہ لیکچر میں سائنسی علوم وفنون کی بڑھتی ہوئی ترقی اور عروج کے باعث یورپ میں مروجہ عیسائیت کی پسپائی اور بے بسی کا تذکرہ کرتے ہوئے بڑی شرح وبسط کے ساتھ واضح کیا کہ اس زمانہ کا حقیقی مذہب اسلام ہے جو قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کی مکمل ہدایت وراہنمائی کا سامان مہیا کرتا ہے۔آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں اس خیال کی پُرزور تردید فرمائی کہ مذہب اور سائنس میں تضاد پایا جاتا ہے۔آپ نے فرمایا سائنس مذہب کی مدِّ مقابل نہیں بلکہ خادم ہے۔بہت سی سچائیاں جواب تک محض ایمان اور عقل کی بناء پر تسلیم کی گئی تھیں سائنسی علوم کی ترویج کے ذریعہ حقیقت بنتی جارہی ہیں۔ہاں یہ شرط ہے کہ انسان اپنے قویٰ کو بنی نوع کی بہبود اور ترقی کیلئے خرچ کرے۔اس صورت میں قرآنی وعدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانی صلاحیتوں کو اور اپنی نعماء کو انسان کیلئے بڑھاتا چلا جائے گا۔

یہ دس سالہ تقریب فرینکفرٹ میں اشاعتِ اسلام کی راہ میں ایک سنگِ میل بن گئی اس موقع پر فرینکفرٹ کے ٹیلی ویژن،ریڈیو اور اہم اخبارات میں احمدیہ مشن کی شبانہ روز مساعی کا بہت چرچا ہوا اور اس امر کا کھلے بندوں اعتراف کیا گیا کہ احمدیہ مشن کے ذریعہ جرمن عوام کو اسلام کے بارہ میں بہتر رائے قائم کرنے میں بھاری مدد ملی ہے۔

فرینکفرٹ کے اہم ترین اخبار Frankfurter Allgemeine نے (جو روزنامہ ڈی ویلٹ کے بعد جرمنی میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے) اپنی اشاعت مورخہ ۲۱/اپریل ۱۹۶۹ء میں ’’اسلامی مہمان‘‘ کے عنوان کے تحت لکھا:۔

(ترجمہ) ہندوپاک کے ممتاز ترین قانون دان، بین الاقوامی عدالت انصاف ہیگ کے جج جناب محمد ظفر اللہ خان فرینکفرٹ میں جماعتِ احمدیہ کی مسجد نور کی دس سالہ تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔پاکستان کے سابق وزیر خارجہ،اپنے ملک کے ممتاز ترین قانون دان اور اقوام متحدہ کی سترہویں جنرل اسمبلی کے صدر نے عالمی عدالت انصاف کے جج کی حیثیت سے شمالی سمندر کے شیلف کے اس حالیہ بین الاقوامی قضیہ کی سماعت میں شرکت فرمائی جس کا فیصلہ جرمنی کے حق میں ہوا ہے۔

جناب محمد ظفر اللہ خان اسلامی موضوعات پر کئی ایک تصنیفات کے مصنّف ہیں۔آپ نے ۱۹۵۹ء میں فرینکفرٹ مشن کا افتتاح کیا۔جمعہ کے روز فرانکفورٹ کے میئر ڈاکٹر فائے نے ٹاؤن ہال میں آپ کو خوش آمدید کہا۔آپ نے اپنے اس قیام کے دوران فلوسافیکل تھولاجیکل انسٹیٹیوٹ سینٹ

جارج اورسنگن برگ میوزیم کے ہال میں تقاریر کیں۔

جماعت احمدیہ اسلام کی ایک تبلیغی جماعت ہے جو تجدید واحیائے اسلام کے ساتھ ساتھ عیسائی و غیر عیسائی اقوام اور اسلام کے مابین صلح ورواداری کے اصولوں کے تحت بہتر فضا اور خوشگوار ماحول پیدا کرنے کی علمبردار ہے۔

جرمنی میں ہمبرگ کے بعد فرینکفرٹ جماعت احمدیہ کا دوسرا مشن ہے۔ اسلام کے متعلق بیشمار تقاریر اور مذاکرات کے ذریعہ زبردست بیداری کے پیدا ہونے سے اس مشن کے کام کی غمازی ہوتی ہے۔ سکولوں، مذہبی اداروں اور دیگر سوسائٹیوں کی طرف سے بڑی کثرت کے ساتھ اس مشن کو اسلام کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کے دعوت نامے ملتے ہیں۔ یونیورسٹی اور میونسپل لائبریریوں کو اسلام کے متعلق یہاں سے کتب مہیا کی گئی ہیں۔

ترجمہ وتصنیف کے دیگر کاموں کے علاوہ جو اس مشن سے وابستہ ہیں اسپرانٹو زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ خاص طور پر قابل ذکر ہے جو اس مشن کے گہرے اشتراکِ عمل سے معرض وجود میں آیا ہے۔

اس کے علاوہ مسجد نور فرینکفرٹ میں اسلامی ممالک سے آنے والے زائرین، طلباء، تاجروں اور سیاحوں وغیرہ کے لئے روحانی مرکز ہی نہیں بلکہ اس اجنبی ملک میں ان کے لئے وطن کی فضا مہیا کرتی ہے۔

دوسرے اہم اخبارات (Rundschau) اور (Neue Presse) نے بھی ایسے ہی نوٹ شائع کئے۔[89]

۴ جولائی ۱۹۶۹ء کو مسجد نور فرینکفرٹ میں سیرت النبی ﷺ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں انڈونیشیا کے سفیر مقیم جرمنی پروفیسر یوسف اسماعیل صاحب نے ’’آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ کا اثر انڈونیشیا پر‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ موصوف بون سے خاص طور پر اس تقریب کے لیے تشریف لائے تھے۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر محمود اسماعیل زولش صاحب نے ’’آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ‘‘ کے موضوع پر کی۔ مقامی اخبارات نے اس تقریب کی خبر نمایاں طور پر شائع کی۔ اسی طرح مسجد نور کے لیکچر ہال میں ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی صاحب نے ایک تقریر کی جس میں بائبل اور قرآن میں مشترکہ بیان کردہ امور اور قرآن کریم کی فضیلت کو ثابت کیا۔ فرینکفرٹ کے مرکزی چرچ ڈوم میں بھی مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب کو تقریر کا موقعہ ملا۔ جرمنی کے نومنتخب صدر ڈاکٹر ہائنے من اور فرینکفرٹ

کے میئر ڈاکٹر فائے سے ملاقاتیں ہوئیں جن میں قرآن کریم کا ترجمہ پیش کرنے کی توفیق ملی۔

سکولوں اور بعض سوسائیٹیوں کے پانچ وفود مسجد دیکھنے آئے جن کو لیکچر دیا جاتا اور بعد میں سوالات کا سلسلہ شروع ہوتا۔محمود اسماعیل زولش صاحب نے مسجد میں اسلام پر ایک مذاکرہ کا انعقاد کیا جس میں یونیورسٹی کے طلباء اور سکولوں کے اساتذہ نے شرکت کی۔ یہ مذاکرہ چھ گھنٹے تک جاری رہا۔ مشن کی طرف سے محمود اسماعیل زولش، جناب ڈاکٹر کیوسی اور مسعود احمد جہلمی صاحب نے حصہ لیا۔اس موقعہ پر جماعت کی طرف سے اسلام کے متعلق شائع شدہ لٹریچر کی نمائش بھی کی گئی۔

اسپرانٹو زبان میں ترجمہ شائع ہونے پر مسعود احمد جہلمی صاحب نے بعض اسلامی ممالک مثلاً مصر، سعودی عرب، انڈونیشیا، لیبیا، ایران کے سفراء صاحبان سے ملاقاتیں کیں اور ان ممالک کے سربراہان کو اسپرانٹو زبان میں ترجمہ قرآن کریم کا ایک ایک نسخہ بھجوانے کے لیے دیا۔[90]

سپین

اس سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' اور حضرت مصلح موعود کے لیکچر ''اسلام کا اقتصادی نظام'' کی ملک بھر میں وسیع پیمانے پر اشاعت ہوئی۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی کتاب 'اسلامی اصول کی فلاسفی' خاص طور پر رائل میڈیکل اکیڈیمی، رائل اکیڈیمی آف ہسٹری، جوڈیشل رائل اکیڈیمی اور رائل اکیڈیمی آف فارمیسی کے ایک سو تین ممبران کو بھجوائی گئی اور ہر حلقہ میں بیحد پسند کی گئی اور اسلام کی اعلیٰ اخلاقی اور روحانی تعلیم کی عظمت و برتری کا اعتراف کیا گیا۔اس سلسلہ میں میڈیکل پروفیسر و ممبر رائل اکیڈیمی آف میڈیسن (D. Alfonso De La Fuente) اور ایک میڈیکل سکول کے پرنسپل اور رائل اکیڈیمی کے ممبر سر وِلّا نووا (Sr. Villa Nova) کے تاثرات کا ذکر تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۲ کے صفحہ ۴۱ اور ۴۲ پر گذر چکا ہے۔ رائل اکیڈیمی کے ممبر (Exemo Sr. D) نے مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر انچارج سپین مشن کے نام خط لکھا کہ

''میرے نہایت ہی واجب الاحترام دوست

مجھے میڈرڈ سے مجبوراً باہر جانا پڑا۔ اس لئے آپ کے خطوط کا جواب کسی قدر تاخیر سے دے رہا ہوں۔ آپ کی طرف سے کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' بھجوانے کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے یہ کتاب پورے غور اور دلچسپی سے پڑھی ہے اور اس سے پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ جو چیز

مجھے سب سے زیادہ پسند آئی ہے کہ یہ کتاب روحانیت کا شیریں سرچشمہ ہے جس سے آج کی مادہ پرست دنیا میں دائمی زندگی کا پانی بہتا ہے وہ اس بے آب وگیاہ اور لق ودق تپتے ریگستان میں نخلستان کا کام دیتی ہے جس سے اب بھی آبِ حیات میسر آسکتا ہے۔ میں دوبارہ شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کے ساتھ گہرے دلی جذبات کا اظہار کرتا ہوں۔ دستخط (ترجمہ)

مشن کی طرف سے موصوف کو کتاب ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ اور ’’احمدیہ موومنٹ‘‘ بھجوائی گئی تو انہوں نے مزید خوشی کا اظہار کیا اور مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر سے ملاقات کے دوران بتایا باوجودیکہ وہ کیتھولک پادری ہیں ہمیشہ خدا کی تائید کے قائل رہے ہیں لیکن مکتی چرچ سے مرعوبیت کے باعث اسے کبھی ظاہر نہیں کیا۔ انہیں کتاب ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ پڑھ کر بہت تسلی ہوئی ہے۔

مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر نے اس سال جن اہم شخصیات تک پیغامِ حق پہنچایا ان میں سابق وزیر خارجہ اور سٹیٹ کونسل کے سیکرٹری (D. Alberto Martin Artajo) اور ایک وکیل (D. Jose Luis) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولوی صاحب نے چاند پر جانے والے خلابازوں (نیل آرمسٹرانگ (Neil Armstrong) اور ایڈون آلڈرن (Edwin Aldrin) پہلے امریکی خلاباز تھے جو ۲۰ جولائی کو چاند پر اترے۔[91] پاکستان ٹائمز ۲۱ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱) کو ایک تبلیغی خط لکھا نیز ’’احمدیہ موومنٹ‘‘، ’’ہماری تعلیم‘‘ اور ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ پر مشتمل لٹریچر بھجوایا۔ آپ نے ایک خواب کی بناء پر صدر امریکہ مسٹر نکسن (Nixon) کو ایک خط کے ذریعہ پیغام حق پہنچایا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی کامل توحید قرآن کریم کی کامل شریعت پر ایمان اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت ہی سے دنیا میں حقیقی امن قائم ہوسکتا ہے۔[92]

سکنڈے نیویا

اس سال ملک میں اسلام سے متعلق بڑھتی ہوئی دلچسپی کے باعث چرچ سوسائٹی نے ایک اسلامک کمیشن مقرر کیا اور اس کی کمیٹی نے احمدیت پر بھی ریسرچ شروع کی نیز ایک کتاب ’’اسلام ڈنمارک میں‘‘ تیار کی اور اس میں مندرجہ ذیل پہلوؤں کو بھی خاص طور پر اجاگر کیا۔ ابتدائی تاریخِ اسلام، احمدیت، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا چیلنج سورۃ فاتحہ سے متعلق، مشہور عیسائی منّاد ڈاکٹر بلی گراہم کو قبولیتِ دعا کا چیلنج وغیرہ۔

اسی سال سیّد کمال یوسف صاحب، مولوی بشیر احمد صاحب شمس اور سویڈن کے مقامی مشنری محمود

سیف الاسلام ارکسن صاحب ڈنمارک سے سویڈن کے شہر گوئٹے برگ (Gothenburg) تشریف لے گئے اور یہاں ۲۰ افراد پر مشتمل ایک نئی مخلص جماعت کا قیام عمل میں آیا۔محمود ارکسن صاحب کو اسی سال حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی اور آپ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔یورپین احمدی مسٹر غلام احمد اور مسٹر عبدالسلام میڈسن نے وقف عارضی کے تحت کئی ایام شرق اوسط میں گذارے۔[93]

نومبر میں طلباء اور اساتذہ کے متعدد وفود مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن میں پہنچے جنہیں سیّد مسعود احمد صاحب مبلغ سکنڈے نیویا مقیم کوپن ہیگن اور عبدالسلام صاحب میڈسن اور محمود ارکسن صاحب نے اسلام پر کامیاب لیکچر دئے۔[94]

سیّد کمال یوسف صاحب مبلغ سکنڈے نیویا نے جلسہ سالانہ ربوہ دسمبر ۱۹۶۹ء کے موقعہ پر خطاب فرمایا اور سکنڈے نیویا مشن کی ابتدائی تاریخ اور اس کے اثرات پر نہایت عمدہ پیرایہ میں روشنی ڈالی۔پوری تقریر معلومات سے لبریز تھی۔[95]

سنگاپور

مولوی محمد عثمان صاحب چینی اپریل ۱۹۶۶ء میں مرکز احمدیت ربوہ سے سنگاپور بھجوائے گئے۔ جہاں آپ ستمبر ۱۹۶۹ء تک مبلغ انچارج کی حیثیت سے دینی فرائض بجالاتے رہے۔سنگاپور میں قیام کے دوران چینی اخباروں میں آپ کے انٹرویو اور مضامین شائع ہوئے۔'اسلامی اصول کی فلاسفی' کا چینی ایڈیشن تقسیم ہوا۔چینی زبان میں رسالہ 'میں نے اسلام کیوں قبول کیا' کی پانچ ہزار کاپیاں شائع کی گئیں اور سنگاپور، ملائیشیا، فجی، سبا اور انڈونیشیا میں مفت تقسیم کی گئیں قرآن مجید کے بعض درسی اسباق انگریزی، ملائی، چینی اور عربی زبان میں شائع کر کے تقسیم کروائے۔آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ایک کتاب 'احمدیت یعنی حقیقی اسلام' کا چینی زبان میں ترجمہ کیا اور پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کی۔اور اسے سنگاپور، ملائیشیا کے بڑے بڑے شہروں کے کتب خانوں میں رکھوایا۔مؤخر الذکر کتاب کے متعلق سعودی عرب کی مدینہ یونیورسٹی کے ایک چینی امام اسحاق ما نے اس رائے کا اظہار کیا کہ یہ نہایت بلند پایہ کتاب ہے۔ملائیشیا کی Deism Society (الحاد۔مذہبِ فطرت۔عقیدہ جس کا ماننے والا خدا کا قائل مگر منکر وحی ہوتا ہے) نے چینی اخبارات میں آپ کا انٹرویو پڑھ کر آپ کا ایک مضمون اپنے رسالے میں شائع کیا اور لکھا ''ہمیں آپ نے اسلام کے بارے میں ایک عظیم الشان

مضمون دیا۔ہم آپ کے بہت ممنون ہیں آپ نے غیر جانبدارانہ رنگ میں اسلام کے حقائق بیان کئے ہیں۔آپ کی بحث باریک اور لطیف تھی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بہت اچھی طرح مذہب کے علوم حاصل کئے ہیں۔چینی لوگوں کو اب تک اسلام سے واقفیت نہیں۔وجہ یہ ہے کہ چینی زبان میں اسلام کی تبلیغ نہیں ہوئی۔اب آپ سنگاپور میں اسلام کی اشاعت کے لئے آ گئے ہیں۔یہ لازمی بات ہے کہ اسلام ان ممالک میں چینیوں میں پھیل جائے اور چینی لوگ بھی اس سے برکات حاصل کریں‘‘۔

مولوی محمد عثمان صاحب کے ذریعہ چینیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور سکھوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نہایت مؤثر رنگ میں پہنچا اور سنگاپور کے مسلمانوں کو آپ سے بہت تقویت پہنچی۔ چینی مسلمانوں کے ایک راہنما ابراہیم ما صاحب نے ایک دفعہ آپ کو لکھا۔میں نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے بہت فائدہ اٹھایا اور بہت سے علوم حاصل کئے۔ایک پاکستانی ایسوسی ایشن کی جنرل سیکرٹری غیروں تک اسلام کی آواز پہنچانے کے لئے ہمیشہ سلسلہ کے لٹریچر سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ایک چینی مسلمان نے آپ سے کہا کہ وہ سلسلہ کی کتاب چھاپ کر لوگوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں جو منافع ہوگا وہ جماعت کو دیں گے مگر کتاب پر جماعت کا نام نہ ہو ورنہ اشاعت کم ہوگی آپ نے جواب دیا ہم حق پھیلانا چاہتے ہیں ہمیں پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔[96]

سوئٹزرلینڈ

یکم اگست ۱۹۶۹ء کو سوئٹزرلینڈ نے اپنا قومی دن پوری روائتی شان سے منایا۔اسی روز ملک کے چوٹی کے ایک اخبار ٹاگس انسٹائیگر (Tages Anzeiger) نے مسجد محمود کے بارہ میں ایلزی سٹرائف کا ایک مضمون شائع کیا۔مضمون کے آغاز میں مسجد محمود میں خطبۂ عید کی ایک تصویر دیتے ہوئے لکھا مشتاق احمد صاحب باجوہ بحیثیت امام احترام کے مقام پر مسلمانوں سے خطاب کر رہے ہیں۔مضمون کا عنوان تھا ’’زیورک میں اسلام۔امام سے ایک ملاقات‘‘۔مضمون نگار نے شروع میں مسجد محمود کی دلکش عمارت کا نہایت پُر کیف انداز میں نقشہ کھینچتے اور اسے قدیم فنونِ لطیفہ اور فن تعمیر کا ایک عمدہ نمونہ قرار دیتے ہوئے لکھا:۔

کئی سو مسلمانوں کے لئے زیورک کی یہ مسجد ایک بھروسہ کے قابل مرکز کی حیثیت رکھتی ہے گویا

وہ ان کے لئے اپنا دینی وطن ہے۔اس مسجد سے تعلق رکھنے والے بعض ممالک بیرون سے ہیں جو مختلف قسم کے کاروبار میں لگے ہوئے یا تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ان میں سے بعض کے اہل وعیال بھی یہاں ہیں اور پھر غیر ممالک سے آئے ہوئے محنت کش اور مذہبی جذبہ رکھنے والے سیّاح جو آتے رہتے ہیں۔اسی طرح مشرق قریب، مشرق بعید، افریقہ اور بلقانی ممالک کے مسلمان اور خود سوئٹزرلینڈ کے سوئس مسلمان۔یہ مختلف ممالک کے مسلمان سُنّی، شیعہ، اسمٰعیلی وغیرہ بھی آتے ہیں۔

یہ مسجد چھ سال قبل اسلام کے ایک تبلیغ کرنے والے سلسلہ کے زیرہدایت تعمیر کی گئی جس کا نام سلسلہ احمدیہ ہے اور جو اپنے اراکین سے اس مستعد خدمت کی بجا آوری کا مطالبہ کرتا ہے۔یہ جماعت ان مذہبی عملی افراد پر مشتمل ہے جو اپنے مقصود کے حصول کے لئے مساعی ہیں یہ جماعت اسلام کو صلح و امن سے پھیلانا چاہتی ہے اور اس کے عقیدہ کے مطابق اسلام کے لئے تلوار کا استعمال صرف اس صورت میں جائز ہے۔جب اس کے دفاع کے لئے ضروری ہو۔اس سلسلہ کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے ۱۸۸۹ء میں قادیان (ہندوستان) میں رکھی۔بانی سلسلہ ٹھیک چالیس سال کی عمر کے تھے جب خدائی آواز نے انہیں ارشاد فرمایا کہ وہ مسیح موعود ہیں اور وہ دنیا کو خدا کی طرف بلا لیں۔سلسلہ احمدیہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں میں وحدت پیدا کرنے کے لئے مساعی ہے۔

امام مشتاق احمد باجوہ یہاں کی جماعت کے قائد اور خلیفۃ المسیح الثانی کے نام پر تعمیر شدہ مسجد کے امام ہیں۔امامت یعنی کسی جماعت کی قیادت ایک بلند عزت والا مقام ہے اور جماعت کی خاص شخصیتوں کو ہی یہ حاصل ہوسکتا ہے۔مشتاق احمد باجوہ پاکستان میں جوان ہوئے۔وکالت کا امتحان پاس کیا اور پھر برضاء ورغبت دینی تحریک کی تکمیل میں اپنی زندگی وقف کردی۔اسلامی تاریخ اور اسلامی دینیات کی تعلیم حاصل کی۔اور کئی سال جماعت احمدیہ کی دارالقضاء میں قاضی کی حیثیت سے کام کیا۔

زیورک کی مسجد کے سفید بالوں والے امام کے وقار انسانی تپاک و دلسوزی وخوش طبعی کی تاثیرات کو ملنے والا محسوس کر لیتا ہے۔سوئس ملاقاتی انہیں روانی سے جرمن زبان کو بولتے سن کر متعجب ہوتا ہے اور اسے اس اعلیٰ تعلیم یافتہ مضبوط عقاید والے انسان کے جذبۂ رواداری کا احتراماً اقرار کرنا پڑتا ہے۔ قرآن کی سورۃ ۱۰۹ کی آخری آیت میں غیر مسلموں اور مختلف عقائد رکھنے والوں کے بارہ میں ارشاد ہے۔"تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین۔کیا اسلام کا یہ فراخدلانہ رویہ اُس خبطی "مسیحی"، کو جو گویا اپنے اونچے تخت سے غیر مذاہب کو اور خصوصاً اہم عالمگیر مذاہب کو بھی حقارت کی نظر

سے دیکھتا ہے۔ گہری شرمندگی میں نہیں ڈالتا؟ اسلام میں ہمارے مذہب کے مقابلہ میں بہت کم تحکمی ہے۔ وہ اللہ۔ خدائے واحد کے پیغام پر سب سے زیادہ غور وفکر پر زور دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات مسیحی تعلیمات کی نسبت (اگر مسیحی تعلیمات کی پیروی کی جائے) عمل کے لحاظ سے زیادہ سہل ہیں۔

مشتاق احمد باجوہ روائتی مشرقی استقامت کے ساتھ تین مختلف مدارج کی جماعتوں میں بچوں اور بڑوں کو عربی کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس زبان کے سیکھ لینے سے طلباء اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ صحیفۂ مقدس قرآن کی اصل عبارت کو پڑھ سکیں۔ دوسری باتوں میں ان کی مصروفیات دوسرے مذاہب کے ایسے مراکز کے نگرانوں سے مشابہ ہیں مثلاً افرادِ جماعت کی مذہبی راہنمائی، بیماروں کی عیادت، ضرورتمندوں کی برادرانہ امداد، دینی موضوعات پر تقاریر اور شادی کی تقاریب، وہ اسے ایک مذہبی فریضہ اور انسانی ہمدردی کا ایک تقاضا تصور کرتے ہیں کہ ہر مشورہ وراہنمائی کے طالب کو وقت دیں۔ پس آپ کی کارگذاری دریائے طٹ پر ہمارے وسیع المشرب شہر کے محلّہ دے آلپ کے بے کیف ماحول میں مشرقی ثقافت ایک رنگ پیدا کر رہی ہے''۔[97]

سال کے آخری چار مہینوں میں نہایت کثرت سے زائرین مسجد محمود میں تشریف لائے جن میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک نوجوانوں کی اکثریت تھی جنہیں چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ انچارج سوئٹزرلینڈ مشن نے مدلّل اور دلآویز انداز میں پیغامِ حق پہنچایا اور لٹریچر پیش کیا۔ ایک پادری صاحب نے جن کے چرچ میں تین ہزار سے اوپر ارکان تھے۔ گفتگو کے آخر میں شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں نے زندگی میں پہلا مسلمان ایسا دیکھا ہے جس کو اپنے معتقدات پر اس قدر یقین ہے۔ ۱۴ستمبر ۱۹۶۹ء کو سوئٹزرلینڈ میں پاکستان کے نئے سفیر ہز ایکسی لینسی مسٹر افضل اقبال مسجد محمود میں تشریف لائے۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ نے اس موقعہ پر زیورک اور قریبی علاقوں میں رہائش پذیر پاکستانیوں کو بھی مدعو کر لیا۔ ہز ایکسی لینسی افضل اقبال نے تحریک فرمائی کہ سوئس پاکستان مجلس کا قیام عمل میں لایا جائے۔ چنانچہ ایک کمیٹی تشکیل کی گئی۔ باجوہ صاحب نے ہز ایکسی لینسی کو قرآن کریم اور دیگر لٹریچر پیش کیا جو انہوں نے خوشی سے قبول کیا۔

سوئس ٹیلی ویژن نے باجوہ صاحب کو اپنے سٹوڈیو میں ۲۴ستمبر کو مدعو کیا اور ہندو مذہب، بدھ مذہب، شنٹو ازم اور اسلام پر دستاویزی فلمیں دکھائیں اور لنچ کے وقفہ پر اجلاس کیا جس میں سوِس ٹیلی ویژن کے مذہبی و تمدنی شعبہ نے بتایا کہ اِن فلموں کے سوئٹزرلینڈ میں دکھائے جانے کے بعد

۱۴/ اکتوبر کو ایک فلم ’’خدا کے کئی نام ہیں‘‘ دکھائی جاتی ہے جس میں چار مذہبوں کے نمائندگان مقررہ سوالات کے جواب دیں گے۔ چنانچہ باہمی مشورہ سے سات سوالات طے کئے گئے۔ ہندو مذہب کی نمائندگی کے لئے ایک پروفیسر ڈاکٹر تری پاٹھی آئے ہوئے تھے۔ عیسائیت کی نمائندگی ڈاکٹر ہولن ویگر (Dr. Hollenioeger) کے سپرد ہوئی جو کلیسائی وحدت کی مجلس کے صدر ہیں جس کا مرکز جنیوا ہے۔ بدھ مذہب کی نمائندگی جرمن بدھ مذہب کے سیکرٹری ڈاکٹر ہیلموٹ کلا (Dr. Helmut Kala) ہائیڈل برگ کے سپرد ہوئی۔ اور اسلام کی نمائندگی چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ نے کی۔ شنٹوازم کا سوال ٹیڑھا تھا۔ باجوہ صاحب نے کہا کہ اسے تو مذہب قرار ہی نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کا اور نہ ہی حیاتِ آخرت کا تصور ہے۔ یہ تو تاجِ شاہی کی پشت پناہی کیلئے ایک نظریہ بنایا گیا تھا۔ شرکاء مجلس میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہ کیا۔ چونکہ شنٹوازم پر فلم دکھائی جانی تھی اس لئے اس کی نمائندگی ضروری تھی۔ چنانچہ جاپان یونیورسٹی کے جاپانیات کے سِوس پروفیسر شنٹوازم کی طرف سے شریک ہوئے۔

۲۸ ستمبر ۱۹۶۹ء کو ڈاکٹر محمد فاضل جمالی سابق وزیر خارجہ عراق نے مسجد محمود میں اسلامی اخلاق پر ایک عالمانہ خطاب کیا۔[98] حاضری خاصی تھی جن میں اکثریت علمی طبقہ کے لوگوں اور سوئس احمدیوں کی تھی۔ تقریر کا جرمن ترجمہ ڈاکٹر محمد عزّ الدین حسن نے سنایا۔ سب کی پُر تکلّف تواضع کی گئی اور دیر تک سلسلۂ گفتگو جاری رہا۔

یکم اکتوبر ۱۹۶۹ء کو سِوس ٹیلی ویژن کے شعبہ مذہب و تمدن کے سربراہ اپنے نائب اور فلم تیار کرنے والے عملہ کے ساتھ مسجد محمود آئے اور چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ سے مختلف سوالات کے جواب حاصل کئے جو ۱۴/ اکتوبر کو ٹیلی کاسٹ کئے گئے جس پر نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلم سوئس کی طرف سے بھی مبارکباد کے خطوط موصول ہوئے۔

سوئٹزرلینڈ کے ایک دور دراز علاقہ میں ایک ترک دوست مدتوں سے مقیم تھے جو خاص طور پر آپ کو مبارکباد دینے کے لئے آئے اور بہت داد دی۔ زائرین میں بھی اس وجہ سے اضافہ ہوا چنانچہ ایک سِوس فیملی کار پر تین گھنٹہ کا سفر طے کر کے محض ملاقات کے لئے پہنچی۔ آنے والوں میں جو معاشرہ کے مختلف طبقات سے تعلق رکھتے تھے نائیجیریا کے میٹرولاجیکل ڈائریکٹر (Meteorological Director) اور ایک شیعہ عالم حاجی محمد صادق صاحب جو جناب آیت اللہ کاشانی کی مسجد کے امام

اور استاد تھے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔شیعہ عالم فصیح عربی میں کلام کی قدرت رکھتے تھے۔آپ نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض عربی تصانیف پیش کیں۔تین دن کے بعد دوبارہ تشریف لائے۔اب ان کا انداز ہی اور تھا۔سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک نام انتہائی ادب سے لیتے اور عقیدت کے ساتھ رحمۃ اللہ کہتے اور اصرار کے ساتھ مزید کتب ساتھ لے گئے۔

اس مشن کا ایک بڑا کام سوئٹزرلینڈ کے احمدی احباب کی دینی تعلیم وتربیت کا مؤثر انتظام ہے۔ اور چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ کی خصوصی توجہ اس پہلو کی طرف بھی رہی اور آپ بار بار اپنے سوِس بھائیوں کو تلقین فرماتے رہے کہ یہ آپ کا مشن ہے۔میں تو ایک پردیسی ہوں۔آپ کو خود اس قابل ہونا چاہیے کہ اس بار کو اٹھائیں۔جونہی کوئی نیا احمدی ہوتا آپ اسے تعلیم دینا شروع کر دیتے۔ آپ نے ایک مطبوعہ رپورٹ میں لکھا ’’بعض نماز یاد کر کے ختم کر رہے ہیں۔بعض قرآن کریم کو پڑھنے کو مقصود بنا رہے ہیں۔ان زیر رپورٹ دو مہینوں میں دو نے قرآن کریم پڑھا۔ایک نے تقریباً یسّرنا القرآن ختم کر لیا ہے۔ایک نے ابھی شروع کیا ہے۔یہ تعلیم انفرادی ہے۔اس میں کلاس ممکن نہیں۔بچوں کی البتہ تین کلاسیں منعقد ہوئیں۔اس کے علاوہ جنوبی افریقہ کے ایک افریقن دوست نے آنا شروع کیا۔جنوبی افریقہ میں عرصہ ہوا اسلام قبول کیا تھا مگر نماز تک نہ جانتے تھے۔آتے اور مسجد میں تسبیح پکڑ کر بیٹھے کچھ پڑھتے رہتے۔میں نے نماز کے سبق دئے۔ساتھ نمازیں پڑھائیں اور یسرنا القرآن بھی شروع کرا دیا۔لٹریچر بھی ان کے پاس مطالعہ کے لئے بہت پڑا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو پھر ہی ممکن ہے کہ پورا فائدہ اٹھا سکیں۔ایک ترک اپنی سوئس (Swiss) اہلیہ کو لے کر آئے اور کہا اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔مگر اسے اسلام کا چنداں علم نہیں۔آپ اسے تعلیم دیں۔میں نے ہفتہ میں ایک شام انہیں وقت دینا منظور کیا اور ان کی تعلیم شروع کر دی‘‘۔[99]

سیرالیون

جیسا کہ اس سال کے ابتدائی حالات میں بتایا جا چکا ہے جماعت احمدیہ سیرالیون کی بیسیویں سالانہ کانفرنس ۷۔۸۔۹ فروری ۱۹۶۹ء کو نہایت کامیابی کے ساتھ انعقاد پذیر ہوئی۔کانفرنس سے ایک دن قبل مجلس شوریٰ کا بھی انعقاد ہوا جس میں جماعتوں کے نمائندوں نے گذشتہ سال کے فیصلوں کا جائزہ لیا اور آمد وخرچ کے میزانیہ، نئی تجاویز اور اصلاحات پر غور وفکر کیا۔کانفرنس میں گورنر جنرل سیرالیون ہز ایکسی لینسی بانجا تیجانسی اور وزراء اور دیگر اہم شخصیتوں نے شرکت کی۔

گورنر جنرل سیرالیون نے کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی جماعت اسلام کی تعلیمات کی جس مفکّرانہ اور مستحکم انداز سے تشریح وتوضیح کرتی ہے اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔حقیقت یہ ہے کہ آپ کی جماعت نے اسلامی علوم کی مشعل کو پھر علماء کی محرابوں سے نکال کر عوام کے ہاتھوں تک پہنچایا ہے۔آپ لوگ اسلامی تعلیمات میں جو ہم سب کو بیحد عزیز ہیں نئی زندگی اور قوت بخش روح پھونک رہے ہیں۔اسلام صلح کا دین ہے۔اس پہلو پر آپ کی جماعت نے بجا طور پر زور دے کر اسلام کی اخلاقی قدروں کو اجاگر کیا ہے۔آپ کی جماعت مذہب کے قدیم تصور کو عصر حاضر کے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کا پیغام دیتی ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ احمدیت اسلام کو بدلنا چاہتی ہے۔ہرگز نہیں۔بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ تحریکِ احمدیت نے یہ ثابت کر دیا ہے اور ثابت کر رہی ہے کہ اسلام اپنے دامن میں جدید دور میں ہر قسم کی صورت حال کیلئے روحانی اقدار کا خزانہ محفوظ رکھتا ہے۔بالفاظ دیگر جماعت احمدیہ ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات کی گہرائیوں پر اپنی توجہ مرتکز کریں تا ہمیں ایمان اور یقین کی قوت حاصل ہو اور ہماری زندگیاں روحانی ارتقاء سے ہمکنار ہوں۔اور اس طرح انسانی اخوت اور محبت کا بول بالا ہو۔آپ کی جماعت اپنی عالمگیر تبشیر کی تنظیم کے ذریعہ انسانیت کی اس روح کا بہترین رنگ میں پرچار کر رہی ہے جس کا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔کوئی شخص اس وقت تک حقیقی رنگ میں مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ دوسروں کے لئے بھی وہی کچھ پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے چاہتا ہے۔(متنِ حدیث:لَا یُومِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنفسِه)[100] آپ کی جماعت کی ایک امتیازی خصوصیت جس کا اس ملک کی اکثریت کو اعتراف ہے آپ کے مبلغینِ کرام کا انکسار، جذبۂ ایثار اور احساسِ فرض ہے۔یہ اِس قسم کا انکسار ہے جس میں مادی لذات اور دورِ حاضر کے جدید علمی غرور کا گذر تک ناممکن ہے۔یہ ایسی کیفیت ہے جو دوسرے انسانوں کو ہمدردی، پیار اور تلطّف سے دیکھنے پر مجبور کرتی ہے آپ جو خدمت بھی ملّت کی کر رہے ہیں وہ آپ کے ذاتی نفع وطمع کے لئے نہیں ہے۔آپ نوجوانوں کی نسل کو روحانی اقدار کے صحتمندانہ نظریات سے آشنا کر رہے ہیں اور ایسا کر کے آپ ہماری قوم کو صحتمندانہ بنیادوں پر تعمیر کر رہے ہیں۔[101]

گورنر جنرل سیرالیون کے اِس پُراثر خطاب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا یہ عظیم الشان الہام ایک بار پھر نہایت آب وتاب سے پورا ہوا کہ ’’وہ وقت آتا ہے۔

بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا‘‘۔ 102

مسٹر اولا کروما (وزارت تعلیم سیرالیون) سیکرٹری بورڈ آف امامز مسلم کانگریز نے کانفرنس کے نام ایک اہم پیغام دیا جس کا ترجمہ یہ تھا کہ آپ کی جماعت لاریب اسلام کے چند نمایاں علمبرداروں میں سے ایک ہے اور اس نے مسلمانانِ سیرالیون کی اسلامی تربیت، مروّجہ علوم کی ترویج اور فروغ کے لئے نمایاں کام کیا ہے۔ میری مخلصانہ دعا ہے اور امید کرتا ہوں کہ کانفرنس کی کارروائی، مشن کی ترقیات وفتوحات میں اضافہ کا باعث ثابت ہوگی۔

کانفرنس میں جن غیراز جماعت معزز مہمانوں نے سامعین سے خطاب فرمایا ان میں پیراماؤنٹ چیف ایم۔ کے بونگے۔ آنریبل عمر باش تقی لیڈر ایوانِ نمائندگان و وزیر حکومتِ سیرالیون، جناب ایم اے عبداللہ، جناب عبدالکریم زبیر و سیکرٹری جنرل مسلم کانگریس سیرالیون، جناب ایم ایس مصطفیٰ سنوسی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

پیراماؤنٹ چیف ایم۔ کے۔ بونگے نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ان کے علاقہ میں جماعت احمدیہ مساجد اور سکول قائم کر کے لوگوں کی روحانی اور ذہنی وعلمی ضروریات کی کفالت کر رہی ہے۔ احمدیہ مشن کے سکول قبائلی کشمکش کی فضا سے کلّی طور پر پاک ہیں اور ہمارے بچوں کو وسیع القلب، پُرامن، قانون کا احترام کرنے والے ذہین شہریوں میں ڈھال کر اس علاقہ پر احسانِ عظیم کر رہے ہیں جس کے لئے ہم سب احمدیہ مشن کے ممنونِ احسان ہیں۔ جناب عمر باشی تقی وزیر بے محکمہ و لیڈر دی ہاؤس آف پارلیمنٹ نے بتایا کہ احمدیہ تحریک نے اپنے وجود کی ضرورت عملی رنگ میں ثابت کر دی ہے۔ اس ملک کا ہر پڑھا لکھا باشعور شہری احمدیت کی اسلامی اور تعلیمی و مذہبی خدمات کا بجا طور پر مداح و معترف ہے۔ احمدیہ جماعت کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ دین کی اشاعت کے ساتھ ساتھ مسلم ذرّیت میں تعلیم عام کرنے کے لئے بھی کوشاں ہے جس کے بغیر اسلام مضبوط نہیں ہوسکتا۔ آپ لوگ احمدی جماعت کی برکت سے حقیقی اخوت ومساوات سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ جناب عبدالکریم زبیر و سیکرٹری جنرل مسلم کانگریس سیرالیون نے سامعین کو بتایا کہ انہیں سالہا سال سے احمدی مبلغین کے کام کو دیکھنے کا موقع مل رہا ہے۔ احمدی مبلغین جس خلوص اور انہاک سے یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں بہت ہی قابل قدر ہے۔ پریس میں اسلام کے خلاف استہزاء اور تمسخر ایک معمول بن گیا تھا لیکن احمدی مبلغین کے دفاع کے بعد صورتحال بالکل بدل چکی ہے۔ اب دینِ مبین کے خلاف بے بنیاد غلط

فہمیوں کا ازالہ ہو چکا ہے۔اس وقت احمدیہ سکولوں میں پانچ ہزار سے زائد مسلم طلباء و طالبات علم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ مسلمان نسل کی ایسی گرانقدر خدمت ہے جو مسلمانانِ سیرالیون کو ہمیشہ زیرِ بارِ احسان رکھے گی۔ جناب ایم۔اے عبداللہ ممبر بورڈ آف گورنرز نے اپنی تقریر میں احمدی مبلغین کے جذبۂ ایثار اور مضبوط قوتِ ارادی کی تعریف کی اور بتایا کہ کس طرح مختصر وقت میں احمدیہ سکولوں نے تعلیمی میدان میں نامساعد حالات کے باوجود حیران کن ترقی کی ہے۔آخر میں جناب ایم ایس مصطفیٰ صاحب سابق نائب وزیراعظم سیرالیون نے اپنی تقریر میں احمدیہ جماعت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اُس اسلامی برادری اور اخوت کا ذکر کیا جس کی خوشبو جماعت احمدیہ کی بدولت نئے مسلم معاشرہ میں محسوس ہوتی ہے۔آپ نے دنیا بھر میں پھیلی ہوئی بعض احمدی جماعتوں کے بارہ میں اپنے مشاہدات بیان کئے اور ان کے جذبہ خلوص کی تعریف فرمائی۔

کانفرنس میں جماعت احمدیہ سیرالیون کے جنرل سیکرٹری الحاج محمد کمانڈا ابونگے نے سیرالیون مشن کے سالِ گذشتہ کی رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں جماعت کی تبلیغی، تنظیمی، تربیتی اور تعلیمی میدان میں ترقیات کا جائزہ لیا گیا تھا۔رپورٹ کی کاپیاں سامعین میں بھی تقسیم کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ریڈیو اور پریس میں اس مرتبہ کانفرنس کے پروگرام اور کارروائی کی خبریں تفصیل کے ساتھ اشاعت پذیر ہوئیں خصوصاً گورنر جنرل صاحب کی شمولیت کا بہت چرچا ہوا۔[103]

۲۰ فروری کو فری ٹاؤن میں یوم مصلح موعود کے سلسلہ میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں پیشگوئی مصلح موعود کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔ ۲۷ فروری کو عیدالاضحیٰ منائی گئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی جانب سے موصول شدہ عید مبارک کا پیغام احباب کو سنایا گیا۔عید کے موقع پر اخبار Daily Mail میں مکرم مولوی محمد صدیق صاحب کا پیغام شائع ہوا جس میں مسلمانوں کو عید کی اصل غرض و غایت سے آگاہ کیا گیا۔ روزنامہ Unity میں بھی عیدالاضحیٰ کے اغراض و مقاصد کے عنوان سے مضمون شائع ہوا۔[104]

۳ مارچ ۱۹۶۹ء کا دن احمدیہ سیکنڈری سکول (جماعت احمدیہ سیرالیون اور دوسرے احمدی سکولوں کی خصوصیات کا مطالعہ کرنے کے لئے ملاحظہ ہو جناب عطاء الرحیم حامد صاحب ٹیچر احمدیہ سکولز سیرالیون کا مضمون مطبوعہ رسالہ ''تحریک جدید'' ربوہ اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۷ تا ۱۹) جورَو کیلئے نمایاں

اہمیت کا حامل تھا جبکہ سیرالیون کے گورنر جنرل معہ وزرائے مملکت اور دیگر اعلیٰ حکام سکول میں تشریف لائے اور اس کے سائنس اور تنظیمی بلاکوں کا افتتاح فرمایا۔ گورنر جنرل نے اپنی افتتاحیہ تقریر میں فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے اس ملک میں قیام کے بعد سے اب تک احمدیہ مبلغین نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں ان کی بناء پر پورے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ہماری آئندہ نسلوں کا مستقبل نہایت روشن اور درخشندہ ہے۔ احمدی مبلّغین جفاکش، انتھک اور ہمت نہ ہارنے والے واقع ہوئے ہیں۔ شکست اور مایوسی اُن کی لغت میں نہیں۔ ان مبلغین کا پاکستان جیسے دور دراز ملک سے ہماری مدد کے لئے آنا فی ذاتہٖ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ لوگ انسانی ہمدردی کے بے مثال جذبہ سے سرشار ہیں۔ افتتاحی تقریر کے بعد گورنر جنرل نے سکول کی نئی انتظامیہ اور سائنسی عمارت کا معاینہ فرمایا۔ آپ نے بلڈنگ اور سکول کے دفاتر کی منصوبہ بندی اور تعمیر کی تعریف کی اور خوشنودی کا بار بار ذکر فرمایا۔ اس دوران مبارک احمد صاحب نذیر پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول نے آپ کو قرآن کریم انگریزی کا تحفہ پیش کیا۔ اس انمول تحفہ پر آپ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی خدمتِ قرآن کی تعریف کی۔ ریڈیو سیرالیون نے اسی روز شام کو انگریزی اور کریول (سیرالیون کی لوکل زبان جو پورے ملک میں بولی و سمجھی جاتی ہے۔) کی نشریات میں گورنر جنرل اور پرنسپل صاحب سکول ہذا کی تقاریر کے اقتباسات نشر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی تعلیمی اور مالی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ سرکاری اخبار ڈیلی میل نے اپنی ۴ مارچ ۱۹۶۹ء کی اشاعت کے صفحہ اوّل پر احمدیہ سیکنڈری سکول جورَو کی انتظامی اور سائنسی بلڈنگ کے افتتاح کے موقع پر پرنسپل صاحب کی تقریر کے اقتباسات اور گورنر جنرل صاحب کی تقریر اور خاص طور پر وہ حصہ شائع کیا جس میں آپ نے جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف فرمایا ہے۔

گورنر جنرل (سر بانجا تیجان) صاحب نے اپنی اہلیہ اور وزراء مملکت سمیت افتتاحی تقریب کے معاینہ کے بعد لاگ بک میں بایں الفاظ اپنے تاثرات قلمبند فرمائے۔ ’’تقریب بڑی پُر اثر تھی۔ سکول کے طلباء بڑے چاق و چوبند ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تربیت بڑے اچھے طریق سے کی گئی ہے۔ یہ وہ خوبی ہے جو ہم اپنے بچوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اگر یہ سکول اپنی ان روایات کو قائم رکھ سکا تو ہماری قوم کی صحیح خطوط پر تعمیر میں اس سکول کا حصہ نمایاں ہوگا۔ میں سکول کی ترقی کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں‘‘۔[105]

گورنر جنرل کی تشریف آوری کے آٹھ ماہ بعد وزیر اعظم سیرالیون جناب ڈاکٹر سیاکا سٹیونز (Dr. Siaka Stevens)، وزیرِ تعلیم اور وزارتِ تعلیم کے دیگر اعلیٰ حکام کی معیت میں احمدیہ سیکنڈری سکول میں ۲دسمبر ۱۹۶۹ء کو دوبارہ تشریف لائے اور سکول کے اعلیٰ نتائج، معیاری لیبارٹریز اور طلباء کی اعلیٰ اخلاقی تربیت پر نہایت درجہ خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا: ”احمدیہ مشن نے جس رنگ میں اس ملک کی شاندار اور بے لوث خدمت کی ہے اور تعلیمی اور مشنری میدان میں جو نمایاں کام کیا ہے اس کو سیرالیون کی تاریخ لکھنے والے ہرگز فراموش نہیں کر سکتے۔ مجھے اس امر کی خوشی ہے کہ اس سکول میں صرف دُنیوی تعلیم ہی نہیں دی جاتی بلکہ طلباء کے اخلاق اور عادات کی درستی کی بھی پوری پوری تربیت دی جاتی ہے جو یقیناً آئندہ زندگی میں بہترین نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگی اور یہ طلباء ملک کے لئے مفید وجود ثابت ہو سکیں گے“۔[106]

اس سال احمدیہ مشن ہاؤس فری ٹاؤن میں اہم شخصیات کی آمد کا سلسلہ زور شور سے جاری رہا جن تک پیغامِ حق اور دینی لٹریچر پہنچایا گیا۔ بعض قابل ذکر شخصیات کے نام یہ ہیں: آنریبل باش تقی صاحب (وزیر حکومتِ سیرالیون اور پہلے لیڈر آف دی ہاؤس)، مسٹر الحاج دوری صاحب (برسر سیرالیون یونیورسٹی)، سید محمد نواب صاحب (ممتاز بھارتی سائیکلسٹ)، جناب مصطفیٰ سنوسی صاحب (سابق نائب وزیر اعظم)، مسٹر زبیرو (جنرل سیکرٹری مسلم کانگریس)، مسٹر اولی کروما (سیکرٹری بورڈ آف امامز)، ڈپٹی کمشنر بو، صوبائی سیکرٹری، پولیس کمشنر، مسٹر سٹیونز (وزیر اعظم سیرالیون کے بھائی)، الحاجی مانا پاکا (افسر محکمہ بجلی)، اس کے علاوہ احمدیہ مشن کبالا میں (جہاں مولوی نظام الدین صاحب مہمان مبلّغ تھے) سابق حکومت کے ایک وزیر مسٹر اے۔ ایچ۔ کانڈے، ایس۔ ایل۔ ڈی۔ سی لنسر کے چیف اکاؤنٹنٹ، میڈیکل آفیسر گورنمنٹ ہسپتال کبالا، محکمہ زراعت کے ایک آفیسر، ضلع Koinadugu کے انسپکٹر آف سکولز، سپروائزر آف سکولز، کبالا سیکنڈری سکول کے ایک امریکن ٹیچر، ڈی سی اور آر سی سکولز کے ہیڈ ٹیچر، قصبہ سیری کولیا کے ہیڈ مین اور بعض مقامی معززین تشریف لائے۔ مولوی صاحب موصوف نے ان سے تبادلہ خیالات کیا۔ اسلام کے بارہ میں معلومات بہم پہنچائیں نیز لٹریچر پیش کیا۔ سیکنڈری سکول کبالا کے بعض مسلمان طلباء قریباً ہر اتوار کو مشن میں آ کر دینی معلومات حاصل کرتے رہے اور اسلام کی تائید میں بائبل کے حوالے بھی نوٹ کرتے رہے۔[107]

اس سال Levuma گاؤں میں مولوی نصیر احمد خان صاحب نے ایک نئی مسجد کا سنگِ بنیاد

رکھا۔۲ مارچ ۱۹۶۹ء کو مولوی محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری (انچارج مشن) تبلیغی دورہ میں ایک حادثہ میں شدید طور پر زخمی ہو گئے۔ غیر از جماعت لبنانی دوستوں نے بذریعہ چارٹرڈ طیارہ فری ٹاؤن ہسپتال میں پہنچایا اور علاج پر جس قدر اخراجات ہوئے وہ بھی انہوں نے ادا کئے۔ شفایابی کے بعد آپ دوبارہ تبلیغی فرائض میں منہمک ہو گئے۔ 108 مولوی محمد صدیق صاحب کا اس سال ایک یوروپین عیسائی پادری سے بائبل اور قرآن کریم نیز کفارہ پر کامیاب تبادلہ خیالات ہوا۔ یہ صاحب عیسائیوں کی ایک تنظیم کی طرف سے جس کا ہیڈکوارٹر اِبادان (نائیجیریا) تھا سیرالیون میں دورہ کے لئے بھجوائے گئے تھے۔ 109

اس سال میلاد النبی کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور بلند بالا شان سے متعلق ایک خاص پمفلٹ دو ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ ایک اور پمفلٹ جو نسیم سیفی صاحب مبلغ نائیجیریا کا تحریر فرمودہ تھا پانچ سو کی تعداد میں چھپوایا گیا۔ یہ دونوں پمفلٹ ملک میں مفت تقسیم کئے گئے۔

سیرالیون کی دو احمدیہ جماعتوں کی طرف سے عرصہ تین سال سے دو پرائمری سکول جاری تھے جن کی منظوری اس سال حکومت کی طرف سے مل گئی جس سے سیرالیون کے احمدی سکولوں کی تعداد دو درجن ہوگئی یعنی چار سیکنڈری اور بیس پرائمری اور مڈل سکول۔ 110

مولوی محمد صدیق صاحب نے پہلے دورہ کے بعد ملک کے مزید دو طویل دورے کئے اور مجموعی طور پر قریباً پندرہ سو میل کا سفر طے کیا۔ پہلا دورہ رمضان المبارک (۱۱ نومبر تا ۱۰ دسمبر ۱۹۶۹ء) سے قبل ہوا۔ اس دورہ میں الحاج بونگے جنرل سیکرٹری اور مولوی نظام الدین صاحب مہمان کی معیت میں آپ لنسر، مکینی، ورڈالہ، کنڈے بایا، کمبالا، مسایا، سنکونیا، فلایا، کمبیلی، مونگو اور سیری کولیا وغیرہ شمالی علاقہ کی بستیوں میں تشریف لے گئے اور انفرادی تبلیغ کے علاوہ کامیاب تربیتی و تبلیغی پبلک جلسوں سے خطاب کیا نیز احمدیہ پرائمری سکولوں کا معاینہ کیا۔ آپ کا دوسرا ۱۳ روزہ دورہ رمضان شریف کے بعد سیرالیون کے مشرقی علاقوں میں تھا جس کے دوران الحاج بونگے جنرل سیکرٹری، مسٹر ابراہیم سیکرٹری تعلیم، مولوی مقبول احمد صاحب مبلغ بواجے بوریجن اور مولوی نظام الدین صاحب مہمان نے آپ کی رفاقت کی۔ مولوی محمد صدیق صاحب کے علاوہ بوریجن کے مبلّغ مولوی منصور احمد صاحب نے کم و بیش بارہ سو میل کا سفر طے کر کے سینکڑوں افراد تک پیغامِ حق پہنچایا۔ آپ نے احمدیہ سیکنڈری سکول بو کے پاکستانی اساتذہ کے ذریعہ بو کے ماحول میں واقع متعدد گاؤں میں تبلیغی جدوجہد کا منظّم رنگ میں آغاز

کیا۔ اِن کی ہدایات کے مطابق فرداً فرداً پاکستانی اساتذہ آٹھ آٹھ دس دس مرتبہ پہنچے اور نہایت احسن رنگ میں پیغامِ حق پہنچایا نیز انگریزی و عربی لٹریچر اور دیدہ زیب احمدی کیلنڈر بکثرت تقسیم کئے۔ ان مواضعات میں سے گنڈاما (Gondama)، ماترو (Matru) اور سیمبے ہون (Sembehun) قابل ذکر ہیں۔ نعیم احمد صاحب طیّب، خلیل الرحمٰن صاحب فردوسی اور انور حسن صاحب پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول بَو نے اس تبلیغی جدوجہد میں نمایاں خدمات انجام دیں اور اپنی کاریں اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کیلئے وقف رکھیں۔

ایک مطبوعہ رپورٹ کے مطابق مولوی مقبول احمد صاحب ذبیح مبلغ بواجے بوریجن نے اپنے حلقہ کی ستائیس جماعتوں میں آٹھ دورے کئے جن میں ایک ہزار میل سے زائد سفر طے کیا جس میں چالیس میل کا سفر پیدل تھا۔ کئی مقامات پر پبلک جلسوں کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کی خوشخبری سنائی جس کے نتیجہ میں ایک نئے مقام پر جماعت کا قیام عمل میں آیا اور جماعتوں میں خاصی بیداری پیدا ہوئی۔ 111

اخبار افریقن کریسنٹ جو بعض ناگزیر حالات کے باعث ایک عرصہ سے بند تھا اس سال دوبارہ مشن کے زیرِ انتظام جاری ہوگیا۔ دسمبر ۱۹۶۹ء کا پرچہ خاص مضامین پر مشتمل تھا۔ یہ اخبار کینما بک سٹال میں آنے والے دوستوں کو مفت دیا گیا اور بیرونی مشنوں اور سیرالیون کی لائبریریوں میں بھی بھجوایا گیا۔ ضلع کوئناڈوگو (Koinadugu) کے ہیڈکوارٹر کبالا میں حکومت کی طرف سے ایک بین الاقوامی ہفتہ تعلیم منایا گیا۔ کمیٹی کے چیئرمین اسی ضلع کے افسر (D.O.) اور سیکرٹری سپروائزر آف سکولز مقرر ہوئے۔ اور دیگر ممبران کے علاوہ مولوی نظام الدین صاحب مہمان کو بھی ممبر منتخب کیا گیا۔ کبالا شہر اور اس کے قرب و جوار میں کمیٹی کے وفد نے دورہ کیا اور عوام کو لیکچروں اور ملاقاتوں کے ذریعہ تعلیم حاصل کرنے کی تحریک کی۔ 112

اس سال کے آخر کا ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کے سفیر برائے مغربی افریقہ ہز ایکسی لینسی جناب علی ارشد صاحب کے اعزاز میں احمدیہ مشن ہاؤس میں وسیع پیمانہ پر عشائیہ دیا گیا جس میں فری ٹاؤن میں مقیم جملہ پاکستانی احمدی اور غیر از جماعت پاکستانی دوست شریک ہوئے۔ اس طرح انہیں تمام پاکستانی بھائیوں سے ملاقات کرنے اور متعارف ہونے کا موقع ملا۔ آپ نے احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن کے ایک بلاک کا سنگ بنیاد بھی رکھا اور فرمایا کہ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ میرے

پاکستانی بھائی اس رنگ میں سیرالیون کی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ درحقیقت پاکستان ہی کی خدمت ہے۔مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری نے انہیں قرآن کریم انگریزی اور تفسیر صغیر تحفۃً پیش کی جس کا انہوں نے نہایت خوشی کے ساتھ دلی شکریہ ادا کیا۔آپ کے سیکرٹری جناب علی حسین صاحب کو بھی تفسیر صغیر تحفۃً پیش کی گئی۔113

غانا

جماعت احمدیہ غانا کا چوالیسواں کامیاب جلسہ سالانہ ۹ تا ۱۱ جنوری ۱۹۶۹ء کو بمقام سالٹ پانڈ سمندر کے کنارہ پر انعقاد پذیر ہوا۔اس مبارک اجتماع میں چھ ہزار افریقن احمدیوں نے شرکت فرمائی۔کانفرنس کا افتتاح امیر صاحب غانا مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم نے فرمایا اور اختتامی اجلاس کی صدارت جناب محمد آرتھر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ غانا نے کی۔

یوسف علی صاحب وزیرِ تعمیرات مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو تھے۔آپ نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت نے احیاءِ اسلام کی بنیاد رکھی ہے۔ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے مشعل بردار ہیں۔ملک کے نامور وکیل اور سابق وزیر انصاف جناب بشیر سوانزی نے بڑے دلنشین پیرایہ میں اپنے قبولِ اسلام کے حالات بیان کئے اور بتایا کہ کس طرح تیرہ سال کی عمر میں مشن بوائے کی حیثیت میں ایک پادری بننے کے لئے داخل ہوا مگر چھیالیس سال کی عمر میں جیل خانہ کی تاریکیوں میں قرآن مجید کا نور ملا اور میں مسلمان ہو گیا۔آج میں اسلام کو سچا مذہب یقین کرتا ہوں۔میرا یقین ہے کہ قرآن مجید غیر محرّف غیر مبدّل کلام ہے۔آج مسلمان کے ہاتھ میں قرآن مجید سب سے زبردست طاقت اور ہتھیار ہے۔لا الہ الا اللہ آج بھی سب سے بڑا ذکر ہے۔

وزیر زراعت جناب ایلبرٹ اڈوماکو (Albert Adomoko) نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ میں ایک عیسائی ہوں اور آپ مسلمان مگر ہم بھائی بھائی ہیں،خدا پر ایمان لانیوالے۔خوشی کی بات ہے کہ غانا میں احمدیہ جماعت مسلمانوں کا معتدبہ حصہ ہے۔میرے نزدیک ہر ایک مذہب ایک ہی مقصد کیلئے کام کر رہا ہے۔ہمارا مقصد امن پسند، ذمہ دار اور محنت کرنے والی جماعت ہونا چاہیے۔ کانفرنس کے دوران جماعتِ غانا نے مالی قربانی کا شاندار نمونہ دکھاتے ہوئے سات ہزار پانچ سو سیڈیز کی رقم پیش کی۔اس سلسلہ میں سالٹ پانڈ،ابورا، مان کسم اور گومو وا سرکٹ علی الترتیب اوّل اور

دوم انعام کے مستحق قرار پائے۔ اس سال پہلی بار کانفرنس کے موقع پر بائیس زبانوں میں تقاریر کا پروگرام ہوا جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ منتخب کیا گیا۔ یہ پروگرام بہت دلچسپ رہا اور سمندر کے کنارہ پر اس کا اعلان بہت ایمان افروز نظارہ پیش کر رہا تھا۔ کانفرنس کے موقع پر ماہنامہ گائیڈنس کا ضخیم نمبر شائع ہوا اور ایک نہایت خوبصورت سہ رنگا اسلامی کیلنڈر بھی جو بہت مقبول ہوا اور تبلیغ کا موثر ذریعہ بنا۔ ملک کے دونوں بڑے اخباروں ڈیلی گرافک (The Daily Graphic) اور غانین ٹائمز (The Ghanaian Times) میں متعدد بار کانفرنس کا ذکر ہوا اور ریڈیو اور ٹیلیویژن نے اس کی خبریں نشر کیں۔ 114

مئی میں بیرونگ اہافو ریجن کے ریجنل جماعتی مرکز ٹیچی مان (Techiman) میں مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم نے ایک نئے پختہ اور وسیع مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ تقریب کے جلسہ کی صدارت پیراماؤنٹ چیف ٹیچی مان نے کی جو مختلف ماتحت چیفس کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ جلسہ سے جناب کلیم صاحب، الحاج محمد آرتھر صاحب اور مولوی عبدالوہاب صاحب نے خطاب فرمایا۔ اس تقریب کی خبر ریڈیو نے نشر کی اور اخبار ڈیلی گرافک اور غانین ٹائمز میں چھپی۔ 115

اگلے ماہ جون میں تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب نہایت تزک و احتشام سے عمل میں آئی۔ بجلی کے قمقمے روشن کئے گئے۔ سکول کے تالاب اور باغیچہ کو نئے سرے سے سجایا گیا۔ مہمان خصوصی جناب ابودے کمشنر نیشنل لبریشن کونسل تھے۔ جناب محمد لطیف صاحب ایم اے ہیڈ ماسٹر نے اپنی مختصر مگر جامع رپورٹ میں بتایا کہ یہ سکول کماسی کا قدیم ترین سیکنڈری سکول ہے جس کا آغاز ۱۹۵۰ء میں ایک عارضی عمارت میں ہوا۔ اوّلین اساتذہ میں سے ڈاکٹر سفیر الدین احمد صاحب مرحوم اور جناب سعود احمد دہلوی نے اس کے استحکام کے لئے انتھک محنت کی۔ ۱۹۵۳ء میں اسے موجودہ عمارت میں منتقل کیا گیا۔ ۱۹۵۶ء میں وزارت تعلیم نے اسے باقاعدہ منظور کرتے ہوئے مالی امداد دینا شروع کی۔ مرکز سے صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ایم اے پرنسپل مقرر ہو کر تشریف لائے۔ ۱۹۶۵ء میں وزارت تعلیم نے دو سائنس لیبارٹریز، چار کلاس رومز اور دو بلاک بورڈنگ کے لئے مہیا کئے۔ اسی سال سے سکول میں جنرل سرٹیفکیٹ آف ایجوکیشن ایڈوانسڈ لیول کی کلاسز سائنس اور آرٹس کے مضامین میں جاری کی گئیں۔ آج نتائج کے اعتبار سے یہ احمدیہ سکول بہترین سکولوں میں شمار ہوتا ہے۔

کھیل اور تعلیمی میدان میں نمایاں پوزیشن لینے والے طلباء کو سرٹیفکیٹس اور منتخب کتب انعام میں دی گئیں۔ تعلیمی میدان میں سب سے زیادہ انعام لوکل احمدیہ مشنری اور جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل جناب ابراہیم مینو کے صاحبزادے نے حاصل کئے۔صاحب صدر عزت مآب مسٹر علی ارشد ہائی کمشنر آف پاکستان مقیم غانا نے اپنے صدارتی ریمارکس میں سکول کی انتظامیہ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ میرے ہم وطن پاکستانی احباب ملک غانا کے نوجوانوں کی فلاح و بہبود کے لئے نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ریڈیو غانا نے اس کامیاب جلسہ کی خبر نشر کی نیز اخبار ڈیلی گرافک مورخہ ۹ جون ۱۹۶۹ء میں یہ خبر شائع ہوئی۔جلسہ کو کامیاب بنانے میں الحاج مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم، مرزا لطف الرحمٰن صاحب اور ملک غلام نبی صاحب شاہد نے نمایاں خدمات انجام دیں۔116

اکتوبر کے دوسرے ہفتہ میں دارالحکومت اکرا کے کمیونٹی سنٹر میں سنٹر فار سوک ایجوکیشن کی اکرا برانچ کے زیر اہتمام ایک مجلسِ مذاکرہ منعقد ہوئی جس کا موضوع مسلمان اور جدید تعلیم تھا۔مذاکرہ میں مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم نے بھی حصہ لیا۔آپ کی تقریر خاص اہمیت کی حامل تھی۔آپ نے ازمنۂ گذشتہ میں مسلمانوں کے شاندار علمی وسائنسی کارناموں پر روشنی ڈالنے کے بعد تفصیل سے بتایا کہ کس طرح پہلے مختلف یورپین طاقتوں نے کرسچین مشنری سوسائٹیز کی پشت پناہی میں اور پھر برطانیہ نے پورے ملک کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنانے کے لئے اپنے مشن سکولوں میں جدید تعلیم کو آلۂ کار بنانے کا منصوبہ بنایا اور اس کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔آپ نے بتایا کہ عیسائی مشنری اکثر و بیشتر اپنے سکولوں میں ایک مسلمان طالب علم کو اس وقت تک داخل نہیں کرتے تھے جب تک کہ وہ اپنا اسلامی نام ترک کر کے عیسائی نام اختیار نہ کر لے۔پھر رفتہ رفتہ یہ کوشش کی جاتی تھی کہ تعلیم مکمل کرنے سے پہلے اسے بپتسمہ دے دیا جائے۔اور عیسائی بن کر ہی سکول سے نکلے۔اس حقیقت کا اعتراف خود عیسائی سکالرز نے بھی کیا۔چنانچہ مسٹر جو پرائس (Mr. Joe Price) نے جون ۱۹۶۶ء میں اپنے ایک مضمون میں لکھا:

"I interviewed,.... in March, 1956 a six year-old Hausa girl, who had just completed her first term at a well-known Roman Catholic Convent Boarding School. During the first week at the School, she told me, all the non-Christian girls, including herself,

were baptised and were then informed by the Mother Superior that they were now Christians. When her mother protested about this, she was blandly informed that she could, if she wished, remove her daughter from the school. As it is very difficult to secure a place for a girl at a good Primary Boarding School, the mother had to acquiesce for the sake of her child's education." 117

ترجمہ: مارچ ۱۹۵۶ء میں مجھے ہوسا قبیلے کی ایک لڑکی سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس کی عمر چھ سال تھی اور اس نے ایک مشہور رومن کیتھولک کونوینٹ بورڈنگ سکول میں پہلی ٹرم مکمل کی تھی۔ اس بچی نے مجھے بتایا کہ سکول میں داخل ہونے کے بعد ابھی ایک ہفتہ پورا نہیں گذرا تھا کہ نئی داخل ہونے والی تمام غیر عیسائی لڑکیوں کو جن میں وہ خود بھی شامل تھی، بپتسمہ دیا گیا۔ بعد میں سکول کی Mother Superior نے انہیں بتایا کہ اب تم سب عیسائی ہو۔ جب اس بچی کی ماں نے بچوں کو عیسائی بنانے کے اس طریق کے خلاف احتجاج کیا تو اسے صاف کہہ دیا گیا کہ اگر تم چاہو تو اپنی لڑکی کو سکول سے اٹھا سکتی ہو۔ چونکہ ایک اچھے پرائمری بورڈنگ سکول میں کسی لڑکی کو جگہ دلوانا بے انتہا مشکل ہے اس لئے ماں کو اپنی بچی کی تعلیم کی خاطر چپ سادھنے میں ہی عافیت نظر آئی۔

آپ نے فرمایا یہ تھی وہ صورتحال جس نے مسلمانوں کو بالعموم اپنے بچوں کو سکولوں میں داخل کرانے سے باز رکھا۔ اب بھی ملک میں کوئی ایسا ادارہ نہیں جس میں وزارت تعلیم نے مسلمان طلباء کو اسلامی دینیات وغیرہ کی تعلیم دینے کے لئے کسی مسلمان استاد کو مقرر کیا ہو۔ ہمیں چاہیے کہ اس مسئلہ کو خاطر خواہ طریق پر حل کرنے کے لئے مثبت اور مؤثر ذرائع تلاش کریں۔ سب سے اوّل تو مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں اتحاد اور تعاون کا ہونا ضروری ہے۔ دوسرے وقت کی نہایت اہم ضرورت یہ ہے کہ ایک مسلم ٹرینگ کالج کا قیام عمل میں لایا جائے۔ تیسرے یہ کہ حکومت سے پُرزور درخواست کی جائے کہ ایسے سکولوں میں جن میں مسلمان طلباء خاصی تعداد میں ہوں ان کے مذہبی مفاد کی دیکھ بھال کے لئے ایک ایک مسلمان استاد مقرر کیا جائے۔ ٹرینگ کالجز میں مسلمان طلباء کو اسلامی علوم پڑھانے کی تربیت دینے کا بھی انتظام ہونا چاہیے۔ حکومت پورے خلوص کے ساتھ یہ بھی جائزہ لے اور اس امر کی نگرانی کرے کہ سکولوں میں عبادت کی آزادی سے متعلق قوانین پر کما حقہٗ عمل کیا جائے۔ مسلمان

بھی اس ملک کے اسی طرح باشندے ہیں جس طرح دوسرے لوگ۔ وہ بھی اپنے دوسرے ہم وطنوں کی طرح ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ غانا کے شہریوں کی حیثیت سے ان کے حقوق کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ان کی جو حق تلفی ہوتی رہی ہے اس کی موجودہ جمہوری حکومت کو پوری پوری تلافی کرنی چاہیے۔

آپ نے حاضرین کو بتایا کہ احمدیہ مشن غانا کو جس کے وہ انچارج ہیں اس ملک کے مسلمانوں کو جدید تعلیم سے آراستہ کرنے میں اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔مشن ملک میں واحد مسلم ایجوکیشنل یونٹ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی یہ حیثیت وزارتِ تعلیم کی طرف سے تسلیم شدہ ہے۔ مشن اس وقت چار سیکنڈری سکول اور چھتیس پرائمری اور مڈل سکول چلا رہا ہے۔ان تمام سکولوں میں اسلامی تعلیم کی پوری پوری سہولتیں موجود ہیں۔آخر میں آپ نے سنٹر فار سوِک ایجوکیشن کے عہدیداروں سے اپیل کی کہ وہ مسلمانوں کے اس خدشہ کو دور کرنے میں ہاتھ بٹائیں کہ فی زمانہ سکولوں میں کوئی انہیں اپنا عقیدہ ترک کر کے کوئی دوسرا عقیدہ اختیار کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ ساتھ ہی آپ نے چرچ کو نیز سکولوں اور اداروں کے عیسائی سربراہوں کو مشورہ دیا کہ وہ رواداری سے کام لیں اور اپنے مسلمان طلباء کے بارہ میں نرم پالیسی اختیار کریں۔انہوں نے مسلمان بھائیوں کو یقین دلایا کہ احمدیہ مسلم مشن ان کی ہر ممکن خدمت بجالانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے گا۔وہ ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنے اور ہر ایسے اقدام میں جسے وہ اس ملک کے مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے مفید اور ضروری خیال کریں، ان کے ساتھ دل وجان کے ساتھ شریک ہونے اور ان کا پورا پورا ساتھ دینے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔[118]

فجی

۲۵ مئی ۱۹۶۹ء کو سیّد ظہور احمد شاہ صاحب انچارج احمدیہ مشن فجی نے جماعت کے پہلے پرائمری سکول لٹوکا کا افتتاح کیا۔اس موقع پر احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت حضرات بھی مدعو تھے۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر نے سکول کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا اور مبارکباد دی اور بتایا کہ اس علاقہ میں یہ پہلا سکول ہے۔ ریڈیو فجی نے انگریزی، ہندوستانی اور فجین زبانوں میں اس سکول کی خبر نشر کی۔اس سال کے آخر میں سکول میں ایک مزید پختہ کمرہ کا اضافہ ہوا جس کی تعمیر کے جملہ اخراجات حاجی محمد رمضان خان صاحب آف ناندی نے ادا فرمائے۔ اس احمدیہ پرائمری سکول کے ہیڈ ماسٹر محمد حسین صاحب تھے اور دیگر سٹاف میں ایک احمدی نوجوان، ایک ہندو مدراسی ٹیچرلیس اور ایک ہندو تھے۔

مدراسی ٹیچر لیس کی تنخواہ جماعت ادا کرتی تھی۔ باقی تینوں اساتذہ سرکاری ملازم تھے جن کی تنخواہ کا ایک حصہ جماعت ادا کرتی تھی۔ اس پرائمری سکول کے نزدیک ہی جماعت کی طرف سے تعلیم الاسلام کنڈرگارٹن سکول جاری تھا جس میں محترمہ خاتون النساء حسین صاحبہ اہلیہ ماسٹر محمد حسین صاحب پڑھاتی تھیں اور یہ دونوں سکول کامیابی سے چل رہے تھے اور ہر قوم و مذہب کے لڑکے اور لڑکیاں ان میں زیر تعلیم تھیں۔

اس سال سید ظہور احمد شاہ صاحب کو خصوصیت سے عیسائیوں میں پیغامِ حق پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ انہوں نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا کہ اِس نوآبادی میں اکثریت میتھوڈسٹ فرقہ نصاریٰ کی ہے۔ دوسرے نمبر پر رومن کیتھولک ہیں۔ میتھوڈسٹ کی ایک انجمن کی طرف سے بذریعہ ٹیلیفون اسلام پر ان کے چرچ میں لیکچر دینے کی دعوت ملی جو فوراً قبول کر لی گئی۔ وقتِ مقررہ پر وہاں پہنچا۔ تقریر سے قبل ان کی دعائیہ تقریب تھی جس کے اختتام پر میری تقریر شروع ہوئی۔ بعد میں سوال و جواب کا سلسلہ تقریباً دو گھنٹے جاری رہا۔ سامعین میں اکثریت گورے مشنریوں کی تھی اور ایک جوڑا تو نیوزی لینڈ سے آیا ہوا تھا۔ میں نے عیسائیت کا اسلام سے موازنہ کیا۔ طلاق، تعدّدِ ازدواج، پردہ، عبادات، یسوع مسیح کا صلیب پر نہ مرنا، قرآن شریف میں مردے زندہ کرنے اور پرندے بنانے کا مطلب وغیرہ مسائل زیر بحث آئے۔ اس چرچ کے پادری نے سوال کیا کہ کیا اسلام کا خدا گناہوں کو معاف کر سکتا ہے؟ میں نے کہا نہ صرف معاف کرتا ہے بلکہ بار بار معاف کرتا ہے کیونکہ گناہ کی عادت یکدم چھوٹنا محال ہے۔ اس لئے توبہ کے بعد پھر گناہ کرنے کا امکان ہے۔ اور اس لئے وہ بار بار بخشتا ہے۔ اس پادری نے کہا کہ میں آپ کا لیکچر پھر کروانا چاہتا ہوں۔ آخر میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ میں نے قبرِ مسیح (انگریزی) کا نسخہ چرچ کے پادری کو دیا تو اس سے نیوزی لینڈ کے پادری نے لے لیا اور کہنے لگا کہ جو قیمت کہتے ہو وہ میں دوں گا لیکن یہ کتاب مجھے دے دو۔ وہ رضامند نہ ہوا تو بیگ سے مجھے دوسرا نسخہ مل گیا جو اسے دیا نیز اس کا شوق دیکھ کر کتاب مسیح ہندوستان میں اُسے دے دی۔ اس نے اگلے روز واپس نیوزی لینڈ جانا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ اسلام کے متعلق ایسی باتیں اس نے پہلے نہیں سنیں۔

اور ایک روز ایک سفید فام رومن کیتھولک، ایک سفید فام کمبائنڈ چرچ اور ایک قوم کاویتی کے میتھوڈسٹ پادری آئے اور پونے دو گھنٹے تک گفتگو کرتے رہے۔ میں نے کچھ عرصہ ہوا ایک تاجر کتب کی معرفت انگلستان سے ڈاکٹری کی کتاب Black's Medical Dictionary کا

۱۹۶۸ء کا ایڈیشن منگوایا اور خرید کر مشن ہاؤس لائبریری میں رکھ دیا۔ اس کے صفحہ ۲۳۷ پر موت کی علامت Death, Signs Of کے تحت لکھا ہے کہ اگر جلد کو کاٹا جائے یا کوئی خون کی رگ بھی کھول دی جائے تو مرنے کے بعد اس میں سے خون نہیں بہتا۔ میں نے یہ مقام نکال کر کیتھولک پادری کو دیا جو اپنے ساتھیوں کے درمیان بیٹھا تھا کہ اسے بلند آواز سے پڑھے تا کہ دونوں ساتھی سن لیں۔ چنانچہ اس نے پڑھ دیا اور پھر تینوں خاصی دیر تک خاموش رہے کیونکہ کرنتھیوں نمبرا باب ۱۵ آیت ۱۴ میں لکھا ہے کہ اگر یسوع مر کر جی نہیں اٹھا تو اس کا دین ہی جھوٹا ہے اور یہ امرِ واقع ہے کہ صلیب سے اتارنے کے بعد اُن رگوں سے خون جاری تھا۔

اس سال کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس میں جماعت احمدیہ فجی کے مخلصین نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پانچ طلباء مرکز احمدیت میں بغرض تعلیم بھجوائے جن کے نام یہ ہیں۔ فاضل صاحب پسر محمد اسحاق جان خان صاحب ناندی، عبدالمنان صاحب پسر محمد یٰسین صاحب آف ناندی، عبدالصمد صاحب و محمد یونس صاحب پسران محمد یٰسین حسین صاحب آف ناندی اور محمد شمیم صاحب پسر حاجی رحیم بخش صاحب آف لمباسہ۔[119]

فجی کے مشہور تعلیمی ادارہ ڈیرک ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ کی ۴۵ طالبات کا ایک گروپ جماعت احمدیہ کے تعارف کے لیے مشن ہاؤس آیا جن کے ہمراہ دو ٹیچرز بھی تھیں۔ ایک گھنٹہ کے قریب لیکچر دیا گیا جس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ حلقہ مارو میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا جس میں غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے۔[120]

کینیا

ماہ جنوری ۱۹۶۹ء میں مولوی امین اللہ خان صاحب سالک نے کینیا ٹا ٹریننگ کالج میں اسلام کے موضوع پر آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ بعد میں قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ جاری رہا جس میں مولوی عبدالکریم صاحب شرما امیر و مبلغ انچارج کینیا مشن نے بھی حصہ لیا۔ آخر میں طلباء میں اخبارات تقسیم کئے گئے۔ پاور اینڈ لائٹنگ سکول نیروبی کی طرف سے دو دفعہ مشن کو تقریر کرنے کی دعوت ملی۔ پہلی دفعہ مکرم امین اللہ خان صاحب سالک نے 'اسلام میں حضرت مسیح کا مقام' کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد میں مولوی شرما صاحب نے سوالات کے جوابات دیئے۔ دوسری مرتبہ اسی سکول میں مولوی شرما صاحب نے Why Islam کے موضوع پر ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ بعد میں ڈیڑھ گھنٹہ تک

سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ جاری رہا۔ جوابات میں مکرم عثمانی گوکوریا صاحب نے بھی حصہ لیا۔ مولوی بشیر احمد صاحب اختر نے Banana Hill کے دو ہائی سکولوں میں دو بار اسلام پر تقاریر کیں اور بعد میں طلباء و اساتذہ کے سوالات کے جواب دئے۔

علاوہ ازیں کینیا ٹیچرز ٹریننگ کالج سے مختلف اوقات میں طلباء کے تین گروپ اپنے پادری صاحب کے ہمراہ مشن ہاؤس میں آئے۔ یہ گروپ بالترتیب یکم فروری، ۸ فروری اور ۱۵ فروری کو مشن تشریف لائے۔ ہر گروپ ستّر طلباء پر مشتمل تھا۔ ہر گروپ سے مولوی عبدالکریم صاحب شرما نے اسلامی تعلیمات پر خطاب کیا اور طلباء کے نہایت عمدہ اور مدلّل جواب دئے۔ بعد ازاں طلباء میں اخبار ایسٹ افریقن ٹائمز کے پرچے تقسیم کئے گئے۔

۲۸ فروری اور یکم مارچ ۱۹۶۹ء میں ایلڈوریٹ ٹاؤن میں زراعتی نمائش لگی جس میں احمدیہ مشن نے اپنا تبلیغی سٹال لگایا جو بہت کامیاب رہا۔ چنانچہ ان دو ایام میں تین ہزار افراد سٹال پر آئے۔ تبلیغی مساعی پر مشتمل چارٹ دیکھے اور متعدد سوالات کئے جن کے جوابات دئے گئے۔ زائرین کو اخبارات اور پمفلٹ پیش کئے گئے۔ قریباً ڈھائی سوشلنگ کا لٹریچر فروخت ہوا۔ نمائش کا افتتاح کینیا کے نائب صدر مسٹر موئی نے کیا۔ انہوں نے خاص طور پر احمدیہ سٹال دیکھا اور مختلف زبانوں میں شائع کردہ قرآن کریم اور دیگر کتب کے تراجم کو دیکھ کر اظہارِ مسرت کیا اور کہا کہ "You Have Done Well"۔ ان کی خدمت میں کتب کا ایک سیٹ پیش کیا گیا۔ ایلڈرویٹ کے میئر بھی سٹال دیکھ کر بہت خوش ہوئے ان کو اور سوسائٹی کے صدر کو جو ان کے ہمراہ تھے بعض کتب تحفۃً پیش کی گئیں جو انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیں۔ سٹال کو کامیاب بنانے میں ایلڈرویٹ کے احباب چوہدری مولا داد صاحب، محمد عارف صاحب بھٹی اور محبوب صادق بھٹی کا نمایاں عمل دخل تھا۔ جنہوں نے سٹال کے اخراجات برداشت کرنے، اسے سجانے اور نمائش کے دوران پیغامِ حق پہنچانے میں مبلغین کا ہاتھ بٹایا۔

اس سال کے نصف اوّل میں دو دفعہ احمدیہ مشن کی طرف سے ٹیلی ویژن پر انٹرویو دکھایا گیا۔ ایک انٹرویو جناب شرما صاحب کا تھا جس میں آپ نے نہایت مدلل طور پر اِن امور کی وضاحت فرمائی کہ اسلام کیا ہے، خدا تعالیٰ کے متعلق اسلام اور عیسائیت کے تصور کا موازنہ، اسلام اور عیسائیت میں سے بالآخر فتح کسے حاصل ہوگی اور کیوں؟ نیز احمدیت کے ذریعہ اب تک کیا تبدیلی رونما ہوئی ہے۔

اگلے ہفتے مکرم امین اللہ خان صاحب سالک کو ایک پروگرام میں حصہ لینے کا موقع ملا۔اس سال کی پہلی ششماہی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۳؍افراد حلقہ بگوشِ احمدیت ہوئے۔[121]

ماہ فروری ۱۹۶۹ء میں غانا کی لبریشن کونسل کے چیئرمین جنرل انکرہ کے اعزاز میں غانا ہائی کمشنر نیروبی کی طرف سے ایک دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں مولوی عبدالکریم صاحب شرما، مولوی بشیر احمد صاحب اختر اور جناب عثمانی گاکوریا نے بھی شرکت کی۔مولوی عبدالکریم صاحب نے بحیثیت امیر جماعت جنرل انکرہ کو خوش آمدید کہا اور قرآن کریم انگریزی اور دیگر مذہبی لٹریچر پیش کیا جس کا انہوں نے شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر عمائدینِ حکومت، مختلف ممالک کے سفراء اور بہت سے دوسرے دوستوں سے تبادلہ خیالات کرنے کا بہت اچھا موقع میسر آیا۔[122] بشیر احمد اختر صاحب اور جمیل الرحمان رفیق صاحب کو کینیاٹا کالج میں وہاں کے موازنہ مذاہب کے لیکچرار سے ملاقات کا موقع ملا اور طلباء کو سواحیلی اور انگریزی اخبارات دیے گئے۔جمیل الرحمان رفیق صاحب Kabete ٹیکنکل سکول میں عربی زبان اور دینیات پڑھاتے رہے جس میں مسلمان ٹیچر بھی شوق سے شرکت فرما رہے۔ ایک بار St. Andrew's Church سے متعلق چار افراد کا گروپ مشن ہاؤس میں گفتگو کے لیے آیا چنانچہ ان کے ساتھ تین گھنٹے گفتگو ہوئی اور سوال وجواب کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ نیروبی شو اور ممباسہ شو میں بھی جماعت کو سٹال لگانے کی توفیق حاصل ہوئی جس کے ذریعہ ہزاروں افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔[123]

گیمبیا

یہ سال تعمیری حیثیت سے نہایت درجہ اہمیت رکھتا ہے۔گذشتہ سال احمدیہ مشن گیمبیا کے لئے باتھرسٹ کے عین وسط میں جو قطعۂ زمین خریدا گیا تھا اس کی رجسٹریشن اور نقشہ کی منظوری کے مختلف مراحل اس سال کے شروع میں طے ہوئے اور ۱۱؍اپریل ۱۹۶۹ء بروز جمعہ تین بجے بعد نماز جمعہ ہز ایکسی لینسی گورنر جنرل گیمبیا سر الحاج فاریمان سنگھاٹے نے اپنے ہاتھ سے رکھا۔اس تقریب کا ذکر حکومتِ گیمبیا کے محکمہ اطلاعات کی طرف سے گیمبیا یونیورسٹی میں اور دوبار ریڈیو گیمبیا میں انگریزی، وولف اور میڈنگا زبانوں میں نشر کیا گیا۔سنگِ بنیاد کی تقریب کے بعد نہایت تیزی سے تعمیر کا کام شروع ہو گیا اور ۲۹ جون تک دوسری منزل کی کنکریٹ کی چھت بھی پڑ گئی۔یہ عمارت پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی تو احمدیہ مشن اس میں منتقل کر دیا گیا۔

ماہِ مارچ ۱۹۶۹ء کے آخر میں حکومت کی طرف سے مدرسہ احمدیہ کیلئے ملنے والی زمین کے باقاعدہ کاغذاتِ ملکیت رجسٹرڈ ہو کر ملے۔ مشن کی طرف سے تین ماہ کے عرصہ میں اس زمین کے لئے چار دیواری بنادی گئی اور بعد ازاں نقشہ کی تیاری اور منظوری اور پھر مدرسہ کی تعمیر کے کام کا آغاز ہوا۔ اس سال جارج ٹاؤن میں بھی حکومت نے احمدیہ مشن کے لئے قطعۂ زمین کی منظوری دے دی۔ اس کام کے لئے مولوی داؤد احمد حنیف صاحب نے بڑے استقلال اور جوانمردی سے جدوجہد جاری رکھی جو بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

احمدیہ میڈیکل سنٹر مرجع خلائق رہا اور دور ونزدیک سے گیمبیا و سینیگال کے بیمار بغرض علاج آتے رہے۔ ۳ جنوری ۱۹۶۹ء سے اس کی ایک شاخ پبلک کے مطالبہ پر قصبہ فرافینی میں بھی کھول دی گئی جہاں ڈاکٹر سعید احمد صاحب ہر جمعہ اور ہفتہ کے روز صبح سے شام تک مریضوں کے علاج معالجہ میں مصروفِ کار رہنے لگے۔ جنوری کے آخر میں ہز ایکسی لینسی گورنر جنرل گیمبیا اندرون ملک کے دورہ پر تشریف لے گئے تو احمدیہ میڈیکل سنٹر کو بھی ملاحظہ فرمایا اور بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جماعت احمدیہ نے اس ملک اور علاقہ کی ایک حقیقی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ آپ کے یہ ریمارکس گیمبیا نیوز بلیٹن میں شائع اور ریڈیو گیمبیا سے نشر کئے گئے۔

یکم فروری ۱۹۶۹ء کو چوہدری مولوی محمد شریف صاحب انچارج احمدیہ مشن گیمبیا ایک جماعتی کام کے سلسلہ میں ایک ماہرِ تعمیرات مخلص احمدی باجان صاحب، علی با صاحب کنٹرولر آف کسٹمز اور ایک نوجوان خادم احمدیہ مشن کے ساتھ کار میں ایک ضروری جماعتی کام کے لئے جا رہے تھے کہ باتھرسٹ سے پچاسی میل دور کار ایک ٹرک سے ٹکرا کر چکنا چور ہو گئی اور آپ اور آپ کے ساتھی چوٹوں سے بیہوش ہو کر سڑک کے نیچے جا گرے۔ بعد ازاں معجزانہ طور پر ایک نوجوان نے انہیں دیکھ کر اپنی کار سے اپنی سواریوں کو وہیں اتار کر انہیں بلا معاوضہ دو گھنٹہ میں باتھرسٹ کے رائل وکٹوریہ ہسپتال میں پہنچا دیا۔ ہسپتال والوں نے فوراً طبی امداد دی مگر باجان صاحب جو کار چلا رہے تھے ہسپتال میں داخل ہونے کے دو گھنٹے کے بعد انتقال کر گئے۔ جناب چوہدری محمد شریف صاحب اور علی با صاحب پندرہ دن کے بعد ہسپتال سے ڈسچارج ہوئے اور یکم مارچ سے دوبارہ اپنے فرائض بجا لانے لگے۔ مولوی محمد شریف صاحب اپنی ایک مطبوعہ رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حادثہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و رحمت اور شفقت کا بھی عجیب جلوہ دکھایا اور ہمارا ایمان بڑھایا۔ راتوں رات جنگل سے اٹھا

کر باتھرسٹ کے مرکزی ہسپتال میں پہنچایا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنی خاص دعاؤں اور تار کے ذریعہ اظہارِ شفقت فرمایا۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر اور وکیل اعلیٰ نے بھی بروقت الفضل میں تحریکِ دعا کر کے احسان فرمایا اور تاروں اور خطوط کے ذریعہ حالت دریافت فرماتے رہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب (ناظر اعلیٰ)، محترم سیّد میر داؤد احمد صاحب (ناظر خدمتِ درویشاں) نے مرکز سے اور آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے ہالینڈ سے خطوط لکھ کر عیادت اور حوصلہ افزائی فرمائی اور ہزار ہا مخلصین سلسلہ احمدیہ نے شب و روز ہمارے لئے دعائیں کیں۔ ہز ایکسی لینسی گورنر جنرل صاحب گیمبیا سر الحاج سنگھاٹے صاحب اور ان کے اہل و عیال بھی پہلے تین روز متواتر ہسپتال میں میری عیادت اور دیکھ بھال کیلئے تشریف لاتے رہے اور بعدہٗ روزانہ ٹیلیفون کے ذریعہ انچارج ہسپتال سے رفتارِ صحت دریافت فرماتے رہے۔ مرکز اور قریب ترین امیر صاحب احمدیہ مشن (سیرالیون) کو بھی فوراً اس حادثہ کی اطلاع ارسال فرمائی اور محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور عزیزم مکرم مولوی داؤد احمد حنیف صاحب کو حادثہ کی اطلاع ملتے ہی بذریعہ ٹیلیفون اندرونِ ملک سے ان کے ہیڈ کوارٹروں سے بلا کر میرے پاس ہسپتال میں بھیج دیا۔ جماعت کے چار اصحاب علاوہ کارکنان متعلقہ ہسپتال (دو پہلی رات اور دو پچھلی رات) ہر رات ہسپتال میں میرے کمرہ میں کرسیوں پر بیٹھ کر راتیں گذارتے رہے۔

محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب دو مرتبہ اپنے نہایت ضروری کام کو چھوڑ کر میری عیادت کیلئے تشریف لائے۔ عزیزم مکرم حنیف صاحب ایک ماہ میرے پاس رہے اور علاوہ تیمارداری کے، عیادت کیلئے شب و روز آنے والوں کی خاطر و تواضع کرتے اور فوری ڈاک کا جواب بھی دیتے رہے۔ ہسپتال میں شب و روز آنے والے مردوں، عورتوں اور بچوں کا تانتا بندھا رہا۔ اور ہسپتال سے احمدیہ مشن آنے پر بھی یہی حال رہا۔ دریافتِ حال کیلئے تاریں اور ہوائی ڈاک کے خطوط آتے رہے۔ 124

پریذیڈنٹ صاحب جمہوریہ زیمبیا ۲۳ و ۲۴ جون کو سرکاری دورہ پر گیمبیا تشریف لائے۔ ہوائی اڈہ پر استقبال کرنے والوں میں چوہدری محمد شریف صاحب انچارج مشن بھی تھے۔ اس موقعہ پر آپ نے قرآن مجید مترجم انگریزی اور دیگر دینی لٹریچر بطور تحفہ پیش کیا۔ ۲۵ جون ۱۹۶۹ء کو گیمبیا کے مرکزی احمدی مبلغین کی خصوصی میٹنگ منعقد ہوئی جس میں ملک میں آئندہ لائحہ عمل کے متعلق اہم تجاویز زیرِ غور آئیں۔

احمدیہ مشن کے ایک لوکل مبلغ سینیگال کے جنوبی صوبہ کا سامانس بھجوائے گئے جنہوں نے تین ہفتہ قیام کیا اورالازہر کے تعلیم یافتہ ایک احمدی نوجوان کے ساتھ متعدد دیہات کا دورہ کیا۔ جولا قبیلہ کے گیارہ اصحاب داخلِ سلسلہ احمدیہ ہوئے۔(الفضل میں مطبوعہ ششماہی رپورٹوں کے مطابق) ۲۰۲ احباب کو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی جن میں سے ۱۱۱ گیمبیا کے باشندہ اور ۹۱ سینیگال کے باشندہ تھے۔انہی میں میکارتھی ڈویژن کے ایک گاؤں مِصرا (Misra) کے بھی ۲۲ بالغ مرد افراد ہیں جو اپنے امام الصلوٰۃ کے ساتھ معہ اہل وعیال جن کی تعداد ایک صد کے قریب ہے داخلِ احمدیت ہوئے اوراس طرح یہ سارا گاؤں خدا کے فضل سے احمدی ہوگیا۔ دیگر اصحاب میں سے بھی اکثر معہ اہل وعیال داخلِ احمدیت ہوئے۔[125]

گی آنا

میر غلام احمد صاحب نسیم مبلغ گی آنا نے اس سال سورینام احمدیہ جماعت کی دعوت پر ۸ جولائی ۱۹۶۹ء کو ایک ماہ کا تبلیغی تربیتی اورانتظامی دورہ کیا جو ہر اعتبار سے مفید رہا۔ایک ماہ کے دوران آپ کو تین بار بذریعہ ریڈیو پیغامِ حق پہنچانے کا موقع میسر آیا۔ایک بار آپ کی انگریزی تقریر ٹیلیویژن پر نشر ہوئی جس کا بعد میں ترجمہ بھی شائع ہوا۔اس تقریر سے ملک میں ایک نئی حرکت پیدا ہوگئی کیونکہ سورینام ٹیلیویژن پر یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس کے ذریعہ تبلیغ اسلام کی گئی۔آپ کا ایک کامیاب پبلک لیکچر پیرامار یبو کے ایک بڑے ہال سی سی ایس میں ہوا۔آپ نے ایک گھنٹہ تک 'اسلام' کے موضوع پر تقریر کی جس کے بعد سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ ہوا۔سوال کرنے والوں میں بعض پادری اصحاب بھی تھے۔تقریر میں آپ نے اسلامی مساوات کا پہلو خوب نمایاں کیا جس کا لوگوں پر خاص اثر ہوا۔ دو اخبارات میں آپ کے انٹرویو چھپے۔[126] ایک مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی جس پر چھ ہزار ڈالر خرچ ہوئے۔ دو اور مساجد کے لیے بھی کوشش کی گئی چنانچہ ایک مسجد کے لیے زمین خرید لی گئی اور تعمیر کے کام کا آغاز بھی کر دیا گیا۔ ملک کے کثیر الاشاعت اخبار گرافک میں مبلغ انچارج کے قلم سے تین مضامین شائع ہوئے۔دو اخبارات میں انٹرویو شائع ہوا۔[127]

مبلّغ گیانا کے انٹرویو کی اشاعت

اخبار ''دی سنڈے کرانیکل'' نے ۱۲ جنوری ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں مبلغ گیانا مولانا غلام احمد

صاحب نسیم کا درج ذیل ایک اہم انٹرویو دیا، جو مسٹر کلاڈٹ ارل (Claudette Earle) نے لیا تھا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

پاکستانی نژاد میر غلام احمد نسیم صاحب جو احمدیہ مسلم مشن کے سربراہ ہیں۔ چند ماہ قبل اس ملک میں آئے ہیں۔ آپ درمیانی عمر کے پاکستانی یونیورسٹی کے ایک جوشیلے گریجویٹ ہیں۔ جنہوں نے حضرت مرزا غلام احمد کی احمدیہ تحریک کے تحت اشاعت اسلام کے لئے زندگی وقف کی ہے۔ یہ ایک تبلیغی جماعت ہے جو دنیا بھر میں اسلامی عقائد و تعلیم کو پھیلانے کے لئے منادوں کو تیار کرتی ہے۔

گذشتہ ہفتہ ملاقات میں میر غلام احمد نسیم نے کہا کہ میں اس ملک میں اس جماعت کا نمائندہ ہوں۔ میرا فرض یہ ہے کہ جہاں بھی جاؤں اسلام کی دعوت دوں۔ مسلمانوں کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ دنیا کی نجات اسلام میں ہے۔

اسلامی عقائد کے مطابق انسانوں میں رنگ قوم و نسل قبیلہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں سب برابر ہیں۔ اسلام مساوات سکھاتا ہے اور اس ذریعہ سے ہی دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے یا کیا جاسکتا ہے۔ یہ ان کی سنجیدہ رائے تھی۔

مولانا نے بتایا کہ وہ بچپن سے ہی مشنری بننا چاہتے تھے۔ اور وہ ایک مشنری ہیں اور مجھے یہ کام بہت پسند ہے۔ آپ کے علاقے کے نوجوان جو مشنری بننا چاہتے ہیں وہ میٹرک کے بعد مذہبی ٹریننگ شروع کر دیتے ہیں۔

مولانا نسیم نے بتایا۔ ’’میں نے سکول کی مروجہ تعلیم کے بعد ایک مسلم تبلیغی ادارے میں چار سال تعلیم حاصل کی‘‘۔

جہاں انہوں نے اسلامی لٹریچر قرآن کریم، حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم، تاریخ اسلام، فلسفہ اور منطق کی بھرپور مکمل تعلیم حاصل کی۔

کالج کی تعلیم کے بعد انہوں نے ایک ماہ پاکستانی یونیورسٹی سے عربی زبان میں ایم اے کی امتیازی سند حاصل کی۔ ان کی اہلیہ محترمہ بی اے کے ساتھ ٹیچنگ ڈپلومہ رکھتی ہیں جو تین بچوں سمیت پاکستان میں رہائش پذیر ہیں۔ دوران سال وہ آپ کے ساتھ رہائش کے لئے (گی آنا) یہاں آئیں گی۔ فی الحال مولانا اکیلے ہی ہیں۔

مولانا نسیم پانچ زبانیں جانتے ہیں اور اردو، عربی، پنجابی، فارسی اور انگریزی میں گفتگو کر سکتے

ہیں اور لکھ پڑھ سکتے ہیں۔آپ سیرالیون کی زبان ٹمنی میں بھی کسی قدر گفتگو کر سکتے ہیں۔

۱۹۶۳ء میں آپ سیرالیون سے درس وتدریس کے لئے نائیجیریا چلے گئے جہاں ۷۰ فیصد مسلمان آباد ہیں۔نائیجیریا میں مسلمان اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں اور مذہب کو سیاست سے بالاتر رکھتے ہیں۔

گی آنا میں مولانا نسیم کی رہائش احمدیہ مسلم مشن میں ہے اسائیلم سٹریٹ گی آنا پر نیوایمسٹرڈیم کی بیک پر واقع ہے۔وہ نیوایمسٹرڈیم میں باقاعدہ مسجد میں نماز ادا کرتے اور پڑھاتے ہیں۔

مولانا نسیم پُر امید ہیں کہ گی آنا کے بہت سے لوگ اسلام قبول کر لیں گے اور اسلام ایسا مذہب ہے جس میں نسل یا رنگ کی اہمیت کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ یہ مساوات سکھاتا ہے خواہ ان کا تعلق کسی رنگ قوم و نسل سے ہی ہو۔

لائبیریا

مارچ ۱۹۶۹ء کا مہینہ مشن کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا کیونکہ اسی کے دوران لائبیریا کے علاقہ کیپ ماؤنٹ میں لارگو (Largo) کے مقام پر جماعت احمدیہ کا پہلا پرائمری سکول جاری ہوا اور اس میں یکصد کے قریب طلباء نے داخلہ لیا۔128

ماریشس

اس سال جماعت احمدیہ ماریشس کا پہلا دوروزہ جلسہ سالانہ ۴، ۵ جنوری ۱۹۶۹ء کو منعقد ہوا۔اس موقع پر دارالسلام بلڈنگ کو رنگ وروغن کر کے دلہن کی طرح سجادیا گیا۔زیر تعمیر مشن ہاؤس کو اس قابل بنادیا گیا کہ اس میں مہمان قیام فرماسکیں۔تعلیم الاسلام احمدیہ کالج کے تین کمروں میں احمدیہ لٹریچر، اخبارات اور جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں پر مشتمل نمائش کا انتظام تھا۔اس خصوصی تقریب پر جماعت ماریشس کی سالانہ رپورٹ کے علاوہ لی میسیج کا خاص نمبر بھی شائع ہوا۔جلسہ سے جن فاضل مقررین نے خطاب کیا ان میں مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر انچارج احمدیہ مشن ماریشس، ابوبکر خان صاحب مقامی مبلغ، احمد حسین صاحب سوکیہ، شمس الحق یادعلی صاحب اور حاجی احمد یداللہ صاحب بھنوں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔جلسہ میں بینک آف ماریشس کے پہلے گورنر مسٹر انت بیجادھر، مسٹر جگت سنگھ وزیر

صحت وسیکرٹری لیبر پارٹی، مسٹر عبدالمناف فقیر ممبر پارلیمنٹ، انڈیا کے سفیر مسٹر اوتار سنگھ، مسٹر مارسل کیبن او۔ بی۔ ای (Mr. Marcel Cabon O.B.E)، مسٹر حیدر خان سپرنٹنڈنٹ پولیس، مسٹر پپٹا نگ (Mr. Yipton) ایک چینی مجسٹریٹ اور دیگر معزز شخصیات نے شرکت کی۔ سامعین اس جلسہ کی کارروائی سے بہت متاثر ہوئے چنانچہ بہت سے مہمانوں نے وزیٹر بک میں اپنی آراء لکھتے ہوئے اس رائے کا اظہار کیا کہ یہ ''کامیاب ترین جلسہ'' تھا۔ ایک معزز مسلمان دوست نے لکھا ''ایک حیران کن جلسہ جس کا ہر ایک شامل ہونے والے کو فائدہ ہوا''۔ ایک ہندو ریٹائرڈ گورنمنٹ آفیسر نے یہ رائے دی کہ 'ہر لحاظ سے قابل تعریف جلسہ ہے''۔ اس کامیاب جلسہ کی فلم ٹیلیویژن سے دو مرتبہ دکھائی گئی۔ تین روزناموں نے جلسہ کی تصاویر اور رپورٹیں شائع کیں۔ ایک ہفت روزہ نے اپنی دو اشاعتوں میں جلسہ کی تقاریر اور فوٹو شائع کئے۔

۱۵ جون ۱۹۶۹ء کو جماعت احمدیہ ماریشس نے پورے ملک میں نہایت جوش وخروش کے ساتھ چوتھا سالانہ یوم التبلیغ منایا جسے کامیابی اور صحیح خطوط پر منانے کے لئے مئی کے مہینہ سے تیاری شروع کر دی گئی تھی۔ چنانچہ اس موقعہ کے لئے کثیر لٹریچر کی اشاعت کا انتظام کیا گیا۔ مفت تقسیم کے لئے فرنچ زبان میں دو پمفلٹس پچاس پچاس ہزار یعنی ایک لاکھ کی تعداد میں شائع کئے گئے۔ ایک پمفلٹ کا عنوان تھا 'ایک عظیم الشان خوشخبری' (One Grande Benediction)۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا موعود اقوامِ عالم ہونا ثابت کیا گیا۔ دوسرے پمفلٹ میں جماعت احمدیہ کے عقائد ہستی باری تعالیٰ، انبیاء، الہامی کتب اور موجودہ زمانہ میں ایک روحانی مصلح کی آمد کے بارے میں بیان کئے گئے۔ ان کے علاوہ چار کتب قیمتاً فروخت کرنے کے لئے فرنچ زبان میں شائع کی گئیں۔ پہلی کتاب ''اسلام۔ موجودہ زمانہ کا علاج'' کے عنوان سے شائع کی گئی۔ دوسری کتاب سولہ صفحات پر مشتمل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تقریرِ لندن ''امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ'' پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کی گئی۔ تیسری کتاب ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم از روئے بائبل (Mohammad ala Bible) بھی پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کی گئی۔ چوتھے نمبر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی معرکۃ الآراء کتاب ''اسلام کا اقتصادی نظام'' کا فرنچ زبان میں دوسرا شاندار اور دیدہ زیب ایڈیشن دو ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔

یوم التبلیغ کی تیاری کے ضمن میں سارے ماریشس کو دس حلقوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر حلقہ کے احباب، اطفال، خدام اور انصار کی ڈیوٹی ان کے حلقہ کے مختلف دیہات اور شہروں میں لگا دی گئی نیز یوم التبلیغ سے پہلے ہر حلقہ کے انچارج کو لٹریچر برائے تقسیم وفروخت پہنچا دیا گیا جس میں تازہ طبع شدہ لٹریچر کے علاوہ پہلے سے موجود لٹریچر اور کتب بھی شامل تھیں جن میں علاوہ فرنچ زبان کی کتابوں کے ہندی، انگریزی، اردو، تامل اور بعض چینی زبان کی کتب بھی شامل تھیں۔

اس روز مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر کی نگرانی اور ہدایات کے مطابق پورے ملک میں احمدی احباب جن میں بچے، نوجوان اور بوڑھے سبھی شامل تھے نہایت درجہ خلوص، جذبۂ ایمان اور ولولۂ تبلیغ دل میں لئے ہوئے پیغامِ حق پہنچانے اور دینی لٹریچر کی تقسیم اور فروخت میں مصروفِ عمل رہے۔ دورانِ تقسیم لٹریچر بعض عیسائیوں اور بہائیوں نے کہا کہ ہمارے پادریوں اور علماء نے احمدیہ لٹریچر کے مطالعہ سے منع کیا ہوا ہے تاہم بہت سے عیسائیوں اور ہندوؤں نے لٹریچر خریدا اور احمدیوں کے پیغامِ صداقت پہنچانے کی منظّم اور پُرامن جدوجہد کو سراہا۔ اس مبارک فریضہ کی انجام دہی کے لئے مخلص احمدیوں نے بیس کاریں سارا دن وقف رکھیں اور پٹرول کا خرچ اور کھانے پینے کے تمام اخراجات خود برداشت کئے۔ بعض مقامات پر غیراز جماعت بھائیوں نے بھی تبلیغ حق میں احمدی دوستوں کا ہاتھ بٹایا۔ مقررہ پروگرام ختم ہونے پر جملہ تبلیغی گروپوں کے انچارج جماعتی ہیڈ کوارٹر دارالسلام، روز ہل میں پہنچے اور رپورٹ پیش کی۔

اس کامیاب اور پُرجوش یوم التبلیغ کے تین دن بعد ۱۹ جون کو پلازا تھیٹر ہال، روز ہل میں ایک عظیم الشان سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ یہ کانفرنس ہائی کمشنر صاحب پاکستان کی صدارت میں ہوئی جنہوں نے استقبالیہ تقریب میں اس جلسہ کے انعقاد پر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے کہا ''جماعت احمدیہ ماریشس میں بہت اچھا کام کر رہی ہے اور اپنے سماجی اور اخلاقی بہبود کے پروگراموں کی وجہ سے ملک بھر میں بہت مقبول ہے اور اسلام کی نہایت عمدہ رنگ میں نمائندگی اور خدمت کر رہی ہے''۔ جن فاضل مقررین نے تقاریر کیں ان کے اسماء یہ ہیں۔ مسٹر سوشوں انچارج روز ہل ڈسٹرکٹ کیتھولک مشن، مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر، مسٹر مادھوگوپال پرنسپل راما کرشنن کالج ماریشس، قریشی محمد اسلم صاحب مبلغ ماریشس، مسٹر گورادست صدر ماریشس پاکستان سوسائٹی۔ جلسہ میں ہر مذہب وملت اور طبقہ کے احباب شامل ہوئے۔ جناب ہائی کمشنر صاحب انڈیا، سفارت خانہ فرانس

کی ایک نمائندہ خاتون اور ماریشس پولیس اور سول کے کئی افسران نے شرکت کی۔ماریشس ٹیلی ویژن پر کانفرنس کے روح پرور مناظر دوبار فرنچ اور انگریزی خبروں کے پروگرام میں دکھائے گئے جس کے ساتھ تعریفی ریمارکس بھی تھے۔

جماعت احمدیہ ماریشس نے ۱۴راگست ۱۹۶۹ء کو جلسہ یوم پیشوایان مذاہب کا انعقاد کیا۔ بانیان مذاہب کی زندگی اور تعلیمات پر لیکچر دینے کے لئے ہندو اور عیسائی حلقوں سے رابطہ کیا گیا۔ چنانچہ حضرت کرشن کی زندگی پر ہندو نمائندے مسٹر جے۔این رائے سابق ایم ایل اے اور عیسائیوں کی طرف سے بشپ آف پورٹ لوئس کے نمائندہ پادری نوئل مقرر کیے گئے۔اسلام کی نمائندگی مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب نے کی۔اس موقعہ پر جماعت کی طرف سے جلسہ گاہ (پلازاہل) کے انٹرنس ہال میں قرآن کریم اور لٹریچر کی نمائش بھی لگائی گئی۔

جلسہ کے لیے وزیراعظم ماریشس سر سیوساگر رام غلام اور گورنر جنرل ماریشس کو دعوت دی گئی جو مقررہ وقت پر تشریف لے آئے۔جلسہ کی کارروائی وزیراعظم صاحب کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ صدارتی خطاب میں آپ نے فرمایا کہ میرے لیے آج کے جلسہ کی صدارت بڑی عزت افزائی ہے۔ اور میں نے اسے اس لیے قبول کیا ہے کہ اس قسم کے جلسہ کا انعقاد لائق تحسین ہے جس سے سب فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔اس کے بعد جملہ مقررین نے اپنے عناوین پر تقاریر کیں۔آخر میں ایک منٹ کی دعائیہ خاموشی کے ساتھ یہ اجتماع برخاست ہوا۔متعدد اخباری نمائندے بھی اس موقعہ پر آئے تھے چنانچہ اس جلسہ کی خبر فوٹوز کے ساتھ اخبارات میں شائع ہوئی۔ 129

۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء کو تعلیم الاسلام احمدیہ کالج ماریشس کی تقریب سالانہ تقسیم انعامات و اسناد خاص اہتمام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ پرنسپل کالج مسٹر احمد حسین سوکیہ نے کالج کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی۔انہوں نے اس ادارہ کے قیام کے مقصد کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ اس ادارہ کا مطمح نظر یہ ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ موریشین نوجوان اعلیٰ اخلاقی اور روحانی قدروں کے بھی حامل ہوں اور وہ سوسائٹی کے بہترین افراد اور ملک کے بہترین شہری ثابت ہوں۔یہی وجہ ہے کہ ہمارا نقطہ نظر نفع کمانا نہیں بلکہ اپنی گرہ سے خرچ کر کے بھی اپنے نونہالوں کو بہترین درسی اور اخلاقی تعلیم سے آراستہ کرنا ہے۔اپنی نوعیت کا یہ واحد سکول یا ادارہ نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ تعلیم الاسلام ہائی سکول (جواب ترقی کر کے ایم۔اے،ایم۔ایس۔سی تک اعلیٰ تعلیم کا

گہوارہ بن چکا ہے اور ربوہ پاکستان میں قائم ہے) کے نقشِ قدم پر دنیا کے بہت سے ممالک میں ایسے تعلیمی ادارے قائم ہو چکے ہیں اور مزید قائم ہوتے چلے جارہے ہیں اور ہر ملک کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ کالج کی دیگر سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی مالی امداد لئے بغیر جماعت احمدیہ نے سکول کی یہ شاندار عمارت اپنی مدد آپ کے اصول پر تعمیر کی اور اب اس سال کے دوران سائنس لیبارٹری کو بھی کافی حد تک ضروری سامان سے آراستہ کیا گیا ہے۔

رپورٹ کے بعد مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر نے کالج کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ ازاں بعد وزیر تعلیم ماریشس مسٹر آر۔ جمعدار نے اپنی تقریر میں اس بات پر اظہار مسرت کیا کہ جماعت احمدیہ نے مذہبی اور سوشل خدمات بجالانے کے ساتھ ساتھ اب تعلیمی میدان میں بھی ملکی خدمات انجام دینے کا آغاز کر دیا ہے جو ماریشس کے تمام لوگوں کے لئے قابل نمونہ اور لائق تقلید ہے۔ آپ نے فرمایا بالعموم لوگ تمام کاموں کی ذمہ داری گورنمنٹ پر ڈال دیتے ہیں مگر جماعت احمدیہ اپنی مدد آپ کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ لوگوں کے لئے نمونہ کا کام دیتی ہے۔ تقسیمِ انعامات کی تقریب کے بعد وزیرِ تعلیم صاحب اور دوسرے معززین نے کیمسٹری کی تجربہ گاہ کا معاینہ کیا اور لیبارٹری کی شاندار عمارت، اس کی تزئین و آرائش اور صفائی پر نہایت درجہ خوشی کا اظہار کیا۔ 130

ملائیشیا

مخالفتوں کے باوجود ملائیشیا میں اشاعتِ حق کا سلسلہ زور و شور سے جاری رہا چنانچہ مولوی بشارت احمد صاحب امروہی مبلغ ملائیشیا نے اپنی سالانہ رپورٹ ۱۹۶۹ء میں تحریر فرمایا کہ عرصہ زیرِ رپورٹ میں عوام کے تقریباً تمام طبقہ جات کے ساتھ ملنے اور موقع کی مناسبت سے پیغامِ حق پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اعلیٰ اور تعلیم یافتہ طبقہ تک پہنچ کر بصورت تبادلہ خیالات یا لٹریچر پیغامِ حق پہنچایا گیا۔ ایسے طبقہ میں گورنمنٹ کے اعلیٰ و ادنیٰ ملازمینِ مال، صحت، تعلیم، پولیس وغیرہ محکمہ جات میں کام کرنے والے افسر و کلرک شامل ہیں۔ اسی طرح تجارت پیشہ احباب، دکاندار، اساتذہ، طلباء و طالبات، مزدور و پیشہ ور احباب، مذہبی راہنما اور زمیندار بھی شامل ہیں۔ اسی طرح اسلام اور احمدیت کے متعلق غلط پراپیگنڈے کے ازالہ کی کوشش بھی کی جارہی ہے۔ سفر کے دوران یا قیام کی صورت میں احباب سے

وقت کی تعیین کر کے یا اچانک کسی قیام گاہ پر ملاقات کر کے بھی اس فریضہ کی ادائیگی کی صورت اختیار کی گئی ۔ چنانچہ اس ذیل میں برٹش ہائی کمیشن کے سیکرٹری سے ان کے آفس میں ملاقات کی اور جماعت کا تعارف کرایا نیز مشرقِ بعید میں ایک برطانوی لارڈ اور اس کی بیگم کے دورہ کے دوران سبا میں آمد پر اس کمیشن کی معرفت اسلامی لٹریچر پر مشتمل سیٹ ان اصحاب تک پہنچانے کے لئے دئے گئے ۔ چنانچہ برٹش ہائی کمیشن کی طرف سے شکریہ کا خط بھی ملا۔ اسی طرح جاپانی قونصل مقیم کوتا کینا بالو (جیسلٹن) سے ان کے آفس میں ملاقات کی اور اسلامی لٹریچر مطالعہ کیلئے دیا۔ سیٹ کتب میں لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، نظامِ نَو ، اسلام کا اقتصادی نظام ، اسلام وغیرہ کتب شامل تھیں ۔

اسی طرح عیسائی مشنز مثلاً کیتھولک مشن ، سینٹ مچل اینڈ آل انجلز چرچ ، ایس ۔ ڈی ۔ اے مشن کے انچارج مشنز اور لوکل پادری صاحبان سے ان کے مشن آفسوں اور قیام گاہوں پر ملاقات کی اور تفصیلاً گفتگو کی ۔ امریکن مشن کے تحت سیکنڈری سکول کے پرنسپل اور ٹیچرز سے بھی سکول اور قیام گاہ پر ملاقات کر کے اسلام کا پیغام پہنچایا گیا ۔

لٹریچر: حسب ذیل لٹریچر تقسیم کیا گیا اور بھجوایا گیا ۔ اسلام مصنفہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ، ٹیچنگز آف اسلام ، اسلام اِن افریقہ ، اسلام آن دی مارچ ، پریچنگ آف اسلام ، اسلام کیا ہے؟ ، لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عورتوں کی آزادی کا علمبردار ، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بنی نوع انسان کا خیر خواہ ، نظامِ نَو ، اسلام کا اقتصادی نظام ، معصوم نبی ، اسلامی تعلیمات انسان کے اخلاق پر ، احمدیت کا مستقبل ، اسلام اور کمیونزم ، اسلام اور ڈیما کریسی ، احمدیت مشرقِ بعید میں ، دو خطابات ، چشمۂ مسیحی ، مسیح ہندوستان میں ، گناہ سے کیسے نجات حاصل ہو ، مسیح کشمیر میں ، حضرت مسیح علیہ السلام کہاں فوت ہوئے ؟ ، اوّلین عیسائیوں نے اسلام کیوں قبول کیا وغیرہ وغیرہ ۔

لائبریریوں کو التزاماً ریویو آف ریلیجنز کی کاپیاں ہر ماہ بھجوائی جاتی ہیں اور گاہے گاہے اس امر کا معاینہ کیا جاتا ہے کہ آیا مطالعہ کیلئے رسالہ رکھا بھی جاتا ہے یا نہیں ۔ معاینہ سے یہی ثابت ہوا ہے کہ ریڈنگ رومز میں عام مطالعہ کیلئے رکھا جاتا ہے ۔ لائبریریوں کے علاوہ زیرِ تبلیغ احباب اور جماعت کے بعض علم دوست لیکن غریب احباب کو علم میں اضافہ کیلئے بھی بھجوایا جاتا ہے ۔ اسی طرح ایسٹ افریقن ٹائمز کی کاپیاں بھی زیرِ تبلیغ احباب کو بھجوائی جاتی ہیں ۔ [131]

اس سال ملائیشیا کی احمدی جماعتوں کی سالانہ کانفرنس ۱۲۔۱۳۔۱۴ دسمبر ۱۹۶۹ء کومنعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس (جیسلٹن) کوتا کینا بالو میں مشن کی عمارت میں ہوئی اور جماعت احمدیہ قیلبوک ، کابایو اور اَنانم اور کوتا کینابالو کی احمدی خواتین نے مہمانوں کے کھانے اور ناشتہ کا نہایت عمدہ انتظام کیا اور ان جماعتوں کے مردوں نے مہمان نوازی کے فرائض ادا کرنے میں مثالی نمونہ قائم کیا۔ دو یوم جلسہ سالانہ کے لئے اور ایک شوریٰ کیلئے مخصوص تھا۔ جلسہ کا افتتاح مولوی بشارت احمد صاحب امروہی مبلغ انچارج ملائیشیا نے کیا۔ مقررین میں محمد شریف صاحب، تیسو چیانگ صاحب، ون رائٹ مارا پاس صاحب، ڈینئیل مورا یوسف صاحب، جعفر بن عبدالہادی صاحب اور عباس بن عبدالہادی صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ شوریٰ میں آئندہ سال کیلئے مقامی اور مرکزی آڈیٹر بورڈ آف ٹرسٹیز زکوٰۃ کمیٹی اور قرآن کمیٹی وغیرہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ 132

نائیجیریا

اوکیٹی پوپا (Okitipupa) اور اپاٹے (Apate) کے مقام پر پہلے صرف دو ایک احمدی تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہاں خاصی بڑی جماعت پیدا کر دی۔ اس سال مبلغین احمدیت نے ان مقامات کا خاص طور پر دورہ کیا اور نہایت موثر اور کامیاب لیکچر دئے۔ ریڈیو نائیجیریا مولوی فضل الٰہی صاحب انوری امیر و مشنری انچاری اور دیگر پانچ مخلصینِ جماعت نے کثرت سے تقاریر کیں۔ جون ۱۹۶۹ء تک اِن تقاریر کی تعداد چھتیس تھی۔ ازاں بعد ایک اور مطبوعہ رپورٹ کے مطابق مولوی فضل الٰہی صاحب انوری اور تین دیگر مخلصینِ جماعت نے تئیس مرتبہ اسلام پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ چھ تقاریر کیں اور گیارہ مرتبہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر موضوعات پر سوال و جواب کے رنگ میں ٹیلی ویژن پر مکالمہ ہوا اور لیگوس کی مرکزی مسجد احمدیہ سے متعدد بار خطبہ جمعہ براڈ کاسٹ کیا گیا۔ اس سال نائیجیریا کی قریباً تمام مسلمان جماعتوں کی طرف سے عیدالاضحیہ کی تاریخ کا غلط اعلان کر دیا گیا جو اصل تاریخ (۲۷ فروری) سے ایک روز پہلے تھا۔ جس پر مولوی فضل الٰہی صاحب انوری کی طرف سے ایک پریس نوٹ جاری کیا گیا جو اخبار مارننگ پوسٹ (فروری ۱۹۶۹ء) میں شائع ہوا جس پر تمام مسلم جماعتوں نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا اور جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ تاریخ ہی کو درست قرار دیا۔

مولوی فضل الٰہی صاحب انوری نے اس سال کے دوران الارو (Ilaro)، ابیوکوٹا (Abeokuta)، اوڈواوڈو (Ado Odo)، اووڈے (Owode)، بیڈاگرے (Badagrey) اور اجیبو اوڈے (Ijebu Ode) کا دورہ کیا اور الارو کے ایگباڈو (Egbado) کالج کی مسلم سٹوڈنٹس سوسائٹی کے زیراہتمام اسلام کی امتیازی خصوصیات پر تقریر فرمائی جو بہت توجہ اور دلچسپی سے سنی گئی۔ تقریر کے بعد کثرت سے سوال ہوئے جن کے آپ نے خاطر خواہ جوابات دئے۔ بعدازاں آپ ابیوکوٹا کے سیکنڈری سکول تشریف لے گئے اور اس کے پرنسپل صاحب سے مسلم طلباء کی مذہبی حالت کے متعلق گفتگو کی۔ پرنسپل صاحب نے بتایا کہ مسلمان طلباء کی مذہبی تعلیم کا یہاں کوئی انتظام نہیں بلکہ ہر اتوار کو انہیں چرچ جانا ہوتا ہے۔ مولوی فضل الٰہی صاحب نے یہ معاملہ فوری اقدام کے لئے کونسل آف مسلم سکول پروپرائیٹرز نائیجیریا میں پیش کیا۔

آپ نے یابا ٹریڈ سنٹر کے مسلم طلباء کی چودھویں سالانہ کانفرنس سے عیدالاضحیہ سے متعلق خطاب کیا۔ ٹیکنالوجی کالج یابا کے مسلم طلباء کی سالانہ تقریب میں صدارت کے فرائض انجام دئے اور اسلامی تہذیب کے موضوع پر تقریر کی۔

نائیجیریا کی سالانہ کانفرنس ۵ تا ۷/اپریل ۱۹۶۹ء کو منعقد ہوئی۔ تین دنوں کے چار اجلاسوں میں کل بیس تقاریر ہوئیں۔ اس کانفرنس میں سفیر سوڈان حمید محمد الامین اور سوڈانی سفارتخانہ کے سیکرٹری اول محمد عباس اگابیا بھی تشریف لائے تھے۔ اس کانفرنس کی کارروائی کے بعض مناظر ٹیلی ویژن پر بھی دکھائے گئے۔ اسی طرح کانفرنس کے انعقاد سے قبل اور بعد ریڈیو نائیجیریا پر بھی کئی بار اعلان ہوتا رہا۔

آگواووٹی میں جماعت کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لیے ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں مقامی مبلغین اور کئی دوسرے احباب نے تقاریر کیں۔ اس کے بعد امیر صاحب نے سنگ بنیاد رکھا اور دعا سے یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

نائیجیریا مسلم کونسل کی طرف سے سیرت النبی ﷺ کے سلسلہ میں ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نائیجیریا، جنرل سیکرٹری اور سلطان احمد شاہد مبلغ نائیجیریا نے شرکت کی۔ اسی طرح مسلم سٹوڈنٹ سوسائٹی لیگوس ایریا یونٹ کی طرف سے جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کیا گیا جس میں صدارت کے فرائض فضل الٰہی انوری صاحب نے ادا کیے اور جماعت کے دو دوستوں نے تقاریر کیں۔ لیگوس میں بھی جلسہ سیرت النبی ﷺ کی تقریب منعقد کی گئی جس میں امیر صاحب اور

مسٹر زیڈ اوالیاس صاحب نے شرکت کی۔

اس سال ایک رسالہ این آؤٹ لائن آف اسلام (An Outline Of Islam) پندرہ ہزار کی تعداد میں پانچویں بار شائع کیا گیا۔ نیز قرآن کریم کے پہلے پارہ کا یوروبا زبان میں ترجمہ تین ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ یہ ترجمہ سابق امیر مکرم نسیم سیفی صاحب نے تیار کروا کے شائع کرایا تھا اور بہت لمبے عرصہ سے نایاب تھا۔اس سال چھ نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا۔

مولوی محمد بشیر شاد صاحب مبلغ کانوسٹیٹ نے تین کمشنروں کے اعزاز میں ایک ڈنر دیا جس میں علاوہ مقامی احباب کے بکثرت مقامی دوست شامل ہوئے۔ اس تقریب میں آپ نے الحاج تنکویکاسی کمشنر اطلاعات کانو کو قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا۔بعض دوسرے مواقع پر بھی آپ نے کانو کے پانچ معزز مسلمانوں کو جن میں کمشنر بحالیات الحاج باباڈن یاپا بھی شامل تھے،قرآن مجید تحفۃً پیش کیا۔ ریڈیو اور اخبارات میں اس کا خوب چرچا ہوا۔مولوی سلطان احمد صاحب شاہد اس سال اپریل میں پاکستان سے نائیجیریا پہنچے تھے۔ ماہِ اگست میں آپ کی تقرری مڈویسٹرن سٹیٹ میں ہوئی اور اگبیڈے مقام پر ہیڈ کوارٹر تجویز کیا گیا۔ جہاں آپ نے درس اور تعلیم القرآن کلاس کا اجراء کیا۔مولوی فضل الٰہی صاحب انوری نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں نائیجیریا کے تمام مسلمانوں سے خانہ جنگی کے اختتام اور مسلمانان عالم کے امن وسلامتی کیلئے ایک خصوصی ہفتہ دعا منانے کی اپیل کی۔ یہ خطبہ براڈکاسٹ کیا گیا اور ملکی اخبارات میں بھی جماعت احمدیہ نائیجیریا کی طرف سے شائع ہوا۔نائیجیریا میں پاکستان کے نئے ہائی کمشنر جناب ڈاکٹر ایس ایم قریشی صاحب کے اعزاز میں برسٹل ہوٹل میں ایک استقبالیہ دیا گیا جس میں احمدیوں کی کثیر تعداد کے علاوہ لیگوس میں پاکستانی احباب اور مسلم ممالک کے سفراء نے شرکت کی۔ جماعت احمدیہ نائیجیریا کے جنرل سیکرٹری نے اپنے ایڈریس میں بتایا کہ پچھلے بیس سال میں جماعت احمدیہ نائیجیریا نے پاکستان کے لئے کتنی اہم خدمات انجام دی ہیں۔ بعدہ جناب ہائی کمشنر صاحب نے نہایت عمدہ پیرایہ میں جماعت احمدیہ نائیجیریا کی اُن تمام خدمات کو بہت سراہا جو وہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ملک کے اندر اور باہر سرانجام دے رہی ہے۔

جماعت احمدیہ نائیجیریا کی اکیسویں مجلس شوریٰ اگست کے آخر میں لیگوس کے مرکزی مسجد میں منعقد ہوئی جس میں ملک بھر کی جماعتوں سے ایک سو سے زیادہ نمائندگان نے شرکت کی۔شوریٰ دو دن تک جاری رہی جس میں مفید فیصلے کئے گئے۔ ان فیصلوں پر عملدرآمد کیلئے انتظامیہ کمیٹی کا ایک

اجلاس ہوا جس میں مختلف کمیٹیاں بنائی گئیں جن کے سپرد مختلف کام کئے گئے۔مجلس شوریٰ کے معاً بعد ایک پندرہ روزہ ریفریشر کورس ہوا جس میں سولہ لوکل مبلغین کے علاوہ تین اعزازی مبلغین نے بھی شرکت کی۔کورس میں علاوہ تعلیم وتربیت کا اسلامی پروگرام بھی رکھا گیا اور تمام مبلغین ہر روز فریضۂ تبلیغ بھی انجام دیتے رہے جس کے نتیجہ میں تیس افراد داخلِ احمدیت ہوئے۔علاوہ ازیں دورانِ سال پانچ سوا کانوے سعید روحوں کو قبولِ احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی۔

اپریل میں لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد یوسف شاہ صاحب میڈیکل انچارج احمدیہ ڈسپنسری اپاپا لیگوس انتقال فرما گئے جس کے بعد مرکز کی طرف سے ڈاکٹر عمرالدین صاحب سِدھوایم بی بی ایس وسط جولائی ۱۹۶۹ء میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے حکم سے بطور میڈیکل مشنری نائیجیریا تشریف لے آئے۔آپ ۸ دسمبر ۱۹۶۸ء کو پنجاب ہیلتھ سروس سے بعمر ساٹھ سال ریٹائر ہوئے اور نصرت جہاں سکیم کے تحت زندگی وقف کردی۔آپ نے چند دن میں ہی ڈسپنسری کا چارج سنبھال لیا اور دن رات مخلوقِ خدا کی خدمت میں مصروفِ عمل ہو گئے۔آپ نے مولوی فضل الٰہی صاحب انوری کی معیت میں اس سال متعدد اہم شخصیات سے بھی ملاقات کی جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: ہزایکسی لینسی ڈاکٹر ایس ایم قریشی پاکستانی ہائی کمشنر،الحاجی امینو کانو فیڈرل کمشنر مواصلات اور یو این او کے نائیجیریا میں پاکستانی نمائندہ بریگیڈیر ایس۔ڈی۔خان۔

مولوی فضل الٰہی صاحب انوری اور جماعت کے دو اور تعلیم یافتہ دوستوں نے لیگوس یونیورسٹی میں پانچ مرتبہ نماز جمعہ پڑھائی۔آپ اور مینیجر صاحب احمدیہ سکولز مسلم سکول پروپرائیٹرز کی کونسل کے دو اجلاسوں میں بھی شامل ہوئے جن میں سکولز بورڈ میں مسلمانوں کی حق تلفی پر غور کیا گیا۔جناب انوری صاحب نے اسلام،کائنات اور خلاء (Islam, Universe and Space) کے موضوع پر ایک مضمون تحریر فرمایا جس میں اُن الزامات کی تردید کی جو موجودہ سائنسی تحقیقات کے سلسلہ میں اسلام پر کئے جاتے ہیں۔یہ مضمون ایک مشہور ملکی اخبار کی تین اقساط میں سپرد اشاعت ہوا۔

متحدہ عرب جمہوریہ (یونائیٹڈ عرب ری پبلک) کے سفارت خانے کی طرف سے یونائیٹڈ عرب ری پبلک کے وائس پریذیڈنٹ مسٹر حسین الثانی کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دعوت دی گئی۔اسی طرح نائیجیریا کے مسلمانوں نے بھی ان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ پارٹی دی۔ان ہر دو تقریبات میں محترم امیر صاحب مولوی فضل الٰہی صاحب انوری نے بھی شمولیت فرمائی۔نائیجیریا کے دو اخبارات

نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا وہ بیان جو حضور انور نے مسجد اقصیٰ کو آگ لگائے جانے پر ارشاد فرمایا تھا شائع کیا۔ ایک اخبار نے اس بیان کے ساتھ حضور کی تصویر بھی شائع کی۔ 133

ہالینڈ

ہالینڈ مشن کے ملک بھر میں اثر ونفوذ کی وسعتوں میں اس سال مزید اضافہ ہوا اور اس کی شہرت عوامی، علمی، سماجی اور مذہبی حلقوں میں پھیلتی چلی گئی۔ گذشتہ سالوں سے بڑھ کر مختلف اداروں نے مشن کے انچارج عبدالحکیم صاحب اکمل کو اپنے ہاں آ کر لیکچر دینے کی دعوت دی۔ مشن ہاؤس میں وفود کی آمد میں اور بھی زیادہ تیزی پیدا ہوگئی اور خود مشن ہاؤس میں نہایت درجہ کامیاب پبلک جلسے ہوئے جن میں اہم شخصیات نے شرکت کی۔

عیدالاضحیٰ کی مبارک تقریب ۲۷ فروری کو مذہبی جوش وجذبہ کے ساتھ منائی گئی۔ مسجد مبارک ہالینڈ میں ڈچ احمدی دوستوں کے علاوہ پاکستان، سورینام، انڈونیشیا، افریقہ، مصر، ترکی، مراکو، الجیریا کے مسلمانوں نے شرکت کی۔ خطبہ عید محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ارشاد فرمایا۔ اس تقریب کی خبر کوئی اخبارات نے شائع کیا۔ ریڈیو ہالینڈ کے نمائندہ نے انٹرویو لیا۔ خطبہ عید اور انٹرویو اسی روز ریڈیو ہالینڈ سے نشر کیا گیا۔ اسی طرح اخبار کے نمائندہ نے بھی انٹرویو لیا جو ہیگ کے کثیر الاشاعت اخبار Haagsche Courant میں شائع ہوا۔ 134

تقاریر/لیکچرز: ۱۹۶۹ء میں ملک کے بہت سے اداروں اور سوسائٹیوں کی دعوت پر مبلغین احمدیت کی تقاریر ہوئیں جن میں سے بعض کا تذکرہ نہایت ضروری ہے۔

۱۔ ہالینڈ کی شمالی سرحد کے پاس ایک شہر کے کیتھولک چرچ میں مولوی عبدالحکیم صاحب اکمل کو چار تقاریر کرنے کا موقع ملا۔ کیتھولک چرچ میں اسلام پر تقریر کا یہ پہلا موقع تھا۔ یہ تقاریر دو دنوں میں ختم ہوئیں جن کے ذریعہ ساڑھے چار سو افراد تک پہلی بار اسلام کا پیغام پہنچا۔ حاضرین میں اکثر سنجیدہ اور تعلیم یافتہ تھے۔

۲۔ ہیگ سے ۲۵۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک شہر روڈن (Roden) میں جناب اکمل صاحب نے مختلف فرموں کے ڈائریکٹرز، انجینئرز اور سکولوں کے اساتذہ کے ایک مجمع میں ایک معلومات افروز لیکچر دیا۔ ایک ڈائریکٹر نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تسلیم کیا کہ ہمیں آج جس رنگ میں اسلام کے متعلق بتایا گیا ہے اس سے تو واقعی یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے

جس کی تعلیمات قابل عمل ہیں۔اسی موقع پر ایک خاتون سے جو کسی سکول کی استانی تھیں اسلام میں عورت کے مقام پر بہت دلچسپ گفتگو ہوئی۔وہ اپنے اس خیال پر مُصر تھیں کہ عیسائیت نے عورتوں کو اونچا مقام دیا ہے لیکن جب بائبل اور اسلام کی تعلیمات کا موازنہ کر کے بتایا گیا کہ کس طرح اسلام نے صنفِ نازک کے مقام اور شان کی عظمت بیان کی ہے تو وہ بالکل خاموش ہوگئیں۔

۳۔ہالینڈ کے شہر Dordrecht میں ایک عیسائی فرقہ سالویشن آرمی کے سامنے مولوی عبدالحکیم صاحب اکمل نے پہلی بار اسلام پر تقریر کی اور سوالوں کا جواب دیا۔اس دوران تثلیث اور الوہیتِ مسیح کا عقیدہ بھی زیرِ بحث آیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضرین پر عیسائی عقائد کی کمزوری روزِ روشن کی طرح واضح کر دکھائی۔صاحبِ صدر نے دیکھا کہ سامعین اسلامی عقیدہ کی معقولیت سے متاثر ہو رہے ہیں تو انہوں نے مزید بحث روک دی۔

۴۔روٹرڈیم شہر کے مضافات میں انڈونیشین مسلمانوں کے چند گھرانے آباد تھے۔ایک مقام پر جہاں اکثریت حجّاج کی تھی بعض الازھر یونیورسٹی اور بعض مکہ معظّمہ کے تعلیمیافتہ لوگ بھی موجود تھے، مولوی عبدالحکیم صاحب اکمل نے ایک محفلِ سوالات میں شرکت کی اور متعدد آیاتِ قرآنیہ کی تشریح تفسیر کبیر کی روشنی میں بیان کی۔وفاتِ مسیح علیہ السلام کی آیات بھی زیرِ بحث آئیں۔اس کی صحیح تشریح بھی آپ نے پیش کی جسے سب نے پسند کیا۔

۵۔ہیگ سے تین سو کلومیٹر دور مسافت پر واقع شہر Breskens میں ایک بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا جس میں اسلام کی نمائندگی مولوی عبدالحکیم صاحب اکمل نے کی۔اس کانفرنس میں آپ نے اسلام، قرآن کریم اور اسلامی عبادات کے موضوع پر تین نہایت مدلّل اور اثر انگیز تقریریں کیں جن کا نہایت خوشگوار اثر سننے والوں پر ہوا اور ان کے ذہنوں سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہوگئیں اور اسلام کے متعلق دلچسپی بڑھ گئی۔تینوں تقاریر کے بعد سوالات کا دلچسپ سلسلہ جاری رہا جن کے جوابات آپ نے نہایت عمدگی سے دئے۔کئی افراد نے بعد میں بھی معلومات حاصل کیں اور بعض نے سلسلہ کا لٹریچر بھی خریدا۔

۶۔ہالینڈ کی ورلڈ کانگریس آف فیتھ کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں اکمل صاحب بھی مدعو تھے۔آئندہ سال کی مجلس عاملہ میں آپ کو اسلام کا نمائندہ منتخب کیا گیا۔

زائرین کی آمد: اس سال اسلام پر معلومات حاصل کرنے، مسجد دیکھنے یا کسی دینی مشورہ کے

لئے مشن ہاؤس میں زائرین کی خوب چہل پہل رہی۔آنے والوں کا تعلق یورپ، افریقہ اور ایشیا کے ممالک کے ساتھ تھا۔سب سے زیادہ تعداد ہالینڈ کے زائرین کی تھی جن کی بھاری اکثریت مختلف مذہبی تنظیموں، سوسائٹیوں اور سکولوں کے وفود اور سرکاری محکموں کے نمائندوں اور سربراہوں پر مشتمل تھی۔مثلاً Zoetermeer کا ریفارمڈ چرچ، ہیگ کے ایک مضافاتی شہر کا ایک ہائی سکول، NTS ہالینڈ ٹیلی ویژن سروس کے ڈائریکٹر، نمائندہ ریڈیو ہالینڈ، ایک عجائب گھر کے بیالوجیکل ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ، کیتھولک نوجوانوں کی تنظیم KWJ کے ممبران، لُنڈ کے ایسٹرن آرٹ ڈیپارٹمنٹ کے انچارج، Kerken کی عیسائی تنظیم، ڈائریکٹر آف یوروپین ٹرانسلیشن بورڈ Vormings centrum، پبلک یونیورسٹی ہیگ کا گروپ، ہیگ کے مضافاتی قصبہ Vourchoten کے طلباء کا گروپ، نیز Wassenaar کے شہروں سے دو وفود۔ان زائرین میں Dr. Konijnen Burg خاص طور پر قابل ذکر تھے کیونکہ وہ ملک کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور دانشور طبقہ سے تعلق رکھتے تھے اور اسلام پر معلومات کے لئے کئی بار مشن ہاؤس آئے اور بعض جلسوں میں بھی شرکت کی۔

پبلک جلسے: اس سال مشن ہاؤس میں موسم سرما کے پروگرام کے تحت متعدد کامیاب پبلک جلسے منعقد ہوئے۔مقررین میں مسٹر گمبرگ (Mr. Gimberg)، مسٹر محمود اسمٰعیل آف فرینکفرٹ، ڈاکٹر وی۔ڈی۔مولن (Dr. V.D. Meulen) سابق سفیر ہالینڈ متعینہ سعودی عرب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہالینڈ مشن کی دینی اور علمی مساعی کو موثر رنگ میں وسیع کرنے اور ملک کے چپہ چپہ تک اس کے اثرات کو پھیلانے میں ملک کے ذرائع ابلاغ یعنی ریڈیو، ٹیلی ویژن اور پریس نے بھرپور کردار ادا کیا۔

پہلا جلسہ مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۶۹ء کو منعقد ہوا۔اس جلسہ میں بدھسٹ انسٹی ٹیوٹ آف دی ہیگ کے ڈائریکٹر، انجینئر Bloemsma نے ”دورِ حاضر میں مذہب کے کردار“ کے عنوان پر تقریر کی۔تقریر کے بعد سامعین کو سوال کرنے کا موقع بھی دیا گیا۔اس جلسہ کی صدارت مکرم عبدالحکیم اکمل صاحب امام مسجد ہالینڈ نے کی۔دوسرا جلسہ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۶۹ء کو منعقد ہوا۔اس میں ایمسٹرڈیم یونیورسٹی کے شعبہ ریاضی کے پروفیسر ڈاکٹر بروئن نے ”علوم ریاضی والجبراء پر عربی کلچر کا اثر“ کے عنوان پر تقریر کی۔اس قسم کے جلسے مورخہ ۷ نومبر، ۱۴ نومبر اور ۱۷ دسمبر کو بھی منعقد کئے گئے۔ان جلسوں میں معززین شہر اور اونچے تعلیم یافتہ طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد حاضر ہوتے رہے۔

ریڈیو: ریڈیو ہالینڈ نے کئی بار مولوی عبدالحکیم صاحب اکمل کے معلومات افروز انٹرویو بلکہ خطبہ جمعہ بھی نشر کیا۔ ریڈیو نے دعا کی اہمیت کے موضوع پر ایک پروگرام ترتیب دیا جس میں اسلام، عورت اور عیسائیت کے چھ مختلف فرقوں کے نمائندوں کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا گیا۔ اسلام کی نمائندگی کی توفیق وسعادت مسجد احمدیہ ہالینڈ کے امام عبدالحکیم صاحب اکمل کو نصیب ہوئی۔ چنانچہ آپ نے دعا کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات سے مزین اپنا مضمون پڑھا۔ چنانچہ نصف گھنٹہ کا یہ پروگرام ملک بھر میں دلچسپی کے ساتھ سنا گیا۔

مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی اور سانحۂ آتشزدگی (۲۱/اگست ۱۹۶۹ء) کی خبر تمام عالم اسلام کے لئے نہایت جگر پاش خبر تھی جس سے سب مسلمان گہرے درد وکرب کا شکار ہو گئے۔ اس موقعہ پر صلاح الدین خان صاحب مربی سلسلہ کا ایک انٹرویو ریڈیو ہالینڈ پر نشر ہوا جس میں آپ نے اس اندوہناک واقعہ پر رنج وافسوس کا اظہار کرتے ہوئے عالمِ اسلام کیلئے مسجد اقصیٰ کی اہمیت کو واضح کیا نیز دورانِ گفتگو اسلام میں جہاد کے صحیح مفہوم اور اس کی اقسام کے علاوہ لفظ اسلام کے معنی اور اسلام کے مقصد کو واضح طور پر بیان کیا گیا۔

ٹیلی ویژن: ہالینڈ ٹیلی ویژن نے ایک دلچسپ موضوع ''مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق ہمارا عقیدہ'' پر مختلف مذاہب کے نمائندوں کو اظہارِ خیال کی دعوت دی۔ اس میں عیسائیت کے مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے مقررین کے علاوہ ایک یہودی نمائندہ بھی تھا۔ اسلام کی طرف سے عبدالحکیم صاحب اکمل بطور نمائندہ اس موقعہ پر پیش ہوئے اور قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق اسلامی نظریہ مؤثر رنگ میں ٹیلی ویژن کی وساطت سے باشندگانِ ہالینڈ کے سامنے پیش کیا جس کی پسندیدگی سے لوگوں نے فون اور خطوط کے ذریعہ اظہار کیا۔

ڈچ ماہنامہ ''الاسلام'' کی اشاعت کے ذریعہ بھی تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا جاتا رہا۔ اس کے علاوہ ہفتہ وار مجالس کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا جس میں نماز باجماعت کے بعد درس قرآن کریم دیا جاتا رہا۔ یہ مجلس ہر ہفتہ کے روز ڈیڑھ بجے سے شام ساڑھے پانچ بجے تک منعقد ہوتی رہی۔ ایسی ہی ایک مجلس میں از راہ کرم مکرم جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بھی تشریف لائے اور حاضرین سے گفتگو فرمائی۔[135]

یوگنڈا

یہ مشن جس کے مبلغ انچارج اُن دنوں صوفی محمد اسحٰق صاحب تھے اشاعت دین کے لئے انفرادی اور اجتماعی ذرائع بروئے کار لانے میں شب و روز کوشاں رہا نیز تالیف وتصانیف کی اشاعت میں بھی مثالی خدمات سرانجام دیں جس کا کسی قدر اندازہ صوفی صاحب کی اس رپورٹ سے بخوبی ہوتا ہے جو ان کے قلم سے الفضل ۳،۴و۷ مارچ ۱۹۷۰ء میں چھپی اور صرف آٹھ ماہ کی سرگرمیوں پر مشتمل تھی۔

ان دنوں یوگنڈا کے پرائمری سکولوں میں ایک کتاب ورلڈ ہسٹری (World History) دیکھنے میں آئی۔اس کتاب کے صفحہ ۸۴ پر لکھا تھا کہ قرآن کے اندر وحی کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال بھی درج ہیں۔ یہ کتاب ہنوز بطور نصاب مقرر نہیں ہوئی تھی تاہم اندیشہ تھا کہ اسے داخل نصاب نہ کرلیا جائے۔اس لئے صوفی محمد اسحٰق صاحب نے وزیرتعلیم یوگنڈا کواس گمراہ کن صورتحال سے آگاہ کرنے کے لئے ایک احتجاجی مراسلہ بھجوایا اور اس کی نقول پریس، یوگنڈا پارلیمنٹ کے مسلمان ممبران، مفتئ یوگنڈا، کتاب کے برطانوی ناشرین، امام مسجد فضل لندن اور انچارج مبلغین تنزانیہ وکینیا کو بھجوائیں۔اس احتجاج کا نتیجہ یہ ہوا کہ لندن سے اس کتاب کے ناشرین نے معذرت کی اور وعدہ کیا کہ وہ اگلے ایڈیشن میں اس غلطی کا ازالہ کردیں گے۔ چوہدری محمود احمد صاحب پرنسپل بشیر ہائی سکول کمپالا نے اپنی تعلیمی مصروفیتوں کے باوجود خاص طور پر دونہایت اہم تبلیغی مواقع پیدا کئے۔ایک یہ کہ کمپالا میں حکومتِ یوگنڈا کے زیرِانتظام ایک ایجوکیشن اور لیبر سیمینار منعقد ہوا جس میں مختلف ملکوں کے وفود نے شرکت کی جس میں چوہدری صاحب نے سیمینار کے پاکستانی، اردنی اور مصری وفود کے ارکان کو مشن میں چائے پر بلایا جس میں صوفی محمد اسحٰق صاحب جنجہ سے کمپالا تشریف لائے اور سب کو جماعت احمدیہ کا سواحیلی، لوگنڈی، انگریزی، عربی، فرانسیسی اور اردو لٹریچر دکھایا جو نہایت قرینہ سے میزوں پر رکھا تھا۔ نیز جملہ ارکان کو جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت اور خدمات سے متعارف کرایا۔سبھی نے جماعت کی دینی مساعی کی بہت تعریف کی اور ہر ایک نے کچھ نہ کچھ لٹریچر لیا۔مصری وفد کے ایک رکن نے شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی کتاب انگلش ٹریسڈ ٹو عربیک (English Traced to Arabic) مصر میں اس موضوع پر ریسرچ کرنے والے ایک پروفیسر کے لئے حاصل کی۔

دوسرا تبلیغی موقع بھی چوہدری محمود احمد صاحب کے ذریعہ کمپالا میں پیدا ہوا۔اور وہ یہ کہ انہوں

نے ایک بین الاقوامی سوشل سیمینار کے ماریشین اور سوڈانی نمائندوں کو مشن میں مدعو کیا جنہیں حسبِ دستور سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر اور بشیر ہائی سکول کمپالا دکھایا جس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔ سوڈانی نمائندہ نے متعدد کتابیں لیں۔ صوفی محمد اسحٰق صاحب نے اس موقع پر کتاب منن الرحمٰن کا انگریزی ترجمہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس کتاب کا مقصد عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت کرنا ہے۔ اس پر اُس نے اسے بھی بہت شوق سے قبول کیا۔

یوگنڈا مشن کو پہلی بار جنجہ میں ایک سرکاری، زرعی اور تجارتی نمائش کے موقع پر ایک کامیاب سٹال لگانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس سٹال کا انتظام صوفی صاحب نے محمد شفیق صاحب قیصر کو سپرد کیا جسے انہوں نے کمال فرض شناسی سے انجام دیا۔ سٹال کے لئے آیاتِ قرآنیہ، کلمہ طیّبہ اور دیگر کپڑے کے دیدہ زیب قطعات صوفی صاحب کی اہلیہ مبشرہ بیگم صاحبہ نے بڑی محنت سے تیار کئے۔ یہ نمائش تین دن جاری رہی اور اس دوران میں ہزارہا عیسائی اور بعض سکھ اور ہندو بھی سٹال پر آئے۔ سات سو شلنگ کی کتب فروخت ہوئیں اور مشن کی طرف سے لوگنڈی زبان میں ہزارہا اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ سٹال میں ایک لاؤڈ سپیکر بھی نصب تھا جس پر بار بار اعلانوں کے علاوہ مقامی مبلغینِ احمدیت نے سواحیلی اور لوگنڈی زبان میں تقاریر فرمائیں۔ سٹال کے بھاری سامان کو لے جانے اور واپس لانے کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام عبدالحئی صاحب بٹ نے نہایت اخلاص سے کیا۔

اس نمائش کے معاً بعد صوفی صاحب نے دیگر مبلغین اور احباب جماعت کے ساتھ غیر احمدی مسلمانوں کے جلسۂ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شرکت فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ ہجرت میں ظاہر ہونے والے معجزات پر تقریر کی اور خوشخبری دی کہ احمدیہ مشن نے پہلی بار لوگنڈی زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر کتاب شائع کر دی ہے اور وہ اس جلسہ پر فروخت ہو رہی ہے۔ تقریر کے بعد آپ نے جلسہ کے خصوصی مہمان اور یوگنڈا مسلم کمیونٹی کے صدر کو اس کتاب کا ایک نسخہ بطور تحفہ پیش کیا۔ جلسہ پر زیرِ تربیت احمدی معلمین اور مقامی مبلغین نے ستر شلنگ کا لٹریچر فروخت کیا۔ اس سال یوگنڈا میں پوپ پال ششم کی آمد پر پیغامِ حق پہنچانے کا شرف صرف جماعت احمدیہ یوگنڈا کو حاصل ہوا۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر لال دین احمد صاحب، مولوی جلال الدین صاحب قمر اور ڈاکٹر مختار احمد صاحب پر مشتمل ایک جماعتی وفد کی طرف سے انہیں انگریزی ترجمہ قرآنِ مجید پیش کیا گیا جسے انہوں نے بڑے احترام سے قبول کیا۔ پوپ صاحب نے وفد کی موجودگی میں ایک تقریر

کی جس میں ان مسلمان شہداء کی طرف بھی اشارہ کیا جنہوں نے یوگنڈا میں مذہب کی خاطر اپنی جانیں قربان کیں اور کہا کہ ان کے دل میں مذہبِ اسلام کی بہت عزت ہے۔احمدیہ مشن جنجہ کی طرف سے بھی انہیں اسلامی اصول کی فلاسفی کا ایک نسخہ بذریعہ ڈاک بھجوایا گیا۔پوپ صاحب کو ترجمۂ قرآن کریم پیش کرنے کی خبر نیروبی کے اخبار ڈیلی نیشن اور دیگر سب ملی اخباروں میں فوٹو کے ساتھ شائع ہوئی۔پاکستانی اخبارات نے بھی اس کی خبر دی چنانچہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۶ستمبر ۱۹۶۹ء میں یوں خبر آئی:۔

''کراچی ۔مشرقی افریقہ کے حالیہ دورے کے دوران پوپ پال ششم کو قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا گیا۔یہ تحفہ احمدیہ فرقے کے افریقہ میں مبلغ ڈاکٹر ایل۔ڈی احمد نے فرقہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی طرف سے پیش کیا ہے۔پوپ نے قرآن مجید کے تحفہ کو عزت وتکریم سے قبول کرتے ہوئے اظہار تشکر کیا۔اور اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میری خواہش تھی کہ میں افریقہ بھر میں پھیلی ہوئی مسلمانوں کی اقلیت کو ہدیہ تبریک پیش کروں۔انہوں نے کہا کہ میرے لئے یہ امر باعث صد مسرت ہے کہ مجھے مسلمانوں کے نمائندوں سے ملنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔پوپ نے کہا کہ آیئے ہم مل کر رب قدیر وجلیل کے سامنے دست دعا دراز کریں کہ وہ ہم میں عفو وصلح کا داعیہ پیدا کردے جس کی قرآن اور بائبل میں بکثرت تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔واضح رہے کہ یہ پہلا موقع ہے کہ پوپ کو قرآن مجید کا تحفہ پیش کیا گیا ہے۔''

صوفی صاحب نے عرصہ زیر رپورٹ میں کالجوں اور سیکنڈری سکولوں میں کامیاب لیکچر دئے جسے سامعین نے بہت پسند کیا چنانچہ Teso کالج (سروئی) میں آپ کا ایک لیکچر اسلام عہدِ حاضر میں (Islam in this Modern Age) کے موضوع پر ہوا۔لیکچر کے وقت کمرہ طلباء سے بھرا ہوا تھا۔لیکچر کے اختتام پر انگریز اسسٹنٹ پرنسپل نے کہا "It was a very astute lecture" یعنی یہ ایک بہت فاضلانہ لیکچر تھا۔لیکچر کی صدارت مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر نے کی اور اپنے صدارتی ریمارکس میں کہا کہ یہ لیکچر نہایت بلند پایہ ہے۔لیکچر کے بعد صوفی صاحب نے اسلامی لٹریچر کا ایک سیٹ جو تقریباً چالیس کتب پر مشتمل تھا کالج کو بطور تحفہ پیش کیا۔اس لیکچر کا انتظام محمد ابراہیم صاحب کھوکھر نے کیا۔آپ کا ایک لیکچر گلو میں سر سیموئیل بیکر ہائی سکول کے وسیع ہال میں ہوا۔آپ نے اسلام پر ایسے رنگ میں لیکچر دیا کہ مسلمان طلباء اپنے مذہب پر فخر کرسکیں نہ یہ کہ احساسِ کمتری کا

شکار ہوں۔ مسلمان طلباء نے اس لیکچر کو بہت پسند کیا اور دوبارہ لیکچر کی درخواست کی نیز بڑے ذوق شوق سے جماعتی لٹریچر لیا۔ جنجہ کے سکھ اصحاب حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ سو سالہ برسی منا رہے تھے۔ اس تقریب پر آپ نے جنجہ کے گوردوارہ میں پُر اثر لیکچر دیا جس سے سکھ دوست بہت محظوظ ہوئے اور دوبارہ لیکچر کی خواہش کا اظہار کیا۔ اسی تعلق میں آپ نے دوسرا لیکچر جنجہ سے آٹھ میل دور راہوانی اسٹیٹ کے وسیع ہال میں دیا جس میں ہندو اور سکھ دونوں شامل تھے۔ دونوں لیکچروں میں آپ نے حضرت بابا صاحب کی توحید پرستی اور مسلمان بزرگوں سے قلبی تعلقات اور قریبی روابط کا تفصیلی ذکر کیا جس کو منتظمین جلسہ نے بہت سراہا۔ ایک سکھ دوست نے کہا کہ بلاشبہ جماعتِ احمدیہ اپنی رواداری اور تعلق کی بناء پر ہمارے زیادہ قریب ہے اور ہم اس تعلق کی بہت قدر کرتے ہیں۔ مؤخر الذکر لیکچر میں بھارت کے مشہور دانشور اور صحافی اور کثیر الاشاعت اخبار السٹریٹڈ ویکلی (The Illustrated Weekly, Bombay) کے ایڈیٹر سردار خشونت سنگھ بھی شامل تھے جن کے اعزاز میں سکھوں نے بعدازاں جنجہ کے مشہور ہوٹل کرسٹڈ کرین میں ایک استقبالیہ دیا جس میں صوفی صاحب بھی مدعو تھے۔

مشن کی طرف سے عرصہ زیر رپورٹ میں حسب ذیل کتابیں شائع ہوئیں۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بائبل میں۔ مؤلفہ صوفی محمد اسحاق صاحب (سواحیلی) تعداد پانچ ہزار۔

۲۔ دعاؤں پر ایک کتاب۔ مؤلفہ صوفی محمد اسحاق صاحب (سواحیلی) تعداد پانچ ہزار۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ مؤلفہ حکیم فضل الرحمٰن صاحب سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ (لوگنڈی)

یہ کتابیں ملک بھر میں بہت مقبول ہوئیں اوران آٹھ ماہ میں یوگنڈا مشن نے دس ہزار شلنگ کا لٹریچر فروخت کیا جو گذشتہ پورے سال کی فروخت سے تین گنا تھا۔

باوجودیکہ یوگنڈا پریس کے قبضہ میں تھا احمدیہ مشن کا تذکرہ ملک کے وقیع اخبار یوگنڈا آرگس میں ہوتا رہا۔ اسلامی تہواروں پر اس اخبار نے صوفی صاحب کے متعدد مضامین سپردِ اشاعت کئے۔ اسپرانٹو زبان میں ترجمہ قرآن کی اشاعت کی خبر چھپی۔ ایک روز اس کے صفحۂ اوّل پر لوگنڈی ترجمۂ قرآن کے مترجمین مولانا جلال الدین صاحب قمر اور جناب ذکریا کزیٹو کے فوٹو نمایاں طور پر شائع ہوئے اور اندرونی صفحہ پر ایک کالم میں جماعت احمدیہ کی دینی مساعی پر ایک نوٹ شائع ہوا۔ اسی طرح

جیسا کہ ذکر ہو چکا ملک کے متعدد اخبارات نے احمدیہ وفد کی طرف سے پوپ کو ترجمہ قرآن کریم پیش کرنے کی خبر فوٹو کے ساتھ دی۔

صوفی محمد اسحاق صاحب ۱۹۶۷ء میں جب دوسری بار یوگنڈا تشریف لائے تو اس ملک میں صرف ایک احمدیہ سیکنڈری سکول تھا لیکن اس کے بعد تین اور پرائمری سکولوں کا اضافہ ہوا۔ یہ نئے سکول سیٹا، بوسو اور چنجارے میں قائم ہوئے اور کامیابی سے چلنے لگے۔ سیٹا سکول کھولنے کے لئے ڈاکٹر لال دین احمد صاحب نے تقریباً بارہ سوشلنگ کا عطیہ دیا۔ بوسو سکول کے ساتھ چار ایکڑ کے قریب زمین بھی تھی جو احمدی دوستوں نے مشن کو ہبہ کر دی۔ سکول کے ساتھ جماعت نے ہمت کر کے اسی سال خدا کا ایک گھر بھی تعمیر کر لیا۔ اسی طرح اس علاقہ میں جماعت کا یہ تعلیمی مرکز مستقل بنیادوں پر قائم ہو گیا۔ چنجارے سکول مولوی جلال الدین صاحب قمر نے قائم کیا تھا اس کی ابتداء دینی مدرسہ کے طور پر ہوئی لیکن بعد میں اُسے پرائمری سکول میں تبدیل کر دیا گیا تا مسلم طلباء دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم سے بھی بہرہ ور ہو سکیں۔ اس سکول نے اتنی تیزی سے ترقی کی کہ ۱۹۶۹ء میں اس کے لئے ایک نہایت ہی خوشنما اور صحت افزاء بلند جگہ پر چار ایکڑ کے قریب زمین خریدی گئی جس پر اسی سال نیم پختہ عمارت تعمیر کر کے سکول کو منتقل کر دیا گیا۔ ان تینوں سکولوں کی خصوصیت یہ تھی کہ ان کے ہیڈ ماسٹر احمدی اساتذہ تھے اور جماعت احمدیہ یوگنڈا کی دینی تربیتی کلاس کے تربیت یافتہ تھے۔[136]

مساکا کا ضلع یوگنڈا کے صدر مقام کمپالا کے جنوبی سمت میں واقع ہے۔ جماعت احمدیہ کا مشن مدت سے اس علاقہ میں تبلیغی خدمات بجا لا رہا ہے۔ اپریل ۱۹۶۹ء میں مولوی محمد شفیق صاحب قیصر مرکز سے یہاں تشریف لائے اور مولوی جلال الدین صاحب قمر سے چارج لیا۔ آپ نے اس سال مختلف مذہبی شخصیات مثلاً شیخ محمود صاحب آف مسانوو، شیخ آف چیکونگو، شیخ العلماء، مفتی یوگنڈا اور دیگر بیسیوں مشائخ سے ملاقات کی اور پُر حکمت انداز میں احمدیت کا تعارف کروایا۔ مفتی یوگنڈا نے دورانِ گفتگو فرمایا ’آپ مجاہدینِ اسلام ہیں اور ہر ملک میں آپ لوگ اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں اور افریقہ اور یورپ میں بھی آپ کی تبلیغی کوششوں سے لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں آپ کی تبلیغی مساعی سے واقف ہوں اور اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور آپ کے شائع کردہ لٹریچر سے استفادہ کرتا ہوں‘۔

جناب قیصر صاحب نے یہاں پہنچتے ہی عیسائیت کے خلاف بھرپور علمی جہاد کا آغاز کر دیا چنانچہ

اوّلین مرحلہ پر تردید الوہیت مسیح کے موضوع پر ایک پمفلٹ خاصی تعداد میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں تقسیم کیا جس پر مسلمان نوجوانوں نے اظہار مسرت کیا اور انہیں مقامی چرچ میں جا کر وہاں کے انچارج سے گفتگو کرنے کو کہا۔ چنانچہ تردید الوہیت کے موضوع پر آپ سے دلچسپ تبادلہ خیالات ہوا۔ ایک عیسائی نوجوان مسایو نامی نے اسی موضوع پر گفتگو کے لئے وقت مقرر کیا چنانچہ حسب پروگرام آپ بعض افریقن احمدیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گئے مگر مختصر سی ابتدائی گفتگو کر کے مزید بات چیت کرنے سے انہوں نے معذرت کر لی۔ ان دنوں مولوی جلال الدین صاحب قمر لوگنڈا ترجمہ قرآن پر نظر ثانی کا کام کر رہے تھے۔ جماعت کی خدمتِ قرآن کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے چنانچہ یوگنڈا زبان کے مشہور روزنامہ طائفہ امپیا (Taifa Empya) میں ایک شیخ عبدالقادر بگو نے جماعت کی اس خدمت کو خوب سراہا اور لکھا۔ ’’مسلمانوں کے دیگر فرقوں کے علاوہ احمدیہ جماعت کے لوگ بھی یوگنڈا میں رہتے ہیں احمدی لوگ حقیقی معنوں میں مسلمان ہیں یہ احمدی جماعت ہی تھی جس نے سب سے پہلے اس ملک کی اہم زبان لوگنڈا میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کیا۔ اور نہ صرف لوگنڈا میں ہی بلکہ دنیا کی بہت سی زبانوں میں قرآن پاک کا ترجمہ شائع کر چکی ہے۔ اب یہ جماعت تقریباً دنیا کے ہر خطہ میں پھیل چکی ہے اور انہوں نے ہر جگہ اپنی مساجد بنائی ہیں‘‘۔ 137

کثیر الاشاعت انگریزی روزنامہ ’’یوگنڈا آرگس‘‘ نے اپنی اشاعت مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۶۹ء میں مولوی جلال الدین صاحب قمر اور ذکریا کزیٹو صاحب کا لوگنڈا ترجمہ قرآن کے متعلق باتصویر انٹرویو شائع کیا جس میں جماعت کی تراجم قرآن کے سلسلہ میں مساعی کا عمدہ رنگ میں ذکر کیا۔ 138

مبلغین احمدیت کی آمد و روانگی

آمد

۱۔ مولوی محمد عیسیٰ صاحب مبلّغ (۲۱ / اپریل از مشرقی افریقہ)[139]
۲۔ سید کمال یوسف صاحب (۲۶ / اگست از سکنڈے نیویا)[140]
۳۔ مولوی عبدالکریم صاحب شرما (۱۵ ستمبر از مشرقی افریقہ)[141]
۴۔ مولوی نصیر احمد خان صاحب (۱۸ ستمبر از غانا و سیرالیون)[142]
۵۔ مولوی ناصر احمد صاحب (۳ نومبر از سیرالیون)[143]
۶۔ مولوی بشیر احمد صاحب شمس (۴ دسمبر از جرمنی)[144]
۷۔ مولوی مبارک احمد صاحب ساقی (۱۵ دسمبر از لائبیریا)[145]
۸۔ مولوی داؤد احمد حنیف صاحب (۲۱ دسمبر از گیمبیا)[146]

روانگی

۱۔ مولوی عبدالباسط صاحب شاہد (۲۳ جنوری برائے تنزانیہ)[147]
۲۔ مولوی عبدالحکیم صاحب جوزاء (۳ مارچ برائے غانا)[148]
۳۔ مولوی محمد شفیق صاحب قیصر (۶ مارچ برائے یوگنڈا)[149]
۴۔ مولوی بشیر احمد خان صاحب رفیق (۱۰ مارچ برائے انگلستان)[150]
۵۔ مولوی سلطان احمد صاحب شاہد (۷ / اپریل برائے نائیجیریا)[151]
۶۔ قریشی محمد اسلم صاحب (۲۸ مئی برائے ماریشس)[152]
۷۔ میر مسعود احمد صاحب ایم اے (۱۲ جون برائے ڈنمارک)[153]
۸۔ مولوی محمد منور صاحب (۶ جولائی انچارج احمدیہ مشن برائے تنزانیہ)[154]
۹۔ قاضی نعیم الدین صاحب (۱۹ جولائی برائے جرمنی)[155]
۱۰۔ مرزا محمد ادریس صاحب (۲۲ جولائی برائے انڈونیشیا)[156]
۱۱۔ حافظ قدرت اللہ صاحب (۲۲ جولائی برائے انڈونیشیا)[157]

۱۲۔ میجر راجہ عبدالحمید صاحب (۵ستمبر برائے جاپان)[158]

۱۳۔ سردار مقبول احمد صاحب ذبیح (۲۱ستمبر برائے سیرالیون)[159]

۱۴۔ سید منصور احمد صاحب بشیر (۲۱ستمبر برائے سیرالیون)[160]

۱۵۔ مولانا محمد صادق صاحب سماٹری (۲۴ستمبر برائے انڈونیشیا)[161]

۱۶۔ چوہدری غلام یٰسین صاحب (۲۴ستمبر برائے انڈونیشیا)[162]

۱۷۔ امین اللہ خان صاحب سالک (۱۴؍اکتوبر برائے لائبیریا)[163]

۱۸۔ مرزا محمد اقبال صاحب (۱۵؍اکتوبر برائے گیمبیا)[164]

۱۹۔ چوہدری عبدالرحمٰن صاحب بنگالی (۱۶؍اکتوبر برائے امریکہ)[165]

۲۰۔ چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ (۴نومبر برائے انڈونیشیا)[166]

نئی مطبوعات

۱۹۶۹ء میں درج ذیل کتب شائع ہوئیں۔

۱۔تفسیر سورۃ فاتحہ (بیان فرمودہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام) ناشر ادارۃ المصنفین ربوہ۔

۲۔کشمیر کی کہانی (چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان)

۳۔High Court Practice And Procedure (فیض محمد صادق صاحب)

۴۔گورونانک جی مہاراج کا فلسفہ توحید (عباد اللہ صاحب گیانی سکالر سکھ لٹریچر)

۵۔تاریخ احمدیت جلد دہم (مولانا دوست محمد شاہد صاحب) ناشر ادارۃ المصنفین ربوہ۔

۶۔Prayers of Muhammad (مؤلفہ Farid, A.H.)

۷۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا اجمالی تعارف (حصہ دوم) (عبدالباری قیوم صاحب شاہد ایم اے)

۸۔ایاز محمود جلد چہارم (عبدالباری قیوم صاحب شاہد ایم اے)

۹۔The Holy Quran (English Translation and Commentary)
(مرتبہ حضرت ملک غلام فرید ایم۔اے)

۱۰۔منکرین ہستی باری تعالیٰ کے شکوک کا ازالہ (مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا)

۱۱۔ہومیو پیتھک علاج (ڈاکٹر فضل الرشید صاحب)[167]

۱۲۔Souvenir 1969 (مجلس خدام الاحمدیہ کراچی)[168]

۱۳۔حضرت حافظ روشن علی صاحب۔سیرۃ و سوانح (سلطان احمد پیرکوٹی صاحب)[169]

۱۴۔شان خاتم الانبیاء ﷺ کے چند پہلو[170]

۱۵۔حج بیت اللہ مصنفہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب[171]

۱۶۔تفسیر القرآن انگریزی (خلاصہ)[172]

۱۷۔The Wonderful Quran (ترجمہ قرآن مجید مترجم: پیر صلاح الدین

صاحب)[173]

۱۸۔رسومات کے متعلق اسلامی تعلیم (مصنفہ حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ)[174]

حوالہ جات

(صفحہ 280 تا 376)

1 الفضل ۱۴ جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

2 مصباح مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

3 الفضل ۱۳ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

4 الفضل ۳ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

5 الفضل ۸ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

6 الفضل ۳۱ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۲

7 الفضل ۱۰/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

8 الفضل ۲۴/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

9 الفضل ۸/ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

10 الفضل ۷/ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ

11 الفضل ۱۰ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲

12 الفضل ۷ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

13 الفضل ۶ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

14 الفضل ۱۰ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

15 الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

16 بدر یکم جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۹

17 الفضل ۱۳ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

18 الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

19 الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

20 الفضل ۳۰/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

21 الفضل ۳۱ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

22 الفضل ۱۹ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۶

23 الفضل ۲۸/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۷

24 الفضل ۲؍اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ا
25 الفضل ۲۸؍اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۴
26 الفضل ۴ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ا
27 الفضل ۷ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ا
28 الفضل ۲۳ جولائی ،۴ نومبر ،۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء
29 الفضل یکم فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
30 مصباح ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۲
31 اخبار بدر قادیان ۳۰ جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲
32 اخبار بدر قادیان ۲۰ فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۹
33 خالد اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۴۶
34 روزنامہ مشرق لاہور ۶ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۵ کالم ا
35 الفضل ۵ ستمبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۸ ۔الفضل ۲۵ فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲
36 اخبار بدر قادیان ۲۷ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲
37 تشحیذ الاذہان ربوہ اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۴۲
38 روزنامہ امروز ۲۹ مارچ ۱۹۶۹ء
39 اخبار ''بدر'' قادیان ۱۷؍اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲
40 اخبار بدر قادیان ۸ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ا
41 الفضل ۲۰ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۶
42 اخبار بدر قادیان ۱۹ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ا۔۱۱
43 اخبار بدر قادیان ۵ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۵ تقریر کا مکمل اردو ترجمہ
44 الفضل ۳۱ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ا
45 الفضل ۳؍اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۵
46 الفضل ۱۱ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ تا ۵
47 ہفت روزہ بدر قادیان ۲۴ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۹
48 الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲
49 الفضل یکم اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲
50 اخبار بدر قادیان ۱۶؍اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲
51 براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۴۱ اشاعت ۱۸۸۲ء۔ مطبع سفیر ہند پریس امرتسر

52 اخبار بدر قادیان ۱۶/ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱، ۲، ۱۱
53 اخبار بدر قادیان ۱۳ نومبر و ۱۴ نومبر ۱۹۶۹ء
54 الفضل ۲ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۶
55 الفضل ۹ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
56 الفضل ۱۳ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲
57 الفضل ۱۶ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱
58 خطبات ناصر (عیدین ونکاح) جلد دہم صفحہ ۴۲۳، ۴۲۴
59 الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۶
60 الفضل ۴ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱ ۔رسالہ تحریک جدید ربوہ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۰ تا ۲۲
61 الفضل ۲۷ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۳
62 الفضل ۲۸ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۴
63 الفضل ۲۷ و ۲۸ جون ۱۹۶۹ء
64 الفضل ۷/ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ و ۴
65 الفضل ۱۴/ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ ۔ ۴
66 الفضل ۱۴ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۳ ۔ ۴
67 الفضل ۱۴ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۴
68 الفضل ۶ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
69 الفضل ۱۸ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۳
70 الفضل ۱۸ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۴
71 الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۳
72 تحریک جدید حصہ انگریزی مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۰
73 الفضل ۸ جولائی و ۱۱/ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳
74 رسالہ الفرقان مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۸ عنوان ''ساؤتھ آل لندن میں ایک تازہ مناظرہ''
75 الفضل ۱۶/ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ ۔رسالہ تحریک جدید انگریزی حصہ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵
76 مسلم ہیرلڈ بابت ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۲، ۲۳
77 رسالہ انصار اللہ ربوہ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۹، ۴۰
78 الفضل ۷/ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۴
79 الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

80 الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۴

81 الفضل ۲۰ / اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ ۔ ۴

82 الفضل ۲۹ و ۳۱ مئی ۱۹۶۹ء

83 رسالہ تحریک جدید ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۱ و ۲۲

84 رسالہ تحریک جدید ربوہ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۷ تا ۱۹

85 الفضل ۲۱ / اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳

86 تاریخ احمدیت جلد ۸ صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۱

87 تبلیغی واقعات حصہ دوم صفحہ ۵۶ ۔ ۶۲ مؤلفہ میجر عبدالحمید صاحب ریٹائرڈ مبلغ انگلستان، امریکہ و جاپان، مطبوعہ ربوہ ۱۹۸۱ء ۔ الفضل ۲۱ / اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳

88 اطلاعاتِ جرمنی بحوالہ ہفت روزہ لاہور ۹ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۴

89 الفضل ۱۳، ۱۴ جون ۱۹۶۹ء

90 الفضل ۴ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ ۔ ۴

91 پاکستان ٹائمز ۲۱ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

92 الفضل ۱۲ جولائی و ۱۳ / اگست و ۱۰ / اکتوبر ۱۹۶۹ء

93 الفضل ۱۲ جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ و ۴ ۔ رسالہ تحریک جدید ربوہ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۸

94 الفضل ۵ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

95 الفضل ۱۴ تا ۱۸ / اپریل ۱۹۷۰ء متن

96 الفضل ۲۶ و ۲۷ ستمبر ۱۹۷۰ء

97 الفضل ۲۰ / اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۸ و ۹

98 رسالہ مسلم ہیرلڈ لندن نومبر ۱۹۶۹ء

99 الفضل ۵ و ۶ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳

100 بخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

101 الفضل ۱۶ / اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ ۔ اخبار بدر یکم مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

102 اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ضمیمہ اخبار ریاضِ ہند، امرتسر مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۴۸

103 الفضل ۱۵ / اپریل تا ۱۹ / اپریل ۱۹۶۹ء ۔ بدر قادیان دارالامان یکم مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱ و ۱۲

104 الفضل ۱۸ تا ۲۱ جون ۱۹۶۹ء

105 الفضل ۱۲ و ۱۳ / اپریل ۱۹۶۹ء

106 بدر قادیان دارالامان یکم جنوری ۱۹۷۰ء

107 الفضل ۱۸ جون و ۲۸ ستمبر ۱۹۶۹ء۔ ۱۱؍اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۷

108 الفضل ۲۰ جون ۱۹۶۹ء

109 الفضل ۲۷ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳

110 الفضل ۲۸ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ و ۴

111 الفضل ۵؍اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۳

112 الفضل ۸؍اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۴

113 الفضل ۱۱؍اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۳

114 الفضل ۲۹ و ۳۰ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۳

115 رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۰

116 الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳ و ۴

117 رسالہ تحریک جدید حصہ انگریزی دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵ (The Gold Coast by Mr. Joe Price, June, 1966)

118 انصاراللہ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۴۵ تا ۴۷۔ رسالہ تحریک جدید انگریزی حصہ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵

119 الفضل ۱۷ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۳، الفضل ۲۵؍اکتوبر ۱۹۶۹ء

120 الفضل ۳؍اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

121 الفضل ۲۷ و ۲۸ مئی ۱۹۶۹ء و رسالہ تحریک جدید مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۴ و ۱۵

122 رسالہ تحریک جدید مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۴ و ۱۵

123 رسالہ تحریک جدید دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۰

124 الفضل ۳ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

125 الفضل ۳ مئی، ۱۹؍اگست ۱۹۶۹ء۔ و رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۹، ۲۰

126 الفضل ۱۴ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۔ رسالہ تحریک جدید ربوہ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۱

127 تحریک جدید دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۱

128 الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

129 الفضل ۱۷ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۔۹

130 الفضل ۴؍اپریل، ۲۳ جولائی ۱۹۶۹ء۔ الفضل ۲۰ جنوری ۱۹۷۰ء۔ بدر ۱۰؍اپریل و ۳۱ جولائی ۱۹۶۹ء

131 الفضل ۳۱ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۴

132 الفضل ۲۸ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۷

133 الفضل ۲۹ جون ۔ ۹ ۔ ۱۰؍ اکتوبر ۱۹۶۹ء ۔ الفضل ۱۳ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۳ ۔ ۴ ۔ کتاب ’’احمدیت کا فدائی، انسانیت کا خادم ڈاکٹر عمر الدین سدھو‘‘ صفحہ ۷۱

134 الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۳، ۴

135 الفضل ۷ا مئی، ۲۹ جولائی، ۴، ۵ نومبر ۱۹۶۹ء و الفضل ۱۰، ۱۱ مارچ ۱۹۷۰ء

136 الفضل ۳، ۴ و ۷ مارچ ۱۹۷۰ء ۔ الفرقان ربوہ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۶ ۔ رسالہ تحریک جدید ربوہ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۴۷ و ۵۷

137 روزنامہ طائفہ امپیا ۱۱ جولائی ۱۹۶۹ء ۔ (لوگنڈا زبان کا مشہور روزنامہ)

138 الفضل ۹؍ اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۷ و ۱۱

139 الفضل ۲۲؍ اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

140 رسالہ تحریک جدید ربوہ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۷

141 الفضل ۷ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲

142 الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

143 الفضل ۶ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۲

144 الفضل ۹ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

145 الفضل ۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱

146 الفضل ۴ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱

147 رسالہ تحریک جدید ربوہ اپریل ۱۹۶۹ء

148 رسالہ تحریک جدید اپریل ۱۹۶۹ء سرورق نمبر ۱

149 رسالہ تحریک جدید اپریل ۱۹۶۹ء سرورق نمبر ۱

150 رسالہ تحریک جدید مئی ۱۹۶۹ء سرورق صفحہ ۴

151 رسالہ تحریک جدید مئی ۱۹۶۹ء سرورق نمبر ۴

152 رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

153 رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

154 الفضل ۸ جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۸

155 رسالہ تحریک جدید اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۷

156 رسالہ تحریک جدید اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۷

157 رسالہ تحریک جدید اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۷

158 رسالہ تحریک جدید اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۷

159 رسالہ تحریک جدید اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۷

160 رسالہ تحریک جدید اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۷
161 رسالہ تحریک جدید اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۷
162 رسالہ تحریک جدید اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۷
163 رسالہ تحریک جدید فروری ۱۹۷۰ء سرورق نمبر ۳
164 رسالہ تحریک جدید فروری ۱۹۷۰ء سرورق نمبر ۳
165 رسالہ تحریک جدید فروری ۱۹۷۰ء سرورق نمبر ۴
166 رسالہ تحریک جدید فروری ۱۹۷۰ء سرورق نمبر ۳
167 رسالہ الفرقان مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۳۱، ۳۲
168 رسالہ تحریک جدید دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۱ (انگریزی حصہ)
169 رسالہ تحریک جدید جون ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۶
170 الفضل ۲۱ مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۴
171 الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۴
172 الفضل ۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸
173 الفضل ۲۹ راگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۵
174 الفضل ۴ فروری ۱۹۶۹ء صفحہ ۴

اشاریہ

تاریخ احمدیت جلد 25

مرتبہ
مکرم فراست احمد راشد صاحب، مکرم وقاص عمر صاحب
مکرم اویس احمد نوید صاحب، مکرم بلال احمد قمر صاحب

اسماء.. 3
مقامات.................................... 25
کتابیات.................................... 35

اسماء

آ۔الف

آر۔جمعدار،مسٹر 357
آصف۔یوگوسلاویہ 85
آفتاب احمد 149
آفتاب احمد،مرزا 282
آیت اللہ کاشانی 331
ابراہیم علیہ السلام،حضرت 40
ابراہیم ما 328
ابراہیم مینو 342
ابراہیم،مسٹر 338
ابوالعطاء جالندھری،مولانا
40, 82, 87, 99, 101, 115, 118, 164, 182, 209, 227, 240, 243, 259, 290, 300
ابوالمنیر نورالحق،مولوی
209, 210, 211
ابوالوفا،مولوی (احمدی مبلغ) 289
ابوبکرؓ،حضرت
137, 176, 316
ابوبکرخان 353
ابوبکر،مولوی 308
ابوحماد رشید 18
ابودے 341
ابوطالب عیدی سانڈھی 316
اجمل (برادر قاضی ظہور الدین اکمل) 222
اچھر چند 196
احسان زمرانی 79
احسن رشید شامی،بریگیڈیئر 294
احمد (پولیس افسر۔جاکرتہ)
308
احمد المنصور 79
احمد بخش 78
احمد توفیق بنگالی 285
احمد جان،چوہدری 64, 242
احمد حسن امروہی،مولوی 204
احمد حسین،قاضی 287
احمد حسین سوکیہ 353, 356
احمد خان ابن چوہدری مہر خان
209
احمد دھلان،ڈاکٹر 286
احمد دین خان،چوہدری 275
احمد شفیع قریشی ابن محمد شفیع قریشی
227
احمد صادق،میر 170
احمد عکاشی،الحاج 240
احمد مختار،چوہدری 76, 79, 107
احمد ندیم قاسمی 119
احمد یداللہ بھنوں،حاجی 353
اختر احمد اورینوی،ڈاکٹر سید
156, 171, 173
اختر حسین ملک،جنرل 83, 84, 106, 113-121, 294
ادریس احمد،صاحبزادہ مرزا 280
ادیب الدین،سید 286
ارشد حسین،سید 230
اسحاق ما 327
اسداللہ خان،چوہدری
141, 147, 239
اسد اللہ خان غالب 29
اسد علی،ڈاکٹر قاری میر 78
اسرا خان 207
اسلم بیگ 78
اسلم جاوید 311
اسماعیل بن کرسہ 252

اسماعیل عبدالماجد،قریشی 227
اسماعیل محمد 164
اصغرعلی ، میاں 291
اطالو کیوسی ، پروفیسر ڈاکٹر (محمد عبد الہادی) 95, 96, 97, 98, 190, 321, 324, 325
اطیع اللہ خان 12
اظہر احمد،صاحبزادہ مرزا 280
اعجاز احمد، چوہدری 183, 310, 311, 313
اعظم علی ، چوہدری 286
افتخار احمد ایاز 174, 316
افتخار علی ، قریشی 178
افضل اقبال، مسٹر 330
افضل حسین 148
اقبال احمد، ڈاکٹر 252
اقبال بیگم اہلیہ ملک فضل احمد 215
اقبال بیگم ۔ گوجرہ 286
اقبال علی خان غنی، ڈاکٹر 12
اکبرعلی ایڈووکیٹ، پیر 239
اکبرعلی بٹالوی، شیخ 256
اکبرعلی خان 12
الطاف حسین حالی 189
الطاف حسین خان شاہجہانپوری 262
الف خاں سیاہی والے 205
اللہ رکھا ، منشی 224
المتوکل علی اللہ ثالث 85
الٰہی بخش، مولوی 202, 205
امام الدین ، چوہدری 195
امام الدین سمبڑیالوی، ملک 224
امام بخش، شیخ 7, 12
امام بی بی اہلیہ فضل دین 195
امام خان، سردار 252
امان خان ، ملک 243
اماں جان (حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ) 69, 194, 195, 199, 205, 254, 271, 301
امۃ الاعلیٰ نصرت 280
امۃ الباسط شریف 282
امۃ الحفیظ اہلیہ ماسٹر خدا بخش 227
امۃ الحفیظ بیگم، نواب 200
امۃ الحمید اہلیہ چوہدری احمد جان 242
امۃ الحمید اہلیہ غلام حیدر 226
امۃ الحیٔ منورہ 280
امۃ الرشید اہلیہ غلام حیدر 226
امۃ الرفیق 282
امۃ الرؤف 283
امۃ السمیع سمیر احمد 280
امۃ العزیز اہلیہ شمس الدین خان 241
امۃ القدیر اہلیہ ظہور الحق 226
امۃ اللطیف خورشید 192,193
امۃ اللہ بیگم اہلیہ عنایت احمد 224
امۃ المالک وردہ 280
امجد علی شاہ، سید 227
ام طاہر، سیدہ 242
ام متین، سیدہ (مریم صدیقہ) 59, 101, 152, 176, 192, 193, 242, 256, 274, 283, 376
ام مظفر (سرور سلطان) 200
ام ناصر 200
امیر احمد، سید 241
امیر الدین، سید 251
امیر الدین ، مرزا 209
امیر الدین شملوی، بابو 251
امیر مینائی 5
امین اللہ خان سالک 346, 348, 374

امینوکانو،الحاجی 362
امینہ بیگم 282
امینہ خاتون۔شیخوپورہ 285
اندرمن مرادآبادی 8
انرسن،ریورنڈ(Rev. Einarsson) 303
انس احمد،صاحبزادہ مرزا 103, 106
انس یوسف یٰسین 287
انکرہ،جنرل 348
اننت بیجادھر،مسٹر 353
انوار احمد،سید 5
انوار احمد،منشی 12
انوراحمد کاہلوں 111
انوارمحمد۔راٹھ 297
انورحسن 339
انورحسین اوورسیئر 218
اوتارسنگھ 354
اولاکروما،مسٹر(اولی کروما) 334, 337
اونکواسماعیل،حاجی 260
اونکو فاطمہ 260
ایچ فریڈن،ڈاکٹر (Dr. H. Fridon) 303
ایڈون ایلڈرن(Edwin Aldrin) 121
ایس ایم احسن،ایڈمرل 111, 114
ایس ایم قریشی،ڈاکٹر 361, 362
ایس۔ڈی۔خان،بریگیڈیئر 362
ایل ایل زامنہوف،ڈاکٹر 95
ایل ایم چاولہ،ڈاکٹر 288
ایلبرٹ اڈوماکو(Albert Adomoko) 340
ایلزی سٹرائف 328
ایم ایس مصطفیٰ سنوسی 334, 337
ایم اے عبداللہ 334, 335
ایم اے محمد۔کالی کٹ کیرالہ 285
ایم عبدالشکور چوہان 174
ایمنہ بیگم اہلیہ قاضی محمد شریف 259
اے آرسلیم 282
اے ایچ کانڈے،مسٹر 337
اے رحیم،ایئروائس مارشل 114
اُنی معین۔کالی کٹ کیرالہ 285

ب

بابا ڈن یاپا،الحاج 361
بابرظہیراحمد،ملک 280
باجان۔گیمبیا 349
بانجاتیجان 332, 336
باور،سلطان 139
بختاورسنگھ سانی،ڈاکٹر 32
بدرالدین عامل،حکیم 288
برکت علی خاں۔برما 265
برکت علی خان قادیانی،چوہدری 275
بروئن،ڈاکٹر 365
برہان الحق شاہجہانپوری،منشی 11
برہان محمد ابن چوہدری علی محمد 224
برہمانند جی 298
بشارت احمد،چوہدری۔کراچی 222
بشارت احمد،ڈاکٹر(غیرمبائع) 164, 166
بشارت احمدامروہی،مولوی 206, 207, 357, 359
بشارت احمدبشیر،مولانا 301
بشارت الرحمٰن ، پروفیسر 72

بشارت علی، ڈاکٹر 78, 79
بشریٰ بیگم اہلیہ چوہدری بشارت احمد 222
بشریٰ بیگم بنت مرزا اسلام اللہ 197
بشیر احمد، خواجہ 311
بشیر احمد، ڈاکٹر۔مشرقی افریقہ 285
بشیر احمد، صاحبزادہ مرزا 19, 196, 230, 249
بشیر احمد، مولوی 293
بشیر احمد آرچرڈ 16, 17, 308, 311, 314
بشیر احمد اختر، مولوی 347, 348
بشیر احمد ایڈووکیٹ، شیخ 238, 239
بشیر احمد خادم، مولوی 298
بشیر احمد خان، ڈاکٹر 119
بشیر احمد درویش، مرزا 269
بشیر احمد رفیق 3, 4, 82, 112, 309, 310, 313, 314, 373
بشیر احمد شمس، مولوی۔جرمنی 326, 373
بشیر احمد شیدا 311
بشیر احمد فاضل 3, 171, 297, 298
بشیر احمد کالا افغاناں، مولوی 161
بشیر احمد ناصر، ملک 172
بشیر اصغر باجوہ 310
بشیر افضل 305
بشیر الدین احمد 233
بشیر الدین اسامہ، ڈاکٹر 305
بشیر الدین فخر احمد، مرزا 280
بشیر الدین محمود احمد، مرزا (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔مصلح موعود) 12, 13, 14, 34, 111, 163, 164, 167, 202, 220, 221, 227, 258, 280
بشیر سوانزی 340
بقاء اللہ، چوہدری 273
بلقیس بیگم اہلیہ خان بہادر مولوی محمد 222
بلی گراہم، ڈاکٹر 326
بولید بن طالب۔سنگاپور 286
بویوغ مالک 252
بہادر بیگ، مرزا 269
بھگت رام 196
بیگم بی بی اہلیہ چوہدری علی محمد 224

پ

پرشاد سنگھ، سوامی 298
پریتم سنگھ، سردار 173
پی ایم محمد 289
پیری گرین ہینیکر ہیٹن (Sir Peregrine Henniker-Heaton) 311

ت، ٹ، ث

تریپاٹھی، پروفیسر ڈاکٹر 331
تقی۔ایران 82
تمیزہ خانم بنت حافظ عبدالسمیع خان امروہی 208
تنکو یکاسی، الحاج 361
تیج بہادر سپرو، ڈاکٹر سر 238, 239
تیسو چیانگ 359
تیمور، امیر 111
ٹوربن کیلٹ (Torben Kehlet) 96
ثاقب زیروی 90, 107, 127

ثریا بیگم اہلیہ ڈاکٹر محمد عمر 222

ج، چ

جارج ششم 18
جان الیگزینڈر ڈوئی 206
جعفر، ملک 120
جعفر بن عبدالہادی 359
جگت سنگھ، مسٹر 353
جلال الدین، چوہدری ۔ وہاڑی 195
جلال الدین، حاجی 263
جلال الدین شمس، مولانا 315
جلال الدین قمر، مولوی 368, 370, 371, 372
جمال احمد، ابو احمد مرزا 259
جمال احمد، حافظ 49
جمال دین 224
جمشید احسن 202
جمیل اختر ملک 115
جمیل الرحمٰن رفیق 315, 348
جمیل محمد ابن چوہدری علی محمد 224
جمیلہ بیگم اہلیہ یوسف بیگ 224
جواد علی، سید 277, 304, 305, 306
جواہر سنگھ 270
جو پرائس، مسٹر (Mr. Joe Price) 342
جہانگیر، بادشاہ 292
جہاں احمد، برادر 251
جی ایم پٹیل 78
جے این رائے 356
جے ڈی کھوسلہ، مسٹر 237, 238, 239
جیٹے عائشہ وش ۔ ڈنمارک 312
جیمز ڈی نسبت (James D. Nesbitt) 296, 297
چراغ محمد، ماسٹر 230
چنگیز خاں 144
چنن سنگھ 94

ح

حاکم بی بی بنت خیر الدین 195
حامدہ بیگم اہلیہ ملک محمد اکبر 215
حبیب الرحمٰن، ملک 245
حبیب اللہ، مرزا 197
حبیب اللہ ایڈووکیٹ، شیخ 263
حبیب اللہ خان، پروفیسر 61, 73
حبیبہ بیگم صاحبہ اہلیہ لطیف احمد 208
حسام الدین لکھنوی، مرزا 209
حسن العطاء، الحاج 174, 182, 186
حسن یادگیر، سیٹھ شیخ 103
حسین، شاہ 113
حسین الثانی، مسٹر 362
حسین ہوزک 85
حشمت اللہ خاں، ڈاکٹر 216, 217
حشمت بی بی بنت چوہدری امام الدین 195
حضرت اللہ پاشا، سید 304
حفیظ احمد، چوہدری 257
حفیظ بیگم ۔ کراچی 286
حفیظہ بیگم اہلیہ چوہدری محمد یوسف 215
حکم سنگھ، سردار 94
حلیمہ بی بی اہلیہ ماسٹر محمد عیسیٰ ظفر 268
حلیمہ زاہدہ 283
حمید اختر، میاں 62
حمید الدین، ڈاکٹر 291
حمید اللہ، چوہدری 149, 157, 299

حمید خالد 184
حمید محمد الامین 360
حمیدہ بیگم بنت خیر الدین 195
حنیف احمد ابن منشی عبد السمیع کپورتھلوی 226
حیات بیگم اہلیہ محمد ابراہیم بقاپوری 242
حیدر خان، مسٹر 354

خ

خاتون النساء حسین 345
خادم حسین، ماسٹر 282
خالد اختر 310
خالد مقصود احمد، سید 280
خالد ورک 62
خدا بخش، ماسٹر 227
خدیجہ بیگم بنت حافظ عبد السمیع خان امروہی 208
خسرو پرویز 177
خشونت سنگھ، سردار 370
خصیلت علی شاہ، سید 227
خلیل احمد ناصر، ڈاکٹر 305
خلیل الرحمان فردوسی 339
خلیل حسن، شیخ 114
خلیل محمود 282
خمبرگ، مسٹر (Mr.Gimberg) 365
خورشید احمد، صاحبزادہ مرزا 280
خورشید احمد۔ گوجرہ 286
خورشید احمد پربھاکر، مولوی 15
خورشید بیگم بنت مرزا اسلام اللہ 197
خورشید عاقل ابن قاضی محمد ظہور الدین اکمل 202
خیر الدین 194
خیر الدین درویش، ملک 257

د، ڈ، ذ

داؤد احمد، سید میر 1, 62, 103, 106, 145, 182, 350
داؤد احمد حنیف، مولوی 349, 350, 373
داؤد گلزار، چوہدری 195
درثمین بنت ملک فاروق احمد کھوکھر 280
دوری، الحاج 337
دوست محمد، میاں 197
دوست محمد شاہد، مولانا 40, 287, 300, 375
دیانند، سوامی 34
ڈنکن سمتھ، ڈاکٹر 281
ڈینیئل مورا یوسف 359
ذاکر حسین، ڈاکٹر 287
ذکریا کزیٹو 370, 372
ذوالفقار علی بھٹو، مسٹر 118, 185
ذوالفقار علی گوہر 201

ر

راجندر سپیرو، جنرل 286
راشد الخیری، علامہ 199
رام چندر 299
رام گوپال گپتا 298
رحمت بی بی اہلیہ محمد نور الٰہی جنجوعہ 202
رحمت علی، چوہدری۔ گوکھووال ضلع لائلپور 286
رحمت علی، مولانا 242
رحیم بخش (خادم) 272
رحیم بخش، حاجی۔ لمباسہ 346
رحیم بخش، میاں 234
رحیم بخش زیروی، صوبیدار 282
رشدیٰ، سیدہ اہلیہ سید ارشد حسین 230

رشیداحمدارشد،پیرزادہ 222
رشیداحمدسرور،مولوی 4
رشیدالدین قمر،خواجہ 310, 313
رشید جاوید 311
رشیدہ بیگم اہلیہ عبدالکریم 195
رشیدہ حسین 256
رضیہ بیگم اہلیہ جمال دین 224
رضیہ بیگم اہلیہ حکیم ریاض احمد 215
رفیع احمد،صاحبزادہ مرزا 280
رفیعہ بیگم اہلیہ مرزا اسلام اللہ 196
رفیق احمد ثاقب، پروفیسر 299
رفیق احمد چنن 170
رقیہ بیگم اہلیہ چوہدری محمد یوسف 266, 267, 268
روشن بی بی 215
روشن دین، مولوی 4
روشن علی، حافظ 13, 163
ریاست احمد ابن حافظ عبدالسمیع خان امروہی 207
ریاض احمد، چوہدری 284
ریاض احمد، حکیم 215
ریحانہ سعید 282
ریشماں 186

ز

زہرہ فاطمہ 286
زیب النساء بنت سردار امام خان 252
زیڈاوالیاس، مسٹر 361
زینب بی بی۔ نارووال 285

س

سارہ بیگم بنت بابو عبدالحمید 222
ستنام سنگھ باجوہ، سردار 173, 283, 286, 295
ستیش، ڈاکٹر 290
سخاوت علی، شیخ 12
سراج الحق، مولوی (درویش) 210, 211
سراج الحق نعمانی، پیر 203, 205
سراج الدین خانپوری، مولوی 13
سراج الدین کانپوری، منشی 10
سردار بی بی۔ شیخوپورہ 285
سردار بی بی اہلیہ قریشی محمد شفیع 226
سردار حسین شاہ، سید 252
سرسیوساگر رام غلام 356

سعدیہ اہلیہ حاجی اونکو اسماعیل 260
سعود احمد دہلوی 341
سعی محمد، ملک 215
سعید احمد، ڈاکٹر 349, 350
سعید اختر ملک، کیپٹن 115, 120
سعیدہ اختر، ڈاکٹر 283
سعیدہ بیگم اہلیہ جنرل اختر حسین ملک 113
سعیدہ بیگم بنت مرزا اسلام اللہ 197
سفیرالدین، ڈاکٹر 341
سکھ آنند، دیوان 238
سکینۃ النساء، استانی 198
سکینہ بیگم اہلیہ صوفی محمد یعقوب قندھاری 218
سکینہ بیگم بنت حافظ عبدالسمیع خان امروہی 208
سلام اللہ، مرزا 196
سلطان احمد، سردار 270
سلطان احمد پیرکوٹی 375
سلطان احمد شاہد 360, 361, 373
سلطان احمد مجاہد، ڈاکٹر 259

سلطان بی بی 194
سلطان محمد ابن چوہدری علی محمد
224
سلطان محمود انور، مولوی 182
سلمہ اختر بنت جنرل اختر حسین ملک
115
سلمٰی۔برطانیہ 312
سلمٰی، سیدہ اہلیہ سید محمود احمد 230
سلمٰی بیگم اہلیہ چوہدری شبیر احمد
222
سلیم، مسٹر 239
سلیم اختر ملک، کیپٹن 115
سلیمان اعظم قانونی، سلطان 85
سلیمان میسووک 85,86
سلیم اول، سلطان 85
سلیم شاہجہانپوری، ابوالعارف
10, 28
سلیم محمد ابن چوہدری علی محمد 224
سلیمہ بیگم بنت مرزا اسلام اللہ 197
سن کرن نرائن 288
سن میونگ مون، ریورنڈ
Reverend)
(Sunmyung Moon
318

سُر یندرت باجپئی 298
سوشوں، مسٹر 355
سومراج 196
سیاکا سٹیونز، ڈاکٹر (.Dr
337 (Siaka Stevens
سید احمد (بھائی حضرت حافظ سید
مختار احمد شاہجہانپوری) 5
سید احمد۔سنگاپور 286
سید احمد شہید 138
سیف الاسلام محمود ایرکسن
83, 327
سیف الرحمٰن، صاحبزادہ 273
سیف الرحمٰن، ملک 59

ش

شاہ محمد 7
شاہدہ نجمہ 282
شبیر احمد، چوہدری 218, 222
شرافت احمد ابن حافظ عبدالسمیع خان
امروہی 207
شرافت اللہ خان 12
شریف احمد، صاحبزادہ مرزا
226, 238, 251
شریف احمد ابن منشی عبدالسمیع
کپورتھلوی 226

شریف احمد امینی
3, 170, 171, 172
شریف احمد فاضل، مولانا 3
شفیق احمد، حافظ 240
شکر الٰہی، چوہدری 306
شکر الٰہی حسین 305
شمس الحق یاد علی 353
شمس الدین خان 241
شمیم احمد، صاحبزادہ مرزا 280
شمیم اختر 282
شناسی سبر، پروفیسر 83
شوکت علی، مولانا 201
شہاب الدین، چوہدری۔شیخوپورہ
285
شہزادہ پرویز 103
شیر احمد، میجر ملک 280
شیر علی، مولوی 216
شیر محمد، بھائی۔آسٹریلیا 270
شیر محمد قریشی، بھائی 197

ص

صابری، حاجی 318
صادقہ بیگم اہلیہ ملک علی محمد 215
صادقہ بیگم بنت چوہدری محمد یوسف
301

صائمہ بنت نواب زادہ مصطفیٰ احمد خان 280
صبیحہ فرزانہ شمسی 282
صدرالدین، مولوی ابن خیرالدین 195
صفی الرحمٰن خورشید 184
صفیہ سلطانہ 201
صلاح الدین، پیر 375
صلاح الدین، ملک 3, 171, 225, 275, 277
صلاح الدین خان 366

ض

ضیاءالحق۔لاہور 23
ضیاء اللہ ۔ چک ۸۸ ضلع لائکپور 286
ضیاء اللہ مبشر 188

ط

طاہر احمد، صاحبزادہ مرزا (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع) 22,28, 40, 129, 149, 153, 157, 182, 232, 254
طاہر منصور 243
طفیل احمد ڈار، ڈاکٹر 316
طفیل محمد، صوبیدار 230
طیبہ ۔ ڈنمارک 312

ظ

ظفراللہ الیاس 174, 182, 186
ظفراللہ خاں ابن صوفی محمد یعقوب قندھاری 218
ظفر چوہدری، ایئر کموڈور 294
ظفر حسین 77
ظفر علی، راجہ 114
ظفر علی خان، مولانا 18
ظہور احمد، چوہدری ۔ قائد مال 108
ظہور احمد، چوہدری (ناظر دیوان) 88, 104, 195, 242, 375
ظہور احمد باجوہ، چوہدری 103, 106, 108, 111, 140, 300
ظہور احمد شاہ، سید 344, 345
ظہور الحسن، مولوی 119
ظہور الحق (داماد منشی عبدالسمیع کپورتھلوی) 226
ظہور علی بیگ، مرزا 12

ع

عباداللہ گیانی 375
عباس بن عبدالہادی 359
عبدالباری، چوہدری ابن بابو عبدالحمید 221
عبدالباری قیوم شاہد 375
عبدالباسط، سید 18
عبدالباسط، مولوی 316, 373
عبدالجبار 78
عبدالجلیل عشرت 250
عبدالجمیل شاہجہانپوری 15
عبدالحق ایڈووکیٹ، مرزا 64, 101, 182, 239, 301,375
عبدالحق خوشنویس، منشی 209, 210
عبدالحق فضل، مولوی 3, 156, 157, 171
عبدالحکیم، چوہدری ابن ماسٹر چراغ محمد 232
عبدالحکیم اکمل 363, 364, 365, 366
عبدالحکیم جوزا، مولوی 373

عبدالحلیم ابن منشی عبدالسمیع کپورتھلوی 226
عبدالحلیم طیب، چوہدری ابن ماسٹر چراغ محمد 232
عبدالحمید، بابو 218, 219, 220
عبدالحمید، چوہدری (آفیسر محکمہ انکم ٹیکس) 232
عبدالحمید، میجر 244, 317, 318, 374, 380
عبدالحمید اعوان، حکیم 302
عبدالحمید خان، لیفٹننٹ جنرل 114
عبدالحمید عاجز، شیخ 296
عبدالحئی، میاں 308
عبدالحی بٹ۔ یوگنڈا 286, 368
عبدالخالق، مولوی چوہدری 4
عبدالرحمٰن، بھائی۔ نیروبی 197
عبدالرحمان، چوہدری۔ کریام 234
عبدالرحمٰن۔ لاہور 17
عبدالرحمٰن، ماسٹر (مہر سنگھ) 283
عبدالرحمان، منشی 225
عبدالرحمٰن، مولانا 3, 4, 170, 173, 283, 287, 296
عبدالرحمٰن (والد حاجی اونگو) 260
عبدالرحمٰن اختر۔ شیخوپورہ 285
عبدالرحمٰن انور، مولوی 225, 283
عبدالرحمٰن جنید ہاشمی ابن قاضی محمد ظہور الدین اکمل 202
عبدالرحمان خان ابن چوہدری مہر خان 209
عبدالرحمٰن خان بنگالی، چوہدری 306, 374
عبدالرحمٰن صابر 282
عبدالرحمٰن قادیانی، بھائی 276
عبدالرحمٰن مبشر، مولوی 278
عبدالرحیم، چوہدری۔ لاہور 252, 253
عبدالرحیم بیگ، مرزا 190
عبدالرحیم خان ابن چوہدری مہر خان 209
عبدالرحیم شبلی ابن قاضی محمد ظہور الدین اکمل 202
عبدالرحیم فانی درویش 207
عبدالرشید ابن ڈاکٹر عبدالمغنی 282
عبدالرشید، چوہدری ابن ماسٹر چراغ محمد 232
عبدالرشید بدر 161
عبدالرشید رازی، مولوی 316
عبدالسلام، پروفیسر ڈاکٹر 50, 51, 148, 169, 245, 246, 247, 248, 249, 250
عبدالسلام، کیپٹن 88
عبدالسلام حکیم 204
عبدالسلام رئیس، حکیم 204
عبدالسلام میڈسن 56, 327
عبدالسمیع۔ لائلپور 286
عبدالسمیع انور 184
عبدالسمیع خان امروہی، حافظ 202, 203, 275
عبدالسمیع کپورتھلوی، منشی 225, 275
عبدالشکور اسلم 178
عبدالصمد 346
عبدالعزیز، چوہدری (سابق مہتمم مقامی) 232

عبد العزیز اوجلوی ، منشی 242
عبد العزیز خان 12
عبد العزیز دین 311
عبدالعزیز سیالکوٹی،حافظ 218
عبدالعزیز مغل،میاں
253, 254
عبدالعظیم درویش، میاں 187,
188, 276
عبد العلی ملک
115, 117, 119, 120
عبدالغفور،چوہدری۔مراڑہ سیالکوٹ
115
عبدالغفور،حافظ مولوی
78, 317
عبدالغفور،مولوی۔بریلی 14
عبدالغفور،مولوی حافظ
78, 317
عبدالغنی ، مستری ابن خیر الدین
195
عبد الغنی رشدی، میاں 62
عبدالقادر،شیخ (سوداگرمل)
18, 19, 106, 276
عبد القادر۔ ڈیٹن 243
عبد القادر ، میجر جنرل 294
عبدالقادربگو،شیخ 372
عبدالقادرخان ابن چوہدری مہر
خان آف کریام 209
عبدالقادردانش دہلوی،الحاج مولوی
161
عبدالقادرمحقق،شیخ 61, 73
عبد القدیر ، چوہدری 94
عبدالقدیرنیاز،صوفی 73, 317
عبد القیوم ، خواجہ 26
عبدالکریم،چوہدری ابن ماسٹر چراغ
محمد 232
عبدالکریم،چوہدری(رئیس مکیریاں)
263
عبد الکریم ، حاجی 86
عبدالکریم (داماد فضل دین) 195
عبدالکریم،ڈاکٹر۔ملتان 261
عبدالکریم،مولوی۔لندن 174
عبدالکریم خان، میجر بہادر 8
عبد الکریم زاہد 282
عبدالکریم زبیر 334
عبدالکریم سیالکوٹی،مولوی 212
عبدالکریم شرما 174, 311,
346, 347, 348, 373
عبد اللطیف ، آغا 149
عبداللطیف،چوہدری 320
عبداللطیف،گیانی 3, 94,
161, 171, 288, 290
عبداللطیف ابن منشی عبدالسمیع
کپورتھلوی 226
عبداللطیف شہید، صاحبزادہ 273
عبد اللہ ۔ ولاپٹنم 289
عبداللہ ابن فضل دین 195
عبداللہ ابن منشی عبدالسمیع کپورتھلوی
226
عبداللہ خان ابن چوہدری مہر خان
209
عبداللہ سالم سیف 316, 317
عبداللہ سنوری،مولوی
73, 266, 267, 268
عبدالمالک، چوہدری۔تحصیلدار
263
عبدالمالک ، ملک 281
عبدالمالک خان،مولوی
79, 182
عبدالمجید، چوہدری ابن بابو عبدالحمید
221

عبدالمجید،چوہدری ابن ماسٹر چراغ محمد 232
عبدالمجید، ملک 115
عبد المجید خان، پروفیسر 295
عبد المجید طاہر 184
عبد المغنی ، ڈاکٹر 282
عبدالمناف فقیر،مسٹر 354
عبدالمنان ابن محمد یٰسین 346
عبد المنان خان، ڈاکٹر 281
عبدالمنان شاہد،مولوی
194, 195, 261
عبد المنان مبشر ابن قاضی محمد ظہور الدین اکمل 202
عبدالنور، چوہدری ابن بابو عبدالحمید
222
عبدالواحد ودیارتھی، چوہدری
24, 272
عبدالوحید، چوہدری 232
عبدالوحید بیگ،مرزا 286
عبد الوحید خان، ملک 280
عبدالوہاب،مولوی 341
عبد الہادی فلسطینی 79
عبیدالرحمان۔لاہور 218
عبید الرحمٰن بھیاں 79
عبیداللہ بٹالوی،ڈاکٹر 233
عبیداللہ بسمل،مولوی 196
عبیداللہ منہاس، چوہدری 234
عثمانؓ ، حضرت 316
عثمان ڈان فوڈیو(عثمان فودیو)
136, 138, 139, 140
عثمانی گوکوریا 347, 348
عزیز احمد،ڈاکٹر۔ایڈنبرا سکاٹ لینڈ
286
عزیز احمد،صاحبزادہ مرزا 350
عزیز احمد، میجر 109, 263
عزیز فاطمہ اہلیہ منشی عبدالسمیع کپورتھلوی 226
عزیز ہمدانی 120
عزیزہ بیگم ۔حیدر آباد 285
عزیزہ بیگم اہلیہ غلام مصطفیٰ 224
عصمت اللہ راشدہ اہلیہ عبیدالرحمان
218
عطاء الحق،حافظ ابن منشی عبدالحق خوشنویس 211
عطاء الرحمٰن ، حکیم 255
عطاء الرحیم حامد 335
عطاء اللہ، چوہدری 267
عطاء اللہ، مرزا ابن مرزا سلام اللہ
197
عطاءاللہ ایڈووکیٹ،میاں
234, 237, 239
عطاءاللہ شاہ بخاری
229, 237, 238
عطاءاللہ کلیم،مولوی
340, 341, 342
عطاءالمجیب راشد 301
عقیل اظہر 311
علیؓ ، حضرت 316
علی احسن،ڈاکٹر سید ابن سید امجد علی شاہ 230
علی ارشد 339, 342
علی اسلم،ڈاکٹر ابن سید امجد علی شاہ
230
علی اعظم،سید ابن سید امجد علی شاہ
230
علی با 349
علی جان، میاں 7
علی محمد، چوہدری 164
علی محمد، چوہدری (امیر حلقہ ریتی چھلہ قادیان) 223
علی محمد،ملک 215
علی میاں،سید
4, 5, 6, 8, 12

عمرؓ،حضرت 138, 316
عمرالدین،مرزا۔نارووال 285
عمرالدین سدھو،ڈاکٹر 362, 382
عمرباش تقی 334
عمر بن عبد العزیز 300
عمر دین،میاں 227
عمر علی، ملک 261
عنایت احمد 224
عنایت اللہ 224
عنایت اللہ،چوہدری 315,316
عنایت اللہ،مرزاابن مرزا اسلام اللہ 197
عنایت اللہ سیالکوٹی 234
عیسیٰ ، ڈاکٹر 318
عیسیٰ علیہ السلام،حضرت 9, 35, 171, 296, 301, 319, 321, 345, 346, 358, 366

غ

غلام احمد،صاحبزادہ مرزا 59, 104, 106
غلام احمد،قریشی ابن قریشی محمد شفیع 226
غلام احمد ، مرزا۔ قادیانی (حضرت مسیح موعودعلیہ السلام) 1, 7, 10, 11, 18, 19, 21, 23, 30, 33, 34, 35, 41, 47, 56, 57, 67, 69, 71, 74, 75, 86, 96, 106, 138, 142, 144, 145, 151, 164, 167, 175, 198, 199, 203, 208, 212, 223, 230, 298, 329, 352, 375
غلام احمد، مسٹر 327
غلام احمد بدوملہوی،مولوی 16, 163
غلام احمد چغتائی 309, 311
غلام احمد خان، حاجی 208
غلام احمد نسیم،میر 351, 352
غلام اللہ ، مرزا 196
غلام اللہ خان، ڈاکٹر 281
غلام امام ، مولوی 7
غلام باری سیف ،مولوی 182
غلام بلورے شاہ،میاں 215
غلام حسن پشاوری،مولانا 165
غلام حسن نیازی 163
غلام حسین، قریشی 242
غلام حسین،ملک 225
غلام حسین ایاز، مولوی 49
غلام حیدر۔کراچی 226
غلام دین،چوہدری 223
غلام ربانی،چوہدری 172
غلام ربانی ، ملک 250
غلام رسول، چوہدری 284
غلام رسول راجیکی،مولوی 235
غلام رسول وزیرآبادی،حافظ 235
غلام علی، حافظ 270
غلام غوث ، ڈاکٹر 17
غلام فرید،ملک 375
غلام محمد،صوفی 41,170
غلام محمد ، منشی 262
غلام محی الدین خان،مولوی 26
غلام محی الدین قصوری،مولوی 242
غلام مصطفیٰ 224
غلام نبی شاہد،ملک 342
غلام نبی فاضل، مولوی 298
غلام یٰسین ، چوہدری 374

ف

فارقلیط احمد 282
فاروق احمد کھوکھر، ملک 280
فاریمان سنگھاٹے،الحاج 348
فاضل ابن محمد اسحاق جان خان
346
فاطمہ بنت مپوزی ۔سنگاپور 286
فاطمہ بی بی اہلیہ چوہدری علی محمد
224
فاطمہ بیگم اہلیہ حکیم یوسف علی خان
242
فائے،ڈاکٹر
322, 323, 325
فتح اللہ خاں ابن صوفی محمد یعقوب
قندھاری 218
فتح سنگھ 94
فخر الدین ابن خیر الدین 195
فخر الدین، بابو
212, 213, 263
فدا حسن،سید 90
فرحت احمد 282
فرحت اللہ صادقہ اہلیہ محمد احمد خاں
218
فرزند علی ، شیخ 7
فرید احمد، صاحبزادہ مرزا 106
فرید احمد ابن لئیق احمد کھوکھر 313
فریدہ خانم 186
فضل احمد، حافظ 5
فضل احمد،ملک 215
فضل احمد بٹالوی، شیخ 256
فضل احمد درویش ، بابا 268
فضل الدین، مولوی۔سیالکوٹ
258, 259
فضل الدین پلیڈر، مولوی
16, 239
فضل الرحمان،حکیم 370
فضل الرشید،ڈاکٹر 375
فضل الٰہی انوری، مولوی 190,
359, 360, 361, 362
فضل حسین ، حاجی 7
فضل حق ،سردار 225
فضل حق ،قریشی 87, 282
فضل حق بٹالوی، حکیم شیخ 250
فضل کریم ،سید 233
فکری 79
فہیم اللہ ، بابو 256
فیروزہ فائزہ 201
فیصل،شاہ 113, 124
فیض محمد صادق 375
فیض محمد قصاب ابن فضل دین
195

ق

قاسم علی معمار 7
قدرت اللہ، حافظ۔انڈونیشیا
3, 4, 373
قدرت اللہ شاہجہانپوری 7
قدرت خان معمار 12
قدرت علی ، شیخ 12
قدسیہ بیگم اہلیہ عنایت احمد 224
قدیر الدین احمد، جسٹس 75,76
قیس مینائی نجیب آبادی 240

ک

کاکو ، مائی 271
کبیر الدین احمد، مرزا 13
کرشن علیہ السلام، حضرت
299, 356
کرم الٰہی ظفر، مولوی
325, 326
کرم دین بھیں، مولوی
203, 212,
کرم علی خان 12

کفایت اللہ، مفتی 6
کلاڈٹ ارل(Claudette
Earle) 352
کمال فولر 260
کمال یوسف، سید 83, 182,
303, 326, 327, 373
کملا کانت ترپاٹھی 298
کولڈسٹریم جسٹس
237, 238, 239
کینتھ ریوز(Mr. Kenneth
Reeves) 311
کے احمد کنجی۔کالی کٹ کیرالہ 285
کے پی اَسوٗ۔کالی کٹ کیرالہ 285

گ

گوبند جی ، گورو 293
گورادست، مسٹر 355
گوربچن سنگھ، سردار 126
گورنام سنگھ، سردار
94, 157, 286
گیان سنگھ، سردار 94
گیان سنگھ مسکین ، ڈاکٹر 292

ل

لال جی، مسٹر 298
لال خاں 26
لال دین احمد، ڈاکٹر
368, 371
لطف الرحمٰن 282
لطف الرحمان، مرزا 342
لطیف احمد (داماد حافظ عبد السمیع
خان امروہی) 208
لطیف احمد قریشی ، ڈاکٹر 281
لطیف اختر ملک 115
لقمان محمد ابن چوہدری علی محمد 224
لکشمی نرائن آنند ، پروفیسر 298
لئیق احمد ابن شریف احمد 226
لئیق احمد طاہر 308, 311
لئیق احمد کھوکھر 313

م

ماجد باسط 83, 84, 86
مادھوگوپال، مسٹر 355
مارسل کیبن او۔بی۔ای(Mr.
Marcel Cabon
O.B.E) 354
مارگولیتھ 132, 133
مامون احمد ، شیخ 62
مانا پاکا، الحاجی 337
مبارک احمد ساقی 373
مبارک احمد ۔ چک ۸۸ ضلع لائکپور
286
مبارک احمد۔لائکپور 286
مبارک احمد نذیر 101, 336
مبارک احمد، صاحبزادہ مرزا 46,
48, 62, 81, 96, 106,
107, 125, 186, 350
مبارک احمد، صاحبزادہ مرزا (ابن
حضرت مسیح موعودعلیہ السلام) 7
مبارک احمد، مولانا شیخ
62, 73, 182, 197
مبارک احمد، میاں۔لائکپور 285
مبارک احمد۔عراق 285
مبارک علی، چوہدری 171
مبارک علی فاضل، چوہدری
3, 103
مبارک علی، مولوی 264
مبارک مصلح الدین، چوہدری
45, 184
مبارکہ بیگم، سیدہ نواب
68, 199
مبشر احمد، ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا
280

مبشر احمد، ملک ابن ملک نبی محمد 215
مبشرہ بیگم اہلیہ صوفی محمد اسحٰق 368
میوزی۔ سنگاپور 286
مجیب احمد، صاحبزادہ مرزا 280
مجیدہ بیگم بنت مرزا اسلام اللہ 197
محبوب الٰہی قریشی ابن محمد شفیع قریشی 227
محبوب صادق بھٹی 347
محمد، مولوی خان بہادر 222
محمد، لیفٹیننٹ کرنل 308
محمد آرتھر 340
محمد ابراہیم بقاپوری، مولانا 242
محمد ابراہیم کھوکھر 369
محمد اجمل شاہد، مولوی 75
محمد احسن امروہی، مولوی 27, 202, 203
محمد احسن خان 252
محمد احمد، ڈاکٹر ابن ڈاکٹر حشمت اللہ خاں 217
محمد احمد، ملک ابن ملک نبی محمد 215
محمد احمد خاں۔ملتان 218
محمد احمد ظفر 268
محمد احمد مظہر، شیخ 16, 59, 171, 188, 367
محمد ادریس، مرزا۔انڈونیشیا 373
محمد اسحٰق، صوفی۔یوگنڈا 367, 368, 370, 371
محمد اسحاق، میر 163, 228, 229, 270
محمد اسحاق ابن منشی عبدالحق خوشنویس 211
محمد اسحاق جان خان 346
محمد اسحاق خلیل، حافظ 61
محمد اسد اللہ کاشمیری، قریشی 61, 73
محمد اسلم 184
محمد اسلم، مسٹر 116, 118
محمد اسلم، قاضی 60
محمد اسلم قریشی ۔ ماریشس 355, 373
محمد اسماعیل پانی پتی، مولانا شیخ 162, 164, 246, 248, 250
محمد اسماعیل، ڈاکٹر۔راولپنڈی 285
محمد اسماعیل، ڈاکٹر میر 221
محمد اسماعیل منیر 129, 353, 355, 356, 357
محمد اشرف، سید 252
محمد اعظم، ملک 80
محمد اعظم، مولوی 255
محمد افضل 184
محمد افضل صابر 82, 83
محمد اقبال، قریشی 285
محمد اقبال، مرزا۔گیمبیا 374
محمد اکبر، ملک 215
محمد اکرم، چوہدری 284
محمد الدین، چوہدری 255
محمد الدین، مولوی 242
محمد الیاس، سیٹھ 103
محمد امین خان، خان 4
محمد امین شاہجہانپوری 10
محمد انور حسین ایڈووکیٹ، چوہدری 64
محمد ایوب خان، صدر 31, 90, 91, 92
محمد بخش، ماسٹر رانا 272
محمد برکات الٰہی جنجوعہ ابن محمد نور الٰہی جنجوعہ 202
محمد بشیر، ملک ابن ملک نبی محمد 211, 215
محمد بشیر بھوپالوی، مولوی 6

محمد بشیر شاد، مولوی 82, 361
محمد تقی میاں، سید 12
محمد حسن واعظ، بابا 242
محمد حسین (پریذیڈنٹ چک ۸۶ جنوبی) 284
محمد حسین، چوہدری۔امیر جماعت احمدیہ ملتان 245, 246
محمد حسین، چوہدری۔سیالکوٹ 251
محمد حسین، سیٹھ 103
محمد حسین۔فجی 344, 345
محمد حسین، حکیم قریشی (مفرح عنبری والے) 221
محمد حسین، مولوی 256
محمد حسین بٹالوی، مولوی 166, 206
محمد حسین شاہ، ڈاکٹر کیپٹن 201
محمد حسین کھوکھر، بھائی 244
محمد حفیظ بقاپوری، مولانا 3, 161, 171, 172
محمد حنیف، شیخ 64
محمد خالق عالم فاروقی 83
محمد خان 8

محمد دین، حکیم (مبلغ انچارج میسور) 193, 284
محمد دین انصاری، حکیم 255
محمد دین انور، چوہدری 282
محمد دین، مولوی 49
محمد رشید، قاضی 210, 255
محمد رمضان، پیر 198, 222
محمد رمضان، میاں 272
محمد رمضان خان، حاجی 344
محمد روڑا 8
محمد زبیر لکھنوی، ڈاکٹر 281
محمد سرور شاہ، مولوی سید 5, 11, 163
محمد سعید، نوابزادہ چوہدری۔حیدر آباد 285
محمد سعید انصاری، مولوی 255
محمد سعید قادری حنفی، میر 163
محمد سلیمان، حافظ 315
محمد سلیمان ظفر 267
محمد شریف۔ملائیشیا 359
محمد شریف، چوہدری (مجاہد بلاد اسلامیہ) 3, 27, 282, 349, 350
محمد شریف، قاضی 259

محمد شفیع، قریشی 226
محمد شفیع، ملک 283
محمد شفیق قیصر، مولوی 368, 371, 373
محمد شمیم۔لمباسہ 346
محمد صادق، حاجی 331
محمد صادق، مفتی 11, 12, 16, 17, 206, 219
محمد صادق سماٹری، مولوی 260, 307, 374
محمد صدیق، چوہدری (سیکرٹری پاکستان کبڈی فیڈریشن) 294
محمد صدیق، حکیم 212, 213
محمد صدیق، مولوی (صدر عمومی) 283
محمد صدیق بانی، سیٹھ 103
محمد صدیق شملوی، شیخ 251
محمد ضیاء الحق۔لاہور 16, 17
محمد ظفر اللہ خان، چوہدری 16, 59, 95, 97, 167, 174, 182, 221, 245, 311, 320, 321, 323, 350, 358, 363, 375
محمد ظہور الدین اکمل، قاضی 198, 202, 222

محمد عارف بھٹی 347
محمد عالم، چوہدری 265
محمد عالم مختار حق 162
محمد عبداللہ ابن فضل دین 195
محمد عبد الہادی اطالو کیوسی، پروفیسر ڈاکٹر 95, 96, 97, 98, 190, 321, 324, 325
محمد عبدی 240
محمد عثمان چینی 327, 328
محمد عز الدین حسن، ڈاکٹر 331
محمد عطاء اللہ، کرنل 60, 64, 73, 145
محمد عقیل اطہر 281
محمد عقیل قریشی 15,16
محمد علی، مولوی (غیر مبائع) 163, 164, 166, 231
محمد علی، مولوی۔ بچھراؤں 8
محمد علی جوہر، مولانا 201
محمد علی خان، نواب 231
محمد علی خان شاہجہانپوری 12, 14
محمد علی وانگ، ڈاکٹر 79
محمد علی مضطر، چوہدری (پرائیویٹ سیکرٹری) 87, 90
محمد عمر، مولوی 3, 170, 193
محمد عمر، ڈاکٹر 222
محمد عیسیٰ، مولوی۔ مشرقی افریقہ 373
محمد عیسیٰ ظفر، ماسٹر 267, 268
محمد فاضل جمالی، ڈاکٹر 331
محمد قاسم 305
محمد قاسم میاں، سید 12
محمد کریم الدین شاہد 3, 170, 172
محمد کمانڈا بونگے 334, 335, 338
محمد لطیف ایم اے 341
محمد لقمان 272
محمد لقمان، مرزا 184
محمد محمود الحسن خان، خان 16
محمد منظور الٰہی، چوہدری بابو 187
محمد منور ظفر 268
محمد منور، مولوی 316, 317, 373
محمد موہیل، حکیم 272
محمد میاں سلیم شاہجہانپوری، سید 10, 12, 28
محمد نذیر لائلپوری، مولانا قاضی 40, 79, 104, 109, 165, 182, 195
محمد نواب، سید 337
محمد ولی بیگ 12
محمد ہاشم بخاری، سید 5, 25, 258
محمد ہاشم خان 285
محمد یامین (پیام شاہجہانپوری) 4, 10
محمد یامین (تاجر کتب) 230, 275
محمد یحییٰ خان 117, 250
محمد یعقوب، مولوی 212
محمد یعقوب خان، مولانا (ایڈیٹر رسالہ لائٹ) 87, 165, 168
محمد یعقوب قندھاری، صوفی 215
محمد یعقوب کڑی افغاناں، صوفی 275
محمد یوسف 220
محمد یوسف، چوہدری 215
محمد یوسف، چوہدری۔ احمد نگر 266, 267, 268
محمد یوسف، چوہدری (نائب آڈیٹر) 301

محمد یوسف،سردار(ایڈیٹرنور)
271
محمد یوسف ۔کوالالمپور 286
محمد یوسف پشاوری،میاں 264
محمد یوسف شاہ،کرنل ڈاکٹر
244, 362
محمد یوسف فاروقی 279
محمد یونس ابن محمد یاسین حسین
346
محمد یونس دہلوی 283
محمد یٰسین، مولوی 270
محمد یٰسین ۔ناندی 346
محمد یٰسین حسین ۔ناندی 346
محمد، لیفٹیننٹ کرنل 308
محمد صدیق شاہد گورداسپوری
36, 335, 338, 340
محمد،خان بہادر مولوی 222
محمود،شیخ ۔مسانو 371
محمود احمد 184
محمود احمد، ڈاکٹر بھائی 241
محمود احمد،چوہدری۔کمپالا 367
محمود احمد،چوہدری۔لاہور 285
محمود احمد،سید(داماد سید امجد علی شاہ)
230

محمود احمد،مرزا ابن مرزا مجیب احمد
280
محمود احمد،میجر ڈاکٹر 259
محمود احمد چیمہ،چوہدری 374
محمود احمد خالد،ملک 302
محمود احمد عرفانی،شیخ 274
محمود احمد قمر ایڈووکیٹ 183
محمود اسماعیل زولش
322, 324, 325, 365
محمود اللہ شاہ،سید 231
محمود امجد خان جنجوعہ،راجہ 241
محمود حسین 62
محمود شاہ 7
محمودہ بیگم اہلیہ ملک سعی محمد 215
محی الدین،مرزا 281
مختار احمد،ڈاکٹر 368
مختار احمد ایاز،چوہدری 263
مختار احمد شاہجہانپوری،حافظ سید
4-28, 187, 188, 258, 262
مدار،سید 284
مدثر احمد خاں 218
مراد،مسٹر 85
مرید حسین شاہ،سید 119

مریم صدیقہ اہلیہ حکیم مولوی نظام الدین 226
مریم صدیقہ،سیدہ(امّ متین)
59, 101, 152, 176,
192, 193, 242, 256,
274, 283, 376
مسعود احمد، سید 327
مسعود احمد،میر 280, 373
مسعود احمد جہلمی
320, 322, 324, 325
مسعودہ خاتون اہلیہ چوہدری داؤد گلزار 195
مسیح الدین ، مولوی 241
مسیح اللہ شاہجہانپوری، شیخ 7
مشتاق احمد،قریشی ابن محمد شفیع قریشی
226
مشتاق احمد،ملک 82
مشتاق احمد باجوہ،چوہدری
86, 260, 261, 328,
329, 330, 331, 332
مشتاق احمد ہاشمی،سید 178
مصطفیٰ احمد خان،نواب زادہ
280

مصطفیٰ سنوسی 337
مظفر احمد، میر 311
مظفر علی شاہ، ڈاکٹر 148
معراج دین عمر، میاں 163
معظم بیگ ، مرزا ۔کوئٹہ 285
معین الدین، الحاج سیٹھ 103
معین الدین ، پیر 164
مقبول احمد، قریشی 303, 304, 305, 306, 307
مقبول احمد، میجر سید 89
مقبول احمد ذبیح، مولوی 338, 339, 374
ممتاز بیگم، سیدہ 252
منان یٰسین، ڈاکٹر 149
منصور احمد، ڈاکٹر سید 157
منصور احمد، صاحبزادہ مرزا 87, 90, 104, 111, 114, 140, 147
منصور احمد بشیر، سید۔سیرالیون 338, 374
منظور احمد قریشی 281
منظور محمد، پیر 25
منور احمد، صاحبزادہ مرزا 87, 103, 108
منور احمد، مرزا 49
منور احمد جاوید، ملک 143, 302
منور احمد جہلمی 270
منیر احمد (امیر سینٹ لوئیس مشن) 305
منیر احمد ، چوہدری ابن چوہدری
نذیر احمد 301
منیر احمد انجینئر۔کراچی 182
منیر احمد خان 184
منیر احمد سہیل 282
منیر احمد عارف ، مولوی 4
منیر الحق شاہد 299
منیر محمد ابن چوہدری علی محمد 224
موسیو بی مونیٹر 78
موسیٰ علیہ السلام، حضرت 30, 136, 319
مولا بخش۔شاہجہانپور 7
مولا بخش، چوہدری 234
مولا بخش، میاں 7
مولاداد، چوہدری 347
موئی، مسٹر 347
موہن لال، شری 298
مہتاب بی بی 236
مہر النساء اہلیہ سردار امام خان 252
مہر خان، چوہدری 208
میر داد 268

ن

ناصر، صدر 113
ناصر احمد، شیخ 174
ناصر احمد، مرزا ابن مرزا آفتاب احمد 282
ناصر احمد، مرزا (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث) 4, 20, 26, 31, 36, 38, 40, 51, 56, 61, 64, 69, 72, 73, 82, 87, 99, 102, 103, 109, 111, 121, 125, 132, 140, 152, 157, 160, 165, 166, 168, 174, 178, 183, 185, 195, 226, 227, 231, 243, 252, 259, 264, 272, 287, 299, 301, 316, 326, 363, 369
ناصر احمد، مولوی۔سیرالیون 373
ناصر احمد پرویز پروازی، پروفیسر ڈاکٹر 23

ناصرہ بیگم اہلیہ ملک محمد بشیر 215
ناصف، ڈاکٹر 97, 98
نانک، بابا گرو 3,
35, 94, 156, 157,
161, 162, 171, 192,
293, 295, 370, 375
نبی بخش 7
نبی بخش، میاں (والد میاں عمر دین)
227
نبی محمد، ملک 211
نثار احمد، منشی 16
نذیر احمد، چوہدری۔ربوہ 301
نذیر احمد، چوہدری۔کویت 174
نذیر احمد، خواجہ 309, 311
نذیر احمد امرتسری، بابو 9
نذیر احمد دہلوی، ڈپٹی 199
نذیر احمد شاہ، سید 288
نذیر احمد علی، مولوی 49, 101
نذیر احمد ناصر، ملک 184
نذیر الدین، منشی 13
نسیم سیفی 338, 361
نسیم محمد ابن چوہدری علی محمد 224
نصر احمد، صاحبزادہ مرزا 280

نصر اللہ ابن صوفی محمد یعقوب
قندھاری 215, 218
نصر اللہ خان، راجہ۔ڈلوال ضلع جہلم
286
نصرت اللہ عابدہ اہلیہ انور حسین
218
نصرت تنویر 282
نصرت جہاں بیگم، سیدہ (حضرت
اماں جان)
69, 194, 195, 199,
205, 254, 271, 301
نصیر احمد، صاحبزادہ مرزا 280
نصیر احمد خان، پروفیسر 4,169
نصیر احمد خان، مولوی 337
نصیر احمد خان، مولوی۔غانا 373
نصیر محمد ابن چوہدری علی محمد 224
نصیرہ بیگم اہلیہ عنایت اللہ 224
نظام الدین، حکیم مولوی 226
نظام الدین، مولوی
337, 338, 339
نظام جان، حکیم 302
نعمت اللہ، مرزا ابن مرزا اسلام اللہ
197

نعیم احمد خان۔کراچی
106, 182, 184
نعیم احمد طیب 339
نعیم الدین، قاضی 4
نعیم الدین، قاضی۔جرمنی 373
نکسن، مسٹر (Nixon) 326
نواب دین، چوہدری 257
نور احمد، شیخ 202
نور احمد بولستاد 83
نور احمد فائز، مولوی 5
نور الحق تنویر 4
نور الدین، الحاج حکیم مولانا
(حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل)
11, 20, 34, 164,
194, 202, 206, 212,
213, 224, 226, 256,
262, 265, 273
نور محمد نقشبندی، حاجی 241
نیل آرمسٹرانگ (Neil
121,326 (Armstrong

و

واحد حسین، گیانی 281
وائی اے صافی 255

وسیم احمد، صاحبزادہ مرزا 3, 4, 94,113, 161, 170, 172, 173, 280, 286, 295, 296, 297, 298, 314

ولاد وشستن 85

وِلاّ نووا، سر 325 (Sr. Villa Nova)

ولی محمد۔ جھنگ مگھیانہ 286

ون رائٹ ماراپاس 359

وی۔ڈی۔مولن، ڈاکٹر 365 (Dr. V.D. Meulen)

ہ

ہائنے من، ڈاکٹر 324

ہولن ویگر، ڈاکٹر (Dr. Hollenioeger) 331

ہیلموٹ کلا، ڈاکٹر (Dr. Helmut Kala) 331

ی

یار محمد ظہیر، ڈاکٹر 149

یپٹا نگ، مسٹر (Mr. Yipton) 354

یحیٰ عبداللہ شریف 304

یعقوب علی عرفانی، شیخ 13, 27, 165, 202

یوسف (لیکچرار) 149

یوسف اسماعیل، پروفیسر 324

یوسف بیگ 224

یوسف سلیم شاہد 145

یوسف عثمان شاہد، شیخ 315

یوسف علی 340

یوسف علی خان، حکیم 242, 243

یوسف علی، شیخ 188

یوسف نمبردار، چوہدری 266

یونس الوگوس 264

English

Ali Seray 286

Baum, Dr. 322

Bloemsma 365

Bradley, Mr 313, 314

D. Alberto Martin Artajo 326

D. Alfonso De La Fuente 325

D. Jose Luis 326

Exemo Sr. D 325

Farid, A.H. 325

Hans Von Moog 322

Janike, Dr. 322

Joe Price, Mr 342, 381

Lapenna, Dr 97

Schmidt, Dr. 322

Volde, Dr. 322

Wendler, Dr. 322

مقامات

آ

آزاد کشمیر 273
آسٹریلیا 268,270
آگرہ 163, 164
آگوا ووٹی 360
آندھرا پردیش 1,170
آئس لینڈ 303
آئیوری کوسٹ 45,46

ا

ابادان 338
ابورا 340
ابوظہبی 174
ابیوکوٹا 264
اپاپا 362
اپاٹے 359
اٹانڈا 315
اجیبواوڈے 360
احمد آباد 126
احمد نگر 266
اردن 48,285
ارنگا 315
اروشہ 240
اڑیسہ 170
ازمیر 83,116-118
استنبول 84, 85
اسرائیل 112, 113, 125, 126, 128
اسلام آباد 88,89
اشانٹی ریجن 174, 186
افریقہ 55, 137, 263, 329, 363, 365, 369, 371
افریقہ (جنوبی) 45, 332
افریقہ (مشرقی) 197, 240, 263, 320, 369
افریقہ (مغربی) 49, 55, 186, 258, 281, 320, 339
افغانستان 174
اکرا 342
اکولہ 5
اگبیڈے 361
الہ آباد 237, 238
الارو 360
البانیا 250
الجیریا 363
امرتسر 4, 94, 161, 165, 201-203, 214, 239, 253, 254, 270, 271, 292, 293, 297, 380
امروہہ 15, 203-205, 207, 298
امریکہ 45, 72, 127, 174, 179, 206, 243, 251, 277, 281, 296, 303-305, 307, 319, 326, 374, 380
انانم 359
انڈونیشیا 45, 46, 56, 174, 242, 255, 307, 320, 324, 325, 327, 363, 373, 374
انڈیا (ہند ۔ ہندوستان ۔ بھارت) 1, 2, 5, 12, 33, 34, 55, 103, 113, 115-118, 120, 126, 156, 169, 171, 174, 210, 224, 239, 251, 283,284,

287, 288, 297, 304,
323, 329, 354, 355
انقرہ
83, 113, 116-118
انگلستان (انگلینڈ۔برطانیہ)
17, 45, 56, 72, 112, 166,
174, 254, 255, 265, 281,
308, 310-312, 314,
342, 345, 373, 380
اودے پورکٹیا 15, 262
آڈواوڈو 360
اوکیٹی پوپا 359
اووڈے 360
اوہایو 243
ایبٹ آباد 88, 89
ایبیوکوٹا 360
ایڈنبرا 286
ایران 81-83, 325
ایسٹ لینگس 304
ایلڈوریٹ ٹاؤن 347
اُتر پردیش (یو۔پی)
5, 6, 200, 297

ب

باتھرسٹ 348-350
باٹاپور 143
بازید خیل 273
بالاکوٹ 243
بالٹی مور 304
بٹالہ
206, 212-214, 256
بچھراؤں 8
بحرین 45
برار 5
برسٹل 308
برطانیہ (انگلینڈ۔انگلستان)
17, 45, 56, 72, 112, 166,
174, 254, 255, 265, 281,
308, 310-312, 314,
342, 345, 373, 380
برما 45, 116, 265, 314
برمنگھم 308
بریڈفورڈ 308
بریلی 8, 13-15, 298
بکوبا 315,316
بلغراد 85
بلوچستان 64
بمبئی 170,193
بندھیل کھنڈ 297
بنڈونگ (بانڈونگ) 308
بنگال 170, 264, 265
بو 35, 338, 339
بواجے بو 338, 339
بوسٹن 281
بوسو 371
بون 324
بہار 1, 156
بہاولپور 16, 113, 182
بہوڑو چک نمبر ۱۸ 234
بھارت (انڈیا۔ہند۔ہندوستان)
1, 2, 5, 12, 33, 34, 55,
103, 113, 115-118,
120, 126, 156, 169,
171, 174, 210, 224,
239, 251, 283,284,
287, 288, 297, 304,
323, 329, 354, 355
بھاگلپور 26
بھڈال 256
بھمبر 116
بھیرہ 211, 213, 262
بیڈاگرے 360
بیروت 259

بیرونگ اہافو 341
بیضہ 15
بیگم کوٹ 226

پ

پاپوش نگر 226
پاکستان
18, 31, 50, 52, 64, 113, 119, 127, 207, 224, 227, 231, 259, 291, 304, 357, 363
پاکستان (مشرقی) 52, 111, 154, 174, 285
پاکستان (مغربی) 64, 75, 92, 154, 174, 285
پٹسبرگ 306
پٹنہ 171
پٹیالہ 218, 219, 266
پریسٹن 308
پسرور 113
پشاور 31, 89, 94, 113, 165, 241, 264, 273, 282
پنجاب 32, 33, 94, 157, 173, 182, 197, 198, 224, 237, 286, 292, 295
پنڈوری 117
پنواڑی 298
پورٹ لوئس 356
پولینڈ 95
پونچھ 1, 170
پھاآن 314
پیراماریبو 351
پیرپیائی 165
پیلی بھیت 15

ت

تانگے رنگ 307
تتلہ والی 271
ترسکہ 292
ترکی 81-86, 106, 113, 114, 118, 120, 121
ترگڑی 244
تلونڈی جھنگلاں 257, 258
تلونڈی کھجوروالی 234, 236
تلّہر 15
تنزانیہ 45, 121, 174, 240, 263, 315, 316, 367, 373
تہران 82
تھرپارکر 282

ٹ

ٹانگانیکا 316, 317
ٹبورا 316
ٹریسٹ 50
ٹرینیڈاڈ 45
ٹنڈومحمد خان 107
ٹورانٹو 250
ٹوکیو 317
ٹوگولینڈ 45
ٹیچی مان 341
ٹیکسلا 89

ج

جاپان 46, 56, 79, 144, 179, 265, 317, 318, 374, 380
جارج ٹاؤن 349
جالندھر 4, 161, 237
جرمنی 45, 56, 98, 190, 264, 265, 319-325, 373
جرمنی (مغربی) 72, 174
جکارتہ (جاکرتہ)
286, 307, 308

جلال آباد 258
جلنگھم 310, 313
جموں وکشمیر 1, 88, 116, 170, 292, 296
جنجہ 244, 367-370
جنوبی کوریا 318
جنیوا 331
جورَو 335, 336
جوڑا (ضلع گجرات) 209
جوڑہ 143
جوڑیاں 115, 117, 118, 119
جوگندرنگر 263
جوہور 260
جہان پوری (منی پور) 7
جہلم 113, 197, 198, 203, 266, 270, 286
جھنگ 22, 114, 115, 245, 247, 248, 249, 294

چ

چک نمبر۸۱جنوبی 284
چک نمبر۳۳جنوبی 284
چک نمبر۳۵جنوبی 284
چک نمبر۸۶جنوبی 284
چک نمبر۸۸ج ب 234
چک نمبر۱۰۹اگ۔ب نرائن گڑھ 208
چک ۸۸ضلع لائلپور 286
چکلالہ 114, 117, 118
چک۳۰/R.L 258
چک۲۱۹ر۔ب ملوئیاں والا 257
چکD.B39 223
چنتہ کنٹہ 103
چنجارے 371
چنیوٹ 79, 81, 196, 251
چونڈہ 117, 119
چھمب 115-119
چیکونگو 371

ح

حافظ آباد 263
حسینی والا 171
حیدرآباد 105, 107, 285, 287
حیدرآباددکن 32, 103, 163, 170
حیفا 259

خ

خانپور 15
خوشاب 52, 224
خیل ہوتی 279

د

دادآباد 207
دارالعلوم (محلّہ قادیان) 210
دبئی 4 5
دلّی (دہلی) 170, 200, 205, 255, 287, 297, 298
دمشق 45
دودہ 215
دھارووار 251
دھاریوال 253
دیہہ گڑھو 251

ڈ

ڈرگ روڈ 106, 178
ڈلوال 286
ڈنڈ پورکھرولیاں 255
ڈنگہ 241
ڈنمارک 56, 96, 98, 312, 326, 327, 373

ڈہریوالہ(ڈہرانوالہ)
270, 271
ڈھاکہ 31
ڈیٹرائٹ 305
ڈیٹن
243, 244, 304-306
ڈیرہ اسماعیل خان 241
ڈیزفل 83
ڈیگل 139

ر

راٹھ 297, 298
راجہ جنگ 143
راجستھان 94
راڑیوالہ 94
رامپور 13
راولپنڈی 31,
88, 89, 114, 115, 117,
163, 234, 239, 242,
252, 263, 282, 285
رباط 124-128
ربوہ 18,
79, 81, 40, 69, 70,
112, 167, 173, 217,
218, 285, 290, 294

رنگون 121
روٹرڈیم 364
روڈن 363
روزہل 355
روس 38, 128
ریتی چھلہ 223, 271
ریکجاوک 303

ز

زغریب 85, 86
زیمبیا 174, 350
زیورک 328-330

س

سالٹ پانڈ 340
ساؤتھ آل 310, 311
ساہیوال 94, 258
سبا 327, 358
سپین 45,
56, 303, 322, 325
سرحد 279
سردارنگر 207
سرگودہا(سرگودھا) 20,
52, 79, 94, 115,
163, 178, 212, 215,
223, 227, 241, 263,
282, 284, 294, 375,

سرینگر 296
سعودی عرب
124, 128, 287, 304,
325, 327, 365
سکاٹ لینڈ 78, 286
سمالی لینڈ 45
سمبڑیال 224
سنٹرول 307
سندھ 105,
179, 251, 272, 302
سنسناٹی 307
سنکونیا 338
سنگاپور 45, 46, 56, 252,
255, 286, 327, 328
سوڈان 360
سورایاو 8 5
سورینام 45, 351, 363
سوئٹزرلینڈ
45, 56, 73, 98, 174,
260, 261, 328-332
سویڈن
179, 322, 326, 327
سیالکوٹ
115, 119, 220, 227,
229, 230, 251, 252,

255, 256, 258, 259,
266, 288, 291,294

سیتاپور 16

سیٹا 371

سیرالیون 35, 36, 45, 48,
49, 55, 101, 258,
280, 286, 332-340,
350, 353, 373, 374

سیری کولیا 337, 338

سیلون 45, 170

سیمبے ہون 339

سینٹ لوئس 305

سینیگال 349, 351

سیول 318

ش۔ص

شاہجہان پور (شاہجہانپور)
5-9, 11-16, 26, 207,
262, 298

شاہدرہ 143, 226

شکاگو 305, 306

شملہ 295

شیبویا 318

شیخوپورہ 64,
113, 115, 226, 234,
248, 249, 285, 286

شیموگہ 284

صالح نگر 298

ع۔غ

عدن 45

عراق 48, 285, 331

غازی آباد 205

غوث گڑھ 266, 268

ف

فارس 177

فتح پور 265, 298

فجی 45, 327, 344, 346

فرافینی 349

فرانس 78, 96, 355

فرانکفورٹ،فرینکفرٹ(فرینکفورٹ)
98, 190, 319-324, 365

فری ٹاؤن 281,
335, 337, 338, 339

فلایا 338

فلپائن 45

فلسطین 45, 113,
125-128, 259, 314

فن لینڈ 95

فیروزپور
4, 171, 239, 261

فیصل آباد
31, 79, 80, 89, 113,
115, 148, 149, 171,
178, 183, 208, 215,
223, 234, 257, 259,
275, 285, 286, 294

ق

قادیان
1, 3, 14, 19, 33,
169, 170, 172, 200,
204, 212, 214, 216,
228, 283, 286, 287,
292-294, 295, 297

قاہرہ 97

قرطبہ 291

قصور 143

قیلبوک 359

ک

کالی کٹ کیرالہ
285, 288, 290

کانگڑہ 263
کانوسٹیٹ 361
کاہنووان 216
کبابیر 48
کبالا 337,339
کپورتھلہ 8,16
کٹھرا 15
کراچی 31, 52 75, 76, 79, 80, 86, 87, 100, 103, 104, 105, 106, 107, 109, 111, 112, 114, 122, 123, 140, 178, 182, 183, 189, 211, 224, 248, 249, 263, 286, 369
کرن اسٹیٹ 314
کرونڈی 105,107
کریام 208, 234, 239
کڑی افغاناں 216, 275
کشمیر 1, 88, 116, 170, 292, 296
کلڈنہ 88, 89, 99
کلکتہ 12, 103, 233, 242, 298
کلیولینڈ 251, 306, 307
کماس 143
کماسی 341
کمال ڈیرہ 272
کمبالا 338
کمبیلی 338
کمپالا (کمپالہ) 55, 263, 367, 368, 371
کنڈے بابا 338
کوالالمپور 252, 286
کوپن ہیگن 83, 96, 98, 327
کوتا کینابالو (جیسلٹن) 358, 359
کوٹ عبدالمالک 147, 226
کوٹ قاضی 101
کوٹری 107
کوٹلہ فیل بانہ 264
کوچیغ سراواق 252
کورنگی 106
کولمبس 307
کونچ 298
کوئٹہ 52, 64, 113, 116, 171 242, 263, 285
کوئنا ڈوگو 339
کویت 45, 174
کہاما 315
کھارا 230, 231
کھاریاں 282
کھیرپڑ 143
کیپ ماؤنٹ 353
کیرالہ 1,170, 285, 288, 289, 290
کیمبلپور (کیمل پور) 89, 116,117
کینما 339
کینیا 45, 46, 346, 347, 348, 367
کینیڈا 26, 45, 174, 202, 250, 267, 268

گ

گجرات 197, 198, 209, 241, 244, 265, 269
گکھڑمنڈی 218
گلاسگو 308, 311, 314
گنڈاسنگھ 4
گنڈاما 339
گوبیر 139,140
گوجرانوالہ 115, 218, 234, 235, 237,

244, 282, 285, 302
گوجرخان 89
گوجرہ 286
گوڈو 140
گورداسپور 33, 207, 208, 212, 225, 226, 237, 238, 239, 257, 258, 259
گوکھووال 223, 286
گولیکی 198, 201, 222
گومووا سرکٹ 340
گوئٹے برگ 327
گوئی 273
گھانا 45, 46, 48, 49, 55, 174, 182, 186, 258, 340, 342, 344, 348, 373
گھٹیالیاں 268, 288, 291
گی آنا 45, 351, 352, 353
گیمبیا 45, 46, 48, 55, 282, 296, 348, 349, 350, 351, 373, 374

ل

لارگو 353
لالہ موسیٰ 201, 214
لالیاں 7 9
لائبیریا 45, 353, 373, 374
لائل پور (فیصل آباد) 31, 79, 80, 89, 113, 115, 148, 149, 171, 178, 183, 208, 215, 223, 234, 257, 259, 275, 285, 286, 294
لاہور 9, 11, 16, 17, 18, 20, 24, 31, 54, 60, 62, 87, 88, 89, 90, 91, 104, 105, 111, 113, 115, 119, 120, 121, 140, 141, 143, 145, 146, 147, 148, 162, 167, 198, 208, 217, 218, 219, 220, 221, 222, 224, 229, 235, 236, 253, 259, 270, 272, 294, 302
لبنان 45, 48, 259
لٹوکا 344
لدھیانہ 225
لدے کے نیویں 143
لکھنؤ 13, 98, 190, 222, 242, 298
للیانی 143
لمباسہ 346
لندن (لنڈن) 3, 174, 183, 195, 232, 245, 248, 249, 308-314, 354, 367, 379, 380
لنسر 337, 338
لودھی ننگل 257
لیاقت آباد 31
لیبیا 325
لیڈز 308
لیگوس 244, 245, 359, 360, 361, 362

م

مابوگینی 315
ماترو 339
مارو 346

ماریشس 45, 48, 49, 55, 129, 353-357, 373
مان کسم 340
مایامے 315
مدراس 1, 222
مدینہ 112, 125-128, 245, 303, 327
مدینہ (گجرات) 244
مراٹا (Marata) 139
مرادآباد 8, 15
مراڑہ 115
مراکش (مراکو) 124, 125, 260, 320, 363
مردان 279
مری 87, 89, 90, 99
مساکا 371
مسانوو 371
مسایا 338
مسقط 45
مسکرا 298
مسی ساگا 268
مشی گن 304
مصر 38, 48, 85, 133, 367

مظفر آباد 89
مظفر پور 156, 157, 171
مظفر گڑھ 252
مکویونی 315
مکہ 112, 127, 128, 245, 327, 364
مکھریا 298
مکیریاں 263
مکینی 338
مگھیانہ (جھنگ) 248, 286
ملائیشیا 45, 206, 207, 260, 327, 357, 359
ملایا 46, 255
ملتان 245, 247, 248, 249, 261
ملکوال 214
ملیانوالہ 258, 259
ملیر 106
ممباسہ 348
منڈراں والی 261
منگولہ 251
مودہا 298
موروگورو 315, 316
موشی 315

مونگو 338
مونگھیر 11
میانی گھوگھیاٹ 211-214, 263
میر پور خاص 107
میرٹھ 164, 298
میری لینڈ 306
میسور 1,170,193, 284
مِصرا 351

ن

نابھ سٹیٹ 263
نارتھمپٹن 313
نارووال 251,285
ناروے 83
ناگا پھل 7
ناندی 344, 346
نائیجیریا 45, 46, 55, 136, 138, 139, 174, 182, 186, 244, 245, 255, 264, 331, 338, 353, 359-362
نجران 303
نسووالی سوہل خورد 269

نگرپارکر 179, 302
نواب شاہ 107, 272
نواں شہر 237, 239
نیروبی 197, 198, 230, 346, 348, 369
نیوایمسٹرڈیم 353
نیوزی لینڈ 345
نیویارک 305, 306

و

وارسا 95
واشنگٹن 304-307
واکیگن 304
وانڈزورتھ 310
وڑالہ 338
وزیرآباد 294
وہاڑی 195
وہلی 251
ویمبلڈن 314

ہ

ہالینڈ 45, 56, 174, 246, 303, 322, 350, 364-366
ہانڈو 143
ہانگ کانگ 45
ہائیڈل برگ 331
ہجکہ 262
ہڈپارہ 143
ہڈرزفیلڈ 308, 309, 310
ہرچووال 292
ہرگوبند پورہ 292
ہری پور 26
ہزارہ 26
ہلسنکی 96
ہمبرگ 320, 324
ہمسولہ 270
ہمیر پور 297
ہند۔ہندوستان (بھارت۔انڈیا) 1, 2, 5, 12, 33, 34, 55, 103, 113, 115-118, 120, 126, 156, 169, 171, 174, 210, 224, 239, 251, 283,284, 287, 288, 297, 304, 323, 329, 354, 355
ہوشیار پور 216, 263
ہیگ 182, 320, 323, 363, 364, 365

ی

یابووالا جھنگ 209
یادگیر 103, 298
یروشلم 296
یورپ 56, 96, 97, 179, 223, 250, 266, 313, 323, 365, 371
یوگنڈا 45, 46, 48, 244, 286, 367-372, 373
یوگوسلاویہ 72, 81, 82, 85, 86, 179, 250

English

Banana Hill 347
Bethesda 306
Breskens 364
Dordrecht 364
Koinadugu 337, 339
Levuma 337
Ukerewe 315
Vourchoten 365
Wassenaar 365

کتابیات

آ

آل پارٹیز کانفرنس کا پروگرام 229

آنحضرت ﷺ بائبل میں 370

آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ 370

آئینہ کمالات اسلام 8,9

ا

اثناعشرہ 26

احرار احمدی تنازع کے متعلق میاں ممتاز محمد دولتانہ صدر صوبہ مسلم لیگ کی تقریر 230

احقاق الحق نمبر۲ 26

احمدی جنتری قادیان 275

احمدیت کا فدائی، انسانیت کا خادم 382

احمدیت کا مستقبل 358

احمدیت مشرق بعید میں 358

احمدیت یعنی حقیقی اسلام 327

احمدیہ موومنٹ 326

اردو زبان میں ترجمہ ومختصر مطالب موسوم بہ حسن بیان 163

ازالۂ اوہام 8,33

ازالۂ شر 230

اسپرانٹو، رسالہ 97

اسلام ان افریقہ 358

اسلام اور ڈیما کریسی 358

اسلام اور کمیونزم 358

اسلام آن دی مارچ 358

اسلام ڈنمارک میں 326

اسلام کا اقتصادی نظام 325, 354, 358

اسلام کا اقتصادی نظام (عربی) 47,57

اسلام کی دوسری کتاب 27

اسلام کیا ہے؟ 358

اسلام موجودہ زمانہ کا علاج 354

اسلام میں اختلافات کا آغاز 41

اسلامک کلچر، رسالہ 32

اسلامی اصول کی فلاسفی 303, 325, 369

اسلامی اصول کی فلاسفی (ترکی) 47, 58

اسلامی اصول کی فلاسفی (جرمن) 260

اسلامی اصول کی فلاسفی (چینی) 327

اسلامی اصول کی فلاسفی (سواحیلی) 47, 58

اسلامی اصول کی فلاسفی (گورمکھی) 157

اسلامی تعلیمات انسان کے اخلاق پر 358

اسماء الانبیاء فی القرآن 61, 73

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء 380

اصحاب احمد جلد چہارم 225

اصحاب احمد جلد دہم 275

اظہار الحق نمبر۱ 26

افریقن کریسنٹ، اخبار 339

الاسلام، ماہنامہ۔ڈچ 366

البدر 161, 164, 187, 235, 247

الحق نمبر۳ 26

السٹریٹڈ ویکلی 370

الفرقان، رسالہ 19, 27, 164, 192,

210, 228, 277, 310,
379, 382, 383
الفضل انٹرنیشنل 279
المصابیح 176, 192, 193
امام الزمان علیہ السلام اور خلفائے
احمدیت لاہور میں، مجلّہ 192
امروز، روزنامہ 50, 115, 119,
189, 191, 287, 378
امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ
354
امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ
(ترکی زبان) 47, 57
انجام آتھم 7, 277
انصاراللہ، رسالہ 275, 381
اولین عیسائیوں نے اسلام کیوں
قبول کیا 358
ایاز محمود جلد چہارم 375
ایڈیٹر صاحب اعتصام کا مشورہ اور
ہماری گذارش 230
ایسٹ افریقن ٹائمز، اخبار
347,358
ایک عیسائی کے تین سوال اور ان
کے جوابات (انگریزی)
47, 58
ایک غلطی کا ازالہ 27
این آؤٹ لائن آف اسلام 361

ب

بائبل 33. 98, 303, 318,
319, 321, 324, 337,
338, 354, 364, 369
بخاری کتاب الایمان 380
بدر، حضرت بابا نانک نمبر 161
براہین احمدیہ 33
براہین احمدیہ حصہ سوم 378
برکات الدعاء 41
بشارات رحمانیہ 278
بنی نوع انسان کو خالص توحید کی
دعوت 229

پ

پریچنگ آف اسلام 358
پلین ڈیلر، اخبار 307
پنجاب وچ جنت 292
پیام مشرق، رسالہ
18, 19, 27, 188
پیغام صلح 166, 228, 229
پیغام صلح (انگریزی) 47, 57

ت

تابعین اصحاب احمد جلد ہشتم
277
تاریخ احمدیت 18
تاریخ احمدیت جلد دوم
11, 187
تاریخ احمدیت جلد سوم 205
تاریخ احمدیت جلد چہارم 13
تاریخ احمدیت جلد پنجم
14, 275, 279
تاریخ احمدیت جلد دہم 375
تاریخ احمدیت جلد ہشتم
188, 380
تاریخ احمدیت جلد ہشتم، ضمیمہ
275, 276
تاریخ احمدیت سرحد 279
تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم 274
تحریک جدید کے پانچ ہزاری
مجاہدین 16, 275, 278
تحریک جدید، رسالہ 82,190,
192, 277, 335, 379,
380, 381, 382, 383
تحفۃ الملوک 209
تحقیق حق 229
تذکرہ 190,191
ترجمہ قرآن بین السطور 163
تزک جہانگیری 292

تشحیذ الاذہان 190, 378
تعلیم الاسلام، رسالہ 163
تفسیر القرآن انگریزی 46,57
تفسیر القرآن، رسالہ 163
تفسیر بیان القرآن 163
تفسیر سروری مع ترجمہ 163
تفسیر سورۃ جمعہ 165
تفسیر سورۃ العصر و فاتحہ 164
تفسیر سورۃ کہف 164
تفسیر کبیر 145,
163, 164, 209, 364
تفسیر سورۃ فاتحہ 145, 375
تفسیر صغیر 101, 145,
163, 191, 209, 340
دعوۃ الامیر، تلخیص (انگریزی) 47

ٹ

ٹاگس انسٹائیگر Tages
Anzeiger، اخبار 328
ٹروتھ، اخبار 255
ٹریکٹ منجانب جماعت احمدیہ
شاہجہانپور 26
ٹیچنگز آف اسلام 358

ج

جماعت احمدیہ کے عقائد 230
جنگ، روزنامہ 121, 191

چ

چشمہ مسیحی 358
چشمہ معرفت 193
چوہدری محمد حسین 246

ح

حج بیت اللہ 375
حضرت محمد ﷺ از روئے بائبل
354
حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
145
حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے
دعویٰ کی حقیقت 230
حضرت مسیح علیہ السلام کہاں فوت
ہوئے؟ 358
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
کتب کا اجمالی تعارف 375
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
ڈائری 219
حقیقۃ الوحی 11, 274
حمائل شریف مترجم مع حواشی
163
حیات بشیر 19, 188
حیات حضرت مختار 28
حیات نور 18

خ

خاتم ولایت اور اس کی بہن 230
خالد، ماہنامہ 27, 28, 129
187, 188, 189, 192, 378
ختم نبوت کا منکر کون 230
خزینۃ العرفان 165
خطبات ناصر (عیدین و نکاح)
59, 379
خطبات نور
218, 220, 221
خطبات نور حصہ اول 276
خطبہ الہامیہ (عربی) 47,57
خطبہ تقسیم اسناد تعلیم الاسلام کالج
ربوہ 27

د، ڈ، ذ

دافع البلاء 203, 204
درثمین 263
دعاؤں پر ایک کتاب 370
دعوۃ الامیر (ترکی) 47,58
دعوۃ الامیر (عربی) 47, 58
دو خطابات 358

دھوکہ کون دے رہا ہے 229
دی سنڈے کرانیکل، اخبار 351
ڈان 121
ڈی ویلٹ، روزنامہ 323
ڈیلی گرافک، اخبار
341, 342, 351
ڈیلی مرر، اخبار 309
ڈیلی میل، اخبار 336
ڈیلی نیشن، اخبار 369
ذکر حبیب 3

ر

رپورٹ سالانہ ۱۹۳۵ء 277
رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۲ء
188
رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء
188
رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء
188
رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء
276
رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۹ء
189
رجسٹر بیعت اولیٰ 7
رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۷
274, 276
رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۸ 276
رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۱۳
187, 274, 275
رجسٹر روایات صحابہ ۱۴ 275
رسومات کے متعلق اسلامی تعلیم
376
رگ وید 12
روحانی خزائن جلد ۱۱ 277
روحانی خزائن جلد ۱۸ 204
روحانی خزائن جلد ۲۲ 274
ریاض ہند، اخبار 380
ریویزن آف ڈسٹرکٹ گزیٹیر 32
ریویو آف ریلیجنز
59, 163, 225, 358

س، ش، ص، ض

سام وید 12
سچائی کا اظہار 8
سمندر اور اس کے عجائبات
61,73
سیارہ ڈائجسٹ، ماہنامہ
162, 192
سیرت وسوانح حضرت حافظ سید
مختار احمد صاحب شاہجہانپوری
187,188
سیرۃ النبی ﷺ 260
شان خاتم الانبیا ﷺ کے چند پہلو
375
شہادت القرآن 41
صدق جدید، لکھنو 98
ضمیمہ انجام آتھم 7, 277

ط

طائفہ امپیا Taifa Empya
، روزنامہ 372, 382

ع، غ

عروج، اخبار 247
علماء شر کی نشانیاں 230
عورتوں کی آزادی کا علمبر دار 358
عہد نامہ جدید 12
عہد نامہ عتیق 12
عیسائیوں اور مسلمانوں کی کشمکش کی
تاریخ 61, 73
غانین ٹائم 341

ف، ق

فاروق، اخبار 27
فتح اسلام 8,33
فتویٰ باز علماء کے ارادے 230

قادیانیوں کے بعد شیعوں کی باری 230
قادیان گائیڈ 230
قادیانی شاعری 18,19,27
قبرمسیح (انگریزی) 345
قرآن مجید مترجم تفسیر اوضح القرآن مسمی بہ تفسیر احمدی 163

ک

کشتی نوح 260
کشمیر کی کہانی 88, 375
کلام محمود 263
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا 230
کیا وہ ہیں جو احرار کہتے ہیں یا جو وہ خود کہتے ہیں 230
کیفیات زندگی 197, 274

گ

گائیڈنس، ماہنامہ 341
گناہ سے کیسے نجات حاصل ہو 358
گورونانک جی مہاراج کا فلسفہ توحید 375
گیمبیا نیوز بلیٹن 349

ل

لائٹ، رسالہ 87,165
لائف آف محمدﷺ 358
لائف آف محمدﷺ (ترکی) 47
لائف آف محمدﷺ (جرمن) 47, 58
لاہور تاریخ احمدیت 276
لاہور، ہفت روزہ 193,380
لی فگارو 96
لی میسیج 353

م

مارننگ پوسٹ، اخبار 359
مجلّہ الجامعہ 27
مجموعہ اشتہارات جلد اول 193
محامد المسیح 27
محمدﷺ بنی نوع انسان کا خیرخواہ 358
مخزن معارف یعنی خلاصہ تفسیر کبیر 164
مدافعت نمبرا عطاء اللہ بخاری صاحب کی اسکیم 229
مرکز احمدیت قادیان 274
مسک العارف 27
مسلم سلاطین ہند کے متعلق اشاعت اسلام کی روایات کا تنقیدی جائزہ 61
مسلم ہیرلڈ 312, 379, 380
مسند احمد بن حنبل 132
مسیح کشمیر میں 358
مسیح ہندوستان میں 326, 345, 358
مسیح ہندوستان میں (عربی) 47, 57, 58
مشرق لاہور، روزنامہ 81
مشرق ومغرب 97
پیام مشرق 18, 19, 27, 188
مصباح 192, 274, 277, 377, 378
معصوم نبی 358
مقدمہ سرکار بنام عطاء اللہ شاہ بخاری اور مسٹر کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کے فیصلہ پر ایک تنقیدی نظر، رسالہ 237
مکالمہ مخاطبہ اولیاء اور ہمارا دین 230
منکرین ہستی باری تعالیٰ کے شکوک کا ازالہ 375

منن الرحمٰن۔انگریزی 368
مواہب الرحمٰن 203
مولانا مودودی کے عقائد میں تبدیلی 229
میراج بیت اللہ 190
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں (اٹالین) 47, 57
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں (سپینش) 47, 57

ن

نظام نو (ترکی) 47, 57
نکات القرآن 164
نوائے وقت، روزنامہ 81, 117, 191, 369
نور 271
نور القرآن 164

و، ہ

واذا الصحف نشرت 188, 276
ورلڈ ہسٹری 367
وہ پھول جو مرجھا گئے 278, 279
ویکن The Vikan، روزنامہ 303
ویمبلڈن برو 310, 314
ہماری تعلیم 260, 326
ہومیو پیتھک علاج 375

ی

یادگار سعید 223
یجروید 12
یوگنڈا آرگس، اخبار 370, 372
یہ بالکل جھوٹ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے مسلمانوں کو گالیاں دیں 229

انگریزی

La Nobla Korano 97, 98
Blacks Medical Dictionary 345
Frankfurter Allgemeine 323
Haagsche Courant 363
High Court Practice and Procedure 375
Neue Presse 324
One Grande Benediction 354
Rundschau 324
Souvenir1969 375
The Gold Coast 381
The Holy Quran 375
The Wonderful Quran 375
Unity 335
Where did Jesus Die? 315
Where did Jesus Die? (سواحیلی) 47, 58,